حسنیٰ---

قلم از ہما وقاص---

مکمل ناول

بچہ مجھے دو ------- ملک انور نے بچے کو دونوں ہاتھوں سے سامنے کھڑی صابرہ سے چھینا تھا---

حویلی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی --- یہ حویلی کے عقب پر بنے چند کمروں میں سے ایک کمرے کے سامنے کا منظر تھا--- جہاں شکن آلودہ ماتھا لیے ملک انور ٹسوے بہاتی

ڈری سہمی صابرہ کے سامنے کھڑے تھے اور اس کے ہاتھ سے ہلکے نیلے رنگ کے کپڑے میں لپٹے اس نومولود کو صابرہ سے چھین کر اب اپنے ہاتھوں میں کر چکے تھے ۔۔۔

ملک صاب بچہ زندہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صابرہ نے خوف زدہ انداز میں پھٹی آنکھوں سے ملک انور کو دیکھا اور روہانسی آواز میں اپنی طرف سے ایسی بات کی آگاہی دی جس سے شائی د اسے لگتا تھا ملک انور انجان ہیں ۔۔۔

ہاں جانتا ہوں یہ زندہ ہے پر شہروزی کو یہ کبھی نہیں پتہ چلنا چاہیے کہ بچہ زندہ تھا ۔۔۔۔۔۔ ملک انور نے دانت پیس کر کھا جانے والی نظروں سے سامنے کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔۔۔

ملک صاب یہ ظلم مت کریں ۔۔۔۔ وہ نکاح نامہ دکھا تو چکی تھی یہ بچہ حرام نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔ صابرہ نے خوف زدہ لہجے میں گھٹی سی آواز میں کہا تھا۔۔۔

وہ دونوں دانت پیستے ہوئے آواز کو اتنا مدھم رکھے ہوئے تھے کہ سرگوشیاں صرف ان کو ہی سنائی دے رہی تھیں ۔۔۔

تو چپ کر بیوقوف عورت ۔۔۔۔ یہ حرام نہیں لیکن اس حرام زادے کا ہی پلا ہے ۔۔۔۔ خبردار اگر شہروزی کو یہ بتایا کہ بچہ زندہ تھا ۔۔۔۔۔۔ ملک انور نے صابرہ کو آنکھیں نکالی تھیں ۔۔۔۔

وہ ایک دم سہم گ ئی تھیں --- کمرے سے شہوزی کی گھٹی گھٹی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں --- وہ ہولے ہولے کراہ رہی تھی --- اس کے ساتھ سسی کی آوازیں تھیں جو اسے ہمت دے رہی تھیں---

ملک صاب ----- بچے کو قتل مت کرنا ---- خدارا--- صابرہ نے تیزی سے موڑتے ہوئے ملک انور کے آگے آ کر ہاتھ جوڑے تھے---

مجھے زیادہ پتہ ہے کیا کرنا ہے --- راستہ چھوڑ میرا ---- --- ملک انور نے ایک ہاتھ میں بچے کو کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے سامنے کھڑی صابرہ کو زور کا دھکا دیا تھا کہ وہ لڑ کھڑاتی ہوئی ایک طرف ہوئی تھی اور ملک انور کی گود میں موجود بچہ رونے لگا تھا----

ملک انور نے عجلت میں بچے کے منہ پر ہاتھ دھرا تھا---

ملک صاب ایسے مت کریں مر جائے گا-- ---- صابرہ کی آنکھیں خوف زدہ تھیں--- آواز چیخ کی طرح برآمد ہوئی تھی ---

ملک انور تیزی سے سامنے کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گئے تھے ----

اور صابرہ دوپٹے کو اپنے منہ پر دھرے کھڑے تھی ---

****

یہ جوتا کیسے سلائی کروں بھایا--- موچی نے حیرانی سے جوتے کو اوپر کر کے دیکھتے ہوئے اپنے ٹپوری سے انداز میں کہا---

لاہور کے خستہ حال علاقے کے خستہ حال بازار میں ایک زمین پر بیٹھے موچی کے پاس وہ اپنی اکلوتی پینٹ شرٹ پر ٹائی سجائے -- بال سلیقے سے بنائے-- پریشان حال کھڑا تھا--

جوتا اتنی خستہ حالت میں تھا پہلے بھی بہت جگہ پر سلائی کے نشان تھے اور اب آگے سے وہ سارا کھلا پڑا تھا حالت بھی چمڑے کی بوسیدہ ہوئی پڑی تھی جس پر سلائی بے کار تھی---

کیوں یہ آگے سے کر دو نہ--- اس نے ماتھے پر ایسے بل ڈال کر کہا جیسے موچی نے کوئی غلط اور ناممکن بات کی ہو---

ارے بھایا اتنا خستہ حال جوتا ہے --- اب اور کتنا گھسیٹو گے اس کو --- موچی نے ناگواری سے خستہ حال جوتے کو دیکھ کر ناک چڑھا کر کہا---

تم سے جتنا کہا کر دو بس--- ماتھے پر سے پسینہ صاف کرتے ہوئے شرمندہ سے لہجے میں کہا---جب کے نظریں ارد گرد سے گزرتے لوگوں کے جوتوں پرمرکوز تھیں---

ہر انداز کے لوگ اور ان کے پیروں میں پڑے ہر طرح کے جوتے -- پر کسی کے جوتے کی حالت اس کے جوتے جیسی تو نہ تھی---

ارے بھایا--- غصہ ناکو کرو--- میں تو اس لیے کہہ رہا ہوں -- یہ میرے پاس کچھ پرانے جوتے کے جوڑے ہیں--- ان میں سے کوئی خرید لو--- تمھارا یہ اگر میں سلائی کر بھی دیتا ہوں تو کوئی فائ‌دہ نہیں ہو گا--- تھوڑے دن بعد یہ پھر سے نکل جائے گا--- موچی نے اپنے پیلے دانتوں کی نمائ‌ش کرتے ہوئے کہا---

کون کون سے جوتے ہیں دکھاؤ تو--- تھوڑی دیر سوچنے کے بعد نعمان نے کان کھجاتے ہوئے کہا---

یہ دیکھو--- اس کو پہن کر دیکھو بابو لگو گے --- موچی تو جیسے خوش ہو گیا تھا

کہاں جا رہے ہو صاب نوکری کی تلاش میں--- موچی نے ہاتھ سے اس کے پیروں میں جوتا پہناتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا---

ہاں--- یہ کتنے کا دو گے--- نعمان نے اس کی بات کا مختصر جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر جوتے پر آگے پیچھے ہو کر نظر دوڑاتے ہوئے اس سے سوال کیا---

تین سو کا بھایا--- موچی نے دانت نکالے--- اور تین انگلیاں کھڑی کی---

تم میرا ہی جوتا تھوڑا سا سلائی کر دو۔۔۔ نعمان نے جلدی سے گھبراہٹ میں جوتا اتارا تھا۔۔۔

کیا ہو بھایا اتنے بھی نہیں کیا۔۔۔ موچی نے خفگی سے دیکھا۔۔۔

تم میرا سر کھانا بند کرو اور جو کہا وہ کر دو۔۔۔ نعمان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔ اور اردگرد نظر دوڑائی۔۔۔

ارے غصہ کاہے کو ہوتا ہے بھایا۔۔۔ ابھی کیے دیتا ہے ۔۔۔ میں۔۔۔ موچی نے اس کی تیوری چڑھی دیکھی تو تھوڑا ڈرا اور جلدی سے جوتا اٹھا کر بڑے بڑے توپے بھرنے لگا۔۔۔

نعمان بے زاری سے کھڑا اس تنگ سے بازار میں آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ آج اگر اس کمپنی کے انٹرویو کے لیے لیٹ ہو گیا تو ۔۔۔ پریشانی سے ٹائی کی ناٹ کو گھومایا ۔۔۔

بھایا۔۔۔ یہ دیکھو۔۔۔ اب یہ آخری دپھہ ہے جی اس کے بعد تو جوتا سلائی ناکو پکڑے سچی بات بول دیو آپ سے میں ۔۔۔ موچی پھر سے اسے خبردار کر رہا تھا ۔۔۔

پالش بھی کر دو ---- نعمان نے اس کی بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے پھر سے جوتے کی طرف اشارہ کیا تھا---

پانچ ماہ تو ہو گئے تھے ایسے دھکے کھاتے ہوئے --- در بدر پھرتے ہوئے ----- صرف ایک چیز کے سکون کے علاوہ باقی سب بے سکونی پریشانی اور غربت تھی --- لیکن اس کو مضبوط بننا تھا--- وہ دل میں پھر سے دوسرے کلمے کا ورد کر رہا تھا---

پاؤں میں مصروف سے انداز میں جوتا پہنتے ہوئے وہ ایک ہاتھ سے جیب سے پیسے نکال رہا تھا--- عبداللہ سے لیا گیا قرض اب بڑھتا جا رہا تھا--- موچی کو پیسے پکڑا کر وہ بہت امید سے واصف ٹیکسٹائل کی طرف رواں دواں تھا---

****

روبن --- تم کو کتنی بار بولا ہم نے ---- تم کو باہر جا کر کھیلنے کا نہیں ہے میری جان --- کرسٹن نے سالن کا باؤل کھانے کے میز پر رکھتے ہوئے خفگی سے سامنے کھڑے روبن کی طرف دیکھا تھا---

وہ ٹاول سے اپنا منہ خشک کر رہا تھا---- چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ ابھی کرکٹ کھیل کر پسینے سے بھرا گھر آیا تھا--- اس کی رنگت سفید تھی اور جب بھی وہ کھیل کود کرتا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا--- ابھی بھی وہ سرخ چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر ہاتھ

روم سے باہر آیا تھا۔۔۔اور اب مصروف انداز میں لاپرواہی کے ساتھ چہرہ اور بازو صاف کر رہا تھا۔۔۔

مام ۔۔۔اب بچہ نہیں میں ۔۔۔مت لگایا کریں پابندی مجھ پر ۔۔۔ روبن نے بچوں جیسی صورت بنا کر کہا تھا۔۔

ٹاول کو ایک طرف رکھ کر وہ کھانے کے میز کے سامنے رکھی کرسی کو کھینچ رہا تھا۔۔۔

ولسم آنے والا ۔۔۔۔۔۔ تو اس کے سامنے مت کیا کرو ایسے ۔۔۔۔۔ کرسٹن نے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔۔

اور اس کے سامنے رکھی پلیٹ میں باؤل سے سالن انڈیلا

ولسم ۔۔۔ ولسم ۔۔۔ مام آج تم مجھے بتاؤ میں انھیں کا بیٹا ہوں کیا۔۔۔۔۔ روبن نے گرے رنگ کی آنکھیں سکیڑ کر کہا۔۔۔۔

کرسٹن کے ہاتھ ایک لمحے کو روکے تھے ۔۔۔

بول ۔۔۔اب تم بھی بول ان سب لوگوں کی طرح ۔۔۔ تجھے بھی اپنے خون کا اپنی ماں کا پہچان نہیں رہا۔۔۔۔ ۔۔۔ کرسٹن نے خفگی بھرے لہجے میں کہتے ہوئے سامنے بیٹھے انیس سالہ روبن ولسم کو دیکھا۔۔۔

وہ بھورے سنہری بالوں --- نیلی آنکھوں اور سفید رنگت رکھنے والا انتہائی خوبصورت لڑکا تھا ---کرسٹن کا رنگ گندمی جبکہ ولسم کا رنگ بہت حد تک سیاہ تھا ---- روبن کو سب یہی کہتے تھے وہ ان کا بچہ نہیں لگتا ہے --- کرسٹن بچپن سے لوگوں کی اسطرح کی باتیں سن سن کر صفائی دیتے دیتے تھک کر اب بس اس بات کو لے کر روہانسی ہو جاتی تھی ---

اے ---- اے---کرسٹن مائی بیوٹیفل لیڈی --- یو آر ناٹ آنلی مائی مام --- یو آر مائی فرینڈ --- روبن ایک دم سے اٹھا تھا اور کرسٹن کی پشت سے اس کے گرد باہیں حائل کیے لاڈ سے گویا ہوا---

اچھا اچھا --- مسکا لگانا بند کر --- اب --- ایگزیم ہونے والا تمھارا جا کر پڑھ --- ولسم پھر بولے گا --- کہ پڑھتا نہیں ہے -------- کرسٹن نے آنسو صاف کیے تھے اور اس کے بازو اپنی گردن کے گرد سے دور کیے تھے---

اوکے --- اوکے --- جاتا ہوں --- کھانا کھا لوں--- روبن نے کھانے کی طرف اشارہ کیا تھا اور پھر جلدی سے کھانا کھانے بیٹھ چکا تھا---

ولسم سٹوین ۔۔۔ ایک مسیح تھا۔۔۔ پڑھا لکھا ہونے کی وجہ سے وہ ایک بنک میں ملازمت کرتا تھا ۔۔۔روبن ولسم اس کا اور کرسٹن کا اکلوتا سہارا تھا ۔۔روبن پڑھائی میں اچھا تھا اور دونوں یہ چاہتے تھے وہ کچھ اچھا بن جائے ۔۔۔۔

****

اٹھ جا اب تیری بھابیاں کب سے لگی ہوئی ہیں ۔۔۔ عفت نے حسن کے اوپر سے چادر کھینچ کر اتاری تھی ۔۔۔

وہ مزے سے ٹھنڈے پانی کی پھوار مارتے ایر کولر کے بلکل آگے چادر کو سر سے پاؤں تک تان کر لیٹی ہوئی تھی ۔۔۔ اس کے سر کی طرف پلنگ پر چند رسالے اور اس کا موبائل فون پڑا تھا ۔۔۔ اس کے پلنگ کے بلکل ساتھ ایک اور پلنگ تھا جس کی چادر سلیقے سے بچھی ہوئی تھی ۔۔۔ دو پلنگ کے علاوہ ایک کپڑوں کی الماری اور باہر کی طرف کھلتے کھڑکی کے ساتھ ایک پرانی سی میز پر ڈھیر سارے رسالے اور ناول کے کتابوں کے اعنبار لگے ہوئے تھے ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

حسنیٰ ---- اٹھ اب ------- عفت نے اس کے ٹس سے مس نہ ہونے پر ایک دفعہ پھر سے اسے پاؤں سے پکڑ کر جھونجوڑ ڈالا تھا ---

اممم --- کیا ہے بھئی --- ڈھنگ سے سونے بھی نہیں دیتا اس گھر میں تو کوئی --- ایک جست میں چادر اچھل کر ایک طرف ہوئی تھی ----

اور اس چادر میں لپٹا نازک سراپا باہر آیا تھا --- سرمئی آنکھیں نیند کے خمار سے تھوڑی سی چھوٹی لگ رہی تھیں چھوٹی سی ناک ناگواری سے اوپر چڑھا رکھی تھی ---- صراحی گردن پر بکھرے بال وہ اس ملگجے کمرے کی بوسیدہ چیزوں میں سے واحد ایک خدا کا شہکار لگ رہی تھی ---

اٹھ --- اتوار کو تو کوئی کام کروا دیا کر ان کے ساتھ --- عفت نے گھور کر اسے سرزنش کیا تھا ---

جو اب ہونٹ بچوں کی طرح باہر نکالے تیوری چڑھا کر بیٹھی ہوئی تھی---

ارے اماں --ویسے تو وہ دونوں پیٹتی رہتی ہیں یہ ہمارا گھر ہے یہ ہمار گھر ہے --- تو اب کام کرتے وقت میں کیوں لگوں ان کے ساتھ -------- بڑی شان بے نیازی سے کمر تک بکھرے بالوں کو فولڈ کیا اور جوڑے کی شکل میں اوپر باندھ دیا --- جوڑا بنتے ہی بال تھوڑے ڈھلک سے گئے تھے---

عفت نے اپنے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔ اس چھوٹے سے گھر میں ایک کمرے سے آوازیں باآسانی دوسرے کمروں تک چلی جاتی تھیں ۔۔۔

اور بات سنیں آپ ۔۔ آپ کیوں اتنا ڈرتی ہیں ان سے بتائی یں مجھے ذرا ۔۔۔۔۔چادر کو ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا اور پلنگ کے پاس پڑی چپل کو اپنے نازک پیروں میں آڑاتی وہ اٹھ گ ئی تھی۔۔۔

میں کوئی ڈرتی ورتی نہیں جب شوہر نہ ہوں اور بیٹوں کے رحم و کرم پر رہنا پڑے تو ایسا ہی ہوتا ہے ۔۔۔ عفت اب اس کی ابھی ابھی خود سے اتاری ہوئی چادر کو تہہ کر رہی تھیں ۔۔۔

اچھا بیٹے آپکے پہلے ہیں وہ اور ان کے شوہر بعد میں ۔۔۔۔۔۔۔ باتھ روم کے پاس جا کر تھوڑی سی کمر کو خم دے کر وہ مڑی تھی اور اپنی ماں کو ناک چڑھا کر کہا

عفت نے بس سر ہی جھٹکا تھا۔۔۔ اور وہ باتھ روم میں اب تیسری بار اپنا چہرہ رگڑ رگڑ کر دھو رہی تھی ۔۔۔۔

چل اب بس کر اٹھ کر حسن کی پڑ گ ئی اب تجھے ۔۔۔۔۔۔۔ عفت نے باتھ روم کے قریب کھڑے ہو کر لتاڑا تھا۔۔۔

اماں میں نہیں جانے کی چولہے کے آگے --- ڈسٹنگ کر دیتی ہوں بس --- --- منہ کو ٹاول سے صاف کرتی وہ بنا دوپٹے تیوری چڑھاتی باہر نکل گ ئی تھی ----

عفت آرا-- ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی خاتون تھیں دو بیٹے اور تین بیٹاں تھیں --- شوہر کو اس جہان فانی سے کوچ کیے پانچ سال ہو چکے تھے --- بختاور اور ماہ رخ کو تو اس کے شوہر اپنی زندگی میں ہی رخصت کر گئے تھے -- عامر سب سے بڑا تھا اس کی شادی کو آٹھ سال اور اس سے چھوٹے حسن کی شادی کو دو سال ہو چکے تھے -- اور سب سے چھوٹی تھی حسنیٰ --- سولہ سال کی عمر میں عافت کا پر کالا--- جتنی حسین اتنی نک چڑھی مغرور -- باپ کی لاڈلی اور سب بہن بھائیوں میں سے چھوٹی تھی--- قصے کہانیوں کی شوقین اور اونچے خواب سجانے اور شہزادے کی آمد کا انتظار کرنے والی لڑکی تھی----

منہ پھٹ--- لحاظ نہ رکھنا--- خود غرضی --- ان سب عادتوں کی مالک وہ تھی حسنیٰ عابد علی ---

****

سر --- آئی یے --------- اس کے کان کے قریب کوئی جھکا تھا اور بڑے معدب سے انداز میں گویا ہوا تھا---

واصف ٹیکسٹال کے ریسپشن کے بلکل سامنے لگے صوفوں میں سے ایک صوفے پر وہ سر کو تھوڑا سا جھکائے کلمے کا ورد کر رہا تھا ---- جب اس کے بلکل پاس آ کر لڑکی نے اس کی انٹرویو کی باری کا بتاتے ہوئے اسے اندر جانے کا کہا تھا ---

اٹھ کر خود پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتا وہ فائی ل کو ہاتھ میں درست کرتا ہوا اٹھا تھا ----دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ اندر آنے کی اجازت طلب کر چکا تھا --- اندر ایک سکوت زدہ سا ماحول تھا --- بہترین آرائی ش و زیبائی ش سے لیس اس کمرے میں تین نفوس موجود تھے --- جن کے آگے شیشے سے بنا خوبصورت بہت بڑا میز مزین تھا ---

جی-------- نعمان کے اجازت طلب کرنے پر تینوں میں سے ایک نفوس نے بڑے مہزب انداز میں کہا تھا ----

یہ پاکستان کی سب سے بڑی ٹیکسٹائی ل کمپنی تھی --- جس کی ایک چھوٹی سی پوسٹ کے لیے وہ انٹرویو دینے آیا تھا ---

تو نعمان --- صرف نعمان ---- کوئی سر نیم نہیں ------ اس کے بلکل سامنے بیٹھے شخص نے حیرت سے ایک نظر نیچے اس کی ڈاکیومنٹس پر اور پھر ایک حیرت بھری نظر اس پر ڈالی تھی ---

نہیں --- میں بچپن سے لاورث ہوں --- سر نیم نہیں----- نہیں ہے میرا --------

نعمان نے کرسی پر اپنی پوزیشن کو درست کرتے ہوئے کہا تھا ----

وہ بہت حد تک خود کو نارمل رکھے ہوئے تھا --- لاہور آنے کے بعد اس کا یہ کوئی بیسواں انٹرویو تھا ---اس کو پتا تھا یہاں بھی اس کے ڈاکیومنٹس میں اسی مس ئی لے پر اس کو ریجیکٹ کر دیا جائے گا --- یہ آخری کوشش تھی اس کے بعد اسے پھر سے کراچی جانا ہی پڑے گا ---اور وہی ہوا تھا جس کا خدشہ تھا وہ تینوں نفوس ایک دوسرے کے ساتھ اب اس کے پیپرز کو دیکھتے ہوئے ایک دوسرے کے کانوں میں باتیں کر رہے تھے ---

یہ کیا ہے --- دیکھیں --- ایسے مشکل ہے تھوڑا --- اپنے سارے ڈاکیومنٹس آپ کو تبدیل کروانے ہوں گے -------- ان تینوں میں سے دائیں طرف بیٹھے شخص نے تھوڑی پر انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تھا --

نعمان کا چہرہ سب کچھ پہلے سے جان لینے کے باوجود زرد ہوا تھا---

پلیز--- میں سب کروا لوں گا پر ابھی آپ مجھے اس پوسٹ کے لیے سلیکٹ کر لیں --- آپ مجھ سے انٹرویو لے کر تسلی کر سکتے ہیں --- نعمان کے اندر کی گھبراہٹ اس کے ہاتھوں کی جنبش اور زبان کی لڑکھڑاہٹ سے صاف واضح تھی ---

مسٹر نعمان ہماری کمپنی کے کچھ ٹرمز اینڈ کنڈیشنز ہیں دیکھیں آپکا معاملہ تھوڑا عجیب ہے --لیکن ہم اس پر غور کریں گے ------ درمیان میں بیٹھے شخص نے معزرت بھرے لہجے میں کہا تھا---

سر پلیز--- مجھے لگتا ہے کہ میرا عمل اتنی اہمیت تو رکھتا ہے کہ آپ لوگ میری اس مس ئی لے میں سپورٹ کریں گے ------- نعمان نے گڑ بڑاتے ہوئے کہا

تینوں آپس میں پھر سے بات کرنا شروع ہو گئے تھے --- ان میں سے ایک نفوس ہونٹ باہر نکالے مسلسل دھیرے سے سر ہلا رہا تھا---

پھر انہوں نے باری باری اس سے چند سوالات کیے تھے جن کی نعمان نے بہترین طریقے سے وضاحت کی تھی ---

نعمان نو ڈاؤ ٹ ایکڈیمک رکارڈ بہت بہترین ہے آپکا--- آپ کال کا انتظار کریے گا------- اس کی فائل بند کرتے ہوئے درمیان میں موجود نفوس نے کہا---

ناو یو کین لیو--------- مسکرا کر اسے کہا گیا تھا---

تھینکیو سر -------- نعمان نے ہونٹ بھینچے تھے اور کرسی سے اٹھا تھا--

مایوسی بھرے قدم اٹھاتا وہ باہر آ گیا تھا --- یہ جاب بھی نہیں ملے گی ---- نعمان نے بے دلی سے سوچتے ہوئے ٹائی کی ناٹ کو گھومایا تھا ---چہرہ تھکا ہوا تھا بوجھل قدم اٹھاتا وہ لفٹ کے بلکل قریب آ گیا تھا --- لفٹ کھلتے ہی سامنے ایک نفیس خاتون کھڑی تھی اس کا چہرہ اس کا لباس سب اس کی نفاست کے گواہ تھے --- نعمان کو دیکھتے ہی وہ ٹھٹھکنے کے انداز میں رکی تھی ----

رکو----------- نعمان جیسے ہی لفٹ کی طرف بڑھا تھا اس خاتون نے چونک کر اسے رکنے کا کہا تھا ---

جی میں -------- نعمان نے حیرت سے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا --- جبکہ نظریں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں اس شہر میں اس کو یوں خود سے مخاطب کرنے والی یہ پہلی خاتون تھی ---

ہمممم تم ------ خاتون نے لب بھینچ کر اس کی بات کی تائید کی ---

وہ بری طرح اس کے چہرے کے خدوخال میں الجھی ہوئی تھی ---

کون ہو---------- بہت دور سے آتی ہوئی آواز نعمان کو سنائی دی تھی ---

اس عورت کی آنکھوں میں حیرت تھی ---- لہجہ عجیب سا انداز لیے ہوئے تھا ---

جی نعمان--- نعمان نیم ہے -------- نعمان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے اس کی حیرت پر حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا

نعمان --- انٹرویو کے لیے آئے تھے -------- وہ عورت اسی عجیب الجھے سے لہجے میں گویا ہوئی تھی ---

جی----------- نعمان نے ہنوز اسی انداز میں جواب دیا تھا جبکہ سامنے کھڑی وہ خاتون اوپر سے نیچے اسے تاسف اور حیرت سے دیکھنے میں مصروف تھی ---

اچھا---------- کھوئے سے انداز میں اس عورت نے کہا تھا---

اس کے بدن سے اٹھتی مہنگے کلون کی مہک نعمان کو چند قدم کے فاصلے پر بھی حصار میں لیے ہوئے تھی ---

سنو--- گیو می یور ڈاکیومنٹس---------- ایک دم سے اس عورت نے نعمان کے ہاتھ میں پکڑی فائل کی طرف اشارہ کیا تھا---

جی---- ----- نعمان نے حیرت سے ایک نظر فائل پر اور ایک نظر سامنے کھڑی اس نفیس خاتون پر ڈالی تھی ---

آئی ایم مسز واصف ----------- بہت نرمی سے عورت نے کہا تھا--

نعمان اس کی بات پر ایک دم سے گڑ بڑا گیا تھا۔۔۔ فورا ہاتھ میں پکڑی اس فائی ل کو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا چکا تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔اوہ۔۔ میم ۔۔ آئی ریلی نیڈ دس جاب ۔۔۔۔ میم ۔۔ پلیز۔۔۔۔۔۔۔ نعمان نے التجائی انداز میں لڑ کھڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

جبکہ وہ اس کی فائی ل کو ہاتھ میں تھامے ابھی بھی اسے اسی حالت میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

پھر ایک دم سے وہ مڑی تھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہ آفس کی طرف بڑھ رہی تھی ۔۔۔ جیسے ہی وہ مین ھال میں داخل ہوئی تھی تو بجلی کی سی تیزی سے وہاں موجود لوگ اپنی اپنی نشست اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔۔۔

نعمان حیران سا ہوتا ہوا کچھ دیر وہاں کھڑا رہا تھا پھر وہ لفٹ کا بٹن دبا چکا تھا۔۔۔

بات سن اس کے منہ مت لگ سالا۔۔۔ غیر مسلم۔۔۔۔۔۔۔۔ لڑکے نے دوسرے لڑکے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر زمین پر تھوک پھینکا تھا۔۔۔

ناگواری بھری نظریں وہ سامنے سرخ چہرہ لیے روبن پر ڈالے کھڑا تھا ۔۔۔ وہ ایک کھلی پکی سڑک پر کھڑے تھے ۔۔۔ سڑک کے دائی یں طرف گھروں کی کی قطار اور بائی یں طرف

ایک بنجر پارک تھا جس میں کوڑے کے بے جا ڈھیر لگے ہوئے تھے --- یہ کراچی کا متوسط طبقے کا رہائشی علاقہ تھا جہاں پر زیادہ مسیح ایک ساتھ گھر بنا کر بیٹھے ہوئے تھے---

روبن کے پاؤں کے پاس بلا اور وکٹ گری پڑی تھیں ---وہ روز اس گلی میں کرکٹ کھیلتے تھے اور اکثر ان کی کمیونٹی کے لڑکوں کی چند مسلم لڑکوں سے جھڑپ ہو جایا کرتی تھی آج بھی یہی ہوا تھا---

اس کے سالا بولنے پر روبن نے ایک جھٹکے سے اپنا کندھا پاس کھڑے منب سے چھوڑوایا تھا---

او--- ابے----- بات سن ------کس کو بولا سالا ------- روبن نے ایک جھٹکے سے سامنے کھڑے لڑکے کو اس کے گریبان سے پکڑا تھا---اور اتنی زور کا جھٹکا دیا تھا کہ وہ ہل گیا تھا--- روبن کے بازو کی رگیں پھول چکی تھیں ---- جبڑے اتنی سختی سے بند کیے ہوئے تھے کہ چہرے پر جبڑے واضح ہونے لگے تھے ----- ماتھا اتنا شکن آلودہ تھا کہ گرے آنکھیں سکڑ کر بھنوں میں گم ہو رہی تھیں ---

تجھے بولا----- غلط --- بے ایمانی کرتا -- غیر مسلم --- کرسچن سالا---------- ساتھ کھڑے لڑکے نے اب اپنے ساتھی کا گریبان چھوڑوانے کے لیے اسی کے فقرے زہر کی طرح لگلے تھے ---

کس کو بولا سالا -----میرے کو -------- روبن اب اسے چھوڑ کر دوسرے لڑکے پر جھپٹ پڑا تھا جس لڑکے کو چھوڑا تھا وہ ایسے جھٹکے سے چھوڑا کہ وہ لڑھکتا ہوا ایک طرف جا گرا تھا--- اب وہ دوسرے لڑکے کے چہرے پر گھونسے اور مکے جڑ رہا تھا---

روبن --- روبن---- چھوڑ نہ یار --- روبن ------ منب اس کو غصے میں دیکھ کر ڈر گیا تھا اور پچھلے سال کی خطرناک جھڑپ یاد آئی تھی جس میں اس نے ایک لڑکے کا سر پھاڑ ڈالا تھا بلے سے --- اور آج بھی اسکا غصے سے وہی حال تھا----

یہ سالا -- مسلم لوگ سمجھتا سارا پاکستان ان لوگوں کا ہے ------- روبن نے آنکھیں نکال کر منب کو کہا تھا اور اس کے روکنے کے لیے رکھے ہوئے ہاتھ کو زور کر جھٹکا دیا تھا---

ہاں ہے ہم لوگوں کا ہے ---- یہ مسلمان لوگاں کے لیے بنایا ہمارے قائدنے --- تم لوگ مٹھی بھر ہو ادھر ------ سامنے کھڑے لڑکے نے خون سے بھرا تھوک پھینکا تھا --

رک تجھے میں بتاتا ہوں کون زیادہ طاقت ور ہے ---- روبن اپنے آپے سے باہر ہو چکا تھا اور پھر وہ اس لڑکے سے بری طرح گو تھم گوتھا ہو چکا تھا---

روبن --- مر جائے گا یہ----- روبن بس کر ---- ---- منب اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے اسے روک رہا تھا---

روبن ---- ---- منب نے ایک جھٹکے سے روبن کو دبوچ کر پیچھے کیا تھا--

اس کو آج مارنے کا مجھے ---- ختم کر دوں گا اس کو --------- روبن چھوٹ رہا تھا منب اسے اپنے دونوں بازوؤں سے پیچھے سے جکڑے ہوا تھا---

جیسے ہی منب نے اسے پیچھے سے پکڑا تھا وہ دونوں لڑکے بھاگ گئے تھے انھیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس سے بہت مار کھا لیں گے لیکن اس کا کچھ نہیں بگاڑ پائیں گے ---

منب اسے زبردستی گھر کی طرف لے گیا تھا---

تجھ کو اتنا غصہ نہیں کرنے کا بولا میں نے ہمیشہ ---- تمہیں پتہ ہے یہ بات -------- کرسٹن نے اس کے ماتھے کے زخم کو روئی سے صاف کرتے ہوئے کہا تھا---

وہ کھانے کے میز کی کرسی کو گھوما کر بیٹھا تھا اور کرسٹن پریشان حال پاس کھڑی اس کے ماتھے کے زخم کو صاف کر رہی تھی

مام ---- مجھے برا لگتا جب مزہب پر بات کرتا وہ بہت برداشت کیا میں پر اب بس ہاں --- دانت توڑ دیے میں نے سالے کے --- روبن کو ویسے بھی مسلمانوں سے بہت نفرت تھی ---

بچپن سے ہی وہ یہ اقلیت پن محسوس کرتا ہوا آیا تھا--- سکول میں کالج میں لڑکے ان کے گلاس میں پانی نہیں پیتے تھے --- اس کے اور منب کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے نہیں تھے --- جبکہ اس نے ہمیشہ سے یہی پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلے کتاب سے کھانا پینا جائی ز کیا ہے ---

وہ اپنی کلاس کے تین بچوں میں سے وہ واحد مسیح بچہ تھا جس نے اسلامیات کے مضمون کو بدلہ نہیں تھا اس نے میٹرک اور اب آئی۔ سی۔ ایس میں بھی وہ اسلامیات ہی پڑھتا تھا --- وہ بہت اچھا نعت خواں تھا اسے نعت پڑھنا اچھا لگتا تھا --- لڑکے اس بات پر بھی اسے بہت سناتے تھے کہ وہ ایک کرسچن ہے وہ ہمارے نبی کی شان کو کیوں بیان کرتا ہے --- لیکن اس کی آواز چونکہ اچھی تھی تو استاد اسمبلی میں اس سے نعت کی فرمائی ش کر دیا کرتے تھے --- لیکن جب تک وہ کالج پہنچا تو اسے مسلمانوں سے نفرت

ہونے لگی تھی اس نے نعت پڑھنا چھوڑ دیا تھا--- وہ ایک بہت ہی حسین بچہ تھا---
وہ مغربی حسن رکھتا تھا--- بھورے سنہری سے بال گہرے جاذب نظر آنکھیں --- گلابی
سے ہونٹ اور گوری رنگت --- کرسٹن اور ولسم دونوں گہرے سانولے تھے --- اس لیے
لوگ اسے کہتے تھے وہ ان کا بچہ نہیں ہے --- ایک دو دفعہ اسے شک گزرا تھا اور اس
نے ان کے بہت سے ڈاکیومنٹس چھان مارے تھے -- کہ اگر ولسم اور کرسٹن نے اسے
کسی یتیم خانے سے لیا ہو گا تو کچھ تو ہو گا ان کے پاس ---- پر اسے کبھی کچھ نہیں
ملا اور پھر اس کے پیدا ہوتے کے دن کی بھی تمام تصاویر تھیں اس کی ھاسپٹل کے
بستر پر وہ کرسٹن کی گود میں تھا--- جب وہ پیدا ہوا تھا--- یہ سب باتیں اس بات کو
جھٹلا دیتی تھیں کہ وہ ان کا بچہ نہیں بلکہ لے پالک ہے ----

روبن---- پلیز--- مجھ کو ڈر ہے اس لڑکے کے ابا جی ولسم کے آنے پر آئیں گے
یہاں -------- کرسٹن کو اب فکر ہو رہی تھی کہ ولسم کے آنے پر آج پھر کوئی
شکائیت آئے گی اور پھر سے ولسم اور روبن کی بہت بری طرح جھڑپ ہو گی ---

ارے ---- گاڈ---- بہت بڑا تماشا ہو جائیگا آج پھر سے ------ کرسٹن نے
ماتھے پر زور سے ہاتھ مارا تھا اور کھانے کے میز کی کرسی کو کھینچ کر بیٹھ گئی تھی ---

مام ---- مجھے اب کوئی ڈر نہیں ولسم کا ------- روبن نے تنک کر کہا تھا---

شرم کر تمھارا ڈیڈی ہے وہ نام لیتا صرف ------- کرسٹن نے ہر دفعہ کی طرح جھاڑا تھا ---

ولسم شروع سے ہی بہت سختی برتنے والا باپ تھا --- وہ بہت سنجیدہ مزاج تھا بچپن سے ہی وہ روبن پر بہت سختی کرتا تھا --- لیکن اس سختی کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ روبن اس سے دور ہوتا چلا گیا تھا ---

کرسٹن کو وہیں پریشان حال چھوڑ کر وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا ---

****

نہیں ملی --- جاب --- ---- نعمان نے سر سے ٹوپی اتار کر جیب میں رکھی تھی ---

وہ مغرب کی نماز کے بعد عبداللہ کے ساتھ مسجد سے باہر نکلا تھا ---

ہمم پریشان نہ ہو --- گھر جا وہ انتظار کر رہی ہو گی ------ عبداللہ نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر لب بھینچے تھے ---

وہ نعمان کا حوصلہ نہیں ٹوٹنے دینا چاہتا تھا --- یہی وہ گھڑی تھی جب اسے ایک اچھے مسلمان ہونے کا ثبوت دے کر نعمان کو اس کے فیصلے پر پچھتانے نہیں دینا تھا ---

عبداللہ بہت فکر ہو رہی مجھے --- نوکری نہ ملی تو گھر کا کرایہ کیسے دوں گا ---- نعمان نے پریشانی سے بالوں کو جکڑ کر پیچھے کیا تھا ---

اس نے پانچ دن سے شیو نہیں بنائی تھی اور اب وہ ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا ہلکی سی شیو بڑھا کر رکھنا چاہتا تھا ---

اللہ پر بھروسہ رکھ --- تمہیں پتہ ہے یہ ساری مشکلات ابھی شیطان لا رہا ہے تجھ پر ---- لیکن تم نے یہ قدم چاہے کسی مجبوری سے اٹھایا تھا لیکن اٹھایا سچے دل سے ہے ------- عبداللہ نے مسکرا کر دیکھا اور گلی کی نکڑ پر موجود چھوٹے سے ہوٹل کے پاس اپنے قدم روک لیے تھے ---

قرآن پاک کی کلاس لی تھی آج -------- ہوٹل والے کو روٹی لگانے کا اشارہ کرنے کے بعد وہ پھر سے نعمان کی طرف متوجہ ہوا تھا ---

ہاں لی تھی---------- نعمان نے گہری ٹھنڈی سانس خارج کی تھی ---

عبداللہ آج پھر اسے روٹی لے کر دے رہا تھا --- دوپہر کو اس کے لیے بھی یقیناً کھانا دے آیا ہو گا --- عبداللہ کی وجہ سے اس کی فکر بھی نہیں ہوتی تھی اسے کہ اگر اسے سارا سارا دن نوکری کی تلاش میں بھٹکنا پڑتا ہے تو وہ گھر میں اکیلی کس حال میں ہو گی

---اس کے گھر والوں میں سے کوئی نہیں آیا تھا نکاح کے دن کے بعد سے ایک ہی شہر میں رہنے کے باوجود وہ اس سے بلکل لاتعلق ہو چکے تھے ---

اس سے بات ہوئی کوئی --- عبداللہ نے روٹی اور سالن کا شاپر نعمان کی طرف بڑھایا

نہیں وہ کوئی بات نہیں کرتی مجھ سے بس خاموش رہتی ہے ---- اور میری ہمت نہیں ہوتی میں اس سے کوئی بات کروں --- نعمان نے سر تھوڑا سا نیچے جھکایا تھا --- اور شرمندگی سے کھانا پکڑا تھا --- اس نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور اب بھوک سے برا حال تھا اور یقیناً وہ بھی گھر میں بھوکی بیٹھی ہو گی دوپہر سے ---

سب ٹھیک ہو جائے گا -------- عبداللہ نے پھر سے کندھے کو تھپک کر اس کا حوصلہ بڑھایا تھا ---

اس پوری دنیا میں اب اس کے سوا اس کا کوئی اور تھا بھی نہیں لیکن کتنا عجیب تھا سب --- ایک ہفتے پہلے اس نے ایسا کچھ بھی نہیں سوچا تھا اور آج وہ ایک عدد لڑکی کا شوہر تھا جس نے اس کی زندگی کا رخ ہی بدل ڈالا تھا وہ کیا سے کیا ہو گیا تھا اس کی وجہ سے اور وہ اس سب سے انجان تھی ---

ہمم---- ---- نعمان نے مدھم سی آواز میں کہا تھا

2

اچھا جا اب روٹی ٹھنڈی ہو رہی ہے --- بھابھی انتظار کر رہی ہو گی --- عبد اللہ نے اسے گم سم کھڑے دیکھ کر کہا ---

عبداللہ کی مسکراہٹ اور اس کی باتیں اس کا حوصلہ بڑھا دیتی تھیں ایک ہفتے میں ہی وہ اس کے کتنا قریب آ گیا تھا ---

جا رہا ہوں --- ---- دھیرے سے کہتا ہوا وہ اس چھوٹے سے گھر کی طرف رواں دواں تھا جو عبداللہ کی ہی مرہون منت اسے ملا تھا نہیں تو وہ حسنیٰ کو لے کر کہاں در در بھٹکتا پھرتا ----

****

حسنیٰ ---- یہ حبا کے لیے لائے تھے عامر --- --- شزا دھاڑ سے دروازے کا پٹ دیوار میں مارتی کمرے میں آئی تھی

اور اب حسنیٰ کے سر پر کھڑی تھی ---جو ان سلے جوڑے کے کپڑے کو کھول کر لا پرواہی سے دیکھ رہی تھی--شنزا کے اس طرح سر پر آ کر چیخنے پر اس نے ایک پر سکون نظر اس پر ڈالی تھی---

تو کیا ہوا بھابھی --- میں بھائی سے کہہ دوں گی دیکھیں نہ اب میری سکول میں لاسٹ پارٹی ہے--- حسنیٰ نے لاپرواہی سے کہا--- اور ایک نظر نا سمجھی کی حالت میں گھوری ڈالتی عفت پر ڈالی تھی---

اور کندھے اچکائے --- وہی مخصوص انداز بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا اونچی قمیض کے نیچے گھیرے دار شلوار --- بنا دوپٹے کے چست جسم کے خدو خال واضح کرتا قمیض ---- سفید ہاتھ جس کے بڑھے ہوئے ناخن اور ان پر سرخ رنگ کی نیل پالش مزین تھی ---وہ بلا کی حسین تھی اور اپنے آپ کو فیشن سے لیس رکھ کر وہ اپنے حسن کو چار چاند لگائے رکھی تھی ---

شنزا ---عامر کی بیوی تھی اور حبا انکی بڑی بیٹی تھی عامر کل اس کے لیے ایک بہت خوبصورت لان کا جوڑا لایا تھا-- جو وہ غلطی سے اپنی پھپو یعنی حسنیٰ کو دکھا بیٹھی تھی --- حسنیٰ کی تو آنکھیں چمک گ ئی تھیں وہ جو کب سے بیٹھی یہ سوچ رہی تھی کہ وہ کل کی پارٹی پر اپنا کونسا پرانا جوڑا پہنے ایک دم سے خوش ہو گ ئی تھی --اور حبا سے وہ

پچکارتے ہوئے جوڑا لے آئی تھی لیکن جب حبا نے شنزا کو بتایا تھا اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گ ئی تھی ---

لیکن یہ بات غلط ہے حسنٰی ---- جاؤ دے کر آؤ حبا کا جوڑا ہے----- عفت نے جھاڑنے کے انداز میں کہا تھا --

اماں عامر بھائی سے میں بات کر لوں گی وہ شام کو آتے ہوئے لے آئیں گے ایک اور حبا کے لیے بھی--------- حسنٰی نے لا پرواہی سے کہتے ہوئے کندھے اچکائے تھے ---

یہ میں دینے جا رہی ہوں شبانہ کو -------- بڑے انداز میں پلنگ پر پڑے دوپٹے کو اٹھا کر سر پر اوڑھا تھا ۔

شبانہ اس کی دوست ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھی سلائی بھی کرتی تھی --اور ایک دو گھر چھوڑ کر اس کا گھر تھا

اماں دیکھ لیں اب یہ سب آپ نے اور عامر نے ہی سر چڑھا رکھا ہے اس کو اور کچھ نہیں ہے کتنی بد لحاظ ہے نہ کسی بڑے سے بات کرنے کی تمیز نہ کسی چھوٹے کا خیال ------ شنزا اب عفت پر چڑھ دوڑی تھی

کمر پر دونوں ہاتھ رکھے وہ تیز تیز بول رہی تھی حسنیٰ تو ویسے بھی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی اسے اوپر سے وہ آئے دن اس طرح کی حرکتیں کرتی رہتی تھی جس پر شزا کو تپ چڑھتی رہتی تھی ۔۔۔ وہ حسنیٰ سے زیادہ خار اس لیے بھی کھاتی تھی کیونکہ وہ عامر کی بہت لاڈلی تھی اور عابد علی کے گزر جانے کے بعد سے تو عامر نے اسے اور بھی لاڈوں میں رکھا تھا ۔۔ کیونکہ وہ عابد کے گزر جانے کے بعد بیمار رہنے لگی تھی وہ عابد کی بے حد لاڈلی تھی اور اس کے اس طرح گزر جانے کا صدمہ اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا ۔۔

بس کریں بھابھی اب بات کو کیوں اتنا بڑھا رہی ہیں صبح فنکشن ہے اس لیے اٹھا لائی میں حبا کا جوڑا ۔۔۔ نہیں تو میں بھائی کو بول دیتی وہ لا دیتے شام کو مجھے ۔۔۔۔ پر تب تک سلائی نہیں ہو گا نہ ۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ ہنوز پر سکون تھی ۔

تو مہرانی صاحبہ ۔۔۔ آپکے اس فنکشن کا آپ کو پہلے نہیں پتا تھا کیا ۔۔۔ سوئی ہوئی تھی کیا تم ۔۔۔۔۔۔ شزا نے دانت پیس کر کہا تھا ۔۔۔

بولتی رہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے بے نیازی کے انداز میں ہاتھ ہوا میں چلایا اور جوڑے کو شاپر میں ڈالا

اماں میں آتی ہوں شبانہ کی طرف جا رہی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ لاپرواہی سے سر پر ہاتھ دھرے پریشان حال بیٹھی عفت کو کہتی ہوئی باہر نکل گ ئی تھی ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

****

یہ کھانا -------- نعمان نے کھانے کا شاپر حسنیٰ کی طرف بڑھایا تھا--

مجھے بھوک نہیں ہے آپ کھا لیں ------- روکھی سی آواز میں کہا اور سر پر لیے دوپٹے کو اور کھینچ کر چہرے پر گرایا تھا

سنو--- دوپہر کو کھایا تھا--- وہ بھی ویسے ہی پڑا ہے ------- نعمان نے نرم لہجے میں فکر مندی سے کہا تھا

وہ گھر میں داخل ہو کر پہلے پانی پینے کچن میں گیا تھا جہاں دوپہر کا کھانا آج بھی چند نوالے سے زیادہ نہیں کھایا گیا تھا--

بس جتنی بھوک تھی کھا لیا میں نے ------- مدھر سی آواز میں دھیرے سے مختصر کہا تھا اس نے

ایسے بیمار ہو جاؤ گی -------- نعمان نے فکر مندی سے کہا

اچھا ہے مر جاؤں -------- حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہا اور بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گ ئی تھی

حسنیٰ-------- ---- نعمان کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا تھا

اس سے پہلے کے وہ اس کے پیچھے جاتا فون کی رنگ نے اس کو رکنے پر مجبور کر دیا تھا

ہیلو --- فون کان کو لگائے اس نے امید سے کہا تھا --- کیونکہ نمبر انجان تھا جس سے ایک امید کی کرن جاگی تھی کہ شائد کہیں سے نوکری کے لیے کال آئی ہو

اسلام علیکم نعمان بات کر رہے ہیں --- دوسری طرف کوئی لڑکی تھی جو بہت مہذب لہجے میں گویا ہوئی تھی

جی ------- نعمان نے دھڑکتے دل سے کہا تھا

جی میں واصف ٹیکسٹائل سے بات کر رہی ہوں --- آپ کی جاب ہو گئی ہے آپ صبح آ کر جوائنگ دیں ------- لڑکی نے بہت روانی سے کہا---

Ep

جی---جی ---.. نعمان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں تھا---- فون کان کو لگائے وہ آج کتنے عرصے کے بعد کھل کر مسکرایا تھا --- وہ لڑکی اسے واصف ٹیکسٹائل میں جوائنگ کے لیے کہہ رہی تھی --------- اور وہ بے یقینی کے عالم میں مسکرا رہا تھا --

اور اللہ نے میری آزمائش ختم کی --- وہ شکر گزار تھا----دل کے دھڑکنے کی رفتار خوشی کی وجہ سے زیادہ ہو چکی تھی ---

اوکے کل گیارہ بجے میم ملنا چاہتی آپ سے ------- اس لڑکی نے اپنے مخصوص انداز میں اگلی بات سے اسے آگاہ کیا تھا---

میں--- میں --- پہنچ جاؤں گا--------- گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے لبوں پر اپنی مخصوص مسکراہٹ سجائے وہ شکر گزار انداز میں گویا ہوا تھا---

فون بند ہو چکا تھا اور وہ بس بیٹھا مسکرا ہی رہا تھا--پانچ ماہ کی انتھک کوشش کے بعد آج حسنیٰ کے ساتھ ساتھ اسے بہت اچھی نوکری بھی مل گئی تھی --- اور یہ سب اس سکون کے آگے کم تھا جو سکون اسے اس عمل کی وجہ سے ملا تھا--- جس نے اسے پہچان دی تھی ایک نام دیا تھا---- روبن ولسم کی کوئی شناخت نہیں تھی کوئی سکون نہیں تھا اس جینے میں --- نعمان کے اندر سکون تھا۔ روح کو تسکین ملی تھی ------ اب غصہ نہیں آتا تھا اب زندگی کا کچھ مقصد سمجھ آتا تھا-- ایک ہفتہ سے پہلے تک کتنی بے سکونی تھی زندگی میں اس کو اپنا وجود اس دنیا میں بے کار لگنے لگا تھا---

چھوٹا سا فلیٹ تھا جس میں داخلی دروازہ کھلتے ہی ایک چھوٹا سا لاونج اور اس کے اندر ہی دو کمرے اور دائیں طرف اوپن کچن تھا---ایک کمرے میں حسنیٰ سوتی تھی اور دوسرے

کمرے میں وہ---- حسنیٰ نے روز کے معمول کے مطابق اندر سے دروازہ لاک کیا ہوا تھا --- وہ اب اس خوشی کو کسی سے بانٹنے کی بے تابی میں حسنی کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا دھیرے سے دروازے پر دستک دی تھی اور اس پورے ہفتے میں یہ پہلا دن تھا کہ اس نے یوں جا کر اس کے کمرے کی دستک دی تھی --- کچھ دیر کی دستک کے بعد بعددروازہ کھولا گیا تھا ---

حسنیٰ اپنے مخصوص انداز میں دوپٹہ چہرے تک اوڑھے کھڑی تھی --- خوبصورت ہاتھ دوپٹے کی اوٹ بنائے ہوئے تھے --- نعمان نے گلا صاف کیا تھا --- محرم ہونے کے باوجود بھی وہ اس سے نامحرم جیسا ہی برتاؤ کرتی تھی ---

سنیں---- ---- نعمان نے دھیرے سے بات شروع کی تھی ---

جی----- وہی مختصر جواب اور وہی روکھا سا انداز --

مجھے جاب مل گ ئی ہے ------ نعمان نے مسکرا کر پر مسرت انداز میں کہا تھا --

اچھا---- دوسری طرف نہ تو کوئی خوشی تھی نہ کوئی جوش بس مختصر اچھا !!! کہا تھا

آپ کھانا نہیں کھائیں گی کیا------ حسنی کو پھر سے دروازہ بند کرتا دیکھ کر نعمان نے جلدی سے دروازے پر ہاتھ رکھ کر سوال پوچھا تھا ---

ہلکے سبز رنگ کے سادہ سے جوڑے میں بھی وہ اتنی ہی دلکش لگ رہی تھی جتنی وہ ہمیشہ سے اسے لگتی تھی ---

نہیں ------- حسنی نے اب کی بار سختی سے کہا --- اور تیزی سے دوازہ لاک کر کے اس سے پشت ٹکا دی ---

تو حسنی عابد علی یہ تھی تمھاری قسمت ہاں!!!!! --- ایک مسکین ---- غربت سے مارا ہوا شخص --- سارے خواب قصے کہانیوں کے شہزادے منہ کے بل زمین بوس تھے --- اور وہ دروازے کے ساتھ لگتی زمین پر بیٹھتی چلی گ ئی --- وہی زندگی وہی دو وقت کی روٹی پیٹ بھر اور چھوٹا سا گھر ---- میڈل کلاس تھی ---- میڈل کلاس ہی رہوں گی -- دروازے کے باہر گہری گرے آنکھیں سکڑ گ ئی تھیں --- وہ کیا تھی اس کے لیے سمجھ نہیں پا رہا تھا قسمت نے اسے اس کا ہمسفر بنا دیا تھا --- جس میں اس نے ایک بار بھی تو اس کی رضا نہیں پوچھی تھی کہ وہ کیا چاہتی ہے --- بس اپنی ہی کرتا چلا گیا --- اب اس کا یوں سزا دینا تو بنتا تھا ---

بوجھل قدم اٹھاتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا ---

****

اس کو عقل نہیں آنے کی ---- تمہیں بولا میں نے بہت دفعہ --- ولسم نے ایک ہاتھ سے پکڑ کر روبن کو دھکا دیا تھا گھر کے داخلی دروازے سے ---

جو تھوڑی دور جا کر خود کو لڑ کھڑانے سے اب سنبھال چکا تھا --- اور اب ماتھے پر بل ڈالے آنکھیں سکیڑے اپنے کالر کو درست کر رہا تھا ---

آنکھیں دیکھ کیسے نکال رہا مجھے --- ----- ولسم نے انگلی سے روبن کی طرف اشارہ کیا تھا اور پھر غصے سے کرسٹن کی طرف دیکھا تھا ---

وہ نا سمجھی کی حالت میں حواس باختہ کھڑی تھی --- کبھی ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے ولسم کی طرف اور کبھی روبن کی طرف دیکھ رہی تھی ---

آج پھر کالج والوں نے مجھے کمپلین کیا اور بنک سے مجھے چھٹی لے کر اس کے کالج جانا پڑا --- اتنے امیر باپ کا بیٹا ہے وہ جس کے گلے میں اس نے بیلٹ ڈال کر اسے اتنا مارا --- ولسم دھاڑتے ہوئے اونچی آواز میں کرسٹن کو روبن کے بارے میں بتا رہا تھا ---

کالج میں آج پھر منب کی وجہ سے کچھ لڑکوں کے ساتھ اس کی جھڑپ شروع ہوئی تھی پھر اس نے ایسا طول پکڑا کہ وہ خطرناک لڑائی میں تبدیل ہو چکی تھی ---

جبکہ وہ اپنی صفائی میں ایک لفظ بھی نہیں کہنا چاہتا تھا ------- خاموشی سے سرخ چہرے گہری آنکھوں اور پھولے ناک کے ساتھ خاموش کھڑا تھا ---

ولسم---- غصہ نہیں کرنے کا پلیز -- بچہ ہے ابھی ------- کرسٹن نے آگے بڑھ کر ولسم کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا ---

وہ ہمیشہ سے ولسم کا روبن کے لیے غصہ یوں ہی ختم کرتی تھی اور آج بھی ایسا تھا---- جیسے جیسے روبن بڑا ہو رہا تھا ولسم اور روبن کے اندر کا کھنچاؤ بڑھتا جا رہا تھا ---

کوئی بچہ نہیں کالج پہنچ چکا --- میں اس پر اتنا پیسہ لگا رہا اور اس کو دیکھو کیا بن رہا گنڈا بن رہا یہ---- گنڈا ------ولسم غصے میں اتنا اونچی بول رہا تھا کہ اس کا تھوک فوارے کی شکل میں نکل رہا تھا---

ولسم ایسے مت بولو --- تمہیں پتہ ہے کتنا اچھا ہے یہ پڑھائی میں --- سوفٹ ویر انجن ئیر بنانے کا مجھے اپنے بیٹے کو ------- کرسٹن اپنے مخصوص انداز میں ولسم کے سینے پر آہستہ آہستہ محبت سے ہاتھ پھیر رہی تھی ---

اس کی حرکتیں ہیں ایسی بولو تم خود ------- ولسم نے پھر سے بازو سے اشارہ روبن کی طرف کیا تھا آنکھوں کو سکیڑے اور تیوری چڑھائے وہ ناگواری سے روبن کو دیکھ رہا تھا--

روبن اپنے ڈیڈی سے فورا معافی مانگو تم ---------- کرسٹن نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا تھا --

روبن ---------- روبن کو غصے سے مڑتا دیکھ کر پیچھے سے کرسٹن نے چیخ کر کہا تھا ------

لیکن روبن وہاں نہیں ٹھہرا تھا --- وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں پھلانگ چکا تھا ---

یہ ---یہ ---- تم نے کیا ہے اس کی تربیت ---- بولا تھا --- مجھے یہ بچہ نہیں پالنے کا ہے کس کا خون ہے کون ہے --- وسیم نے دانت پیس کر آواز کو آہستہ رکھتے ہوئے کہا تھا ---

کرسٹن نے گھبرا کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا تھا --- اور پھر گھور کر وسیم کی طرف -- وسیم کو ہر بار جب غصہ آتا تھا وہ پھر سے بیس سال پہلے کہ اس واقعی کو یاد کر کے اسے یہ احساس دلاتا تھا کہ اس نے یہ غلطی کی تھی ---

تم ہوئی یں گا ایسا ظالم میں نہیں --- ادھر اس کو مرنے کے واسطے میں کیسے چھوڑ دیتی ---انسان کا بچہ تھا وہ ---اور میں ممتا کی ترسی ہوئی---- کرسٹن بھی ہر دفعہ کے دہرائے ہوئے الفاظ کا ردوبدل کر کے پھر سے دہرا رہی تھی ---

تو دیکھ پھر --- اس سے اچھا ہم اکیلے تھے --- ---- ولسم پیر پٹختا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا ---

****

یار افففف----کیا ہینڈسم ہے -- اور فائٹ دیکھی تھی اس کی ------- سموسے کے پیس کو منہ میں رکھے حسنیٰ نے بچوں کی طرح آنکھیں چمکائی تھیں ---

ہاں میرا بھی فوریٹ ہے --- ---- فضا نے بھی ناک سکیڑی تھی ---

کالج کی کنٹین کی کرسیوں پر براجمان دونوں آپس میں رات کے کسی ڈرامے پر بات کر رہی تھیں ---

فضا اس کی سکول کے زمانے کی دوست تھی -- حسنی کو زیادہ دوستیں بنانے کی عادت نہیں تھی ---فضا اس کی ایسی دوست تھی جسے وہ ہر بات بلا جھجک کر لیا کرتی تھی --

حقیقت سے بہت دور کی بات ہے یہ مس صاحبہ ---- ---- فضا نے اپنے مخصوص عقل مندانہ انداز میں کہا تھا --- ----

ہمم---- جانتی ہوں --- پر میرے لیے کوئی شہزادہ ہی آئے گا---- حسنیٰ نے شرارت سے آنکھ دبائی تھی اور سموسے کا ایک پیس منہ میں رکھا---

ہاں آئے گا تیرا کوئی کزن ہو گا --- فیصل آباد کا --- فضا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی روکی ---

یا پھر تیر ی گلی کا کوئی لڑکا -------- بوتل کو اٹھا کر سپ لیا ---

نہیں جی ایسا کچھ نہیں ہونے والا --- --- میں حسنیٰ ہوں سمجھی تم -------- اپنی خوبصورت چھوٹی سی ناک اوپر کو اٹھا کر اس نے شان سے کہا تھا ---

وہ ایسی ہی تھی اسے اپنے دلکش چہرے اپنے جان لیوا سراپے پر بڑا ناز تھا ---- خود کو ہر طرح کے فیشن سے آراستہ رکھتی تھی وہ متوسط طبقے کے ہونے کے باوجود اچھا اوڑھنے اور کھانے کی شوقین تھی --- وہ ناول ڈراموں کی شیدائی تھی اور اسے اس بات کا یقین تھا کہ کوئی ایسا ہی امیر کبیر لڑکا اس کے عشق میں ایک دن ضرور گرفتار ہو گا اس لیے وہ عام لڑکوں کو گھاس تک نہیں ڈالتی تھی ---

ہمممم ----- پتہ ہے ---- جی --- پر امیر لڑکے بھی آجکل صرف حسن نہیں دیکھتے سمجھی ------ سموسے کی پلیٹ کو خالی کر کے فضا نے اسے آگے کی طرف دھکیلا تھا --- اور پھر بوتل ہاتھ میں لے کر پیچھ ہو کر سیٹ کی پشت سے خود کو ٹکا لیا تھا - اسے ہر دفعہ کی طرح آج بھی حسنیٰ کے انداز پر ہنسی آ رہی تھی ---3

اچھا ------- تمہیں دیکھاؤں گی مجھے لینے تو کو ایسا ہی آئے گا ------- حسنیٰ نے کندھے اچکائے ---

اچھا ---- --- جہان یا سالار---- فضا نے پھر سے قہقہ لگایا تھا ---

ہو گا ہی ان جیسا ہی کوئی -------- حسنیٰ نے بے پرواہی سے کہا تھا --- بوتل ختم کر کے ٹیبل پر رکھی---

اے سن ---- آج پھر بوتل توڑ دیتے ہیں --- حسنیٰ کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی ---

ارے یار مجھ سے نہیں بھاگا جاتا اتنا اور اکبر بھائی نے اب وہ لڑکا رکھ لیا ہے چھوٹا اپنے ساتھ وہ اس کو بھاگا دیں گے ہمارے پیچھے اور ہم دونوں پکڑی جائیں گے ---فضا نے اس دفعہ اس کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ---

اچھا سن تم ذرا یہ خیالوں کی دنیا میں کم رہا کر ---فضا نے بات کا رخ پھر سے پچھلی بات کی طرف موڑ دیا تھا ---

ان جیسا کوئی نہیں ہوتا ---- یہ سب قصے ہیں کہانی ہیں اور کچھ نہیں ------ کینٹین کے اندر موجود لڑکے کو اشارہ کر کے پاس بلایا--

میرا دل نہیں مانتا ------ حسنیٰ نے کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا تھا ---

تم تو ویسے ہی الٹی کھوپڑی کی ہو --------- فضا نے مصنوعی خفگی سے کہا اور پیسے لڑکے کو پکڑائے ---

ہاں ہوں تو --------- حسنیٰ نے ناک پھلا لیا تھا ---

چلو اٹھو اب کیا لاسٹ لیکچر بھی مس کرو گی ---- فضا نے اس کے گھورنے کی پرواہ نا کرتے ہوئے کہا ---

وہ ایسا ہی کرتی تھی کسی کسی دن اس کا دماغ بہت آسمانوں میں ہوتا تو وہ ایک بھی کلاس نہیں لیا کرتی تھی اور آج بھی صرف دو لیکچر کے بعد ہی وہ ڈھیٹ بن گئی تھی --- پر فضا کے بہت اسرار سے بازو کھینچنے پر وہ عجیب بے زاری بھری شکل بنا کر اٹھی تھی ----

اچھا بابا------------ بچوں کی طرح ہونٹ نکالتی وہ اس کے پیچھے تھی ----

****

بیٹھیں ------- مسز واصف نے اپنے سامنے سیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا ---

یہ بہت بڑا اور نفیس آفس تھا ---- ہر چیز اپنی مثال آپ تھی --- اور مسز واصف کوئی پچاس سال کے لگ بھگ خاتون بمشکل چالیس کی لگ رہی تھیں وہ بہت نفیس خاتون تھیں --- --اور وہ ایک پرانی سی شرٹ اور پینٹ میں ملبوس اسی پرانے جوتوں کے ساتھ کرسی کو کھینچتے ہوئے بیٹھ چکا تھا ---

آپ--- کے ڈاکیومنٹس دیکھیں ہیں میں نے ------- مسز واصف نے نفاست سے اپنی آنکھوں پر ٹکے قیمتی چشمے کو اتار کر میز پر رکھا تھا ---

جی---------- نعمان نے سنجیدہ سے انداز میں ٹائی کو درست کیا تھا ---

آپ نے ایک ہفتہ پہلے اسلام قبول کیا رائٹ --- مسز واصف نے پر تجسس انداز میں کہا --

جی ایسا ہی ہے ---اسلامک نیم --- نعمان ہے اب ---نعمان نے مسکرا کر کہا تھا ---

دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ اب کیا ہو گا کہیں جاب نہ ملی اس بات پر تو --- کیونکہ ڈاکیومنٹس سارے روبن ولسم کے نام سے ہی تھے ---

نعمان--- اسلام قبول کیا آپ نے بہت اچھی بات ہے -- لیکن آپ کے پیرینٹس--- مطلب ولسم وسٹن --- اور کرسٹن --- ---- مسز واصف نے کھوجتی نظروں سے دیکھا اور پر سوچ انداز میں پوچھا ---

میم وہ میرے پیرینٹس نہیں تھے ------- نعمان نے گلا صاف کیا --- آواز بہت مدھم ہو گ ئی تھی ---

دے آیڈاپٹڈ می ------- لبوں کو بھینچ کر ضبط کرتے ہوئے کہا ---دل پھر سے تکلیف سے بھرنے لگا تھا ---

مسز واصف بلکل خاموش ہو گ ئی تھیں کچھ دیر اس کے چہرے پر عجیب سی نظریں جمائے وہ ساکت بیٹھی تھی --- کوئی کسی سے اتنا کیسے مل سکتا --- وہی چہرہ وہی خدو خال وہی لہجہ وہی آنکھیں بال ---- افف خدا یہ کیا ماجرا ہے ---- کیا حسن زندہ ہے-- پر یہ سب -کیسے------ دل عجیب الجھن کا شکار تھا کوئی بھی سرا ہاتھ آنے کو نہیں تھا ---

اوہ--- آئی سی -------- گہری سانس خارج کی تھی مسز واصف نے ---

اوکے میں نے آپکو اس پوسٹ پر نہیں رکھا جس کا آپ نے کہا تھا ۔۔۔آپ کو میں نے ایڈورٹیزمنٹ ڈپارٹمنٹ کا مینیجر اپائی نٹ کیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ مسز واصف نے مسکرا کر اپائی نٹمنٹ لیٹر آگے بڑھایا تھا ۔۔۔

جی ۔۔۔کیا ۔۔۔۔ ۔۔۔ کیا ۔۔۔۔۔۔ حیرت اور خوشی سے نعمان کے الفاظ اٹک کر رہ گئے تھے ۔۔۔

جی ۔۔۔ ایسا ہی ہے ۔۔۔ آپ آج سے ہی جوائی ن کریں ۔۔۔۔۔۔۔۔ مسز واصف نے مسکرا کر دیکھا اور فون اٹھا کر نفاست سے نمبر دبائے ۔۔۔

اندر آئی یں ۔۔۔۔ نرمی سے کہہ کر وہ ریسیور رکھ چکی تھیں ۔۔۔

دروازہ کھلا تھا اور ایک لڑکا مہزب انداز میں اجازت لیتا ہوا اندر آیا تھا ۔۔۔

فہد ۔۔۔ یہ نعمان ہیں انہیں ان کا آفس دکھائی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسز واصف نے ایک اور حیرت کا پہاڑ توڑا ۔۔۔

آفس ۔۔۔۔۔۔ نعمان کی آنکھیں حیران تھیں تو زبان گنگ تھی ۔۔۔

میم ۔۔۔۔ تھنکیو سو مچھ ۔۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے مسکراتے ہوئے وہ اٹھا تھا ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

تھنکیو کس بات کا آپ کی قابلیت کے بنا پر آپکو اس پوسٹ کے لیے سلیکٹ کیا ہے میں نے --- مسز واصف نے بڑے انداز سے جھوٹ بولا تھا---

اس کی صورت نے انھیں کل شام سے سونے نہیں دیا تھا---ایک عجیب الجھن تھی--- انہیں کراچی جانا تھا--- ولسم سے ملنا تھا--- وہ کچھ سوچتے ہوئے کرسی کو گھوما رہی تھیں ----

****

یہ--- یہ--- سب کیا ہے---- --- حسنی نے شناختی کارڈ نعمان کے آگے کیا تھا---

وہ جو مٹھائی کا ڈبہ لیے اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا خوشی سے اندر آیا تھا--- حیران سا ہو کر اب اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کی طرف دیکھ رہا تھا---

مطلب --- --------- گھٹی سی آواز نعمان کے حلق سے نکلی تھی---

وہ اس کے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکنے والی ماتھے پر شکن ڈالے سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی---

www.classicurdumaterial.com

مطلب -- یہ کہ--- تم کریسچن ہو-------- اتنی زور سے وہ چیخی تھی کہ نعمان ہل گیا تھا---

نہ-- نہیں --- تھا------- اب مسلم---- نعمان کی آواز گھٹ گ ئی تھی ---

بکواس بند کرو اپنی --- یہ سب کیا ہے ------- حسنیٰ نے بائی بل کی کتاب لاکٹ اور ڈاکیومنٹس بیڈ پر پٹخنے کے انداز میں رکھے تھے ---

حسنیٰ--------- نعمان نے پھر سے صفائی میں کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا---

وہ ابھی رات کو ہی آفس سے واپس آیا تھا وہ بہت خوش تھا اور وہ اپنی خوشی حسنیٰ کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا--- گو کہ وہ اس سے بات تک نہیں کرتی تھی کھنچی کھنچی رہتی تھی---

میرا نام نہ لو اپنی زبان سے --- --- حسنیٰ نے دانت پیس کر کہا تھا---

مطلب ---- ہمارا کوئی نکاح نہیں ہوا--- میں --- ---- حسنیٰ نے روہانسی ہو کر منہ پر دونوں ہاتھ دھر لیے تھے ----

اوہ میرے خدا۔۔۔ جھوٹے ہو تم بھی ۔۔۔ سب ایک جیسے ہیں ۔۔۔۔۔ حسنی نے چیخ کر کہا۔۔۔۔

آواز پھٹ رہی تھی۔۔۔ وہ ابھی تک اس اچانک کے رشتے کو قبول نہیں کر پائی تھی کہ آج یہ حقیقت سامنے آگ ئی تھی کہ وہ کوئی نعمان نہیں ہے بلکہ ایک مسیح ہے روبن ولسم ۔۔۔ اور وہ اسے اس دن صرف چار گھنٹے سے نہیں جانتا تھا۔۔۔ بہت پہلے سے جانتا تھا۔۔۔

حسنی میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا تم سے کبھی بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نعمان نے بے چینی سے التجا بھرا انداز اپنایا تھا۔

بولا ہے ۔۔۔ تم نے میرے بھائیوں سے کیوں کہا کہ وہ تم ہی ہو ۔۔۔ کیوں نکاح کیا تم نے۔۔۔۔۔۔ حسنی خونخوار انداز میں پھر سے وہی سوال دہرا رہی تھی جو وہ ہر دفعہ اس کے سامنے آنے پر اس سے کرتی تھی۔۔۔

نعمان چپ کھڑا تھا بلکل چپ ۔۔۔۔ کوئی بات کوئی جواب کیا کہے اسے ۔۔۔

بولو ۔۔۔۔ یہ جھوٹ کیوں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ حسنی نے آنکھیں نکالی ۔۔۔

کیونکہ وہ لوگ مجھے وہی سمجھے تھے ۔۔۔۔ نعمان نے سر جھکایا تھا۔۔۔

تم نے کیوں نہیں کہا تم وہ نہیں ہو ---- آج وہ بری طرح اس پر حاوی ہو رہی تھی اس دن سے تو قسمت کا کھیل سمجھتی رہی اس کو اپنا مدد گار سمجھتی رہی لیکن آج منب کی زبانی کچھ اور ہی حقیقت آشکار ہوئی تھی--جو کبھی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی ---

تم --- تم-------- --- کب سے جانتے تھے مجھے--- حسنیٰ نے انگلی اس کے آنکھوں کے سامنے کی تھی ------

نعمان نے نظریں جھکا دیں تھی --- اب وہ اس کو کیا بتاتا ---ہاں وہ اسے چار گھنٹے سے نہیں جانتا تھا ----

مجھے تمھارے ساتھ نہیں رہنا --- مجھے جانا ہے یہاں سے --- حسنیٰ نے ایک دم سے آنکھوں کو سکیڑ لیا تھا ---

سنو --- سنو ---- کہاں جاؤ گی --- تم میرے نکاح میں ہو میں سچ کہہ رہا ہوں -------- نعمان نے اس کے ہاتھ کو تھاما تھا اس سے پہلے کے وہ تیزی سے کمرے سے باہر جاتی --

کریسچن سے نکاح نہیں ہوتا --- حسنیٰ نے بری طرح اپنی بازو کو موڑا تھا تاکہ وہ نعمان کی گرفت سے آزاد ہو سکے ---

میں مسلم ہوں --- وہ ہنوز ابھی بھی التجائی انداز میں کہہ رہا تھا ---

جبکہ حسنیٰ کے بازو پر گرفت بہت سخت تھی -- جس کو بے چینی سے بازو گھوما کر چھڑوانے کی کوشش میں بے حال ہو رہی تھی ---

بکواس بند کرو اپنی ---- تمھارا دوست دے کر گیا ہے یہ سب چیزیں تمھاری ---- حسنیٰ نے اپنے دوسرے ہاتھ کے ناخن اس کے بازو پر گاڑ دیے تھے ---

منب------ ---- اوہ------ ------- نعمان کو فورا سمجھ آگ ئی تھی آخر کو ماجرا کیا ہوا ہے ---- ---- جبکہ کے اس کے ناخن گاڑنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی----

تو منب تم سے برداشت نہیں ہوا اور تم نے تلاش کر ہی لیا---- اب ولسم کو یہاں پہنچنے میں بھی دیر نہیں ہو گی --- اس کا مطلب یہ گھر بھی کل ہی چھوڑنا پڑے گا----

دیکھو حسنیٰ----   محبت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا---

مجھے کچھ بھی نہیں دیکھنا --- سنا تم نے مجھے جانا ہے یہاں سے مجھے تمھارے ساتھ نہیں رہنا ہے ---- ---- وہ اب روہانسی ہو رہی تھی ---

www.classicurdumaterial.com

ہاں تو کہاں جاؤ گی --- حازق کے پاس ------ ایک دم سے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا---

نہیں ---- کہیں بھی جاؤں تم سے مطلب ---- تم ہوتے کون ہو---

چار گھنٹے کی ملاقات کے بعد سے میرے سر پر مسلط کر دیے گئے اور آج مجھے پتہ چلتا ہے تم مسلمان نہیں ہو---- --- حسنیٰ نے اس کی طرف دیکھے بنا ناک پھلا کر کہا تھا چہرہ اتنا قریب تھا کہ وہ الجھن کا شکار ہو چکی تھی---

اس نے اب تک اسے غور سے دیکھا ہی کہاں تھا--- نظر آئے تھے تو اس دن اس کے پھٹے جوتے پرانی سی شرٹ ---- لٹی پھٹی سے حالت میں وہ شخص جو ایک مصیبت میں پھنسی لڑکی پر ترس کھا کر اس سے نکاح کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ یہ نکاح ہوا ہی نہیں اور حقیقت اس کے برعکس ہے ----

میں تمہیں نہیں جانے دوں گا-------- پہلی دفعہ وہ اس کو اتنا قریب کیے ہوا تھا---

اور وہ اس کے جزبات اس کی خاموش چاہت سے انجان بس کبھی ناخن گاڑ کر اور کبھی بازو کھینچ کر خود کو چھڑوانے کی کوشش میں لگی تھی----

چھوڑو میرا بازو -------- آواز پھٹ کر بھاری ہو گ ئی تھی ---

کیا وہ ایسی تھی کہ کوئی اس پر ترس کھاتا --- وہ تو ایسی تھی کہ کوئی اس پر مر مٹتا--- تو وہ کیوں اس کے ترس پر زنگی گزار دے اور وہ بھی وہی غربت بھری گھٹی سی زندگی

----اب بس----

نہیں چھوڑ سکتا ----------- وہی انداز وہی لہجہ-----

مجھے نہیں رہنا تمھارے ساتھ---- حسنٰی چیخی تھی---

مجھے فضا کے پاس جانا ہو گا اسے جا کر یہ سب بتانا ہو گا---- اسی نے راضی کیا تھا نہ مجھے ---- حسنی کے ذہن میں منصوبے بننے شروع ہو چکے تھے---

کمرے میں چلو -------- نعمان نے اب اس کے بازو کو کھینچتے ہوئے کمرے کا رخ کیا تھا---

کون ہو تم ----- کیوں کر رہے ہو ایسا---------- وہ چیخ رہی تھی اور نعمان پرسکون انداز میں اسے کمرے میں لا چکا تھا---

سب بتاؤں گا ایک دن --------- نعمان نے آہستہ سے بازو چھوڑا تھا---

اور پھر اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا----اس بات سے بلکل بے خبر کہ وہ اب اپنے دل میں بہت کچھ ٹھان چکی ہے ---

****

میرا بجٹ نہیں اس یونیورسٹی کا تم کو بولا اتنی بار میں نے --- ولسم نے ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کیا تھا--

وہ ابھی بنک سے واپس آیا تھا---داخلی دروازے سے تھوڑا آگے آتے ہی کرسٹن نے بے چینی سے آج پھر وہی بات شروع کر دی تھی --- وہ ولسم کا کوٹ پکڑے اس کے پیچھے پیچھے اس سے التجائی انداز میں پوچھتی ہوئی آرہی تھی روبن نے آئی سی ایس کر لیا تھا --- اور بہت اچھے نمبر لیے تھے کرسٹن اب اسے سوفٹ ویر انجنیرنگ کروانا چاہتی تھی جس کے لیے یونیورسٹی میں داخلے کی بات وہ روز ولسم سے کر رہی تھی ولسم سب پتا کر چکا تھا لیکن بجٹ بہت اوٹ تھا اور وہ اب روبن پر ہرگز پیسہ نہیں لگانا چاہتا تھا-- جب سے زندگی میں روزی آئی تھی وہ تب سے ہی کرسٹن اور ولسم سے بے زار ہونے لگا تھا روزی کی اس سے ملاقات بنک میں ہوئی تھی وہ اپنے اکاونٹ کے سلسلے میں بنک آتی تھی جسے ولسم ڈیل کرتا تھا اور آہستہ آہستہ ان کی فون پر بات ہونے لگے تھی اور پھر یہ بات چیت ولسم کی خفیہ دوسری شادی کا سبب بن گ ئی تھی اور اب تو اسے روزی

سے اولاد کی خوشی بھی مل چکی تھی --- اب وہ کرسٹن سے روبن کے لیے ٹال مٹول کرتا رہتا تھا -- روبن اس کا خون نہیں تھا اور اس کو کبھی بھی اس سے وہ لگاؤ نہیں ہو پایا تھا جو کرسٹن کو تھا--- وہ بنک کے بہانے سے بہت دیر سے گھر آنے لگا تھا چھٹی والے دن بھی وہ باہر کسی کام کا بہانہ بنا کر روزی کی پاس چلا جاتا تھا---

تو مجھ کو نرسنگ کرنے دے پھر سے ------وہ پرائیویٹ ہاسپٹل ہے نہ ساتھ والی گلی میں مجھے رکھ لیں گے میں نے بات کیا ہے ڈاکٹر سے --- کرسٹن نے خوشی سے بتایا تھا ---

اب وہ دونوں چلتے ہوئے لاونج میں پہنچ چکے تھے --- ولسم نے ناک چڑھا کر اسے پانی کا اشارہ کیا تھا---

وہ ولسم کی ہر حرکت سے یکسر بے خبر بس یہی سوچتی تھی کہ روبن ان کا اکلوتا سہارا ہے وہ اسے اچھا پڑھا لکھا دیں گے تو ان کا مستقبل بھی بہتر ہو جائے گا------- پانی کو جگ سے گلاس میں انڈیل کر وہ گلاس اب ولسم کی طرف بڑھا رہی تھی

تم کو وہ کتنا دے دیں گے بولو چھوٹا سا ہاسپٹل ہے ------- ولسم نے پانی کا گلاس خالی کر کے ایک طرف رکھا تھا ----ٹائی اتار کر ایک طرف رکھ دی تھی ---- اب وہ شرٹ کے بازو فولڈ کر رہا تھا ماتھے پر ناگواری کے بل تھے ---

روبن ایک دم سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تھا--- اور سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا---دونوں نے چونک کر ایک دم سے اس کی اس آمد کو اور اب اس کے سخت چہرے کو دیکھا تھا---

تم دنوں کو لڑنے کا نہیں ہے -----مجھے ایک جگہ ٹیوشن پڑھانے کے کام ملا ہے --- مجھے میرے سر نے بتایا ہے --- میں بی ایس سی ایس کر لے گا-- روبن سنجیدہ شکل اور سپاٹ لہجے کے ساتھ بات کر رہا تھا-----

میں اپنا کچھ خرچہ خود اٹھا سکتا ہوں اب ---روبن نے ولسم کے نفرت بھرے انداز کی طرف دیکھ کر کہا

ولسم نے ناگواری سے ہوا میں سر ہلایا تھا----

روبن پر --------- کرسٹن نے بے چین ہو کر روبن کی طرف دیکھا تھا---

مام --- مجھ نہیں سافٹ ویر انجنیرنگ کرنے کا--- تم گھر میں رئی نیننگی کوئی نرسنگ کرنے کا نہیں -------- روبن نے دو ٹوک انداز میں کہا اور گھر کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا---

ڈیڈی---- ہے ---ڈیڈی ---- ایسے ہوتے ڈیڈی --- آج تک کبھی نا تو مجھے گلے لگایا نہ کبھی پیار سے بات کی کیوں اتنے سخت ہیں کے زندگی میں کبھی انھیں مجھ پر پیار آیا ہی نہیں --- روبن کا دل آج بھی پھٹ رہا تھا ----

پر روبن ---- روبن ----- روبن ---- کرسٹن کی سب آوازیں بے کار تھیں

وہ چیخ چیخ کر اسے آوازیں دے رہی تھی ----

ارے رہنے دے نہ --- جب وہ خود نہیں کرنا چاہتا تو تم کو کیا مس ئی لہ ہے --- ولسم نے گھور کر کرسٹن کی طرف دیکھا اور دانت پیس کر کہا تھا ---

****

کیا ہوا ہے کہاں جا رہی ہیں آپ ------- بے زاری سے آنکھیں ملتی وہ اٹھی تھی ---

عفت اسے سرہانے کھڑی چادر اوڑھ رہی تھیں ان کے تیسری دفعہ جھنجوڑنے پر حسنیٰ بے زار سی شکل بنا کر اٹھی تھی --- اور اب حیرت سے عفت کی طرف دیکھ رہی تھی ---

آج کیوں انھوں نے اسے جلدی اٹھا دیا تھا انھیں پتہ تھا کہ وہ دس بجے سے پہلے نہیں اٹھتی تھی --- انٹر میڈیٹ کے امتحانات سے وہ فارغ ہو چکی تھی اور اب گھر میں سارا دن

سونا ناول پڑھنا ڈرامے دیکھنا عفت کو تنگ کرنا بچوں کے ساتھ مل کر دھما کا چوکڑی مچانا یہ سب آجکل اس کے مشغلے تھے عامر کو بہت شوق تھا کہ وہ آگے پڑھے اسے ڈیزانگ میں بہت دلچسپی تھی اس لیے اب وہ فائن آرٹس یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کی خواہش کا اظہار عامر سے کر چکی تھی --- ابھی وہ میرڈ لسٹ

4

کا انتظار کر رہی تھی ---

مہرین کی بڑی بھابھی کی ڈیتھ ہو گئی ہے ------ عفت نے اسے اپنے تیار ہونے کا سبب بتایا تھا ---

باہر سے مہرین کے اونچا اونچا رونے کی آواز آ رہی تھی --- مہرین حسن کے چھوٹے بھائی حسن کی بیوی تھی--- شنزا کے دو بچے تھے حبا اور عادل جبکہ مہرین کا ایک ہی دو سال کا بیٹا تھا ابراہیم ---

www.classicurdumaterial.com

اچھا وہ سائرہ کی ---- اوہ --- افسوس ہوا--- پر یہ مہرین بھابھی کیوں اتنے ٹسوے بہا رہی ہیں ویسے تو ان کی برائی کرتے نہیں تکھتی تھیں ------- حسنیٰ نے ناگواری سے باہر سے مہرین کی آتی آوازوں پر ناک چڑھایا تھا---

چپ کر پاگل کہیں کی سن لیں گی ---- اس کے بھائی کے بچے نہیں کیا تین چھوٹے چھوٹے سب سے چھوٹا تو ابھی سال کا بھی نہ ہوا تھا--- عفت نے افسوس کے انداز میں مہرین کے رونے کی وجہ اس کے بھائی کے بچوں کو بنایا تھا---

مہرین کے بڑے بھائی احمد کی بیوی اپنے تین چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اس جہان فانی سے کوچ کر گ ئی تھی --

اچھا میں جا رہی ہوں اور شنزا بھی ہمارے ساتھ جا رہی ہے --- بچوں کو کھانا بنا دینا--- عفت نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا تھا---

حسنیٰ سٹپٹا گ ئی تھی--- کام سے تو جان جاتی تھی اس کی پہلے بختاور اور ماہ رخ ہوتی تھیں وہ اس کو کوئی کام نہیں کرنے دیتی تھیں اور پھر جب شنزا اور مہرین گھر میں آئی یں تو پھر وہ ڈھیٹ بن گ ئی تھی کچن کا کام تو اسے بلکل پسند نہیں تھا---اور اب عفت اسے کچن کا کام ہی سونپ کر جا رہی تھیں ------

بات سنیں اماں --- مجھ سے نہیں کھلایا جائے گا --- اور ابراہیم کو ساتھ لے کر جا رہی ہیں نہ بھابھی مجھ سے نہیں سنبھالا جائے گا وہ ----- حسنیٰ کے اوسان خطا ہوئے تھے ---

ہاں ہاں ----- اسے لے کر جا رہے ہیں مر نا جانا کہیں --- حبا اور عادل سکول سے آئیں گے انھیں کھانا دے دینا ہمیں دیر ہو سکتی ہے ---- عفت نے گھور کر اسے دیکھا تھا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے تھے ---

اچھا ابھی تو سونے دیں ------- حسنیٰ نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی اور پھر چادر تان کر لیٹ چکی تھی ---

****

میں نے ناشتہ بنا دیا ہے --- حسنیٰ------- نعمان نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی تھی ---

لیکن یہ کیا دروازہ کھل گیا تھا اس دستک پر --- وہ روز صبح نکلنے سے پہلے اپنا اور حسنی کا ناشتہ بناتا تھا آج بھی بریڈ گرم کرنے کے بعد فرائی انڈے کے ساتھ ناشتہ کچن کی

شلف پر رکھ کر وہ روز کے معمول کے مطابق حسنیٰ کو بتانے آیا تھا کہ ناشتہ بن چکا ہے ---پر آج اس کے کمرے کا دروازہ روز کے معمول کے مطابق بند نہیں کھلا تھا---

حسنیٰ---- حسنیٰ--------- ---- وہ آہستہ سے آوازیں دیتا کمرے میں داخل ہوا تھا---

کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا چھوٹا سا خالی کمرہ جس میں ایک عدد سادہ سا پلنگ اور ایک ریگزین کا صوفہ موجود تھا--- اب اس کا منہ چڑا رہا تھا------ حسنیٰ رات ہی کسی پہر یا پھر جب وہ صبح فجر کی نماز کے لیے نکلا تھا وہ جا چکی تھی ---

اوہ میرے خدا------------- ایک دم سے نعمان کے ہاتھوں نے سر کو جکڑا تھا---

"اب ہماری بہن کا ہم سے کوئی ناطہ نہیں ہے --- اس کو ہمیشہ کے لیے یہاں سے لے جاؤ ---"

بازگشت کانوں میں گونج گ ئی تھی اور وہ اور پریشان ہو رہا تھا---

"دیکھو------- ہماری بہن ہم نے لاڈوں میں پالی ہے ---"

مختلف آوازیں ذہن میں گونج رہی تھیں --- وہ جلدی سے عبداللہ کا نمبر ملا رہا تھا---

" اس کا مطلب ہمارا کوئی نکاح نہیں ہوا--- "----

"کریسچن سے نکاح نہیں ہوا کرتا---"

نعمان نے پریشانی میں دوسری دفعہ نمبر ملایا تھا --- اب کی بار عبداللہ نے فون اٹھا لیا تھا ---

عبداللہ --- گھر آ سکتے ہو کیا -------- اس کے فون اٹھاتے ہی عجلت اور گھبراہٹ بھرے لہجے میں نعمان نے کہا تھا

عبداللہ کے ساتھ مل کر وہ پاس کی ہر جگہ پر حسنیٰ کو پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا تھا --- اس بات کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا کہ اس کی جاب کا آج دوسرا دن ہے سر پر سوار تھی تو حسنیٰ --- حسنیٰ کو لگتا تھا کہ وہ اب بھی غیر مسلم ہے جبکہ ایسا نہیں تھا وہ نکاح سے پہلے اسلام قبول کر چکا تھا --- منب اس سے کیا کہہ کر گیا تھا کیسی باتیں کی تھیں وہ ان سب سے یکسر انجان تھا ---

حسنیٰ کہیں نہیں تھی ---- بس آخری امید اب اسکا گھر تھا جہاں سے اس کے بھائی اسے بے دخل کر چکے تھے ----

بیچ سڑک نعمان لبوں کو کچلتا پریشان حال کھڑا تھا ----

****

آپ بیٹھیں ملک صاحب آتے ہیں ------- ملازم نے دیدہ زیب نفیس صوفوں کی طرف اشارہ کیا تھا----

یہ ایک بہت ہی بڑی حویلی تھی --- اپنی تعمیر کے انداز سے پرانی لگتی تھی لیکن اس کی آرائی‌ش و زیبائی‌ش اعلیٰ شان تھی --- روبن نے اپنی پوری زندگی میں ایسا خوبصورت اور اتنا بڑا گھر نہیں دیکھا تھا--- ہر چیز ایسی تھی جو دیکھنے والے انسان کی آنکھ کو خیرہ کر دے یہ بہت وسیع و عریض ڈرائی‌نگ روم تھا--- جس میں ہر چیز قیمتی تھی صوفے --- پردے --- سجاوٹی نفیس گلدان --- دیواروں پر لگیں پینٹنگ --- ہر چیز--- یہاں کے مکیں کی بے پناہ دولت کا منہ بولتا ثبوت تھیں ---- وہ ریاض کے ساتھ صوفے پر بیٹھ چکا تھا لیکن نظریں ستائی‌شی انداز میں ارد گرد کاجائی‌زہ لے رہی تھیں ریاض اس کے بہت ہی پرانے اور رحم دل استاد تھے جن کا وہ پسندیدہ طالب علم تھا--- اور اب ولسم کے رویے سے دل برداشتہ ہو کر وہ ان سے ہی مدد لینے گیا تھا کہ وہ اسے کوئی کام بتا دیں تاکہ وہ اپنی پڑھائی کو جاری رکھ سکے----

ملک اطہر کمرے میں داخل ہوئے تھے --- وہ ان سب چیزوں کی طرح ہی نفیس اور دیدہ زیب شخصیت کے مالک شخص تھے... سیاست میں ان کا ایک خاص مقام تھا وہ جدی

پشتی رئیس تھے---ریاض ان کے اندر داخل ہوتے ہی جھٹکے سے معدب انداز میں اپنی جگہ سے اٹھے تھے

اسلام علیکم ------ ریاض نے مسکرا کر تھوڑا سا جھک کرکہا تھا---

وعلیکم سلام --- ہاں بھئی ریاض کیسے ہو --- اتنا انتظار ---- ---- ملک اطہر بڑے انداز میں مسکراتے ہوئے سامنے لگے صوفے پر بیٹھ چکے تھے ---

بس ملک صاحب --- آپ کے بچوں کے لیے کسی اچھے ٹیچر کا انتظام کرنا تھا --- اسی لیے بڑا سوچ سمجھ کر آیا ہوں --- ریاض نے بڑی تہذیب بھرے انداز میں جواز پیش کیا تھا --

ہاں تو پھر بتاؤ --- یار بچوں کا بہت حرج ہو رہا ہے پہلے سے ------ ملک ریاض نے سگار کو سلگایا تھا ---

بہت سارے لوازمات سے سجی ٹرالی گھسیٹتا سفید یونیفارم میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر شخص داخل ہوا تھا اور ٹرالی ان تک لانے کے بعد اب وہ اس پر موجود لوازمات کو باری باری شیشے کی بنی نفیس میز پر رکھ رہا تھا جو روبن اور ریاض کے سامنے پڑی ہوئی تھی ---

ملک صاحب یہ --- روبن ولسم ہے --- میرا بہت ہی ہونہار طلب علم رہا ہے --- یہ آپکے بچوں کو پڑھائے گا--- ریاض نے بڑے نرم لہجے میں روبن کو ملک اطہر سے متعارف کروایا تھا---

ہمممم--------- ملک اطہر ایک دم سے خاموش ہوئے تھے -- جب کے نظریں سامنے بیٹھے بیس سالہ روبن پر ٹکی تھیں ---

ریاض --- مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے --- میرے ساتھ چلو ------- اپنے کلف لگے قمیض کو درست کرتے ہوئے ملک اطہر اٹھے اور تیزی سے ڈرائی‌نگ روم سے باہر نکلے تھے

ریاض نے ہاتھ سے روبن کو بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا تھا اور باہر آ گئے تھے---

اوہ یار یہ کیا کوئی بچہ سا اٹھا لائے ہو --- ہیر بڑی ہے پتا ہے میٹرک میں ہے --------- ملک اطہر نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا تھا---

ملک صاحب ---- بلکل فکر نہیں کریں --- بہت ہی شریف بچہ ہے بہت زیادہ ضرورت مند ہے --- ریاض نے تسلی دلانے والے انداز میں کہا تھا---

وہ روبن کو بچپن سے جانتے تھے --- کرسٹن نے ضد سے روبن کو ہمیشہ بہت اچھے سکولوں میں پڑھایا تھا--- اور کرسٹن کی یہ محنت رئیگاں نہیں گ ئی تھی روبن بہت ہونہار طالب علم تھا---

اوہ نہیں نہ ---- مجھے یہ نہیں چاہیے ------ ملک اطہر نے ماتھے پر شکن ڈالے تھے ---

ملک صاحب بے فکر ہو جائیں میری گارنٹی ہے --- اور ہیر اکیلی تھوڑی پڑھے گی فواد بیٹا بھی ساتھ ہو گا --- دیکھیں میری مجبوری نہ ہوتی تو میں ہر گز آپکو انکار نہیں کرتا ------- ریاض نے التجائی انداز میں گزارش کی تھی ---

پڑھا اچھا لے گا نہ ------- ملک اطہر نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اب گہری سانس لیتے ہوئے کہا تھا---

بے فکر ہو جائیں جناب ---- بس ایک گزارش تھی --- ریاض کے چہرے پر ایک دم مسرت آگ ئی تھی ----

اس کو موازہ ہر ماہ نہیں اسے اپنے سمسٹر پر لینا ہے --- دراصل بچہ اپنی پڑھائی جاری رکھنا چاہتا ہے ------- ریاض نے درخواست کی تھی ---اور امید بھری نظروں سے ملک اطہر کی طرف دیکھا تھا---

کرسچن ہے ---- ملک اطہر نے بھنویں اچکائی تھیں ----

جی--- جی---- لیکن بچہ بہت قابل ہے --- اے لیول اور او لیول کلاس کی ساری بکس بھی پڑھتا تھا جبکہ اس کے والد نے اس میں ایڈمیشن دلانے سے انکار کر دیا تھا بچپن سے جانتا ہوں ----

ٹھیک ہے --- دیکھ ریاض صرف تیرے بھروسے --- بچی کا معاملہ ہے --- --- ملک اطہر نے ایک دفعہ پھر سے تنبیہ کے انداز میں انگلی کھڑی کی تھی ---

بے فکر ---- جناب---- بچہ ایسا بلکل نہیں ہے ----- ریاض نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھک کر کہا تھا---

چل پھر آجائے کل سے -------- ملک اطہر نے ریاض کے کندھے پر تھپکی دی تھی --

****

کوئی پیسہ نہیں ملے گا سمجھا تو--- چل نکل یہاں سے--- مر گ ئی ہے وہ ہمارے لیے ------ شزا نے دانت پیس کر غرانے کے انداز میں کہا تھا---

نعمان پریشان حال دروازے کے آگے کھڑا تھا جسے شنزا نے کھولا تھا اور اسے دیکھتے ہی وہ آگ بگولہ ہو گ ئی تھی --- اور پھر اس سے پہلے کے دروازہ بند کرتی نعمان نے دروازے پر ہاتھ رکھا تھا ---

ایک منٹ --- ایک منٹ --- مجھے کوئی پیسہ نہیں چاہیے ---- آپ غلط سمجھ رہی ہیں ------- نعمان کے انداز سے اس کی پریشانی جھلک رہی تھی ---

حسنٰی------- نعمان نے ابھی حسنٰی کا نام لے کر بات شروع ہی کی تھی کہ

خبردار --- خبردار اگر اس کو یہاں بھیجنے کا سوچا بھی تو --- اس دن تو بڑا اکڑ اکڑ کر آگے آ رہے تھے --- آج دس دن بعد ہی بس ہو گ ئی --- اتر گیا خمار --- --- شنزا نے خونخوار نظروں سے گھورا تھا ---

چلے جاؤ --- جس محبت کے دعوی اس دن کر رہے تھے ان کو پورا کرو اور مر گ ئی وہ ہمارے لیے سمجھے تم ------- شنزا نے اتنی زور سے دروازہ بند کیا تھا کہ سامنے کھڑے نعمان کی آنکھیں بے ساختہ بند ہوئی تھیں --- لب اس نے بھینچ لیے تھے ---

www.classicurdumaterial.com

مطلب حسنیٰ یہاں بھی نہیں تھی تو حسنیٰ کہاں تھی --- صبح سے شام ہو چکی تھی --- وہ تھک چکا تھا---آفس سے بہت بار فون آ چکا تھا لیکن --- ان کو نعمان نے طبیعت ناساز ہونے کا کہا تھا--- ذہن سائیں سائیں کرنے لگا تھا--- عبداللہ کے پیچھے بائیک پر وہ پریشان صورت لیے بیٹھا تھا----

****

اوہ ---- خدایا -------- حسنیٰ کی چیخ نما آواز نکلی تھی --

اس کی آنکھیں باہر کو امڈ آئی تھیں اور نظر اپنے کیچڑ سے لت پت شرٹ کو دیکھ رہی تھیں ---

یونیورسٹی کی راہداری سے ابھی وہ نکلی ہی تھیں جب ایک کار نے بلکل پاس سے گزر کر حسنی کے کپڑوں کو کیچڑ سے سجا دیا تھا--- حسنی بجلی کی سی رفتار سے گاڑی کے آگے آئی تھی گاڑی کیوں کہ پہلے ہی آہستہ ہو چکی تھی اس لیے اب اس کے آگے آنے کی وجہ سے رک چکی تھی ---

نکلو--- نکلو --- باہر --------- حسنیٰ نے کار کا شیشہ پیٹ ڈالہ تھا وہ چیخ ہی تو رہی تھی ---

یہ شکر تھا کہ وہ اس وقت گھر کے لیے جا رہی تھیں -- فائن آرٹس ڈائی زنگ میں اس کا ایڈمیشن ہو چکا تھا اسے یونیورسٹی آئے دو ہفتے ہو چکے تھے ------ اس نے کار کا شیشہ اتنی زور سے پیٹا تھا کہ اندر موجود نفوس کو شیشہ نیچے کرتے ہی بنی تھی --- سلور گرے رنگ کی کرولا کا شیشہ بڑی آہستگی سے نیچے ہوا تھا--- سن گلاسز چہرے پر سجائے حازق وہاب نے کھڑکی کے باہر آگ بگولہ چہرے پر بال بکھرائے اس حسینہ کو حیرانگی سے دیکھا تھا جس کے کپڑے گھٹنوں سے لے کر پاؤں تک کیچڑ میں لت پت تھے اور وہ آنکھیں سکیڑے ناک پھلائے غصے سے لال چہرہ لیے حازق کو گھور رہی تھی ---

جی کیا مسئلہ ہے -------- مسکراہٹ دباتے ہوئے انجان بن کر حازق نے پوچھا تھا--

اس کے اس لاپرواہ انداز پر حسنیٰ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا آنکھیں اور سکیڑ کر اس نے ایک نظر حازق پر ڈالی اور ناک پھلا کر پھر انگلی کے اشارے سے اپنی شرٹ کی طرف اشارہ کیا تھا---

مسئلہ !!!!!! اندھے ہو کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا کیا----کیا ہے تم نے ------ حسنیٰ کی آواز ایک دم سے پھٹ کر بھاری ہوئی تھی سامنے گاڑی میں بیٹھے شخص کی زبردستی روکی ہوئی مسکراہٹ اس سے اور فضا سے مخفی نہیں تھی ---

کیا۔۔۔رستے میں کھڑی ہوں گی تو یہی ہو گا نہ پھر۔۔۔۔۔۔۔۔ حازق نے کندھے اچکا کر ہونٹ باہر نکالے تھے ۔۔۔

بات سنو ۔۔۔۔ تم غلط ٹریک پر کار لے کر آئے ہو سمجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے دانت پیس کر انگلی حازق کی آنکھوں کے درمیان میں نچائی تھی ۔۔۔

تو اب کیا کروں!!!!!! ۔۔۔ کپڑے دھو کر دوں تمھارے کیا ۔۔۔۔۔۔ بڑے معنی خیز انداز میں کہتے ہوئے حازق نے ایک بھرپور نظر سر سے لے کر پاؤں تک حسنیٰ پر ڈالی تھی ۔۔۔

کھلتے ہوئے پیلے رنگ کے جوڑے میں دمکتی چندن جیسی رنگت لیے وہ کسی سورج مکھی کے پھول سے کم دلکش نہیں لگ رہی تھی ۔۔۔ ہے کون یہ پھلجھڑی ۔۔۔ آج سے پہلے تو یونیورسٹی میں نظر نہیں آئی ۔۔۔ حازق وہاب یونیورسٹی میں فائن آرٹس فوٹو گرافی کے چوتھے سمسٹر کا طالب علم تھا ۔۔اور اب حسنیٰ جیسی خوبصورت دوشیزہ کو اپنی یونیورسٹی کے گیٹ کے آگے دیکھ کر اچنبھے کی حالت میں تھا ۔۔۔

مائنڈ یور لینگوج۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ کو اس کی کپڑے دھونے والی بات انتہائی ناگوار گزری تھی ۔۔۔

تو آپ کا مس ئلہ کیا ہے پھر------اب ہو گیا سو ہو گیا کیا کروں پھر میں اب ---

حازق ہنوز پر سکون انداز میں اس کے چہرے پر نظریں جمائے سن گلاسز کی ایک ٹانگ منہ میں دبائے بیٹھا تھا ---

آپ کیا اس کے لیے معافی بھی نہیں مانگ سکتے----- فضا نے آہستہ سے حسنیٰ کو کندھے سے پکڑ کر پیچھے کیا تھا اور خود آگے ہو کر حازق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ---

اسے حازق کا حسنیٰ کو دیکھنے کا انداز ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا ---اور حسنیٰ تھی کہ اس کی نظروں میں موجود ستائ ش سے بلکل بے خبر بس جوش سے اسے باتیں سنانے میں اور غصہ دکھانے میں مصروف تھی اور وہ محترم تو اس کے ہر انداز سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بات کو طول دینے میں مصروف تھے ---

میں نے جان بوجھ کر تو کچھ بھی نہیں کیا------- حازق نے پھر سے مسکراہٹ دبائی تھی ---

حسنیٰ--- چھوڑو فضول بحث چلو یہاں سے چلتے ہیں --- فضا نے فورا مڑکر حسنیٰ کا بازو دبوچا تھا ---

رکیں ۔۔۔ رکیں ۔۔۔۔ میں اپنی غلطی کا یہ خمیازہ بھر سکتا ہوں کہ آپ کو اپنی کار میں بیٹھا کر گھر تک ڈراپ کر دیتا ہوں ۔۔۔ حازق نے تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر ان کے پیچھے بھاگتے ہوئے انھیں روکا تھا ۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔ مہربانی آپ کی ۔۔۔۔۔۔۔ فضا نے ناک پھلا کر کہا تھا

دیکھیں ۔۔۔ میں معافی مانگتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔ حازق صرف حسنیٰ کو دیکھتے ہوئے بات کر رہا تھا ۔۔۔

حسنیٰ ایک دم سے رکی تھی ۔۔۔ کیونکہ فضا اس کا بازو دبوچے اسے کھینچتے ہوئے لے کر جا رہی تھی وہ فضا سے بازو چھڑواتی ایک دم تنک کر رکی تھی ۔۔۔

اوکے ۔۔۔۔ ایسا کریں ۔۔۔ کیب کے پیسے دیں ۔۔۔ بس میں جانے والی حالت نہیں ہماری ۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے مزے سے ناک پھلا کر حازق سے کہا تھا۔۔۔

فضا کا منہ حیرت اور حسنیٰ کی بیوقوفی پر کُھل گیا تھا ۔۔۔اس نے زور سے حسنیٰ کا بازو جھنجوڑ ڈالا تھا ۔۔۔ جبکہ وہ سپاٹ چہرہ لیے صرف حازق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی ۔۔۔

حسنیٰ --- پاگل ہو گیا -------- فضا نے دانت پیس کر حسنی کے کان میں کہا تھا ---

تم چپ --- حسنیٰ نے گھور کر فضا کی طرف دیکھا تھا اور پھر ناک پھلا کر حازق کی طرف دیکھا ---

میرا نقصان نہیں ہوا کیا --- نکالیں کیب کے پیسے ---- ناک پھلائے دھونس جماتی وہ حازق وہاب کے اندر گدگدی کر گ ئی تھی ---

حسنیٰ -------- فضا مسلسل اسے منع کرنے اور یہاں سے نکلنے کے لیے گھور رہی تھی ----

یہ لیں ------ حازق نے پانچ ہزار کا نوٹ آگے بڑھایا تھا ----

فضا کا منہ پھر سے کھل گیا تھا --- جبکہ حسنیٰ بڑے آرام سے پانچ ہزار کا نوٹ تھام چکی تھی ---

گڈ----- ---- حازق کی مسکراہٹ اور پھیل گ ئی تھی ---

فضا غصے سے گھسیٹتے ہوئے حسنیٰ کو لے کر آگے بڑھی تھی جبکہ حازق وہاب وہیں کھڑا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکرا رہا تھا----

حسنیٰ پاگل ہو گیا تم --- کیوں لیے اتنے سارے پیسے اس سے --- --- فضا نے غصے سے دانت پیستے ہوئے حسنیٰ سے کہا تھا ---

جو آرام سے مسکرا رہی تھی اور اپنی اس حرکت پر سرشار تھی ----

کچھ نہیں ہوتا دیکھا نہیں تھا کتنا امیر تھا وہ یہ پانچ ہزار اس کے آگے کچھ بھی نہیں ---

چلو اب آرام سے ------- حسنیٰ نے بڑے لاپرواہ انداز میں کہا اور پاس سے گزرتی ٹیکسی کو ہاتھ کے اشارے سے روکا تھا----

فضا منہ بسور کہ ہی رہ گ ئی تھی ---

****

میم --- بس رہائی ش کا تھوڑا پرابلم تھا تو وہ گھر دیکھ رہا تھا کوئی ---- نعمان نے آنکھیں چرا کر جھوٹ بولا تھا--

وہ مسز واصف کے آفس میں موجود ایک کرسی پر پریشان حال بیٹھا ہوا تھا --- وہ کل اس کے نا آنے کی وجہ پوچھ رہی تھیں---- اور وہ حسنیٰ والی بات گول کر چکا تھا---

اوہ اچھا ---- اٹس اوکے جائی یں آپ ------ مسز واصف نے مسکرا کر کہا تھا-- جبکہ ان کا انداز تھوڑا پر سوچ تھا--

تھنکیو میم -------- نعمان معدب انداز میں کرسی سے اٹھا تھا اور باہر نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ مسز واصف فون ملا رہی تھیں ----

اس کو واپس آفس میں آئے ابھی ایک گھنٹہ ہی گزرا تھا جب اس کے آفس میں ہلکے سے دستک پر سر اٹھا کر اس نے اندر آنے کی اجازت دی تھی ---

سر ----- یہ آپ کے لیے --- ------- ایک چابی کے ساتھ کچھ کاغزات نعمان کے سامنے موجود میز پر اس لڑکی نے رکھے تھے ---

یہ---- کیا!!!!!---- نعمان نے حیران ہوتے ہوئے لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔۔

وہ مسز واصف کی پی۔اے تھی --- اور اب اس کے سامنے بڑے سلیقے سے ہاتھ باندھے مسکرا رہی تھی ---

سر یہ کمپنی کی طرف سے آپکو اپارئ ٹمنٹ دیا گیا ہے ------ بڑے پریم سے وہ گویا ہوئی چہرے پر ہنوز مسکراہٹ تھی۔---

کیا-------- نعمان کی حیرت زدہ آواز نکلی تھی جبکہ آنکھیں پھیل گ ئی تھیں ---

جی یہی ہے سر -------- وہ پھر سے اسی انداز میں گویا ہوئی ---

دیکھیں یہ --- کیسے رکھ سکتا ہوں میں ------- نعمان نے رک رک کر تھوڑے پریشان سے لہجے میں استفسار کیا تھا---

سر آپ میم --- سے بات کر سکتے ہیں ------- لڑکی پھر ربوٹ کی طرح کہہ کر اب اس سے جانے کی اجازت لے رہی تھی ---

لڑکی کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر یوں ہی الجھا سا بیٹھا رہا پھر چابی اور لفافہ اٹھاتا وہ مسز واصف کے آفس کی طرف رواں دواں تھا---

میم --- کم ان--- ---- ہلکی سی دستک کے بعد وہ دروزہ کھول کر اجازت طلب لہجے میں پوچھ رہا تھا---

مسز واصف نے اپنے مخصوص محبت بھرے انداز میں اسے دیکھا اور سر ہاں میں ہلا دیا تھا--- نعمان کے اندر آنے تک وہ اپنے مخصوص انداز میں چشمہ اتار کر ایک طرف رکھ کر دونوں بازو کراس کی شکل میں سامنے پڑے میز پر جما چکی تھیں --

میم--- یہ گھر میں افورڈ نہیں کر پاؤں گا------- نعمان نے شرمندہ سے لہجے میں کہتے ہوئے چابی اور لفافہ میز پر دھرا تھا---

مطلب۔۔۔۔۔۔ مسز واصف نے ایک نظر لفافے پر اور دوسری نظر سامنے کھڑے نعمان پر ڈالتے ہوئے۔۔۔ مصنوعی حیرت ظاہر کی تھی ۔۔۔

5

میم ۔۔۔ میں اس کا رینٹ کیسے پے کر سکوں گا۔۔۔ نعمان کا انداز ہنوز شرمندگی والا تھا۔۔۔

رینٹ ۔۔۔ مسٹر نعمان ۔۔۔ آپکو کوئی رینٹ پے کرنے کی ضرورت نہیں یہ کمپنی کی طرف سے آپکو دیا گیا ہے ۔۔۔ آپکی پے میں سے آہستہ آہستہ ڈیڈکشن کرتے رہیں گے آپکو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ بڑی نرمی سے مسکراتے ہوئے مسز واصف کہہ رہی تھیں ۔۔۔

وہ اس پر احسان در احسان کرتی جا رہی تھیں ۔۔۔ اگر یہ واقعی میں حسن کا بیٹا ہے تو یقیناً آج سے چوبیس سال پہلے اس کی مرنے کی خبر مجھ تک جھوٹ پہنچی تھی میں اس لڑکے کے ذریعے سے ہی حسن تک پہنچ پاؤں گی لیکن اگر یہ حسن کا ہی بیٹا ہے تو یہ ایسے در بدر کیوں ۔۔۔ مسز واصف اپنے ذہن میں ابھرتے سوالوں سے الجھ رہی تھیں ۔۔۔

جی-------- نعمان نے حیرت سے واپس چابی اور لفافہ اٹھایا تھا اور باہر کا رخ کیا تھا---

****

سر یہ سولو کر دیں --- ہیر نے آج پھر بڑے انداز میں نوٹ بک روبن کے آگے پھینکی تھی

وہ جو فواد کی طرف متوجہ تھا ایک دم سے چونک گیا تھا-- ہیر بڑے انداز میں چیونگم چباتی طنز بھری نظروں سے روبن کو گھور رہی تھی --- روبن کو ملک اطہر کی حویلی میں ٹیوشن پڑھاتے آج تیسرا دن تھا اور ہیر مسلسل تین دن سے روبن کے ساتھ یہی رویہ رکھے ہوئے تھی --وہ کچھ عجیب و غریب میتھ کے سوالات نیٹ سے کھوج کر اس کے لیے لاتی تھی اور آج بھی وہ ایسا ہی کر رہی تھی --- وہ بڑے تیکھے سے نقوش والی جاذب نظر صورت کی لڑکی تھی اس کے گھنگرالے بال اور گالوں میں پڑتے گڑھے اسے منفرد بناتے تھے --- لیکن اس کے چہرے پر اپنی عمارت کا غرور اور روبن کی غربت کی حقارت موجود تھی ---

یہ کیا ہے ------ روبن نے سنجیدہ انداز میں لب بھینچ کر کہا تھا---

میتھ کا کوسچن ---اور کیا-------- ہیر نے کندھے اچکا کر کہا---

بڑے انداز سے سولہ سالہ ہیر نے چیونگم چباتے ہوئے اپنے گھنگرالے بال کندھے سے پیچھے کیے تھے ---

لیکن یہ آپکے سلیبس کا تو ہر گز نہیں ہے ------- روبن نے نظریں نیچے رکھی کاپی کے کھلے ورق پر جماتے ہوئے کہا ---

وہ کوئی بہت ہی مشکل آئی کیو لیول جانچنے کا حسابی سوال تھا ---

تو کیا --- آپ اسے حل نہیں کر سکتے ہیں ------- ہیر نے ہلکا سا طنز بھرا قہقہ لگایا تھا ---

دیکھیں میں آپکو یہاں آپکے نصاب کا پڑھانے آتا ہوں نہ کہ یہ فضول کویز سولو کرنے ------- روبن نے تھوڑے سخت لہجے میں مگر دھیمی سی آواز میں کہا تھا ---

اس کا مطلب ہے --- آپ نہیں کر سکتے ہیں یہ --- یہی نہ------- ہیر نے آنکھیں سکیڑی تھیں ---

فواد اپنا کام چھوڑے منہ میں قلم دبائے اب بڑی دلچسپی سے اپنی بڑی بہن اور روبن کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا --- فواد ساتویں جماعت کا طالب علم تھا اور ہیر دسویں

جماعت کی --- ہیر پڑھائی میں کافی حد تک ذہین تھی لیکن فواد اتنا ہی لا پرواہ اور نکما تھا ---

روبن نے جھٹکے سے سامنے رکھی کاپی کو اٹھایا تھا --- ہیر نے طنز بھری مسکراہٹ سے کلکیولیٹر روبن کی طرف بڑھایا تھا --- یہ آئی کیو لیول کا مشکل ترین سوال تھا جس کو بہت کم لوگ حل کر پاتے تھے ---

یہ رکھیں اپنے پاس ہی ------- روبن نے گھور کر ہیر کے کلکیولیٹر پکڑے ہاتھ کی طرف دیکھا اور پھر کاپی پر جھک گیا تھا ---

صرف پانچ منٹ کے بعد وہ اپنا تیز تیز کاپی پر چلتا ہاتھ روک کر اپنا سر اوپر کر چکا تھا

یہ لیں -------- روبن نے اسی انداز میں ہیر کے آگے کاپی کو پٹخا تھا جیسے تھوڑی دیر پہلے ہیر نے اس کے سامنے کاپی کو پھینکا تھا ---

ہیر پھٹی پھٹی آنکھوں سے کاپی پر حل شدہ درست جواب کے ساتھ موجود سوال کو دیکھ رہی تھی ---

میرا خیال ہے اگر میری ذہانت کی جانچ پڑتال آپ نے ان تین دنوں میں اچھے سے کر لی ہو تو کچھ پڑھائی پر توجہ دے لیتے ہیں اب کیا خیال ہے ------ روبن نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے تھے --- ہیر نے حیرت میں ڈوبے ہوئے انداز میں سر کو ہلایا تھا ---

اور آپ--- اپنا کام کرو ------- روبن نے گھور کر اب فواد کی طرف دیکھا تھا جس کے چہرے پر بھی اب طنز بھری مسکراہٹ نہیں تھی ---

جی سر---- --- فواد فورا اس کے گھورنے سے گھبرا کر اپنی کاپی پر جھکا تھا ---

****

میں نہیں مانتی یہ کہ وہ کریسچن ہی ہے --- فضا نے حیرت سے آنکھیں پھلائی تھیں --

وہ فضا کے گھر اس کے کمرے میں موجود بیڈ پر سرخ چہرہ لیے بیٹھی نعمان کی وہ اصلیت کھول رہی تھی جو اسے بھی ایک دن پہلے ہی معلوم ہی تھی --- وہ اسلام آباد میں فضا کے سسرالی گھر میں موجود تھی ---

ہے--- ہے --- اس کا دوست آیا تھا اس نے مجھے صاف صاف الفاظ میں بتایا ہے کہ وہ تو مسلمانوں سے اس قدر نفرت کرتا ہے کبھی مسلم ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا --- حسنیٰ نے چبا چبا کر کہا ---

لیکن --- اس دن --- ---- فضا کو ابھی بھی اس کی بات پر رتی برابر یقین نہیں تھا

وہ سب فریب تھا دھوکا تھا --- وہ عجیب ہے میرے ساتھ کوئی گیم کھیل رہا ہے میں ڈر گ ئی تھی وہاں سے بنا بتائے بھاگ آئی ہوں یہاں تمھارے پاس--- حسنیٰ واقعی پریشان حال تھی ---

لیکن --- حسنیٰ------فضا نے پھر سے بولنے کے لیے منہ کھولا تھا --

وہ کیا پاگل تھا جو دو گھنٹے میرے پاس بیٹھ کر اسکا بتاتا رہا تھا --- حسنیٰ کو اب فضا کے نہ یقین کرنے پر غصہ آگیا تھا ---

وہ کوئی نعمان نہیں ہے --- وہ روبن ولسم ہے --- ایک مسیح --- حسنیٰ نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا

حسنیٰ مجھے اس سے بات کرنی ہے مجھے اس کا نمبر دو --- فضا نے پاس پڑے حسنیٰ کے موبائ ل کو اٹھایا تھا---

اس کے چہرے کے تاثرات افسوس کرنے جیسے تھے --- حسنیٰ ایک انتہائی احمق لڑکی تھی اور جو حرکت وہ اب کر نے کے بعد اس کے گھر آئی بیٹھی تھی فضا کو اس حرکت کی اس سے قطعً توقع نہیں تھی ---

www.classicurdumaterial.com

میرے پاس کیوں ہو گا اس کا نمبر ------ حسنیٰ نے بے زاری سے کندھے اچکائے تھے اور جلدی سے فضا کے ہاتھ سے اپنا موبائل چھین لیا تھا ---

کیوں ہو گا --- بیوقوف لڑکی دس دن سے اس کے ساتھ تھی میاں بیوی کی طرح ------ فضا نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا تھا ---

او --- ہیلو --- کوئی میاں بیوی نہیں --- ایسا کچھ نہیں تھا ہمارے بیچ --- میں نے اسے ہاتھ لگانا تو دور کی بات اس سے ڈھنگ سے بات بھی کرنا شروع نہیں کی تھی ان دنوں میں اور شکر ہی ہوا نہیں کی تھی شروع ------- حسنیٰ نے چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کیا اور بیڈ پر تکیے کی ٹیک سے ڈھے سی گئی تھی ---

یہ فضا کے گھر کا گیسٹ روم تھا جہاں وہ کل سے آ کر سو رہی تھی اور اب جا کر آنکھ کھلنے پر اس نے اپنے یہاں آنے کی ساری رام کہانی فضا کو گوش گزار کی تھی -- جو اس کی اس بیوقوفانہ حرکت پر تپی بیٹھی اسے گھور رہی تھی ---

توبہ --- اس کا نمبر تک نہیں --- گھر کا ایڈریس دو میں خود جاؤں گی اس کے پاس ------- اب کی بار فضا اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی ---

نہیں ہرگز نہیں میں اسے چھوڑ چکی ہوں ------- حسنیٰ ایک دم پھر سے سیدھی ہو بیٹھی تھی چہرے پر زمانے بھر کی ناگواری سجی تھی ---

پر حسنیٰ تم یوں بنا تصدیق کیے اپنے نکاح سے منکر نہیں ہو سکتی کیا پتا وہ ہی سچ کہہ رہا ہو اور وہ نکاح سے پہلے مسلم ہو گیا ہو۔۔۔۔فضا نے اسے سمجھانے کے انداز میں ماتھے پر بل ڈال کر کہا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے مان لیا کہ وہ شوہر ہے میرا ایسا شوہر جو اچانک سے میری زندگی میں آ گیا جسے نہ میرے دل نے قبول کیا اور نہ ابھی تک میرا دماغ شاک سے نکلا۔۔۔ حسنیٰ اپنے مخصوص انداز میں اپنے بے تکے دلائل دے رہی تھی اور ان دس دن میں تو وہ عفت کے غم سے بھی اچھی خاصی باہر آ چکی تھی۔۔۔

اگر ان سب باتوں کو نظر انداز کر بھی دوں تو اس کے پھٹے ہوئے جوتے اس کی بوسیدہ شرٹ۔۔۔ اور خالی جیب۔۔۔۔ یہ سب کیسے اگنور کروں۔۔۔ میں ہرگز اس کے ساتھ پوری زندگی نہیں گزار سکتا۔۔۔۔۔۔۔ وہ پھر سے ٹیک لگا کر بازو سینے پر باندھ چکی تھی اور چہرے کا رخ بھی فضا کی طرف سے موڑ لیا تھا۔۔۔

اور اس کی صورت۔۔۔ اس کی سیرت۔۔۔ حسنیٰ۔۔۔ تم نے اس کی آنکھیں دیکھی تھیں۔۔۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوبصورت اور مکمل حسن رکھنے والا مرد نہیں دیکھا۔۔۔۔ اور جیسے اس وقت اس نے تمہیں بچایا ایسا کون کرتا آجکل۔۔۔ فضا کو اس کی عقل پر

افسوس ہو رہا تھا لیکن اس کا یہ انداز اس کی خود غرضی یہ سب فضا کے لیے نیا نہیں تھا ---

لیکن افسوس تم اس وقت شادی شدہ تھی --- مجھے اس کی حالت نے کبھی اس کی شکل دیکھنے کا موقع نہیں دیا اور تمہیں پتا ہے میں شکل کو اتنی اہمیت نہیں دیتی --- حسنیٰ ہنوز اسی بات پر ڈٹی بیٹھی تھی ---

ہاں --- پتہ ہے -- اس حازق کے بعد --- --- فضا نے ناگواری سے ناک چڑھائی

اور پھر ایک دم سے آنکھ سکیڑ کر بیڈ پر بیٹھ کر حسنیٰ کو گھورا تھا ---

اب کیا پھر سے اسی کے پیچھے تو یہاں -------- فضا نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے رک رک کر کہا تھا اور پھر حسنیٰ کی حالت پر یک دم بات کرتے کرتے رک گ ئی تھی

حسنیٰ لب کچل کر روہانسی شکل بنائے فضا کو دیکھ رہی تھی ---

اوہ--- میرے خدا --- بس کر دے بد دماغ لڑکی --------فضا نے افسوس کے انداز میں اپنا سر پیٹ ڈالا تھا ---

کیوں کر دوں بس --- مجھے ایک بار کیا بار بار اسے یاد دلانا ہے کہ وہ مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا------ حسنیٰ نے پر سوچ لہجے میں کہا تھا ---

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا حسنیٰ---------- فضا کی آواز بہت مدھم ہو گئی تھی ---

ہو سکتا ہے اگر حازق لوٹ آئے ---------- حسنیٰ نے گہری سانس لی تھی---

فضا اس پر افسوس بھری نظر ڈال کر باہر جا چکی تھی ---

****

جی--------- عورت نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر کہا تھا--

وہ دروازے کے ایک پٹ کو کھولے جسم کو سارا اس کے پیچھے چھپائے صرف چہرہ باہر نکال کر پوچھ رہی تھی --- ایک نظر سامنے کھڑی شاندار کار پر اور پھر ایک نظر مسز واصف پر ڈالے وہ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی ---

یہ ولسم وسٹن کا گھر ہے ------ بڑے ہی نرم لہجے میں مسز واصف نے کہا

جی------ ہمیں تو شفٹ ہوئے ابھی تین ماہ ہوئے ہیں شائد اس سے پہلے وہ یہاں رہتے ہوں -------- عورت اب بھی مسز واصف کو ستائشی نظروں سے دیکھتی ہوئی پر سوچ انداز میں بولی تھی ---

ہمم --- آپ کچھ نہیں جانتی کیا-------- مسز واصف نے پر امید انداز میں پوچھ تھا---

نہیں جی --- ہم کو تو کچھ نہیں معلوم---- لیکن یہ باقی لوگ شائی د بتا سکیں ہم نئے ہیں یہاں ------ عورت نے ساتھ والے گھر کی طرف اشارہ کیا تھا--

اوکے--------- مسز واصف نے بڑے انداز سے سن گلاسز پھر سے چڑھائے تھے ---

وہ آج صبح کی فلائیٹ سے کراچی پہنچی تھیں ---اور گیارہ بجے کے قریب ہی وہ ولسم کی کھوج میں روبن کے ڈاکیومنٹس سے چرائے گئے پتے کے حساب سے اس گھر تک پہنچ گ ئی تھیں -- لیکن اتنی محنت کے بعد بھی مایوسی ہو رہی تھیں--

اے_ڈی---- یہ اگلے گھر کی ڈور بل دو ذرا------- مسز واصف نے معدب انداز میں ہاتھ باندھے ڈرائیور سے کہا تھا---

جو حکم ملتے ہی لپک کر ساتھ موجود گھر کی گھنٹی کو بجا چکا تھا جبکہ پہلے گھر کی عورت ابھی بھی کھڑی سارا ماجرا دیکھ رہی تھی --

جی --------- پوچھنے پر دروازہ کھولے اب پھر ایک عورت باہر نکلی تھی ---

مجھے یہ ساتھ والے گھر والوں کے بارے میں پوچھنا ہے ------- مسز واصف نے سامنے کھڑی عورت کی آنکھوں میں سوال دیکھتے ہوئے کہا تھا---

ولسم --------- عورت نے فوراً کہا---

جی جی --- ولسم سٹیون --- ----- مسز واصف نے عجلت میں پورا نام لیا تھا---اور گلاسز پھر سے اتار دیے تھے---ان کے ہر انداز سے بے چینی جھلک رہی تھی

ولسم تو کب کا چھوڑ گیا تھا کرسٹن کو --- پھر روبن کہیں چلا گیا--- ان کا بیٹا ایک ہی بیٹا تھا -- کرسٹن بہت روتا تھا -------- عورت پوچھے گئے سوال سے زیاد ہی انفارمیشن اس کے گوش گزار کر رہی تھی ---

اب کہاں ہے کرسٹن-------- مسز واصف نے کھوجتی نظروں کے ساتھ اگلا سوال پوچھا تھا ---

نہیں معلوم --- بس بولی کہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں ان کے پاس جا کر رہوں گی اب ----- یہ عورت بھی اب پہلی عورت کی طرح مسز واصف کو بغور دیکھنے میں مصروف تھی

آپ کے پاس اس کا نمبر --- کچھ پتہ----------- مسز واصف نے پھر کچھ امید باندھی تھی

نہیں جی روبن کا نمبر تو ہے میرے لڑکے کے پاس لیکن کرسٹن کے پاس تو موبائل ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ عورت اب حیران ہو رہی تھی ---

تو ولسم کا کچھ پتہ چل سکتا ہے کیا -- ---- مسز واصف پھر سے استفسار کر رہی تھیں اور ارد گرد نظریں دوڑا رہی تھیں --

اس حرامی --- نے تو دوسری شادی رچا لیا تھا اس کے بعد کوئی پتا نہیں اس کا تین سال ہونے کو آئے ہیں --- عورت نے حقارت بھرے انداز میں ولسم کے بارے میں آگاہی دی ---

ٹھیک ہے ----- مسز واصف نے سن گلاسز پھر سے آنکھوں پر ٹکائے تھوڑا سا مڑی لیکن پھر واپس پلٹی ---

یہاں کوئی ایسا جن سے ان کا زیادہ ملنا جلنا ہو-- اپنے ذہن میں امڈ آنے والا اگلا سوال وہ عورت کے دروازے بند کرنے سے پہلے پوچھ چکی تھیں ---

عورت نے مایوسی سے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔ عجیب بات تھی کیا لوگ اتنی معلومات نہیں رکھتے تھے ایک دوسرے کی ۔۔۔ وہ گم سم سی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر براجمان تھی ۔۔

میم صاب اب۔۔۔ کدھر ۔۔۔۔۔۔۔ اے۔ڈی نے بیک مرر سے دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔۔

بابا کی طرف۔۔۔۔۔۔۔ ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے مسز واصف نے کہا تھا۔۔۔

****

روبن ہے یہ۔۔۔۔۔ لڑکی نے مینا کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی ۔۔۔

روبن ۔۔۔۔منب ۔۔۔داور۔۔۔اور علی کار میں سے اترے تھے سیاہ رنگ کی بڑی سی گاڑی داور کی تھی ۔۔ روبن اور منب کی یونیورسٹی میں داور سے دوستی ہوئی تھی وہ کافی امیر لیکن اشتہاری قسم کے خاندان سے تعلق رکھنے والا لڑکا تھا۔۔ روبن کے بارے میں اسے روبن کے پرانے ہم جماعت سے پتہ چلا تھا کہ روبن کے آگے آج تک کوئی نہیں ٹک سکا تھا۔۔۔ اسے روبن جیسا سٹریٹ فائٹر قسم کا لڑکا اپنا دائیں بازو بنانا تھا۔۔۔۔ روبن بہت جلد کسی کو دوست نہیں بناتا تھا خاص طور پر کسی مسلم کو لیکن داور نے اس کے دل میں گھر کر ہی لیا تھا۔۔۔ وہ اب بے حد سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔۔ ولسم کی گھر میں آئے دن

جھڑپ ہوتی رہتی تھی وہ اب کرسٹن پر ہاتھ اٹھانے لگا تھا روبن عجیب ذہنی کشمکش کا شکار ہو چکا تھا اپنی پڑھائی وہ ہر گز نہیں چھوڑنا چاہتا تھا جس کے لیے وہ ایک دو ہوم ٹیوشنز پکڑ چکا تھا---

واؤ------ کیا بات ہے ---- کیوں ڈرتے سب اس سے اتنا -------- مینا روبن کو دیکھ کر ہی فدا ہو چکی تھی ---

پنچ مارتا ہے سیدھا منہ پر اور دانت باہر سنا ہے -------- ردا نے آنکھ ماری تھی

روبن بلیک ہڈ پہنے پینٹ کی جیبوں میں میں ہاتھ ڈالے بہت سی لڑکیوں کے دلوں کو روندتا ہوا آرہا تھا---اس کے فرنٹ کے بالوں کی لمبی بھوری لٹ چہرے پر آرہی تھی جس سے وہ بلکل ایسے ہی بے نیاز تھا جیسے وہ اپنے ارد گرد لڑکیوں کی گھومتی گردنوں سے ------ گہری اداسی سے بھری گرے آنکھیں -- سپاٹ چہرہ ---

اس کے پیچھے پیچھے چلتے اب وہ کلاس میں پہنچ چکی تھیں جہاں وہ چاروں لڑکے اب روز کے معمول کے مطابق لاسٹ بینچ سنبھال چکے تھے ان چاروں میں سے صرف ایک روبن ہی تھا جو کتابوں پر جھکا ہوا تھا باقی تو اس کے چیلوں کی طرح ارد گرد بیٹھے تھے ---

www.classicurdumaterial.com

ہمیشہ--- لاسٹ بینچ پر کیوں بیٹھتا ہے -- مینا نے رادا کو پھر سے کہنی ماری تھی---

مینا ویٹنگ لسٹ پر لیٹ ایڈمیشن تھی بی-ایس-سی-ایس میں اور دو دن میں ہی وہ ہر لڑکی کی طرح روبن ولسم کی اسیر ہو چکی تھی اس کا جان لیوا انداز اس کی کھوج پر مجبور کر دیتا تھا-- اور یہی وجہ تھی کہ وہ اب ردا سے اس کے بارے میں ساری انفارمیشن لے رہی تھی---

معلوم نہیں--- لیکن میرڈ لسٹ میں نیم سب سے اوپر تھا اس کا---ردا نے بھی الجھتے ہوئے اس کے سب سے آخری بینچ پر بیٹھنے کے بارے میں کہا---

پرفیسر بخت نے سی آر شپ کے لیے بھی کہا تھا اسے ------- ردا اور مینا کا آج کا سارا دن روبن ولسم کی باتوں میں ہی گزر رہا تھا---

پر صاف انکار--- کبھی کسی سے بات تک نہیں کرتا------ ردا مسلسل مینا کے کان میں سرگوشی کی شکل میں روبن کی ساری آگاہی دے رہی تھی---

بس یہ تین لڑکے ہوتے اس کے ساتھ--- ان سے ہی بات کرتا------ ردا نے کن اکھیوں سے سنجیدہ سپاٹ چہرے لیے تین لڑکوں کو دیکھا تھا ان کی شکلیں ہی اتنی رعب دار تھیں کہ کوئی خود بھی ان کے پاس نہیں پھٹکتا تھا---

کاش --- مسلمان ہوتا--------- مینا تو فدا ہی ہو چکی تھی--- ایک ٹھنڈی سانس خارج کی اور ایک نظر پھر سے روبن پر ڈالی ---

تو کر لے مسلمان اسے --- یہ بھی سنا پہلے ایم جے--- سکول کا پڑھا ہوا ہے مسلمانوں سے بات تک کرنا پسند نہیں کرتا ------- صرف ردا ہی اس کے بارے میں اتنا کچھ نہیں جانتی تھی بلکہ یونیورسٹی کی بہت سی دل ہاری ہوئی لڑکیاں اس کے بارے میں بہت کچھ جان چکی تھیں ---

پیور--- مطلب --- کٹر مسیح---- گلے میں لاکٹ دیکھ اس کے ------ ردا نے لب کا کونا دانتوں میں دبا کر روبن کی طرف دیکھا تھا اور مینا بھی اس کی نظروں کا تعاقب کیے اب روبن کو دیکھ رہی تھی ---

اسے لڑکیوں کے لوگوں کے یوں دیکھنے کی اب عادت ہو چکی تھی وہ جیسے جیسے بڑا بڑا ہو رہا تھا اس کی شخصیت نکھر گ ئی تھی اور لڑکیوں کا اس پر یوں فدا ہو کر آہیں بھرنا اس کے لیے نیا نہیں تھا ---

ہمم----- چل اس کا مطلب ہے ہماری پہنچ سے بہت دور ہے ------ مینا کے لہجے میں اداسی در آئی تھی

اور کیا ۔۔۔ تجھے سب اس لیے بتا رہی کیونکہ تو اس دن سے لٹو ہو رہی جب سے آئی ہے ۔۔۔۔۔ ردا نے ہنسی دبائی ۔۔۔

تم تو جیسے نہیں ہو ۔۔۔ اتنی انفارمیشن اکھٹی کر رکھی ہے اس کی ۔۔۔ مینا نے مصنوعی غصہ دکھایا تھا ۔۔۔

پروفیسر کے کلاس پر آنے پر ہی دونوں کی کھی کھی بند ہوئی تھی۔۔۔

****

کیسی ہیں آپ ۔۔۔۔۔۔۔مسز واصف نے دھیرے سے گلے ملتے ہوئے کہا۔۔۔

ادھیڑ عمر خاتون نے ہلکا سا اپنا جسم اوپر اٹھا کر مسز واصف کے ساتھ لگایا تھا اور پھر نیچے لیٹ گ ئی تھیں ۔۔۔ اعلی شان حویلی کا شاندار وسیع عریض کمرہ تھا جس کے اندر موجود بڑے سے بیڈ پر وہ ادھیڑ عمر خاتون لیٹی ہوئی تھیں ۔۔۔

بس گزر رہی ہے ۔۔۔۔۔۔تم کیسی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔ نقاہت بھری آہستہ سے آواز

بس گزر رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ مسز واصف نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائی تھی ۔۔۔

اسی لمحے یونیفارم میں ملبوس دو لڑکیاں کمرے میں ہاتھ باندھے داخل ہوئی تھیں ۔۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

امی------- آپ کے ملازم کیوں کم لگ رہے ہیں آپ کے پاس تو تین لڑکیاں تھی نہ--- مسز واصف نے ماتھے پر شکن ڈالتے ہوئے پوچھا تھا---

وہ-------- صابرہ کی آواز کچھ بتاتے بتاتے تھم گ ئی تھی

مسز واصف کے ماتھے کے شکن اور گہرے ہو گئے تھے --- لب ایک دوسرے میں پیوست ہوئے تھے---

صنم بھابھی نے کیا نہ سب--- آپ نے انھیں بتایا کیوں نہیں -- اب ان ملازموں کو اس کا میاں نہیں میں پے کرتی ہوں ------ مسز واصف نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا---

شہروزی---- جانے دو ---- چھوڑو---- بس یہ دو بہت ہیں --- صابرہ نے مسکرا کر اسے غصہ کم کرنے کا کہا تھا---

امی دو بہت نہیں ہیں آپ کے لیے میں بات کرتی ہوں بھابھی سے ------ مسز واصف تنک کر اٹھی تھیں ---

شہروزی --- رک جاؤ بیٹا ---- بس میرے پاس بیٹھو -- کیسے آنا ہوا کراچی------ صابرہ نے فوراً اسے دوسری باتوں میں لگایا تھا---

وہ۔۔۔۔ بس کچھ کام تھا۔۔۔۔۔۔۔ مسز واصف نے کھوئے سے انداز میں کہا تھا

آپ بتائی یں مجھے کیا کرتی ہیں سارا دن ۔۔۔۔۔۔ سانس خارج کر کے صنم پر آئے ہوئے غصے کو کم کیا تھا۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔ پھپھو۔۔۔۔۔۔ چہکتی ہوئی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور وہ بھاگتی ہوئی مسز واصف کے گلے میں جھول گ ئی تھی۔۔۔

لو آگ ئی تمہاری لاڈلی ۔۔۔ اب تم لگ جاؤ اس کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ صابرہ نے خفگی بھرے انداز میں کہا۔۔۔

جس پر اداسی بھرے کمرے میں قہقوں کے جلترنگ بج اٹھے تھے ۔۔۔۔

****

اس دن پھر خیریت سے گھر پہنچ گ ئی تھیں آپ ۔۔۔ حازق نے حسنٰی کے کندھے کے قریب ہو کر آہستہ سی آواز میں کہا تھا۔۔۔

وہ مگن سے انداز میں پینٹنگ کر رہی تھی اسے خبر بھی نہیں ہو کب اس کے عقب میں حازق وہاب آ کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ سب لوگ کلاس سے جا چکے تھے لیکن وہ پینٹنگ کو مکمل کرنے میں اتنی مگن تھی کہ اب کلاس میں صرف دو لڑکیاں ہی بچی تھیں ایک وہ

تھی اور دوسری کوئی اور لڑکی جو کافی دور اپنے کسی پروجیکٹ کو مکمل کرنے میں لگی تھی
--

بڑی مشکل سے آج دو دن کے مسلسل تلاش کے بعد حازق وہاب حسنیٰ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوا تھا--

عقب سے آتی آواز پر وہ اچھل کر سیدھی ہوئی تھی اور اپنے پیچھے کھڑے مسکراتے ہوئے حازق کو وہ پل بھر میں پہچان گ ئی تھی ---

اوہ---- آپ---- جی بلکل -------- حسنیٰ نے آنکھیں سکیڑی تھیں اور ناک پھلایا تھا---

ہمم---- گڈ------- حازق کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی ---

وہ عام سی شکل کا لڑکا تھا لیکن اس کی ڈریسنگ اور چہرے سے جھلکتا اس کا امیر پن اسے جازب نظر بنائے ہوئے تھا

آپ کا نام نہیں پوچھ سکا تھا میں اس دن غالباً----- حازق نے بڑے انداز میں کہا--
وہ سینے پر ہاتھ باندھے دلچسپی سے حسنی کو دیکھ رہا تھا

جو اپنی بنائی ہوئی پینٹنگ کی طرح ہی دلفریب لگ رہی تھی۔۔۔ سیاہ رنگ کے دید زیب لباس میں وہ کوئی لے سے نکلے ہیرے کی مانند دمکتی ہوئی حازق وہاب کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی ۔۔۔

جی میں نے خود ہی بتانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے بڑی ادا سے کہا

حسنیٰ اس کی توجہ کو بھرپور طریقے سے جج کر چکی تھی ۔۔۔ اس کی مسحور کن آنکھیں پسندیدگی کا عنصر لیے ہوئے تھیں

بہت اچھی پینٹنگ کر لیتی ہیں آپ ۔۔۔ حازق نے بازو گھوما کر ہاتھ منہ پر رکھتے ہوئے دلچسپی سے اس کی بنائی ہوئی پینٹنگ کی طرف دیکھا

دماغ کی مرمت بھی بہت اچھی کرتی ہوں ۔۔۔ حسنیٰ نے پینٹنگ برش کو آہستہ آہستہ لبوں پر مارتے ہوئے شرارت سے کہا ۔۔۔

اسے حازق وہاب جیسے امیر کبیر کی یہ توجہ بھلی لگ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ کہانیوں ناولوں کے کتنے مناظر ذہن میں گھومنے لگے تھے ۔۔۔

یہ تو بہت اچھی معلومات دی آپ نے مجھے ایکچولی ۔۔ میرا بھی دو دن سے دماغ ہلا ہوا ہے ۔۔۔ حازق نے بھرپور انداز میں قہقہ لگایا تھا

اچھا ----تو دماغ درست کروانے آئے ہیں ------- حسنیٰ نے ماتھے پر بل ڈالے ---

جی ----- حازق نے مسکراہٹ دبائی تھی

میں ہلے دماغ کا علاج کرنا اچھے سے جانتی ہوں --- آپ کیا سمجھتے ہیں اس دن پانچ ہزار دے کر آپ نے خرید لیا مجھے اور اب آپ با آسانی مجھ سے رغبت بڑھا سکتے ہیں ----
حسنیٰ نے بڑے انداز سے اپنے بالوں کو جھٹکا تھا

آپ بلکل غلط سمجھی ہیں --- بندہ پرور تو آپ کے بے پناہ حسن کا ایسا اسیر ہوا ہے ---- حازق نے لہک کر کہا

اوہ---اچھا --- تو اس بندہ پرور کو میں یہ ریلائی‌ز کروا دیتی ہوں کہ میں اس طرح کے چھچھورے ہتھکنڈوں میں پھنسنے والی نہیں --- حسنیٰ نے پاس پڑے بیگ کو کندھے پر رکھ کر ناک چڑھائی تھی

حازق نے بے ساختہ اس کی اس ادا پر دل تھاما تھا ---

راستہ چھوڑیں میرا ------- بڑی مشکل سے وہ اپنی مسکراہٹ چھپائے ہوئے تھی---

دل تیزی سے اتھل پتھل ہونے لگا تھا ---- اوہ خدا --- اوہ خدا ---- حازق جیسا امیر لڑکا اس کو اتنا بھاؤ دے رہا تھا---وہ اپنے اندر کی اچھلتی خوشی کو چھپاتی بے نیازی برتتی وہاں سے جا چکی تھی ---

اور حازق وہاب وہیں کھڑا اپنے لبوں پر دھیرے دھیرے انگلی پھیر رہا تھا آنکھیں حسنٰی کے بے تحاشہ حسن میں مدھوش سی ہو رہی تھیں --

****

ہیر آپ کیا کر رہی ہیں ------- روبن نے جھاڑنے کے انداز میں کہا

سامنے موبائ‌ل کو روبن پر سیٹ کیے ہوئے ہیر سٹپٹا گ‌ئ‌ی تھی --- وہ روبن کی ویڈیو بنا رہی تھی جو اس نے اپنی دوست کو دیکھانے کا وعدہ کیا تھا --- وہ اپنی دوست سے سکول میں سارا دن روبن کی باتیں کرتی رہتی تھی --- روبن سر ایسے ہیں ویسے ہیں ---وہ بہت بری طرح روبن کی ذہانت اور شخصیت کے سحر میں جکڑی گ‌ئ‌ی تھی کچا ذہن کچھ بھی سوچے سمجھے بنا ہر وقت روبن کو سوچتا رہتا تھا اور اب بھی وہ اپنی دوست کے لیے روبن کو اپنے کیمرے میں قید کرنے میں مصروف تھی جب اچانک روبن کی نظر اس پر پڑی تھی ---

کہ---کچھ نہیں سر -------- ہیر نے فوراً موبائ‌ل فون ایک طرف رکھ دیا تھا--

تو آپ پڑھ نہیں رہی ہیں ------ روبن نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا تھا --- وہ جان چکا تھا کہ ہیر اس کی ویڈیو بنا رہی تھی لیکن اس نے کچھ ظاہر نہیں کیا تھا البتہ چہرے پر سختی بڑھ گ ئی تھی ---

آج دل ہی نہیں چاہ رہا ہے سر ------ ہیر نے آہستہ آہستہ جھولنے کے انداز میں لاڈ سے کہا تھا ---

ہاں نہ سر دل میرا بھی نہیں چاہ رہا ہے چلیں باتیں کرتے ہیں ------- فواد نے فوراً چہکتے ہوئے ہیر کی بات کا ساتھ دیا تھا --

نہیں کوئی فضول وقت ضائع نہیں کرے گا --- ہیر حل کریں جو دیا ہے آپکو --- روبن نے ماتھے پر بل ڈالے اور سخت لہجے میں کہا---

سر آپکا نمبر مل سکتا ہے کیا ------ ہیر نے کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا تھا --

جی--------- روبن کو اس کی ہمت پر حیرانی ہوئی تھی ---آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں گھور کر اس نے ہیر کو دیکھا تھا

جی --- کبھی کچھ پوچھنا پڑ سکتا ہے ----- مطلب کچھ سمجھنا پڑ سکتا ہے --- ہیر روبن کا غصے سے بھرا چہرہ دیکھ کر گھبرا گ ئی تھی ---

نہیں میں اپنا نمبر کسی کو نہیں دیتا آپ کو جو پوچھنا ہو جو سمجھنا ہو وہ اسی تین گھنٹے میں پوچھیں کیونکہ مجھے انہی تین گھنٹوں کا موازہ دیا جاتا ہے --- روبن نے دانت پیستے ہوئے دو ٹوک انداز میں کہا تھا---

جی------- ہیر نے خجل ہوتے ہوئے گھنگرالے بالوں کی لٹ کو کانوں کے پیچھے کیا تھا--

سوال حل کریں ---------- روبن کا لہجہ اتنا سخت تھا فواد بھی سٹ پٹا گیا تھا---

****

مجھے حازق وہاب سے ملنا ہے -----...... کاونٹر پر ہاتھ رکھ کر بے چینی سے کہا--

وہ اے۔ ون پیسٹی سائیڈ کمپنی کے بہت بڑے آفس میں کھڑی تھی -- بھرپور طریقے سے وہ تیار ہو کر آئی تھی --- ہلکے فیروزی رنگ کے سٹائلش سے جوڑے میں اپنے گھنے بالوں کو کندھے پر بکھرائے مناسب اور نفیس میک اپ سے اپنے دلکش چہرے کے نقوش کو سنوارے وہ کسی کو بھی ڈھیر کر دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی --گلے میں دوپٹہ لاپرواہی سے جھول رہا تھا---

آپکا گڈ نیم ------ کاونٹر کے دوسری طرف بیٹھی لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ پاس پڑے فون کے ریسور کو اٹھا چکا تھا ---

حسنیٰ عابد -------- حسنیٰ نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر کہا تھا

اوکے میم -------- وہ لڑکی اب کچھ نمبر دبا رہی تھی --

سر مس حسنیٰ عابد ہیں کوئی آپ سے ملنا چاہتی ہیں ------ بڑے مہذب انداز میں وہ دوسری طرف موجود حازق وہاب کو اس کی آمد سے آگاہ کر رہی تھی ---

لڑکی نے ایک عجیب سی نظر اٹھا کر حسنیٰ کی طرف دیکھا تھا-- پتہ نہیں حازق نے ایسا کیا کہا تھا اسے

اوکے سر -------- لڑکی نے لب بھینچ کر فون کو رکھا اور معزرت والے انداز میں حسنیٰ کی طرف دیکھا تھا

میم --------وہ آپ سے ملنا نہیں چاہتے ہیں ------- بڑی شرمندہ سی آواز تھی

دیکھیں مجھے ان سے ملنا ہے ضروری میری بات کروائیں پلیز ان سے ان سے کہیں ایک دفعہ بس میری بات سن لیں --- حسنیٰ بے چین ہو گ ئی تھی ---

www.classicurdumaterial.com

میم---- سوری ---- بار بار انہیں ڈسٹرب کرنے کی پرمیشن نہیں ہے ------- لڑکی نے ہنوز نرمی سے معزرت کے انداز میں کہا تھا

ٹھیک ہے -------- حسنیٰ کا ناک پھول چکا تھا --- لب آپس میں پیوست ہوئے تھے اور آنکھیں سکڑ کر اپنے حجم سے چھوٹی ہوئی تھیں ---

وہ تیزی سے حازق کے آفس کی طرف چل پڑی تھی ۔کاونٹر پر موجود وہ لڑکی اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی --

میم--- رکیں---- رکیں --- آپ یوں نہیں جا سکتی ہیں روم میں ---- لڑکی نے کاونٹر سے ہی جھکتے ہوئے اونچی آواز لگائی تھی

لیکن حسنیٰ کچھ بھی سنے بنا تیزی سے آفس کی طرف قدم بڑھا رہی تھی

میم-------- لڑکی اب کاونٹر سے باہر نکل کر اس کی طرف بڑھ رہی تھی---

لیکن تب تک حسنیٰ آفس کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہو چکی تھی ---

پرسکون پرستائی‌ش آفس کے اندر موجود نفیس صوفے پر حازق بڑے رومانوی انداز میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک نہائ‌ت ہی جدید فیشن سے لیس لڑکی اس کے بلکل سامنے انتہائی قریب اس کی ٹائی کو تھامے بیٹھی تھی --- جیسے ہی حسنیٰ نے دروازہ کھولا تھا وہ سٹپٹا کر اٹھی

www.classicurdumaterial.com

تھی جبکہ حازق وہاب کے ماتھے پر شکن کی لکیریں عمودی طرف ابھر گئی تھیں اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ---

اوہ------ تو اس لیے -------اس لیے--------- تم مجھ سے ملنا نہیں چاہتے ------ بڑے انداز میں طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے حسنیٰ نے کہا اور لبوں کو باہر نکال کر اس لڑکی کو سر سے پاؤں تک دیکھا تھا--- جو اب حیران سی کھڑی حسنیٰ کو دیکھ رہی تھی

جسٹ شٹ اپ ---- تمہیں اندر کس نے آنے دیا --- حازق نے دھاڑتے ہوئے کہا تھا--

حسنیٰ اس کے غصے کی پرواہ کیے بنا اس کے اور اپنے درمیان کا فاصلہ عبور کرتی ہوئی اب بلکل اس کے سامنے کھڑی تھی ---

تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے حازق تم مجھے نہیں چھوڑ سکتے یوں ---- ----- حسنیٰ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے کوٹ کو تھام چکی تھی --

وہ بات کرتے ہوئے اس کے کوٹ کو جھٹکے دے رہی تھی ---

حازق کون ہے یہ جاہل--------- ساتھ کھڑی لڑکی حسنیٰ کی اس حرکت ہر تنک کر گویا ہوئی تھی ---

نہیں جانتا۔۔۔۔۔۔۔۔حازق نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ حسنیٰ سے چھڑوایا تھا چہرہ ویسا ہی سخت تھا۔۔۔

جھوٹا ہے یہ جانتا ہے مجھے یہ تمہیں بھی چھوڑ دے۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ چیختے ہوئے ابھی اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پائی تھی کہ آفس کا داخلی دروازہ کھولتے ہوئے دو گارڈ اندر داخل ہو کر تیزی سے اس کی طرف بڑھے تھے۔۔

لے جاؤ اسے اور دھکے مار کر میرے آفس سے نکالو۔۔۔۔۔۔۔حازق وہاب نے اونچی آواز میں کہا تھا اور بازو لمبا تان کر انگلی سے اشارہ دروازے کی طرف کیا تھا۔۔۔

گارڈز حسنیٰ کے بازو تھام کر اب اسے آفس کے دروازے کی طرف گھسیٹ رہے تھے۔۔۔

حازق۔۔۔۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے پلیز حازق تمہیں میری محبت کی قسم۔۔۔۔ حسنیٰ چیخ رہی تھی۔۔۔

حازق وہاب کمر پر ہاتھ دھرے کھڑا تھا۔۔چہرے پر ناگواری تھی۔۔۔

حسنیٰ کو گیٹ سے باہر لا کر چھوڑ دیا گیا تھا۔۔۔ وہ روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔ اس کو اسلام آباد آئے آج تیسرا دن تھا جب وہ حازق کے آفس میں آئی تھی لیکن آج پھر اُس نے دھتکار دیا تھا۔۔۔ اب حازق کو زندگی میں واپس لانا جیسے ایک ضد بن گیا تھا۔۔۔حازق کو

کھو دینا اس کی زندگی کی سب سے بڑی بیوقوفی لگ رہی تھی اسے اور نعمان کا اس کی زندگی میں آ جانا اس کی بد نصیبی --- وہ فضا سے چھپ کر حازق کے آفس پہنچی تھی کیونکہ اگر اس کو خبر ہوتی تو وہ کبھی بھی حسنیٰ کو نہ آنے دیتی ----- حسنیٰ نے بے دلی سے کیب کو روکا تھا --

****

نعمان سنو ---- میں نے اپنی بہن سے بات کی ہے وہ ہماری کچھ مدد کر سکتی ہے ------ عبداللہ کی آواز فون میں سے ابھری تھی---

وہ آفس میں کرسی کی پشت سے سر ٹکائے پریشان حال بیٹھا تھا فون کان کو لگائے بے حال سا جس کو محبت ملنے کے بعد پھر جدائی مل جائے اس کا حال ایسا ہی ہوتا ہے جیسا اس کا تھا اس وقت آج تیسرا دن تھا اور حسنیٰ کی کوئی خبر تک نہیں اور کتنی عجیب بات تھی اس کے پاس حسنیٰ کا موبائل نمبر تک نہیں تھا --- وہ کسی مصیبت میں نہ ہو --- اگر لاہور میں ہی ہے تو کہاں ہو گی وہ اس کی دوست کا بھی تو نہ تو ایڈریس تھا اس کے پاس اور نہ ہی کوئی رابطہ نمبر --- گھر اس کو حسنیٰ کی بھابیاں نہیں گھسنے دیتی

تھیں --- لیکن اب عبداللہ نے ہی اپنی بہن کے ذریعے اس کا پتہ لگانے کا سوچا تھا

کیسے --------- نعمان ایک دم سے سیدھا ہوا تھا اور بازو سامنے پڑے میز پر ٹکائے تھے

حسنیٰ کی دوستوں کے بارے میں انفارمشن کے لیے --- عبداللہ نے گہری سانس خارج کی تھی ---

لیکن یہ سب ہو گا کیسے -------- نعمان نے بالوں کو جکڑ کر ماتھے پر سے ہٹایا تھا

شیو کافی حد تک بڑھ چکی تھی ---آنکھیں تین دن سے نہ سونے کی وجہ سے تھک گ ئی تھیں ---وہ اپارئی ٹمنٹ میں شفٹ ہو چکا تھا -- فل فرنشڈ اپارئی ٹمنٹ تھا --- اور وہ حیران تھا کہ واصف ٹیکسٹائی ل اپنے نئے آنے والے امپلائی کا اگر اتنا کرتے ہیں تو جو لوگ یہاں سالوں سے کام کر رہیں ہیں ان کا کتنا کرتے ہوں گے

مجھ پر چھوڑ دو فریال آج ان کے گھر جائے گی --------- عبد اللہ نے اسے تسلی دی تھی---

ہمم ٹھیک ہے --- سنو کچھ لوگ میرا پیچھا کرتے یہاں آئیں گے ان کو میرے گھر کے بارے میں بلکل نہیں پتا چلنا چاہیے-------- نعمان نے گہری سوچ میں ڈوب کر کہا تھا--

تم فکر ہی نہ کرو میری جان داور مجھے پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا اچھا سنو داور کہہ رہا تھا چھوٹا گھوڑا چاہیے ------ عبداللہ کا انداز رازدار ہو گیا تھا --

نہ--- نہیں داور کو بلکل منع کر دو اب ایسا کوئی کام نہیں کرنا مجھے --- میرا پرسنل پسٹل ہے ابھی میرے پاس--- نعمان نے آفس کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے آواز کو سرگوشی میں تبدیل کیا تھا --- داور سے اب وہ کسی قسم کی کوئی مدد نہیں لینا چاہتا تھا--- پانچ ماہ وہ اتنا خوار ہوا تھا لیکن اس نے داور سے کوئی مدد نہیں لی تھی --اور نکاح کے لیے اس کے پاس داور کا سہارا لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں بچا تھا ---

اوکے------ فکر نہیں -- یہاں عبداللہ ہے نہ--- چل اب نماز کا وقت ہونے والا ہے عصر قضا نہیں کرتے --- عبداللہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا ---

ہاں --- یاد ہے --- خسارے میں ہے وہ جس نے نمازِ عصر چھوڑی --- نعمان نے مدھم سی آواز میں کہا

ماشااللہ---اللہ تم سے راضی ہو میرے بھائی--- عبداللہ نے دعا دی تھی--

عبداللہ --- تم بہت اچھے ہو ------- نعمان نے غیر مرئی نقطے پر نظر جمائی --- بے شک وہ داور کے ریفرینس سے ہی ہفتہ پہلے عبداللہ سے ملا تھا لیکن عبداللہ اور داور میں زمین آسمان کا فرق تھا ---گو کہ عبداللہ داور کا ہی خاص بندہ تھا لیکن اس کا مذہب کی طرف جھکاؤ اور اس کا رحمدل ہونا اسے داور سے کہیں زیادہ اچھی سنگت دے گیا تھا ---

او--- نہیں میری جان تم بہت اچھے ہو ------- عبداللہ نے قہقہ لگایا تھا --

اچھا --- رکھتا ہوں ------- نعمان نے مسکراتے ہوئے کہا---

اور فون بند کرنے کے بعد --- لبوں پر آئی مسکراہٹ پھر سے غائب ہوئی تھی ---
نکاح والے دن کے بعد آج اس کے لب مسکرائے تھے ---

****

تم کیا کر رہی تھی چھت پر ---- عفت نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا تھا ---

حسنیٰ بال کھولے بنا دوپٹے چھت کے زینے سے لہراتی ہوئی

www.classicurdumaterial.com

نیچے آرہی تھی وہ کسی گانے کو گنگناتی سرشار سی نیچے آرہی تھی ۔۔۔ عفت کے گھور کر سوال کرنے پر وہ پل بھر کے لیے ٹھٹکی تھی کیونکہ دل میں تو چور تھا ہی وہ حازق وہاب سے بات کر رہی تھی

ویسے ہی چائے لے کر گ ئی تھی۔۔۔ گھٹی سی آواز میں جھوٹ بولا تھا ۔۔۔

حازق اب یونیورسٹی میں اس کے آگے پیچھے پھرنے لگا تھا۔۔۔ وہ تو ویسے بھی دولت کی پجاری تھی حازق کی تھوڑی سی توجہ پر ہی ڈھیر ہو گ ئی تھی ۔۔۔اور حازق اس کے حسن سے آنکھیں سیکتا تھا اور اسے وہ محبت کا نام دیتا تھا ۔۔۔ اور اب تو یونیورسٹی کے بعد بھی وہ ہر وقت حسنٰی سے بات کرتا تھا ۔۔ حسنٰی کے گھر کا ماحول ایسا نہیں تھا اور چھوٹے سے گھر میں ہر وقت بھابیاں کان کھڑے رکھتی تھیں اس لیے وہ حازق سے بات کرنے کے لیے چھت کا سہارا لیتی تھی ۔۔۔اب بھی وہ بات کرنے کے بعد حازق کی میٹھی باتوں سے سرشار نیچے آرہی تھی جب عفت کو دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے وہ گھبرائی تھی لیکن اگلے ہی لمحے وہ سنبھل چکی تھی۔۔۔

امی کیا دقیانوسی باتیں لے کر بیٹھ گ ئی ہیں ۔۔۔۔۔۔ بڑے آرام سے اتر کر اب وہ عفت کے بلکل سامنے کھڑی تھی

دقیانوسی نہیں ہیں ہر لحاظ سے ٹھیک ہیں یہ---- دینی لحاظ سے بھی اور دنیاوی کے حساب سے بھی---- عفت نے ناک پھلا کر اس پر ناگوار نظر ڈالی تھی ---

اچھا امی بس کریں لیکچر دینا مجھے --کھانے میں کیا بنا رہی ہیں آپ کی بھوئیں آج دونوں گھسی ہوئی ہیں کچن میں خیر ہی ہو ------- بڑے لاڈ سے وہ عفت کے گلے میں باہیں ڈال کر جھول گ ئی تھی ---

اچھا بس تم سے اچھی ہی ہیں کام تو کرتی ہیں --- تجھے بھی سسرال میں جا کر پتہ چلے گا --- عفت نے بے زاری سے اسے خود سے الگ کیا تھا

نا بھئی --- مجھے تو بہت ہی امیر لڑکے سے شادی کرنی ہے جہاں یہ------------ --- ملازموں کی لائن لگی ہو گی --- آنکھیں چمکا کر اس نے اپنے بازو کھولے تھے اور مسکراتے ہوئے وہ تصور میں حازق کا اعلیٰ شان گھر دیکھ رہی تھی

ھائے---- امی مزا ہی آ جائے --- نرم بڑا سا بیڈ ہو --- اس کے آگے یہ لمبی چوڑی ہوم سینیما سکرین ٹی وی ہو --- میری پسند کی مووی ہو میرے ہاتھ میں ریموٹ ہو اور پھر ملازم کھانے کی سجی ٹرے لائے ناشتہ لائے -------- وہ کھوئے کھوئے لہجے میں لہک لہک کر بولے جا رہی تھی --

عفت کی گھورتی آنکھوں اور ماتھے پر پڑتے بل سے بلکل بے نیاز تھی وہ

آ جا باہر بس اب--- نماز پڑھا کر یہ اول فول نہیں آئے گا دماغ میں اپنے اچھے نصیب کی دعا کیا کر-- ---عفت نے اس کے کھلے بازو کو زور کا جھٹکا دیا تھا

آپ ہیں نہ میرے لیے دعائیں کرنے کو--- وہ پھر سے لاڈ میں عفت کو گلے لگا چکی تھی

اور جو میں نہ رہی ------- عفت نے مدھم سے لہجے میں کہا--

اماں-----آپ تو ہمیشہ رہیں گی -- اور میرے نصیب کی فکر مت کریں ------ حسنیٰ نے فوراً عفت کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا--

کیوں نہ کروں بیٹی ہو--- عامر کو ہی پڑی تمہیں پڑھانے کی میں تو چاہتی تھی اپنی زندگی میں ہی تمہیں تمہارے گھر کا کر دوں--- عفت نے فکر مندی سے دیکھا تھا اس کی طرف---

جو اب ان کا چہرہ چومتی مسکرا رہی تھی--- لاپرواہی بے فکری اس کے انگ انگ سے جھلک رہی تھی---

****

ہمم کچھ بنا --- نعمان نے چائے کا کپ عبداللہ کے سامنے رکھا تھا---

نہیں فریال کہتی ہے اس کی بھابیاں بہت چالاک ہیں مجھے گھر بھی نہیں گھسنے دیا --

عبداللہ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور سر نیچے جھکا لیا تھا---

وہ نعمان کے اپارٹمنٹ کے لاونج میں بیٹھا تھا --- نعمان اس کے بلکل سامنے آ کر بیٹھ گیا تھا---

نعمان --- داور کو ہی کہتے ہیں -- عبداللہ نے لب بھینچے تھے ---

ارے---- نہیں یار تمہیں پتہ ہے نہ میں نے اس سے کسی بھی قسم کی مدد لینا چھوڑ دیا ہے اور یہ والی تو بلکل نہیں ---

حسنیٰ کے کسی معاملے میں نہیں داور کو لا سکتا ہوں --- نعمان نے چائے کے کپ کے کنارے پر انگلی پھیری تھی --- اور پھر گہری سانس لے کر جیسے خود کو تسلی دی تھی --- اس کا چہرہ روبن سے نعمان بننے کے بعد اور نکھر گیا تھا وجہیہ چہرے پر ہلکی سی بڑھی ہو شیو اسے اور خوبرو بنا گ ئی تھی --

جس کے لیے یہ سب کیا وہ ہی چھوڑ کر چلی گ ئی تجھے ---- --- عبداللہ نے مدھم سے لہجے میں کہا تھا

نہیں گ ئی --- نکاح میں ہے میرے کہیں نہیں جانے دوں گا بس ڈور ڈھیلی چھوڑ رہا ہوں اسے بھی پتا ہے سب یہ کہ نکاح جھوٹا نہیں تھا --- وہ سنا عبداللہ کو رہا تھا لیکن تسلی اپنے دل کو دے رہا تھا---

چائے کا کپ ویسے ہی پڑا تھا--- اور اس سے اب بھاپ اڑنا بند ہو چکی تھی ---

تو--------- عبداللہ نے مدھم سی آواز میں کہا تھا۔

تو انتظار کروں گا --- وہ آئے گی------ رک رک کھوئے سے انداز میں کہا تھا---

ہاں آئے گی یہ کہنے مجھے آزاد کر دو -------- نعمان کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ---

****

نہیں کیوں ایسا کیوں کرنے کا مجھے ------ کرسٹن نے عجیب سے انداز سے ولسم کو دیکھا تھا---

میز پر حیدرآباد والے گھر کے کاغزات پڑے تھے یہ وہ گھر تھا جو کرسٹن کے فادر نے اسے دیا تھا---

تو خرچہ کیسے چلاؤں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ولسم نے چیخ کر کہا اور ہاتھ میں پکڑے پن کو زور سے میز پر پٹخا تھا۔۔۔

جیسے بھی کر کے ۔۔۔ پر وہ گھر میں تم کو نہیں دینے کا۔۔۔ کرسٹن آدھے گھنٹے سے اس بات پر اڑی بیٹھی تھی ۔۔۔

دینا پڑیں گا۔۔۔ شوہر ہوں تمھارا تمہیں ہی مدد کرنا ہوگی ۔۔۔ ولسم نے دانت پیس کر کہا تھا۔۔

وہ اپنی جاب کے ختم ہونے کا بہانہ بنا کر کرسٹن سے اس کا گھر لینا چاہتا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ زیور بھی لے چکا تھا کرسٹن سے جو وہ روزی کو گفٹ کی صورت میں دے کر اسے خوش کر چکا تھا۔۔۔

لیکن وہ گھر ہی کیوں تمھارا بھی تو دوکان ہے اس کو بیچ لو تم ۔۔۔۔۔۔ کرسٹن نے منہ پھلا کر کہا تھا۔۔

اب یہ ایک گھر ہی تو تھا جو وہ روبن کے نام کرنا چاہتی تھی اور اب ولسم اتنے دن سے ضد لگا کر بیٹھ گیا تھا ۔۔۔اور آج تو وہ کاغزات بھی تیار کروا کر لے آیا تھا اور اب کرسٹن سے دستخط کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

نہیں وہ نہیں بیچنے کا مجھے ------- کرسٹن نے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا تھا---

مجھے میرا گھر نہیں بیچنے کا--- ---- ولسم کے گھورنے پر کرسٹن نے پھر سے چبا چبا کر کہا تھا---

ولسم کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا--- ---- آنکھیں غصے سے سکڑ گ ئی تھیں اور بھنویں اکھٹی ہو کر ان کے درمیان میں شکن پڑ چکے تھے---

تو کیا یہ بھی اس حرامی کو دیں گا تم --- ولسم دھاڑا تھا---

اتنی اونچی آواز تھی کہ کرسٹن نے خوف سے ایک جھٹکا لیا تھا---

نہیں ہے وہ حرامی میرا بیٹا ہے ------- کرسٹن نے آرام سے کہا تھا--

نہیں ہے وہ ہمارا بیٹا--- ہاسپٹل کی ڈسٹبن میں پڑا کسی کے گندے کام کا نتیجہ تھا وہ جس کو اٹھا کر سینے سے لگایا تم نے ------- ولسم نے اتنی زور سے کہا تھا کہ اس کے دماغ کی رگیں پھولنے لگی تھیں---

ولسم----- ---- کرسٹن نے آنکھیں نکالی تھیں---

کیا ولسم ہاں ---------- ایسا اچ ہے --- وہ گند ہے کسی کا اور میں یہ ہر گز برداشت نہیں کرنے کا تو اس کو دے یہ گھر --- ولسم نے ناک پھلا کر کہا تھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا---

وہ گند نہیں --- وہ گفٹ ہے گاڈ کا جو تم کو ملا مجھ کو ملا------- کرسٹن کی آواز درد سے پھٹ گ ئی تھی ---

اتنا پیارا--- اس کو دیکھا کبھی کیسے اینجل جیسا صورت اس کا-------- کرسٹن کی آواز روہانسی ہو گ ئی تھی ---

صورت سے کچھ نہیں ہوتا ---- پہچان سے ہوتا --- بول کیا پہچان ہے اس کا بول --------ولسم ہاتھ نچا نچا کر کرسٹن سے کہہ رہا تھا--

کرسٹن نے روہانسی شکل بنا کر ابھی بات شروع کرنے کے لیے نظر اٹھائی ہی تھی --کہ سامنے کھڑے روبن کو دیکھ کر اس کی روح فنا ہوئی تھی منہ کھلے کا کھولا رہ گیا تھا---

وہ زرد سپاٹ چہرہ لیے ایک مجسمے کی مانند کھڑا تھا جس کی آنکھیں ساکن تھیں اور خون جیسے کسی نے جسم سے نچوڑ لیا ہو وہ ایک لاش لگ رہ تھا---

لاش۔۔۔۔۔۔ زندہ لاش۔۔۔۔۔ جس کی سانس چل رہی تھی دل دھڑک رہا تھا اور بس ۔۔۔

۔۔۔۔۔

روبن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرسٹن بجلی کی سی تیزی سے روبن کے پاس پہنچی تھی ۔۔۔۔

ولسم طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔۔۔

روبن۔۔۔۔۔ یہ پاگل ہے ۔۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ ۔۔۔ ۔۔۔۔ کرسٹن کی آواز اس کی زبان کا ساتھ نہیں دے رہی تھی ۔۔۔

منہ خشک ہو کر زبان بار بار تلوے سے چپک رہی تھی ۔۔۔

روبن تم میرا بیٹا ہے بائی گاڈ۔۔۔ میرا سن ہے میرا۔۔۔۔۔۔۔ کرسٹن نے اپنی چھاتی پیٹی تھی۔۔۔ وہ روبن کو جھنجوڑ رہی تھی ۔۔۔ اسے کندھوں سے پکڑ کر ہلا رہی تھی ۔۔۔

لیکن وہ ساکن تھا ۔۔۔۔ مجسمہ۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گند۔۔۔۔

کسے کے گندے کاموں کا نتیجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حرامی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی آری سے کاٹ رہا تھا ------- کوئی خون سک کر رہا تھا --- دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا ------ ہونٹ خشک ہو رہے تھے --- آنکھوں کے پتلے مردہ انسان جیسے ہو گئے تھے ---

روبن --------- کوئی بہت دور سے پکار رہا تھا ----

ولسم --- تم بولو نہ اس کو یہ سب تم غصے میں بولا بولو ولسم ---------- کچھ کچھ آوازیں اس لمحے کی تھیں اور باقی سب اور تھیں ---

یہ تو تمھارا بیٹا نہیں لگتا ---

پیسے نہیں میرے پاس اس کے ایڈمیشن کے ---

گنڈا بنیں گا یہ گنڈا -----

بھاری قدموں اور بوجھل دل کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا تھا --- اور پھر اس کے قدم ولسم کے بلکل سامنے جا کر تھم گئے تھے ---

کون ہوں میں --- روبن کی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ---

لبوں ایک دوسرے میں بھینچے بس چھلکنے ہی والی بھری آنکھوں پر کپکپاتی پلکوں کو لیے وہ ضبط کی آخری سیڑھی پر کھڑا تھا ---

گند-------------------------------ولسم نے حقارت سے دیکھا تھا -- لبوں پر طنز بھری مسکراہٹ تھی ---

روبن کے گلے سے کچھ نیچے کی طرف اٹک گیا تھا ایسے جیسے آنسوؤں کا گولہ ہوتا ہے--- دل میں ایک ٹیس اٹھی تھی ---- اور آنکھ کے کنارے ہلکی سی جنبش پر ہی آنسو ٹپکا گئے تھے ---

تم ہمارا بیٹا نہیں ہے --- تم کرسٹن کو ہاسپٹل کے ڈسٹبن سے ملا تھا --- ولسم زہر اگل رہا تھا --- ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہہ رہا تھا

اور زہر روبن کے وجود میں کانوں سے رستا ہوا دل کی رگوں میں بہتے خون کو منجمند کر رہا تھا--- ولسم اسے بتا رہا تھا--- کہ کرسٹن جس ہاسپٹل میں نرسنگ کرتی تھی اسی کے لان کے ڈسٹبن میں سے اسے تمہاری رونے کی آواز آئی تھی تم ادھ مری سی حالت میں تھے جسے فورا کرسٹن ہاسپٹل لے گ ئی تھی --- وہ سن رہا تھا -----بکھر رہا تھا ------ٹوٹ رہا تھا--- کرسٹن کی آواز گلے میں گھٹ گ ئی تھی ---

میں نے اسے اس وقت بھی بولا کہ مجھے یہ بچہ نہیں رکھنے کا---پر اس --- ولسم چیخ رہا تھا اس سے پہلے کے اس کی بات مکمل ہوتی

روبن کا وہاں کھڑا رہنا اب دشوار ہو چلا تھا -- سرخ چہرے اور تیز تیز قدموں سے وہ اوپر جانے والے زینے کی طرف مڑا تھا---

روبن --- روبن ---- میری بات سننے کا --- میرا بچہ--- کرسٹن لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے بھاگی تھی ---

وہ حواس باختہ تھی کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ حقیقت روبن پر یوں آشکار ہو گی --- ولسم کی زہریلی مسکراہٹ اور گہری ہو چکی تھی---

روبن ------------ گھٹنے پر ہاتھ رکھے چہرہ اوپری زینے کی طرف اٹھائے کرسٹن چیخی تھی ---- پر بے سود تھا سب------- اوپر روبن کے کمرے کا دروازہ زور سے بند کرنے کی آواز آئی تھی-- جس پر دھک سے چہرے کے ساتھ کرسٹن کا ہاتھ اس کے سینے پر آ گیا تھا---

گھٹنوں میں چہرہ دیے ٹانگوں کو سمیٹے وہ رو رہا تھا--- وہ جو جس کی کوئی پہچان نہیں تھی کوئی شناخت نہیں تھی --- وہ سسک رہا تھا--- --- ٹوٹ گیا تھا--- بکھر گیا تھا---

تنگ آ گئے ہیں کیا کریں اس زندگی سے ہم

گھبرا کے پوچھتے ہیں اکیلے میں جی سے ہم

مجبوریوں کو اپنی کہیں کیا کسی سے ہم
لائے گئے ہیں، آئے نہیں ہیں خوشی سے ہم

دن ہی پہاڑ ہے شب غم کیا ہو کیا نہ ہو
گھبرا رہے ہیں آج سر شام ہی سے ہم

چھیڑا عدو نے روٹھ گئے ساری بزم سے
بولے کہ اب نہ بات کریں گے کسی سے ہم

تم سن کے کیا کرو گے کہانی غریب کی
جو سب کی سن رہا ہے کہیں گے اسی سے ہم

****

تمہارا دماغ ٹھیک ہے یہ کیا کرتی پھر رہی ہو تم ۔۔۔ ۔۔۔ فضا نے ایک جھٹکے سے حسنٰ کے ہاتھ میں پکڑے موبائ‌ل کو چھینا تھا ۔۔۔

وہ فضا کے گیسٹ روم میں موجود بیڈ پر نیم دراز فون پر نظریں جمائے اداس لیٹی ہوئی تھی ۔۔۔ جب ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر غصے میں لال چہرہ لیے فضا کمرے میں داخل ہوئی تھی اور اب اس کے سر پر کھڑی تھی ۔۔۔

کیا ہوا ہے ۔۔۔۔۔ اداسی بھری آہستہ سی آواز میں اس نے کہا تھا جبکہ اسے معلوم تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے ۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ حازق نے اب اس کے بارے میں ضرور فضا کو بتایا ہو گا کہ وہ اب حازق کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہی ہے ۔۔۔

تم کل اس کے آفس گ‌ئی تھی ۔۔۔۔۔۔ فضا نے ماتھے پر بل ڈال کر اس کے فون کو ایک طرف بیڈ پر پٹخا تھا ۔۔

تو پہنچ گ‌ئی تم تک بھی خبر ۔۔۔ ہاں گ‌ئی تھی وہ مجھے ایسے نہیں چھوڑ سکتا ۔۔۔۔۔۔ حسنٰ گہری سانس لے کر اٹھی تھی اور ہاتھ بڑھا کر ابھی ابھی پھینکے گئے فون کو اٹھایا ۔۔

حسنیٰ ----سکتا کیا--- وہ چھوڑ چکا ہے تمہیں پاگل لڑکی کیوں وقت برباد کر رہی ہو تم اس کے پیچھے ------ فضا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کمر پر ہاتھ دھرے تھے--

فضا کو حازق کا فون آیا تھا اور اس نے حسنیٰ کو ان حرکتوں سے باز رہنے کی دھمکی دی تھی----

نہیں --- وہ مجبور ہے صرف ------ بڑے انداز سے اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی

کوئی مجبور نہیں ہے تمہیں شائد خبر نہیں ہے اس کی کل منگنی کی تقریب ہے شہر کے بہت بڑے بزنس مین کی بیٹی سے ------- فضا نے بم پھوڑا تھا اس کے سر پر ---

کیا-------- حسنیٰ کی آنکھوں میں حیرت پھیل گ ئی تھی -- بالوں کے سمیٹتے ہاتھ ایک دم کو جو رکے تھے ریشم جیسے بال پھر سے پشت پر ناگن کی طرح لہراتے ہوئے بکھر گئے تھے --

ہاں --- اور مجھے یہ بتاؤ اس سب تماشے کا آخر مطلب کیا ہے --- میں شام کو تمہیں لے کر لاہور جا رہی ہوں ------- فضا نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا --

مجھے نہیں جانا وہاں اس غیر مسلم کے پاس ------ حسنیٰ تنک کر گویا ہوئی تھی ---
آنکھیں سکیڑ کر ناک پھلا لیا تھا --

دل تھا کہ حازق کی شان و شوکت چھوڑ کر نعمان کے ساتھ اس ڈربے نما گھر میں جانے
کے لیے ہر گز تیار نہیں تھا ---

وہ مسلمان ہے --- پاگل مت بنو پیکنگ کرو ---- فضا بھی اسی کے انداز میں چیخی تھی

وہ ٹھان چکی تھی کہ وہ زبردستی حسنیٰ کو لے کر لاہور جائے گی اور وہاں سے پھر نعمان
کے حوالے کرے گی --- حسنی آنکھیں سکیڑے فضا کو گھور رہی تھی اور وہ اس کے
گھورنے کی پرواہ نہ کرتی ہوئی
تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گ ئی تھی ---

****

ہے ---- ہے ---- پیچھے ہٹو -------- داور نے منب اور ھادی کو پیچھے کرتے ہوئے
راستہ بنایا تھا ---

فالکن پارک میں لگے بنچ پر روبن سر جھکائے بے حال بیٹھا تھا --- وہ کل رات سے یہاں اسی حالت میں بیٹھا تھا --- یہ پارک ان کے گھر سے کچھ ہی فاصلے پر تھا وہ رات گھر چھوڑ کر یہاں آیا تھا--- کرسٹن بھاگتی ہوئی منب کے پاس گ ئی تھی اور منب نے کچھ دیر میں ہی اس کا ٹھکانا تلاش کر لیا تھا ------ منب اس لمحے اس کی ڈھارس کی طرح تھا جس کے ساتھ لگ کر وہ بلک بلک کر رو دیا تھا اور سب کچھ اسے بتا دیا تھا ----- منب سے اسے اس حالت میں اکیلے سنبھالنا بہت مشکل ہو گیا تھا اس لیے اس نے یہاں داور اور علی کو بھی بلوا لیا تھا ---اب سب روبن کے گرد جمگھٹے کی شکل میں کھڑے تھے---

اے----اے---- مائی بوائے--- روبن--- داور نے روبن کے جھکے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اوپر اٹھایا تھا

داور ان سب لڑکوں میں بڑا تھا--- سفید رنگ کے کلف لگے قمیض شلوار کے ساتھ پشاوری چپل پہنے گردن سے نیچے آتے بالوں--- بڑھی ہوئی شیو پر رکھی تاؤ کھاتی مونچھوں اور بھاری سے نیلم جڑی انگوٹھی پہنے وہ ایک رعب دار شخصیت کا مالک تھا---

ادھر دیکھ --- میری طرف--------داور اس کے جھکے چہرے کو بار بار اوپر اٹھا رہا تھا لیکن وہ ڈھلک کر پھر نیچے گر جاتا تھا---

ادھر دیکھ ---یہ داور--- یہ منب --- یہ علی --- وقار--- ھادی --- یہ اچ تیری فیملی--------داور نے سب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے مخصوص ٹپوری سے انداز میں کہا

روبن نے پہلی دفعہ چہرہ اوپر کیا تھا--- آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں---- بکھرے بال ------خشک پپڑی جمے ہونٹ لٹاپٹا سا انداز تھا----- وہ ایسا مسافر تھا جس کی کوئی منزل نہیں تھی اسے معلوم نہیں تھا کہ اسے کہاں جانا ہے پھر بھی وہ سٹیشن پر بیٹھا تھا کسی ٹرین کے انتظار میں ---

ہم تیری فیملی ---- داور نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تھا---

روبن کا چہرہ ویسے ہی سپاٹ تھا--- کوئی تاثر نہیں تھا--- بس خاموش --- تھا وہ اور پچھلے دس گھنٹے سے وہ مسلسل چپ تھا---سب کچھ تو لٹ گیا تھا--- کچھ بھی نہیں رہا تھا اس کے پاس ---

تجھے اپنی پہچان خود ڈھونڈنے کا سمجھا------ داور نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا---

سب دوست اس کے گرد پریشان حال کھڑے تھے ---

تو عام لوگاں کی طرح نیں ہے یار --- تو بوت خاص ہے رے ---- داور اب اس کے بلکل برابر بنچ پر بیٹھ چکا تھا ---

تو ہم سب میں سے خاص ہے ------- داور نے سب کی طرف نظر ڈالی تھی --- اور پھر زور سے روبن کو گلے لگا لیا تھا --- کتنی ہی دیر وہ یونہی روبن کو گلے لگا کر بیٹھا رہا تھا ------ کچھ دیر بعد داور روبن سے الگ ہوا تھا --- اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجوڑا تھا ---

ہے چل اٹھ --- اٹھ نا تجھے آج ابا سے ملوانے کا مجھے ----------- داور نے ایک دم سے روبن کو کھڑا کیا تھا ---

بابر بخت سے ملیں گا آج تو ------- داور نے اسے اپنی بغل میں دبا لیا تھا ----

وہ روبن کو یونہی بغل میں دبائے کار کی طرف چل دیا تھا ---

****

تم --- تم کیا کر رہی ہو یہاں ----- حازق نے دانت پیس کر کہا تھا اور تیزی سے حسنیٰ کی طرف بڑھا تھا ---

مجھے تم سے بات کرنی ہے ------- حسنیٰ تیزی سے آگے بڑھی تھی---

پاگل ہو گیا تم --- نکلو باہر ------- حازق نے حسنیٰ کے بازو کو دبوچا تھا---

کون ہے یہ --- حازق ------ وہاب کی عقب سے آتی آواز پر دونوں ٹھٹک گئے تھے---

میں حسنیٰ ہوں --- اور آپ کے بیٹے کی محبت ہوں --- بڑے ہی پر سکون انداز میں حسنیٰ نے کہا تھا---

سامنے کھڑے وہاب انجم کی آنکھیں حیرت سے پھیل گ ئی تھیں --- حسنیٰ حازق وہاب کے اعلیٰ شان بنگلے کے لاونج میں پرسکون انداز میں سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی--- حازق کی بری طرح گھورتی نظروں سے بلکل بے نیاز وہ نک سک سے تیار ہوئی اس کے باپ کو سوچ میں ڈال گ ئی تھی---

www.classicurdumaterial.com

وہ اپنی ضد کی پکی تھی جب فضا نے اسے حازق کی منگنی کے بارے میں بتایا تو اس کے سینے پر سانپ لوٹ گئے تھے ---اور وہ کچھ دیر بعد ہی اسلام آباد کے پر ستائی ش علاقے میں وہاب ولاز پہنچ چکی تھی ---

بکواس بند کرو اپنی ------- حازق غصے سے کھولنے کے انداز میں دانت پیس کر آگے بڑھا تھا ---

حازق ---- سٹاپ اٹ --- سٹاپ ------- وہاب انجم نے بازو کی آڑ بنا کر حازق کے قدم روکے تھے

تم بولو -------- وہاب نے حسنیٰ کی طرف دیکھا تھا

آپ کے بیٹے نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا--- میں نے اس کی محبت میں اپنا گھر بار سب چھوڑا --- میرے اپنوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے --- حسنیٰ نے کھوئے سے انداز میں التجا کی تھی

میں نے نہیں کہا تھا تم سے کہ تم چھوڑو سب------ حازق نے چیخنے کے انداز میں کہا تھا ---

وہاب نے حازق کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا---

حازق تم خاموش رہو ------- حازق کو گھور کر دیکھا وہاب نے ---

بولو لڑکی --- وہاب نے پھر سے رعب دار انداز میں حسنیٰ کی طرف دیکھا تھا ---

میرے گھر والوں نے مجھے نکال دیا --- میں اب کیا کروں حازق کے سوا میرا کوئی نہیں اس دنیا میں --- اور یہ مجھے اپنانے سے انکار کر رہا ہے ------ حسنیٰ کی جیسے ڈھارس بندھ گ ئی تھی ---

یہ جھوٹ بول رہی ہے ------- حازق نے اپنے باپ کی طرف ڈرتے ہوئے دیکھا تھا

میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں میرے پاس سب ثبوت ہیں --

ساری چیٹ ہے ہماری ------- حسنیٰ نے دانت پیس کر کہا

تو --- میں نہیں کرتا تم سے اب محبت --- حازق نے طنز بھرے انداز میں حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا تھا

تم کرتے ہو--------- کرتے ہو ----- حسنیٰ پاگلوں کی طرح چیخی تھی---

حازق--- میری بات سنو --- وہاب نے حازق کے قریب ہو کر رعب دار انداز میں کہا تھا --

ڈیڈ آپ اس کی کسی بات کا یقین مت کریں -------- حازق نے ڈرتے ہوئے وہاب کی طرف دیکھا تھا

تم میری بات سنو ------- وہاب نے اونچی آواز میں کہا

وہاب نے حازق کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما تھا---

تم بیٹھو لڑکی -------- رعب دار انداز میں حسنیٰ کو کہتے ہوئے وہاب حازق کا ہاتھ پکڑے اسے وہاں سے لے جا چکا تھا---

وہ لب کچلتی وہاں موجود صوفے پر بیٹھ چکی تھی --- تھوڑی دیر وہ یونہی بیٹھی حسرت بھری نظروں سے ارد گرد کی چیزوں کو دیکھتی رہی--- تھوڑی دیر بعد حازق اور وہاب پر سکون چہرے کے ساتھ واپس آئے تھے---

سنو--- حازق تم سے شادی کرے گا--- اس کے قریب آکر وہاب نے رعب دار انداز میں کہا تھا

جی------ حسنیٰ اچھل کر کھڑی ہوئی تھی --- اور حیران ہو کر حازق کی طرف دیکھا جو اب مسکرا رہا تھا--

تھوڑی دیر پہلے کی تلخی کے اس کے چہرے پر کوئی آثار نہیں تھے ---

ہاں --- تم --- بس تیاری کرو ------ وہاب نے مخصوص انداز میں کہا

حازق اسے اپنے فلیٹ میں لے جاؤ --- ادھر رہے گی کچھ دن --- وہاب کا رخ اب حازق کی طرف تھا ---

انکل---- تھنکیو---- ---- حسنیٰ کی خوشی دیدنی تھی وہ بار بار کبھی حازق کی طرف دیکھ رہی تھی اور کبھی وہاب کی طرف

اور یہ پیسے شاپنگ کرو جی بھر کر اور خود کو سنوارو ----- وہاب نے کریڈٹ کارڈ حسنیٰ کی طرف بڑھایا تھا

حسنیٰ نے حیرانگی سے منہ کھول کر دیکھا تھا-- یہ سب کیا تھا قسمت ایک دم سے اتنی مہربان ہو گئی تھی ---

شادی ہے تمہاری-------- وہاب انجم نے اس کی حیرت پر پہلی دفعہ ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا تھا

وہ حازق کے ساتھ حیران سی بے یقین سی چلتی ہوئی کار میں آ کر بیٹھ چکی تھی کار چل پڑی تھی لیکن اس کی حیرت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی --- حازق نے ہلکے سے گلا صاف کیا تھا تا کہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس آ جائے ---

حازق ---- حازق --- آئی لو یو ------ حیران سی خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ وہ حازق سے کہہ رہی تھی --

آئی لو یو ٹو --------- حازق نے مسکرا کر اسی محبت سے دیکھا تھا جس کو کھو کر وہ پاگل ہو گئی تھی ---

سنو ------- ڈیڈ کا ہی ڈر تھا مجھے وہ مان گئے ہیں تو --- آئی ایم سوری یار ---- حازق نے معصوم سے انداز میں کہا تھا۔

اوہ --- حازق میں آج اتنی خوش ہوں مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے --- حسنیٰ سرشار تھی ---مست تھی ---

فضا کو کچھ مت بتانا ابھی شادی کے بعد بتائیں گے اوکے --- حازق نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا

جی---------- وہ تو آج قربان تھی --- چہک کر گویا ہوئی----

کار میں مدھم سروں میں بجتی موسیقی اور امارت کی ایک عجیب سی خوشبو نے اسے مدھوش کر دیا تھا ---بس دل میں اب ایک پھانس تھی --- نعمان سے نکاح کی ---

****

مجھے اس آدمی کی ساری انفارمیشن چاہیے ------- کچھ پیپرز شہوزی نے ٹیبل پر کسھکا کر سامنے کھڑے نفوس تک پہنچائے تھے ---

جی--- میم--------- سامنے کھڑے سفدر نے مہدب انداز میں کہا تھا---

یہ واصف ٹیکسٹائی ل کا شاندار آفس تھا جس میں مسز واصف --- شہوزی ملک --- کرسی پر براجمان پر سوچ انداز میں سامنے کھڑے سفدر سے بات کر رہی تھیں ---

جلدی چاہیے ------- شہوزی نے رعب دار انداز میں کہا تھا

اور تمہیں کہا تھا کہ نعمان پر نظر رکھنی ہے ------ شہوزی نے کرسی کو گھومایا تھا---

میم وہ بندہ ارینج ہو گیا ہے --- آپ بے فکر رہیں ------ سفدر نے سینے سے تھوڑا نیچے ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا---

ہاں نعمان جہاں بھی جائے --- جس سے بھی بات کرے --

سنو--- اسے سیل فون گفٹ کیا میں نے جو کہا تھا---- شہوزی بات کرتے کرتے ایک دم رک کر سوالیہ نظروں سے اب سفدر کو دیکھ رہی تھی---

سوری میم --- ---- سفدر نے شرمندہ ہوتے ہوئے سر جھکایا تھا---

آج ہی کرو۔۔۔ اور اس نمبر سے آنے جانے والی ہر کال ریکارڈ ہو۔۔۔۔۔۔۔ شہروزی نے لب بھینچ کر حکم دینے کے انداز میں کہا تھا۔۔

جی میم۔۔۔۔۔۔۔ سفدر مخصوص معدب انداز میں گویا ہوا۔۔۔

جا سکتے ہو۔۔۔ شہروزی نے نرمی سے کہا اور سامنے رکھے موبائل کو اٹھایا تھا۔۔۔

****

ہیلو۔۔۔ سر۔۔۔۔۔۔۔ سریلی سی بچکانہ آواز کانوں میں پڑی تھی۔۔۔

کون۔۔۔۔۔۔۔ سنجیدہ سے انداز میں روبن نے کہا۔۔۔۔

وہ یونیورسٹی کی لائبریری میں بیٹھا تھا۔۔۔آنکھیں ادھ کھلی سی کتنی رتجگوں کی داستان سنا رہی تھیں۔۔۔ بکھرے سے بال۔۔۔ تھکا سا انداز آج ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔ لیکن وہ ابھی بھی ایک عجیب ٹروما میں تھا۔۔۔۔۔۔ اسے خود سے ہی گھن آنے لگی تھی۔۔۔ وہ جینا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ لیکن داور۔۔منب۔۔۔ اس کا سایہ بن بیٹھے تھے۔۔۔ اسے یہ تو یاد تک نہیں تھا وہ ملک اطہر کے گھر ہیر کو پڑھانے بھی جاتا ہے۔۔۔ آج جب ہیر کا فون آیا تو جیسے یاد آیا۔۔۔

سر میں ہیر بات کر رہی ہوں --- آپ آ کیوں نہیں رہے ------ ہیر رک رک کر کہہ رہی تھی ---

آپکو میرا نمبر کہاں سے ملا--------- کھردری سی آواز تھی ---- جس میں اب تلخیوں کے ساتھ ساتھ دکھوں کی بھی سختی تھی

یہ میری بات کا جواب تو نہیں ------ ہیر نے اٹکتے ہوئے کہا تھا--

مجھے آپکو جواب دینا بھی نہیں آپکے فادر سے بات ہو چکی ہے میری ------- روبن نے تنک کر ترکی بہ ترکی کہا تھا---

تو مجھے بھی بتا دیں میرا ٹیسٹ ہے کل --- ہیر ہنوز ہر بات سے انجان مزے سے مزاق میں بول رہی تھی--

ایک ہفتے سے روبن نے نہ آ کر اسے بے چین کر دیا تھا--- ایک عجیب ہی کوئی تڑپ تھی جو بڑھتی ہی جا رہی تھی --- اسے ایک پل سکون نہیں تھا وہ دن رات بس روبن کو سوچنے لگی تھی --- اور اب جب وہ ایک ہفتے سے نہیں آیا تھا تو وہ پاگل سی ہونے لگی تھی --- ملک اطہر کا موبائل چرا کر اس نے وہاں سے روبن کا نمبر لیا تھا---

روبن دوسری طرف سے کوئی بھی جواب دیے بنا روبن فون کاٹ چکا تھا---

ہیلو --- سر --- ہیلو ------- ہیر پاگلوں کی طرح ہیلو ہیلو کرتی رہ گ ئی تھی

اس کے ایک دو دفعہ کال دوبارہ ملانے کے بعد روبن کا نمبر بند ہو چکا تھا --- اور وہ بے حال سی بیٹھی تھی ---

****

مجھے ملنا ہے------ حازق نے بازو سے پکڑ کر حسنیٰ کو ساتھ لگایا تھا---

وہ حازق کے ساتھ اس کی کار میں اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی ---

تو ملتے تو ہیں روز یونیورسٹی میں ------ حسنیٰ نے مسکراتے ہوئے بازو چھڑوایا تھا---

نہیں ----- شازر کے فارم ہاوئ س پر ملنا مجھے ------ حازق نے اس کے چہرے کو قریب کیا تھا اور چہرے پر لہراتی آوارہ لٹ کو دھیرے سے کان کے پیچھے کیا تھا---

حسنیٰ جھینپ گ ئی تھی --- تھوڑا سا پیچھے ہو کر اس نے سینے پر دوپٹے کو درست کیا تھا--- دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا-- ایک تو حازق وہاب کے مہنگے کلون کی خوشبو نے پاگل سا کر دیا تھا اوپر سے اس کی بے باکی دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر رہی تھی ---

مجھے گھر سے اجازت نہیں ملے گی ------ حسنیٰ نے لب دانتوں میں دبایا تھا---

حازق کے ساتھ اسے سال ہونے کو آیا تھا -- حازق کا لاسٹ سمسٹر ختم ہو چکا تھا اب وہ یونیورسٹی چھوڑ رہا تھا لیکن اس سے پہلے وہ حسنیٰ کے ساتھ باہر ملنے پر باضد تھا ---

کیوں فضا کو کہنا وہ ہیلپ کرے گی تمھاری ------ حازق نے کھینچ کر اسے پھر سے ساتھ لگایا تھا---

فضا --- اچھا دیکھتی ہوں ------- حسنیٰ نے تھوڑا سا دور ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا ---

دیکھو -- سنو میری بات --- وہاں شازر بھی جا رہا فروا کے ساتھ اور جواد بھی ہے -- --- حازق نے ناک پھلاتے ہوئے کہا ---

لیکن --- حازق وہ ہاسٹل گرل ہیں ان کو میری طرح پرمیشن نہیں لینی ہوتی ------- حسنیٰ نے اسے ناراض ہوتے دیکھ کر روہانسی آواز میں کہا تھا ---

دیکھو تم ہر دفعہ میری بات رد کرتی ہو------ حازق ایک جھٹکے سے الگ ہوا تھا ---

اور ناگوار سی شکل بنا کر چہرے کا رخ ایک طرف کیا تھا

حازق --- اب اس میں خفا ہونے والی کیا بات ہے --- حسنیٰ نے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر اپنے مخصوص لاڈ کے انداز میں کہا تھا---

حازق نے ایک خفا سی نظر ڈالی تھی ---

جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی چھونے میں ریزرو تھی--- ایک تو ان میڈل کلاس خوبصورت لڑکیوں کے یہ بڑے مس ئی لے ہوتے ہیں -- پیار کر لیتی ہیں اقرار بھی کرتی ہیں لیکن حد نہیں ختم کرتی ہیں --- اور حازق کو بھی اب حسنیٰ سے یہی مس ئی لہ تھا --ایک سال ہو گیا تھا اسے حسنیٰ کے نخرے اٹھاتے ہوئے اب تک وہ ہاتھ پکڑانے سے آگے نہیں آنے دیتی تھی -- اب وہ واپس اسلام آباد جانے سے پہلے ایک آخری داؤ اس پر آزمانا چاہتا تھا--- وہ لاہور میں پڑھنے کی غرض سے آیا تھا اور یہاں بھی وہ ایک بہت ہی خوبصورت فلیٹ میں رہائ ش پزیر تھا--- وہاب انجم کا پیسٹی سائ ڈز کا بہت بڑا بزنس تھا-- جس کی شاخیں پورے پاکستان میں پھیلی ہوئی تھیں اور ان کا ہیڈ آفس اور رہائ ش اسلام آباد میں تھی ---

حازق وہاب اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا فوٹو گرافی وہ صرف شوق میں پڑھ رہا تھا--- سنبھالنا اسے اپنے باپ کا بزنس ہی تھا------

وہ بلکل خاموش بیٹھا ساتھ بیٹھی حسنیٰ کو دیکھ رہا تھا --- جسے اسے سر کرنا تھا--- حسنیٰ اس کی زندگی میں آنے والی کوئی واحد لڑکی نہیں تھی اس جیسی ہزاروں آئی اور گ ئی

تھیں --- لیکن حسنیٰ کا انداز اور دلکشی سب سے الگ تھی یہی وجہ تھی کہ وہ آج ایک سال کے بعد بھی اس کے ساتھ تھا ---

اچھا میں فضا سے بات کرتی ہوں ------ حازق کو بلکل خاموش سوچ میں ڈوبا دیکھ کر وہ روہانسی ہو گ ئی تھی ---

مجھے نا نہیں سننی تم سے --- بتاؤ آج لنچ کہاں کرنے جانا ہے ------ حازق کا موڈ ایک دم سے خوشگوار ہو گیا تھا ---

جہاں تمھارا دل کرے ------- حسنیٰ اس کی آفر پر کھل اٹھی تھی ---

چلو پھر آگے بیٹھو --- حازق نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر لبوں سے لگایا تھا ---

حسنیٰ نے جھینپ کر ہاتھ پیچھے کیا تھا ---

حسنیٰ کے ہاتھ پیچھے کھینچنے پر حازق نے اپنی بدمزگی کو چھپایا تھا اور زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجائی تھی ---

****

روک۔۔۔۔ روک۔۔۔۔ گاڑی موڑ۔۔۔۔۔۔۔۔۔روبن نے ساتھ بیٹھے علی کا کندھا جھنجوڑ دیا تھا۔۔۔

وہ علی کے ساتھ کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔ ابھی وہ بابر بخت کی ایک وصولی کروا کر واپس لوٹے تھے ۔۔۔ داور نے اسے اپنا مشیر خاص بنا لیا تھا۔۔۔روبن اب بابر بخت کے لیے کام کرنے لگا تھا۔۔۔وہ ہر وقت داور کے ساتھ ہوتا تھا۔۔۔رات کو سونے کے لیے وہ کرسٹن کے پاس جاتا تھا۔۔۔

وہ گھر چھوڑ چکا تھا لیکن ایک دن منب نے کرسٹن کا بتایا کہ وہ بہت بیمار ہے اور ولسم اب گھر نہیں آتا۔۔۔ تب وہ کرسٹن کے پاس گیا تھا۔۔۔ کرسٹن نے اسے گلے لگایا تھا اور وہ بھی کہاں کرسٹن سے دور رہ سکتا تھا۔۔۔ جو بھی تھا کرسٹن نے اسے ہمیشہ دل سے لگا کر رکھا تھا اور اسے ان بائیس سالوں میں بہت محبت دی تھی ۔۔۔

کرسٹن یہی سمجھتی تھی کہ ولسم گھر نہ دینے پر اس سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے ۔۔لیکن آج روبن نے ولسم کو ایک عورت کے ساتھ کار میں بیٹھے دیکھا تھا وہ ہنس رہا تھا۔۔۔ قہقے لگا رہا تھا۔۔۔ یہ سب دیکھ کر روبن کے دماغ کی نسیں پھول گ ئی تھیں ۔۔۔ ویسے بھی جب سے اسے پتہ چلا تھا وہ ایک ایسا بچہ ہے جسے معاشرے کے لوگ نالی کے کیڑے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے ہیں وہ اپنی برداشت ختم کر چکا تھا۔۔۔ اور داور کو ایسے ہی

ٹوٹے ہوئے دل پر مہر لگانی تھی اور وہ لگا چکا تھا --- ہر خطرناک سے خطرناک کام روبن بنا کسی ڈر سے کرتا تھا ---

کیا ہوا --- علی نے اس کے یوں حواس باختہ ہو کر کندھا ہلانے پر بوکھلا کر اس کی طرف دیکھا تھا

ابے --- گاڑی موڑ ---- یہیں سے ٹرن لے --- سامنے وہ سفید مہران کے پیچھے لے --------- روبن نے زور زور سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تھا ---

روبن کے چہرے پر عجلت تھی --- بے چینی تھی ---- تجسس تھا --

اوکے -------- علی نے فوراً حکم کی تعمیل کی تھی ---

روبن نے بے زار ہو کر اس کی طرف دیکھا تھا اور پھر سپیڈ بورڈ کی طرف دیکھا تھا ----

اس کے دانت ایک دوسرے میں پیوست تھے --- بالوں کی لمبی لٹ منہ پر تھی --- ایک کان میں بالی تھی اور گردن کے پاس سلیب کے نشان کا ٹیٹو تھا --- گلے میں جھولتا چین اور اس میں دائیں بائیں حرکت کرتا ہوا سلیب کے نشان کا لاکٹ --- سرخ و سفید ماتھے پر شکن اور گہری اداس آنکھوں میں سامنے جاتی ہوئی سفید مہران کا عکس تھا ---

اوئے روک---- روک ------- روبن نے ڈیش بورڈ پر زور سے ہاتھ مارا تھا---

اب کیا ہوا-------- علی نے سٹیرنگ کو سنبھالتے ہوئے حیران سی شکل بنا کر دیکھا تھا---

اور روبن کے غصے کو دیکھ کر بریک لگا دی تھی---

نکل باہر---------- روبن نے اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے دھکا دیا تھا ----

کیا--------- وہ تیزی سے اترا تھا روبن اب اس کی جگہ سٹیرنگ سیٹ پر آ رہا تھا وہ کار کے اندر ہی سیٹ بدل رہا تھا---

رک مجھے اس طرف سے آنے دے میں ساتھ جاؤں گا---- علی عجلت میں بھاگتا ہوا دوسری طرف آیا تھا---

جیسے ہی وہ دوسری طرف سے آ کر ابھی سیٹ پر بیٹھا ہی تھا اس کے دروازہ بند کرنے سے پہلے ہی روبن زناٹے سے کار کو دوڑا چکا تھا--- بڑی مشکل سے علی نے خود کو سنبھالا تھا---

روبن آنکھوں کو سکیڑے اتنی تیز کار ڈرائیو کر رہا تھا اور ٹریفک کو کٹ مارتا ہوا نکل رہا تھا کہ علی کو اپنے آپکو سنبھالنے کے لیے کار کی سیٹ کو مضبوطی سے پکڑنا پڑا تھا---

سفید مہران ایک رہائشی سوسائٹی میں داخل ہوئی تھی اور پھر وہاں موجود ایک بہت ہی خوبصورت مگر چھوٹے سے گھر کر سامنے کار رک چکی تھی --- روبن بھی کچھ فاصلے پر کار روک چکا تھا---

روبن نے اپنی ہڈ کو کھینچ کر اپنے منہ کو اور چھپایا تھا اور پھر کار سے اتر کر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا ہوا وہ آگے بڑھ رہا تھا علی بھی کار سے اتر چکا تھا---

ولسم کار سے نیچے اتر کر اب گیٹ کھول چکا تھا جیسے ہی اس نے کار پورچ میں کی تھی روبن اور علی بھی ساتھ داخل ہو چکے تھے---

ولسم نے بوکھلا کر روبن کی طرف دیکھا تھا--- روزی جلدی سے گھبرا کر گاڑی سے باہر آ چکی تھی---

ولسم گڑ بڑا سا ہی گیا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ روبن کہاں سے ٹپک پڑا تھا--- وہ تو کرسٹن کے ساتھ ناراض ہونے کی گیم کھیل رہا تھا تاکہ وہ اپنا گھر بھی اس کے نام کر دے--- کرسٹن کے بہت فون آتے تھے اور وہ اسے جان بوجھ کر تڑپا رہا تھا کہ وہ کسی طرح مان جائے بس--- لیکن اب روبن پر ساری حقیقت کھل چکی تھی---

تو--- یہ سب --- ہاں --- -------- روبن نے روزی کی طرف اشارہ کر کے ناک چڑھا کر کہا

یہ سب کرنے کا--- تو مام کے ساتھ -------- روبن نے آگے بڑھ کر ولسم کا کندھا تھام لیا تھا---

ولسم سے نفرت تو بچپن سے ہی تھی لیکن اب جب سے پتہ چلا تھا کہ اس کا ولسم سے کوئی رشتہ نہیں ہے تو مجبوری کا وہ احترام بھی ختم ہو چکا تھا---

تم پاگل ہو گیا ہے روبن ------- ولسم نے زور سے روبن کے ہاتھ کو جھٹکا تھا--

ہاں --- پاگل ہو گیا ہیں میں--- میری مام بھی --------- روبن نے ولسم کے گریبان کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا تھا---

کوئی مام نہیں وہ تمھاری اور نہ میں تمھارا باپ--- ولسم نے طنز بھرے لہجے میں کہا

ارے---- نیں چائی یں ---- نیں --- چائی یں--- ایسا باپ مجھے --- پر وہ میری مام ہے سمجھا--- تم اس کو دھوکا دے رہا--- روبن کی نسیں پھول گ ئی تھیں ازلی غصہ چہرے کو سرخ کر گیا تھا---

نکل یہاں سے اور جا کر بتا دے اپنی مام کو بھی مجھے نہیں رہنا اب اس کے ساتھ سمجھا۔۔۔ ولسم نے پوری قوت سے روبن کو دھکا دیا تھا۔۔۔

علی بھاگ کر آگے آیا تھا اور پسٹل نکال کر ولسم کے سر پر تان لی تھی۔۔۔

بول روبن اس کو مارنے کا ہے کیا۔۔۔ علی نے دھاڑتے ہوئے پیچھے مڑ کر روبن کی طرف دیکھا تھا جو اب اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑ رہا تھا۔۔

ولسم کانپ گیا تھا۔۔۔ فوراً سے اس کے دونوں ہاتھ جڑ چکے تھے۔۔۔

بول--------- علی پھر سے چیخا تھا۔۔۔

گاڑی میں سے اچانک کسی بچے کے رونے کی آواز آئی تھی۔۔۔

نہیں ۔۔۔ ۔۔۔۔۔ روبن نے ناک پھلا کر کہا تھا۔۔۔

اور تیزی سے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ علی کچھ دیر پسٹل تانے کھڑا رہا اور پر ولسم کو دھکا دے کر باہر نکل آیا تھا۔۔۔

****

نعمان سے ملنا مجھے۔۔۔۔۔۔۔ حسنی نے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا

وہ عبداللہ کے گھر کے دروازے پر کھڑی تھی -- وہ پہلے اس گھر میں گ ئی تھی جہاں دس دن وہ اور نعمان رہے تھے .. لیکن وہاں کوئی نہیں تھا---

بھابھی---- اوہ---بھابھی------ عبداللہ کی خوشی سے آواز نہیں نکل رہی تھی---

اس نے اور نعمان نے کہاں کہاں نہیں تلاش کیا تھا حسنیٰ کو -- نعمان کی حالت اب عبداللہ سے دیکھی نہیں جاتی تھی -- عبداللہ کے پیچھے چلتی ہوئی وہ اب عبداللہ کے گھر کے پورچ میں داخل ہوئی تھی --

کیا میرا نعمان کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے --- حسنیٰ نے آنکھیں سکیڑ کر عبداللہ سے سوال کیا تھا --

وہاب انجم نے ایک ڈرائیور اور کار حسنیٰ کو دی تھی تا کہ وہ کھل کر شاپنگ کرے اور حسنیٰ آج اس ڈرائیور کو لے کر لاہور آ گ ئی تھی - دل میں ایک پھانس تھی کہ نعمان سے اس کا نکاح ہے یا نہیں کیونکہ نکاح پر نکاح وہ نہیں کر سکتی تھی - اور یہی بے چینی آج اسے یہاں کھینچ لائی تھی ----

مطلب-------- عبداللہ نے آگے بڑھتے قدم پورچ کی سیڑھیوں میں روک دیے تھے اور پیچھے مڑ کر نا سمجھی سے دیکھا---

مطلب یہ کہ کیاوہ مسلم تھا مجھ سے نکاح کرنے سے پہلے کیونکہ ہم دونوں کے نکاح کے گواہ صرف تم ہی ہو-------

حسنیٰ نے بڑے ناز سے سینے پر ہاتھ باندھے تھے

وہ بڑی سر شار تھی کل سے ایسے جیسے ہواؤں میں اُڑ رہی تھی -- حازق وہاب جیسا لکھ پتی --- شخص جلد ہی اس کا شوہر بننے والا تھا -- اس کے سارے خواب پورے ہونے والے تھے---

وہ نکاح سے ایک دن پہلے اسلام قبول کر چکا تھا------ عبداللہ نے گہری سانس لی تھی --

مجھے نعمان سے ملنا ہے--- حسنیٰ نے دو ٹوک انداز میں کہا

بھابھی ابھی--- ابھی -- لے چلتا ہوں -------- عبداللہ جلدی سے آگے آیا تھا---

میرے پاس گاڑی ہے --- حسنیٰ نے گردن اکڑا کر کہا تھا

عبداللہ کے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہاتھ ایک دم کو رکے تھے ---

اور مجھے کہیں باہر ملنا ہے اس سے --- حسنیٰ نے اگلی شرط عائد کی تھی ---

عبداللہ نے موبائل کان کو لگایا تھا۔۔۔

وہ لوگ نعمان کے گھر کے قریبی ریسٹورانٹ میں موجود تھے ۔۔۔ نعمان ان کے آنے سے پہلے ہی وہاں موجود تھا حسنیٰ کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا ۔۔ شیو اب کافی حد تک بڑھ چکی تھی حسنیٰ آج پورے پانچ دن بعد اس کے سامنے تھی ۔۔۔۔۔

مجھے ۔۔۔۔ تم سے طلاق چاہیے ۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

نعمان کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔۔ تو نعمان وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔۔ دل میں ایک ٹیس اٹھی تھی ۔۔

تم ۔۔۔۔۔ کہاں تھی ۔۔۔ ٹھیک ہو نہ ۔۔۔۔۔۔ اس کی بات کو ان سنی کرتا وہ اس کے بلکل قریب آچکا تھا۔۔۔

مجھے تم سے طلاق چاہیے ۔۔۔۔مجھے آزاد کرو۔۔۔ حسنیٰ نے سختی سے کہتے ہوئے چہرے کا رخ موڑا تھا۔۔۔

نہیں کر سکتا۔۔۔ نعمان نے تھوک نگلا تھا۔۔۔

گہری آنکھیں حسنیٰ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں ۔۔جس چہرے پر موجود آنکھوں نے بس ایک نظر ہی تو ڈالی تھی نعمان پر اور اس نظر میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔

حقارت--------- نفرت-------- ناگواری-------- گھن---------

دیکھو اس وقت میں مجبور تھی --لیکن اب حازق مان گیا ہے میری اس کے ساتھ شادی ہے اگلے ہفتے ----- حسنیٰ نے ہنوز اسی انداز میں کہا تھا---

نعمان خاموش کھڑا تھا---

تو یہ بھی تمہاری نہیں --- کوئی بھی تو تمہارا نہیں --- ابھی تو اسے اس تلخ حقیقت کا علم نہیں کہ میں کسی کی ناجائز اولاد ہوں اور جس دن یہ حقیقت اس کے سامنے آئے گی اس دن کیا ہو گا

مجھے آزاد کرو------- حسنیٰ نے چڑ کر کہا تھا---

نہیں کر سکتا------ کتنی گھٹی سی آواز تھی ---

کیوں نہیں کر سکتے تمہارا میرا رشتہ ہی کیا ہے --- نہ میں تمہیں جانتی تھی نہ تم مجھے --- حسنیٰ نے تنک کر کہا تھا---

میں جانتا تھا------- وہی گھٹی سی آواز---

جسٹ سٹاپ اٹ ---- مجھے آزاد کرو--- ----- حسنیٰ نے دانت پیس کر کہا تھا

وہ جلد سے جلد یہ سب ختم کرنا چاہتی تھی --- بے زار سی صورت بنائے

کیسے کر دوں ایسا بولو--- نعمان نے لب بھینچے تھے ---

ایک دنیا میں وہ واحد تھی جس پر آج تک اسے غصہ نہیں آیا تھا---

کیسے کیا عارضی تھا سب بس اب ختم تو سب ختم ---مجھے تمھارے ساتھ نہیں رہنا حازق سے محبت کرتی تھی کرتی ہوں اور اسی کے ساتھ رہنا ہے مجھے ------- حسنیٰ نے ناگواری سے کہا تھا

میں تم سے محبت کرتا ہوں -------- نعمان نے آہستہ مگر جزبات میں ڈوبے الفاظ ادا کیے تھے --

ہا-----ا-ا---ا محبت --- بات سنو --- چار گھنٹے کی ملاقات میں میری خوبصورتی پر مر مٹنے کے نام کو تم محبت کہتے ہو --- حسنیٰ کا لہجہ تلخ تھا--

ماتھے پر بل تھے -- بیگ بازو میں جھول رہا تھا--- جبڑے باہر کو واضح ہو رہے تھے ---

میں نہ تو اس رشتے کو مانتی ہوں نہ تو محبت کو --- حسنیٰ نے بے زاری ظاہر کی تھی ---

پر میں مانتا ہوں --- نعمان نے اسی لہجے میں کہا تھا---

تو مانتے رہو--- اب تو حازق ہی آ کر تم سے بات کرے گا--- حسنیٰ نے چڑ کر کہا تھا -- اور ناک پھلا کر مڑی تھی --

نعمان نے اب پھر حازق کے نام پر مٹھی بھینچی تھی --- اور پھر سارا قابو ختم ہو چکا تھا ایک جست میں اس نے حسنیٰ کی نازک کلائی کو دبوچا تھا ---

تم کہیں جاؤ گی تو حازق آئے گا نہ --- ---- کلائی کو اتنی زور کا جھٹکا پڑا تھا

حسنیٰ ہل کر رہ گ ئی تھی---

مطلب------- غصے اور حیرت سے پہلی دفعہ وہ نعمان کا یہ روپ دیکھ رہی تھی ---

تم کہیں نہیں جا رہی ------- نعمان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے آواز کو آہستہ کیا تھا ---

یہ بھول ہے تمھاری --- تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے ہو------ حسنیٰ نے غصے سے ارد گرد نظر دوڑائی تھی ---

چھوڑو ہاتھ میرا -------- حسنیٰ نے جھک کر نعمان کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیے تھے---

افففف-------- تکلیف سے ایک دم گرفت ڈھیلی ہوئی تھی --- حسنیٰ بھاگ کر الگ ہوئی تھی اور تیزی سے ریسٹورانٹ کے داخلی دروازے کی طرف بھاگی تھی ---

حسنیٰ-------- نعمان پیچھے لپکا تھا ---

یہ آدمی مجھے تنگ کر رہا ہے --- حراساں ---کر رہا ہے ------ حسنیٰ نے ایک دم سے پاس کھڑے ویٹر کو اور دو تین آدمیوں سے کہا تھا --- سب کے سب کچھ دیر میں ہی

ایک ہو کر اب نعمان کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے --- حسنیٰ اب باہر نکل چکی تھی لیکن پاکستانی عوام کے ہمیشہ سے عورت کو مظلوم تصور کرنے والے جوشیلے نوجوان اب نعمان پر امڈ پڑے تھے --- لوگ نعمان کو گھونسے اور دھکے دے رہے تھے --- اور نعمان ریسٹورانٹ سے باہر نکل کا کار میں بیٹھتی حسنیٰ کو دیکھ رہا تھا --- آج سے پہلے اسے حسنیٰ سے کبھی نفرت محسوس نہیں ہوئی تھی ---

عبداللہ بھاگتا ہوا ریسٹورانٹ میں داخل ہو رہا تھا ---

****

تم پاگل ہو گ ئی ہو کیا --- ہر گز نہیں منع کرو اسے تم بلکل بھی نہیں جاؤ گی کسی فارم ہاوئ س پر --- فضا نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے گھورا تھا---

وہ یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی تھیں فضا کے ماتھے پر شکن اور چہرہ ناگوار تھا جبکہ حسنیٰ روہانسی صورت بنائے بیٹھی تھی ---اور حازق کی ناراضگی سے گھبرائی ہوئی حسنیٰ فضا کو کوئی منصوبہ بنانے کا کہہ رہی تھی --حازق اسے دو دن کے لیے اپنے دوست کے فارم

ہاؤئس پر دعوت دے رہا تھا ---اس کے بہت سے دوستوں کے کپل وہاں جا رہے تھے --- لیکن حسنیٰ کو پتہ تھا عامر اور حسن کبھی بھی اسے جانے کی اجازت نہیں دیں گے --- لیکن فضا اگر چاہیے تو بہت کچھ ہو سکتا تھا کیونکہ فضا اس کی ایسی دوست تھی جس سے سب گھر والے اچھی طرح واقف تھے بلکہ حسن کی شادی پر اس کے سب گھر والے انوائیٹ تھے --- اس لیے حسنیٰ فضا کو جھوٹ بولنے پر مجبور کر رہی تھی کہ وہ ٹرپ کا کہے سب کو لیکن فضا نے صاف انکار کر دیا تھا ---

فضا--- پلیز ------- حسنیٰ بری طرح لب کچلتی ہوئی روہانسی ہو رہی تھی ------

ہلکے سے گلابی رنگ کے جوڑے میں وہ پریشان حال بیٹھی خود بھی ہم رنگ لگ رہی تھی --- ستواں ناک چڑھائے --- خوبصورت لبوں کو بچوں کی طرح باہر نکالے -- وہ فضا کو معصوم نہیں بیوقوف لگ رہی تھی---

تمھارا دماغ خراب ہے--- بات سنو میری تم --- یہ جو فروا اور شازر کا ریلیشن ہے تمہیں پتہ ہے یہ کیا ہے سب----- فضا نے حسنیٰ کے بازو کو زور کا جھٹکا دے کر اپنی طرف متوجہ کیا تھا ---

اور حسنیٰ کے ہاتھ میں پکڑا پن گھاس پر گرا تھا جسے وہ کب سے بنا کسی مقصد کے اٹھائے بیٹھی تھی ---

فضا نے دانت پیستے ہوئے اس کو گھورا تھا جو بے حال اداس حسینہ بنی بیٹھی تھی ---

کیا ہے--- دونوں نکاح کر چکے ہیں اتنا پیارا ریلشن دونوں کا --اتنی محبت کرتا شازر اس سے -------- حسنیٰ نے حسرت بھری سانس لیتے ہوئے کہا

اور سر جھکا کر پھر سے گھاس کو زمین پر سے اکھڑانا شروع کر دیا تھا---ان کی طرح بہت سی لڑکیاں دسمبر کی کبھی کبھی نکلنے والی دھوپ میں آس پاس ٹولیوں کی صورت میں بیٹھی ہوئی تھیں ---

کچھ نہیں جانتی تم --- یہ سب بکواس ڈھونگ ہے ---- فضا نے حقارت سے کہا---

مطلب-------- حسنیٰ نے نا سمجھی کے انداز میں دیکھا تھا---

ہاتھ بھی پل بھر کے لیے گھاس پر تشدد چھوڑ چکے تھے--

یہ چند جو فروا جیسی چھوٹے شہروں سے آئی ہوئی لڑکیاں ہیں-- یہ عارضی نکاح کرتی ہیں شازر جیسے امیر لڑکوں کے ساتھ ------- فضا نے دانت پیستے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا تھا---

وہ تھوڑا سا کھسک کر حسنیٰ کے اور قریب ہو گ ئی تھی جبکہ نظریں ارد گرد جانچ رہی تھیں کہ کہیں کوئی ان کی باتوں کی طرف تو متوجہ نہیں ---

عارضی---- ---- حسنیٰ حیران ہوئی تھی ----

فضا نے فوراً اسے آواز آہستہ رکھنے کا اشارہ کیا تھا ---

جی--- بیوقوف لڑکی میں ہاسٹل میں رہتی ہوں اور اس طرح کی بہت سارے گند سے واقف ہوں میں --- فضا نے پھر سے سرگوشی کا انداز اپنایا تھا ---

لیکن ایسا کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے ان کو ------ حسنیٰ یہ سب پہلی دفعہ سن رہی تھی ---

وہ کبھی ہاسٹل میں نہیں رہی تھی -- فضا کے بابا کا ٹرانسفر ملتان ہو گیا تھا جس کہ وجہ فضا تین سال سے ہاسٹل کی زنگی بسر کررہی تھی اور آج اس عجیب غریب کھیل کا انکشاف بھی وہی اس سے کر رہی تھی ---

پڑتی ہے ضرورت --- نام کے مسلم جو ہوئے ہم --- یہ کانٹریکٹ شادی ہوتی ہے --- یہ لڑکیاں نکاح کے لبادہ اوڑھتی ہیں جتنے سال ادھر رہتی ہیں امیر لڑکے کو خوش کرتی ہیں اور وہ ان کو پرآسائیش زنگی دیتے ہیں یہاں ------ فضا ناگواری بھرے تاثر چہرے پر سجائے بول رہی تھی

اور جب وہ پڑھائی مکمل ہونے کے بعد جانے لگتی ہیں تو۔۔۔ فضا اس کی طرف دیکھتے ہوئے چپ ہو گ ئی تھی

طلاق۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ کی حیرت میں ڈوبی آواز نکلی تھی

حسنی کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور منہ حیرت سے کھلا تھا۔۔ جسے تھوڑی سے پکڑ کر فضا نے بند کیا تھا۔۔۔

لیکن سب لڑکیاں ایسی نہیں ہوتی یہ چند ایک لڑکیوں کی وجہ سے ہم جیسی لڑکیوں پر بھی ہاسٹل میں رہنا ایک اذیت سے کم نہیں ہوتا۔۔۔ فضا نے ماتھے پر شکن ڈالے اور ارد گرد نظر دوڑائی ۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گالوں پر رکھا تھا ۔۔

نہ ہو۔۔۔۔ یہ امیر لڑکے خوبصورت مڈل کلاس لڑکیوں کے ساتھ وقت تو گزارتے ہیں پر کبھی بھی اسے اپنی بیوی کا درجہ دے کر گھر کی زینت نہیں بناتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ فضا نے ناک پھلا کر اس پر حقیقت آشکار کی تھی

حازق ایسا نہیں ہے --- وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے -------- حسنی نے دھک سے دل کے ساتھ کہا تھا

تو ٹھیک ہے آزما لو --- ---- فضا ہنوز اپنی بات پر قائم تھی ---

کیسے --- حسنی نے حیران ہو دیکھا تھا

انکار کر دو فارم ہاوس جانے سے --- فضا نے سانس خارج کی ---

لیکن وہ ناراض ہو جائے گا--- حسنی روہانسی ہو گئی تھی بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکلائے ---

ہونے دو ------- فضا کا لہجہ اور انداز سخت تھا---

ناراض ہی ہو گا نہ محبت کرنا تو نہیں چھوڑ دے گا نہ------- فضا نے ناک پھلا کر کہا تھا---

اسے کہو رشتہ بھیجے تمھارا --- فضا نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا---

اور وہ کھوئی سی بیٹھی تھی----لب کچلتی --- ہاتھوں کو مڑوڑتی ---

****

آپ اتنے دن سے کیوں نہیں آ رہے تھے-------- ہیر نے ہچکچاتے ہوئے روبن کی طرف دیکھا

وہ کتنا عجیب سا ہو گیا تھا آج دو ہفتے بعد روبن ریاض کے بہت اسرار پر ملک اطہر کے گھر آیا تھا---روبن کے پڑھانے سے انکار کر دینے پر ملک اطہر تین ٹیوٹرز کا انتظام کر چکا تھا جن میں سے دو خود نہیں ٹکے تھے اور ایک ہیر کو اچھا نہیں لگا تھا--- اس نے بس ایک ہی ضد لگا رکھی تھی کہ اسے روبن کی بہت اچھی سمجھ آتی تھی اور اب جب اس کے امتحانات نزدیک ہیں تو اسے روبن ہی چاہیے اس طرح ریاض نے روبن کو بہت مشکل سے صرف چند مہینے پڑھانے پر راضی کیا تھا--روبن صرف ریاض کے بار بار ضد کرنے پر راضی ہوا تھا اور اب وہ بے دل بے حال سا ہیر کے سامنے بیٹھا تھا---

ذہن تو ولسم پر اٹکا ہوا تھا کل شام کا منظر ذہن میں گھوم رہا تھا--- کرسٹن کو بتانے کی ہمت نہیں تھی --- وہ بکھر جائیں گی --- وہ کرسٹن سے بہت محبت کرتا تھا-- وہ ایسی عظیم ماں تھی جس نے اسے تب اپنایا تھا جب اس کی اپنی ماں نے اسے ٹھکرا دیا تھا اور کوڑے دان میں ایک کیڑے کی مانند پھینک دیا تھا----- ہیر کی آواز پر وہ چونک کر اپنے خیالوں سے باہر آیا تھا---

آں -- ہاں--------- روبن کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی---

آپ آئے نہیں اتنے دن سے ------- ہیر نے بے چین ہو کر پھر سے سوال کیا تھا ---

وہ ہر غلط بات سے انجان کچی عمر کی لڑکی بری طرح روبن سے محبت کر بیٹھی تھی --- ان دو ہفتوں میں وہ روبن کو دیکھے بنا پاگل سی ہو گ ئی تھی --- اور اب جب وہ سامنے بیٹھا تھا جسے وہ دن رات سوچتی رہی آنے والے نئے ٹیوٹرز کو تنگ کر کے بھگاتی رہی --- اس کی خوشی اس کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی ---

روبن کو ہیر کا انداز اس کی آنکھیں عجیب لگ رہی تھیں --- ہیر کی کم سن عمر کی بے قراری چھپائے نہیں چھپی تھی ---

بکس کھولیں -------- روبن نے کھردری سی آواز میں کہا تھا---

جی-------- ہیر جو روبن کے دیدار سے اپنی آنکھیں سیک رہی تھی ایک دم سے گڑ بڑا گ ئی تھی ---

روبن اسے سمجھا رہا تھا جبکہ وہ کبھی اس کے کان کی بالی کبھی اس کے مضبوط ہاتھوں کی جنبش کبھی لمبے بالوں کی پونی کبھی اس کے کسرتی مضبوط کندھے اور کبھی تھکی سی اداس آنکھوں کو دیکھنے میں مصروف تھی----

کیا مسئلہ ہے آج آپ کے ساتھ آپ توجہ نہیں دے رہی ہیں ---روبن نے بھنویں اچکائی تھیں

لب بھینچ کر پن کو کتاب کے کھلے ورق پر پٹخا تھا---وہ کب سے ہیر کی آنکھوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا --- فواد اپنی کتابوں پر جھکا ہوا تھا ---

وہ---- کہ--- کچھ نہیں --- ہیر نے جلدی سے گھنگرالے بالوں کو کان کے پیچھے اڑا کر پزل ہوتے ہوئے کہا تھا---

توجہ دیں --------- روبن نے بھاری ہوتی ہوئی آواز میں کہا ---

وہ اتنی زور سے بولا کہ ہیر کا چڑی سا دل کانپ گیا

جی جی-------- وہ گڑ بڑا کر کاپی پر ایسی جھکی تھی کہ پھر سر اوپر نہیں اٹھایا تھا ----

****

یہ کیسا ڈریس ہے حازق--- حسنیٰ نے ساڑھی کے چھوٹے سے بلاؤز کو ہاتھوں میں لے کر حازق کی طرف دیکھا تھا---

ایک بڑا سا ڈبہ صوفے کے سامنے پڑے میز پر کھلا ہوا تھا جس میں سرخ رنگ کی قیمتی ساڑھی ادھ کھلی باہر کو میز پر ڈھلک رہی تھی --- بلکل سامنے ایک طرف حازق منہ پر انگلیاں سجائے بھنویں اچکا کر حسنیٰ کی طرف دیکھ رہا تھا ---

کیوں جان کیسا ہے -------- اتنی خوبصورت ساڑھی ہے --- حازق نے ہاتھ کا اشارہ سامنے میز پر پڑے ڈبے کی طرف اشارہ کیا تھا ---

مطلب یہ-- ایسا-- کبھی میں نے پہنا نہیں پہلے -------- حسنیٰ نے گھبرائی سی آواز میں کہا تھا

کیونکہ ساڑھی کا بلاوز ایسا تھا جس سے پیچھے سے ساری پشت کمر اور آگے سے پیٹ برہنہ ہی رہنا تھا------ حازق اس کے لیے ساڑھی گفٹ لیا تھا ساتھ ایک پارلر والی تھی جس کو حسنیٰ کو تیار کرنا تھا --- حازق اسے انٹروڈیوز کروانے کی غرض سے کسی بزنس پارٹی میں لے کر جانا چاہتا تھا --

تو جان--- چند دنوں میں ہماری شادی ہو گی میں تمہیں پارٹیز میں لے کر جاؤں گا ہمارے ہاں ایسے ہی ڈریسز ہوتے-------- حازق ہاتھ کو دائیں بائیں جنبش دیتے ہوئے کہہ رہا تھا ---

پہن کر آو جلدی دیکھو ارم ویٹ کر رہی تمہیں تیار کرنا پھر -- حازق نے کلائی پر باندھی گھڑی پر ایک نظر ڈالی

10

حازق میں کمفرٹیبل------- حسنیٰ نے روہانسی ہو کر ایک نظر ساڑھی پر اور پھر ایک نظر سامنے بیٹھے حازق کی طرف دیکھا تھا ---

جو بھی تھا--وہ جتنی بھی بولڈ تھی لیکن اس نے کبھی بھی بدن کو برہنہ رکھنے والا لباس زیب تن نہیں کیا تھا--اسے عجیب سی الجھن ہو رہی تھی---- وہ بری طرح لب کاٹ رہی تھی ---

جان----- تم تو پہلی سیڑھی پر ہی پیچھے ہو رہی ہو --- میرے ساتھ پوری زندگی کیسے گزارو گی چلو جلدی سے --- حازق بڑے انداز سے صوفے پر سے اٹھا تھا ---

وہ سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس نک سک سے تیاری کیے ہوئے تھا ---

حسنیٰ پریشان حال سی کمرے کی طرف چل پڑی تھی آدھے گھنٹے کے بعد وہ بلکل تیار باہر نکلی تھی --- سنہری بلاؤز پر سرخ رنگ کی ساڑھی اسے کے چندن بدن کو جگہ جگہ سے جھلکاتی اسے ماورائی دنیا کی کوئی اپسرا بنا رہی تھی ---

آہ-------- کیا لگ رہی ہو تم ---- قسم سے -------- حازق کی آنکھیں دنگ رہ گئی تھیں ---

پارلر والی نے اس کے ہر نقش کو اتنی خوبصورتی سے سنوارا تھا کہ حازق کی آنکھیں اٹک کر رہ گئی تھیں ---

آج ہی کر لیتے ہیں نہ نکاح ---- حازق نے اس کے قریب جا کر خمار آلودہ آواز میں کہا تھا ---

حازق یہ بلاوز بہت چھوٹا ہے-------- حسنیٰ پلو سے بار بار اپنے پیٹ کو ڈھک رہی تھی ---

وہ عجیب الجھن کا شکار تھی--- لیکن حازق کو یوں اس پر فدا ہوتا دیکھ کر دل کی تھوڑی ہمت بندھی تھی ---

او--- کم آن--- پلو ہے نہ اوپر کرو اسے ------- حازق نے بڑے لاڈ سے اس کے پلو کو درست کیا تھا ---

حازق سے ہی شادی ہونی ہے اگر اس کو ایسے کپڑے پسند ہیں تو مجھے بھی ان کی عادت ڈالنی ہو گی ---- حسنیٰ نے گہری سانس خارج کی تھی ---

وہ اب حازق کے ساتھ کار میں بیٹھی تھی --- کار ایک بہت ہی بڑے ہوٹل کے سامنے رکی تھی ---اور اس ہوٹل کے وسیع و عریض لان میں پارٹی تھی لان جگمگا رہا تھا اور رنگے برنگے لوگ قہقے عرانیات شراب ---- حسنیٰ تو حیرت سے ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھی یہاں آکر اسے عجیب لگنا تھوڑا کم ہو گیا تھا کیونکہ یہاں موجود سب عورتوں کے لباس ایسے ہی تھے--- وہ حازق کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی سب لوگوں کے بیچ آئی تھی حازق اس کا ہاتھ تھام کر اسے ایک پچاس سال کے لگ بھگ آدمی کے پاس لے آیا تھا -- وہ عجیب ڈول اور جسم کا بدھی شکل کا شخص تھا--- آنکھیں سرخ تھیں بس اس کا لباس اس کی امارات کا گواہ تھا

یہ حسنیٰ ہے -- میری ہونے والی وائف حسنیٰ--- یہ جبار وسیم ہیں ---حازق نے پچاس سالہ آدمی کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا---

جو اب حسنیٰ پر نظریں آر پار کر رہا تھا---

حسنیٰ----- اپنے نام کی طرح حسین ہیں ---- جبار نے ہاتھ مصاحفے کے لیے بڑھایا تھا --

حسنیٰ نے حازق کی طرف دیکھا جو مسکرا رہا تھا -- حسنیٰ کو کچھ پل میں ہی جبار کی اپنے اوپر پڑتی نظروں سے کوفت ہونے لگی تھی ---

حسنیٰ--- ان کے ساتھ ہماری بہت بڑی بزنس ڈیل ہونے جا رہی ہے اچھے سے بات کرنی ہے ان کے ساتھ میں آتا ہوں --- حازق نے جبار کو آنکھ ماری تھی ---

جبار کا فلک شگاف قہقہ اور عجیب گھن زدہ نظریں حسنیٰ کی ریڑھی کی ہڈی میں خوف کی لہر کا سبب بن گ ئی تھی ---

مہ --- میں کیا بات کروں گی حازق--- حسنیٰ نے خوف سے کانپتی آواز کے ساتھ جلدی سے حازق کے بازو کو تھام لیا تھا --

یار بس کمپنی دینی ان کو --- جیسے وہ کہیں کرتی جاؤ ------ حازق نے پچکارتے ہوئے حسنیٰ کے گال کو تھپتھپایا تھا ---

میں باقی لوگوں کو دیکھتا ہوں ---- حازق اسے وہاں جبار کے پاس چھوڑتا آگے بڑھ گیا تھا ---

حسنیٰ روہانسی شکل بنا کر حازق کی طرف دیکھ رہی تھی --

مس حسنیٰ ---- حازق بہت لکی ہے --- آپ جیسی حسین لڑکی -------- جبار کی آواز پر حسنیٰ نے بڑی مشکل سے لبوں پر مسکراہٹ سجائی تھی

جی-------- گھٹی سی آواز نکلی تھی ---

جبار اب لان میں لگے دیدہ زیب صوفے پر بیٹھ چکا تھا ---اور سگار سلگا رہا تھا --

بیٹھیں میرے پاس -------- بڑی ہی عجیب نظر اور عجیب مسکراہٹ کے ساتھ جبار نے اپنے ساتھ جگہ پر ہاتھ رکھا تھا --

جی-------- حسنیٰ نے ارد گرد نظر دوڑائی تھی حازق کہیں نہیں تھا ---

ہاں----- ہاں--- ادھر میرے پاس بیٹھیں ---- حسنیٰ کو سامنے بیٹھتے دیکھ کر جبار نے بازو پکڑکر اسے اپنے ساتھ بیٹھا لیا تھا ---

حسنیٰ نے سختی سے بازو اس کی گرفت سے چھڑوایا تھا ---

کیا کیا شوق ہیں آپکے --- سگار کو بڑی خباثت سے جبار نے ہونٹوں سے لگایا تھا---

جی---- ڈائی زائننگ کرتی ہوں --- حسنیٰ بہت مشکل سے چہرے پر ابھرنے والی بے زاری کو چھپا رہی تھی ---

جبار نے بڑی بے باکی سے حسنیٰ کے گود میں دھرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا ---

ہممممم--- بٹیوفل ہینڈز------- اپنے انگوٹھے سے وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلا رہا تھا

حسنیٰ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑوایا تھا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی ---

میں دیکھتی ہوں حازق کہاں ہیں ----- تیز تیز سانس لیتی وہ پورے لان میں حازق وہاب کو تلاش کر رہی تھی --

حازق کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا قہقے لگا رہا تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی پشت تک آئی تھی ---

حازق--- --- اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے پھولی سانس کے ساتھ کہا --

تم ادھر کیوں آ گ ئی ہو پاگل ان کو اکیلا چھوڑ آئی ہو --- حازق نے ماتھے پر شکن ڈالے تھے ---

حازق مجھے گھر جانا ہے --- حسنیٰ کے چہرے پر بے زاری اور الجھن صاف ظاہر تھی

نہ -- نہیں آج یہیں سٹے ہے تمھارا میری جان دیکھو تو کتنا بڑا ہوٹل -------- حازق نے مصنوعی محبت جتلاتے ہوئے اس کے ہاتھ کو تھاما تھا

کیوں ----ایسا کیوں --------- حسنیٰ نے حیرت سے حازق کی طرف دیکھا تھا

سمجھاتا ہوں آؤ ادھر ---------- حازق حسنیٰ کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ لے کر چل پڑا تھا---

www.classicurdumaterial.com

لان عبور کرنے کے بعد اب وہ ہوٹل کے لاونج میں موجود تھے --- حازق نے کاونٹر سے کوئی چابی لی تھی اور پھر مسکرا کر دوبارہ اس کا ہاتھ تھامے وہ اب لفٹ میں لے آیا تھا-- شیشے کی بنی شفاف لفٹ اوپر جا رہی تھی جس میں نیچے لان میں موجود پارٹی کی رنگینیاں نظر آ رہی تھیں -لفٹ پانچویں فلور پر رکی تھی --- حازق پھر اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا اور وہ نا سمجھی کی حالت میں بس چلتی ہی جا رہی تھی--- اب وہ ایک کمرے کا لاک کھول رہا تھا---

دروازہ کھلتے ہی ایک خوبصورت بیڈ روم آنکھوں کو تو خیرہ کر گیا تھا لیکن حسنیٰ اب بھی الجھن کا ہی شکار تھی---

دیکھو جان میری ---- یہ جو جبار ہے نہ ---اس کا کانٹریکٹ ہماری کمپنی کے لیے بہت ضروری ہے --- کمرے کے درمیان میں لے جا کر حازق نے حسنیٰ کو دنوں کندھوں سے تھاما تھا--

تو ----- حسنیٰ اب بھی الجھن اور نا سمجھی کا شکار تھی --

تو یہ --- کہ تمہیں آج رات اس کو خوش کرنا ہے ------حازق نے حسنیٰ کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے سرگوشی کی تھی

کہ--- کیا مطلب --- حسنیٰ بدک کر پیچھے ہوئی تھی ---

مطلب تم سمجھ گ ئی ہو --- میں صبح آ کر تمہیں لے جاؤں گا ------- حازق نے موبائ ل پر نظریں جما کر لا پرواہ انداز میں کہا تھا---

وہ ساکن ہوئی تھی کانوں پر جیسے یقین نہیں آ رہا تھا---

حازق --------- حسیٰ نے ایک زور دار تھپڑ حازق کی گال پر جڑ دیا تھا--

تھپڑ کیوں مارا بیوقوف عورت ---- ہماری سوسائ ٹی میں ایسا ہی ہوتا ہے میری بیوی بننا ہے تو یہ سب باتیں ماننی پڑیں گی ---- حازق نے زور سے اس کے بالوں کو دبوچا تھا اور دھاڑنے کے سے انداز میں کہا--

حازق -------- تکلیف سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی ---

کیا حازق------- تم انوکھی ہو کیا باقی سب کی وائ فز بھی یہ سب کرتی ہیں ------ حازق نے دانت پیس کر کہا تھا---

مجھے نہیں کرنا یہ---- حسیٰ نے اپنے بال چھڑواتے ہوئے گھٹی سی آواز میں کہا تھا---

بے بی دیکھو میرے لیے ---- جتنا وہ خوش ہو گا ہمیں اتنا ہی فائ دہ ہو گا ------ حازق نے اس کے بال چھوڑ کر کہا---

حازق مجھے گھر جانا ہے ---- مجھے ------ حسنیٰ ایک جھٹکے سے حازق کے ساتھ لپٹ گ ئی تھی ----

تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہے نہ یہ عیش عشرت کیا نہیں چاہیے یہ سب بولو --- حازق نے کان میں سرگوشی کی

نہ --- نہیں چاہیے کچھ بھی پلیز حازق ---- حسنیٰ خوف زدہ ہو کر الگ ہوئی تھی ---

تمہیں یہ کرنا ہے --- وہ اتنا خوش ہو گیا ہے تمہیں دیکھ کر پاگل --- --- حازق اس وقت اسے کوئی ذہنی مریض لگ رہا تھا---

میری جان میں اتنا خوش ہوں یہ کانٹریکٹ اب ہمارا ہی ہے ---

حازق ----پلیز---- ---- حسنیٰ نے ہاتھ جوڑے تھے---

نہیں-------- حازق نے چیختے ہوئے کہا تھا--

مجھے جانا ہے مجھے نہیں کرنی تم سے شادی --- حسنیٰ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی تھی

پاگل ہو گ ئی ہو کیا اتنا قریب آ کر دور جا رہی ہو --- وہ آ رہا ہے

بس --- حازق نے ایک جھٹکے سے بازو کھینچ کر اسے روکا تھا---

چھوڑو مجھے ---- چھوڑو--- حسنیٰ اپنی پوری قوت سے بازو چھڑوا رہی تھی ---

جسٹ سٹاپ اٹ --- آرام سے بیٹھو یہاں --- حازق نے پوری قوت سے اسے بیڈ پر دھکیلا تھا ---

نہیں ----- مجھے جانے دو پلیز--- حسنیٰ کو جیسے ہوش آ گیا تھا حازق کے پاؤں پکڑ لیے تھے ---

پاگل مت بنو --- حسنیٰ --- بیٹھو ادھر--- حازق نے اسے اٹھا کر بیڈ پر بیٹھایا تھا

اور یہ تو شروعات ہے جان مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا تم کتنی لکی ہو میرے لیے ---بس فیصلہ ہو گیا --- صبا سے میرے بچے ہوں گے لیکن تم---- تم ایسے ہی رہو گی ---- حسین --پیاری ---- ہر کانٹریکٹ ہمارا ہو گا-------

ص---صبا---- کون---- حسنیٰ کی زبان لڑکھڑا گ ئی تھی---

جس سے میری منگنی تھی کل---- اچھا چلو اب یہ آنسو صاف کرو ---- آرہا جبار مسیج آ گیا اس کا --- حازق نے ٹشو اس کی طرف بڑھایا تھا---

اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا --- حسنیٰ لپک کر دروازے پر پہنچی تھی--- دروازہ لاک تھا ---

حازق---- حازق----- دروازہ کھولو------ دروازہ کھولو ---- وہ پاگلوں کی طرح دروازہ پیٹ رہی تھی ---

کوئی ہے دروازہ کھولو ------ ----- اپنی پوری قوت لگا کر وہ چیخ رہی تھی ---دروازے پر اتنی زور سے ہاتھ مار رہی تھی کہ ہتھیلی سرخ ہو رہی تھی ---- دل تھا کا پھٹ کر باہر آ رہا تھا----

دماغ شل تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ ایک بھیانک خواب ہو----- وہ رو رہی تھی چیخ رہی تھی دہائی دے رہی تھی پر کوئی سن کر نہیں دے رہا تھا--- حازق اس کے ساتھ مزاق کر رہا ہو گا---ہاں وہ ایسا نہیں کر سکتا اس کے ساتھ --- ابھی دروازہ کھولے گا اور قہقہ لگائے گا---

دروازہ کھلا تھا اور جبار اندر آیا تھا حسنیٰ لپک کر دروازے کی طرف بڑھی تھی اس سے پہلے کے وہ دروازے تک پہنچتی جبار اس کا بازو تھام چکا تھا--- اور دوسرے ہاتھ سے وہ دروازے کو لاک کر رہا تھا---

وہ بڑے قد بھاری جسامت اور خوفناک شکل کا مالک تھا جسے دیکھ کر ہی گھن آ جائے --- اس کے ہاتھ نے اتنی مضبوطی سے اس کی نرم بازو کو دبوچا تھا کہ وہ تکلیف سے کراہ

اٹھی تھی وہ ---- مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی اور وہ خباثت سے دانت نکالتے ہوئے اس کے تڑپنے سے لطف انداوز ہو رہا تھا----

ششش---- شور نہیں کرتے زیادہ---------- ایک جھٹکا دے کر اس نے حسنیٰ کو گلے سے پکڑ کر پاس کیا اور کان میں سر گوشی کی ---

اس کے منہ سے بدبو کے بھبکے اڑ رہے تھے --- حسنیٰ کو ابکائی ہوئی تھی---

مہ---مجھے جانے دو پلیز---- وہ منمنائی تھی---- خوف آنے لگا تھا--- اس کے ہاتھوں کی جنبش دل لرزا رہا تھی ---

مجھے----- میں---- میں ----- شادی شدہ ہوں --------- حسنیٰ نے گھٹی سی آواز میں کہا تھا---

تو کیا ہوا --------- جبار نے فلک شگاف خوفناک قہقہ لگایا تھا--

شیطانیت سے اس کی سرخ آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں ---- حسنیٰ ایک پتلے سے شفون کے پلو میں خود کو کتنا چھپا سکتی تھی

ایک ہی جست میں سب ختم تھا---

گھن-- بد بو--- خوف--- بے سود تھی ہر کوشش --- بس اک ہی شخص کا چہرہ گھوم گیا تھا اسی کا نام لے کر وہ چیختی ہی رہ گئی تھی بس ---

نعمان------ نعمان------------ نعمان------- -------- نعمان-------

ن---ع----م---ا---ن------------

****

تو کیوں چپ کھڑا رہا ہاں ----- بول --- تیرے تو ایک پنچ کی مار تھے سارے --- عبداللہ نے غصے سے نعمان کی طرف دیکھا تھا---

عبداللہ نعمان کے فلیٹ پر موجود تھا-- کل حسنیٰ کے جانے کے بعد لوگ اسے مار رہے تھے اور وہ ساکن لب بھینچے کھڑا رہا تھا--- بس آنکھیں دور جاتی حسنیٰ کی کار پر جمی تھیں --- عبداللہ نے آ کر اسے لوگوں سے چھڑوایا تھا جو ایک جھوٹی عورت کی ہمدردی میں آ کر اس کے محرم رشتے کی جائز جسارت پر ہی اسے مار رہے تھے ---

نعمان کے ہونٹ زخمی ہوئے تھے --- نعمان نے گھر آ کر اس کی ڈریسنگ کی تھی اور پھر اسی کے پاس وہ رک گیا تھا --- اور اب صبح سے وہ گم سم سا بیٹھا تھا

۔حسنیٰ اس سے محبت نہیں کرتی تھی اور کل جو اس نے اس کے ساتھ کیا وہ برداشت سے باہر تھا۔۔۔۔۔۔۔

نعمان۔۔۔ نعمان۔۔۔۔۔۔۔ عبداللہ نے بازو ہلایا تھا۔۔۔

نعمان ایک دم سے جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔۔۔

سنو مجھے حسنیٰ کو طلاق دینی ہے۔۔۔۔۔۔۔ نعمان نے گہری سانس لی تھی۔۔۔

کیا۔۔ پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔۔۔۔۔ عبداللہ نے حیرت سے دیکھا تھا۔۔

وہ بے حال سا بیٹھا تھا آج آفس بھی نہیں گیا تھا۔۔۔ساری رات شائد جاگتا رہا تھا آنکھیں سوج رہی تھیں۔۔۔ اور بہت کوشش کی باوجود بہت کم کھل رہی تھیں۔۔۔

نہیں ہوش میں اب آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ نعمان نے بالوں کو دونوں ہاتھوں کے پنجوں میں جکڑ کر پیچھے کیے تھے۔۔۔ سر کو پیچھے کیا تو گردن کے پاس کا زخم واضح ہوا تھا۔۔۔ رگیں پھول گ ئی تھیں سفید رنگت سرخ ہو گ ئی تھی۔۔۔

بکواس مت کر یار۔۔۔ تو بہت پیار کرتا ہے اس سے۔۔۔ عبداللہ نے قریب آ کر اسے دنوں کندھوں سے تھام کر کہا تھا۔۔۔

ہاں پر وہ نہیں کرتی ہے۔۔۔۔ نعمان ایک آنکھیں اوپر اٹھائی تھیں۔۔۔

عبداللہ دنگ تھا --- اس کی آنکھوں میں پانی تیر رہا تھا--- وہ مضبوط قد وقامت رکھنے والا --- جس کی ایک چپت پر بڑے بڑے ڈھیر ہو جائی یں وہ ایک بے وفا چھوڑ کر چلی جانے والی لڑکی کے لیے آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا تھا---

کوئی اچھا وکیل ہے جاننے والا کیا----- جلدی سے گلے میں پھنسے آنسو نگلے تھے ------

عبداللہ بس خاموش کھڑا تھا بلکل خاموش ---

****

کیوں لے کر جا رہے ہو میرے بیٹے کو چھوڑو اس کو --- کرسٹن نے پیچھے بھاگتے ہوئے ہانپ کر کہا تھا---

دو وردی میں ملبوس پولیس آفیسر روبن کو گھر سے پکڑ کر لے کر جا رہے تھے ---ولسم نے روبن کے خلاف گھر میں آ کر اسلحہ دکھا کر حراساں کرنے کی رپورٹ درج کروائی تھی ---

او بی بی --- آرام سے تھانے آ کر بات کریں --- پولیس آفیسر نے کرسٹن کو جھٹکا تھا---

www.classicurdumaterial.com

روبن نے دانتوں کو پیوست کیا تھا اور جبڑے باہر کو نکل آئے تھے --وہ بہت مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا تھا---

رات کے گیارہ بج رہے تھے --- اور روبن سو رہا تھا جب وہ لوگ آئے تھے ---

دیکھیں میرے بیٹے نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا---- --- کرسٹن ان کے پیچھے بولتے ہوئے دروازے تک آ گ ئی تھیں ---

مام--- کچھ نہیں ہوئے گا میرے کو پریشان کیوں ہوتا تم --- روبن نے کرسٹن کی طرف دیکھ کر جھنجلاتے ہوئے کہا تھا---

پولیس والے اب اسے جیپ میں بیٹھا رہے تھے ---

روبن--- کرسٹن بولتی ہوئی باہر نکل آئی تھی اور اب جیپ کے پاس کھڑی تھی ---

مجھے ساتھ جانے کا اس کے مجھے ساتھ لے جاؤ ------ کرسٹن پھر سے پریشان حال ہاتھ جوڑے کھڑی تھی ---

لیکن جیپ ایک زناٹے سے آگے بڑھی تھی--- منب نے فون کان کو لگایا تھا---

****

حازق پلیز---- بات کو سمجھا کرو نہ --- حسنیٰ نے چھت پر رکھی کرسی پر بیٹھ کر روہانسی شکل بنا کر کہا تھا--

حازق تین دن سے اس سے بات نہیں کر رہا تھا-- فضا کہ کہنے میں آ کر وہ اسے شازر کے فارم ہاؤس جانے سے انکار کر چکی تھی جس پر وہ بہت بری طرح اسے خفگی دکھا رہا تھا--- وہ تین دن اس سے چھپ چھپ کر معافی تلافی کر رہی تھی لیکن وہ تھا کہ اپنی ناراضگی ختم نہیں کر رہا تھا---

حسنیٰ اس کو منانے کے چکر میں نڈھال ہوئی پڑی تھی ---

کیا سمجھا کرو سمجھا کرو --- تمہیں جانا ہے میرے ساتھ کہ نہیں بولو--- حازق آج بھی اسی بات پر اٹکا ہوا تھا--- اب شازر کی فارم ہاؤس والی پارٹی کو ایک دن باقی تھا---

نہیں جا سکتی ہوں ---- ایسے پلیز ---- --- حسنی نے بے چینی سے ارد گرد دیکھا تھا اور پھر سیڑھیوں کی طرف دیکھا تھا--

مجھ سے بات مت کرنا دوبارہ ----حازق نے غرانے کے انداز میں کہا تھا---

حازق یہ کیا بات ہوئی --- وہ رو دینے کے قریب تھی ---

www.classicurdumaterial.com

بکھرے سے بال --- اونچی سی شرٹ کے ساتھ گھیرے دار شلوار پہنے دوپٹے سے بے نیاز وہ چھت پر ڈھلتے سورج کی روشنی میں دمک رہی تھی ---

آپ رشتہ بھیجیں نہ گھر پھر میں آپکی ہو جاؤں گی نہ------ حسنیٰ نے فضا کے سمجھائے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے ---

مجھ سے بات مت کرو --- حازق کی سختی سے کہے گئے الفاظ اس کے دل کو اداس کر گئے تھے---

حازق--- ------ روتے ہوئے اس نے اسے آواز دی تھی---

لگتا تھا کہ حازق اس کے آنسو نہیں دیکھ سکے گا اور فورا اس کے آگے گھٹنے ٹیک دے گا --- لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا وہ ہنوز اسی طرح رہا تھا

اپنا خیال رکھنا --- حازق نے دانت پیس کر کہا ---

فضا کے مشورؤں پر عمل کرو بس---- لفظ طنز بھرے تھے ---

حازق----- ---- حازق---- آوازیں دینا بے سود تھا وہ فون بند کر چکا تھا

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی--- اب کرے تو کیا کرے سارے خواب بکھرتے ہوئے نظر آرہے تھے جو وہ حازق کے ساتھ بنا چکی تھی ---

****

عبداللہ--- بات سن-- نعمان کی نے عجلت بھرے انداز میں کہا تھا---

اور کھڑکی کا پردہ ہٹا کر نیچے سڑک کی طرف دیکھا تھا---اس کا فلیٹ تیسرے فلور پر تھا ---وہ بہت دن سے کچھ عجیب قسم کی حرکات اپنے ساتھ محسوس کر رہا تھا--- جیسے ہر وقت کوئی اس پر نظر رکھے ہوئے ہے -- کوئی اسے کھوج رہا ہے --- اور آج تو جب وہ آفس سے واپس آیا تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے فلیٹ پر اس کی غیر موجودگی میں کوئی آیا تھا---

ہممم- خیریت---------- عبداللہ کی پریشان حال سی آواز آئی تھی ---

حسنٰی والی بات کو ابھی ایک دن ہی تو گزرا تھا اور کل رات وہ نعمان کے ساتھ رکا تھا اور آج گھر آیا تھا کہ رات کے ایک بجے نعمان کی کال آ گ ئی تھی ---

کوئی میرا پیچھا کرتا ہے ------نعمان نے آنکھوں کو سکیڑ کر ارد گرد دیکھا تھا---

کیا مطلب--- عبدأللہ نے نا سمجھی سے کہا تھا---

ہاں نہ یار کوئی ہے جو پیچھا کر رہا مسلسل کون ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ نعمان نے لب کو دانتوں میں دبایا تھا۔۔۔

پھر بے چین ہو کر سگریٹ کی ڈبی اٹھائی تھی ۔۔۔ وہ جب بھی ذہنی اذیت کا شکار ہوتا تھا اسے سگریٹ کی طلب ہونے لگتی تھی ۔۔۔سگریٹ کو منہ میں دبائے وہ کان اور کندھے کے درمیان فون کو دبائے بیٹھا تھا۔۔۔

مجھے ہر وقت محسوس ہوتا ہے کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے ۔۔۔ وہ عبداللہ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔

بات سن داور سے بات کروں ۔۔۔ عبداللہ نے اس کی پریشانی کے ذیر اثر کہا تھا

نہ۔۔۔نہیں۔۔۔ مجھے لگتا مجھے ایک دفعہ مام سے ملنا ہے ۔۔۔۔۔۔نعمان نے پر سوچ انداز میں کہا تھا۔۔۔

شہروزی کا آدمی نعمان پر نظر رکھے ہوئے تھا اور یہ بات اسے بہت دن سے محسوس ہو رہی تھی ۔۔ آفس سے اسے ایک قیمتی موبائ‌ل فون بھی گفٹ کیا گیا تھا۔۔ لیکن وہ اپنی بہت خاص کالز کے لیے اسے بلکل استعمال نہیں کر رہا تھا۔۔۔

تو اب تم وہاں--- عبداللہ نے گہری سانس لی تھی ---

ہاں میر پور جاؤں گا------ نعمان نے پر سوچ لہجے میں کہا تھا --

****

آرام سے آرام سے جان---------- حازق نے حسنیٰ کے چلتے ہاتھوں کو قابو کرتے ہوئے کہا تھا

وہ روتے ہوئے زور زور سے حازق کے منہ پر تھپڑ لگانے کی کوشش میں اس کے بازو پیٹ رہی تھی -- گزری شب اس کی عصمت پامال کر چکی تھی -- ساری رات گھٹنوں میں منہ دیے وہ روتی رہی تھی --- جبار اسے چھوڑ کر جب کمرے سے نکلا تو وہ دوڑتی ہوئی باہر کی طرف لپکی تھی پر باہر کھڑے گارڈ کو دیکھ کر پھر سے کمرے میں آگئی تھی ----

تم سے نفرت ہے مجھے ----- وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ حازق نے مصنوعی ڈرنے کی ایکٹنگ کی تھی ---

اور پھر قہقہ لگایا تھا---

نہیں تم پیار کرتی ہو مجھ سے اور اب یہی کرنا ہے ساری زندگی مجھ سے پیار ---- میرے لیے پیار سمجھی تم ------ وہ دانت نکالتا ہوا ایک طرف پڑی اس کی ساڑھی کو سمیٹ رہا تھا---

گھٹیا ہو تم---- میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں --- حسنیٰ بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی تھی ---

کاجل پھیلا خوبصورت چہرہ آج عبرت کا نشان بنا ہوا تھا---

ہاں تو مت چھوڑنا کس نے بولا کے چھوڑو مجھے --- چلو اب حلیہ درست کرو گھر جانا ہے --- ساڑھی اس کے منہ پر زور سے مارتا ہوا وہ ایک طرف جا کر کھڑا ہوا تھا--

مجھے تمھارے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے --- مجھے پولیس سٹیشن جانا اور یہ سب بتانا جو تم نے میرے ساتھ کیا-- حسنیٰ چنگھاڑ رہی تھی ---

کیا بتاؤ گی --- ہاں کیا بتاؤ گی --- حازق ایک جست میں اس تک پہنچا تھا اور اس کے منہ کو دبوچ لیا تھا---

میں تمہیں زبردستی لے کر آیا--- نہیں ----- تم خود آئی تھی پہلی دفعہ بھی اور اب بھی --- حازق نے اتنی زور سے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ وہ تکلیف سے تڑپ اٹھی تھی ---

اور مجھ سے شادی کا شوق تمہیں چڑھا ہوا تھا مجھے نہیں سمجھی تم ---- ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا وہ لڑ کھڑاتی ہوئی ایک طرف ہوئی تھی ---

میرے گھر میں آ کر مجھ سے شادی کی بھیک مانگنے والی تم تھی --- حازق کمر پر ہاتھ دھرے دھاڑ رہا تھا --

جاؤ ---- جاؤ ---- اب یہ سب بتاؤ سب کو علان کرو --- حازق نے طنز بھرے لہجے میں کہا

وہ بلک بلک کر رو دی تھی--- اور اس شیطان پر کوئی اثر نہیں تھا وہ آرام سے کھڑا تھا ---

اٹھو--- جلدی اب-------- وہ رعب سے اس کے سر پر کھڑا کہہ رہا تھا ---

پرسوں ہمارا نکاح ہے اس کے بعد بنکاک جا رہے ہم --- ایک بہت بڑی ڈیل فائی نل کروانی ہے تمہیں جان ---- --- حازق نیچے اس کے چہرے کی طرف جھکا تھا ---

****

ایسا ہی ہے مام ------- روبن نے نظریں جھکا کر کہا تھا ---

کرسٹن ساکن ہوئی تھی --- چہرہ زرد بے یقینی کی حالت میں تھا -- وہ لڑکھڑائی تھی روبن نے جلدی سے تھام کر صوفے پر بیٹھایا تھا ---روبن نے کرسٹن کو آج ولسم کی حقیقت کا بتا دیا تھا -- وہ ہر وقت روتی رہتی تھی ولسم کو یاد کرتی رہتی تھی --- روبن سے اب یہ سب برداشت نہیں ہوتا تھا --

روبن وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ -------- وہ بلکل ساکن گود میں ہاتھ دھرے سامنے دیوار کو تکتے ہوئے کھوئے کھوئے سے لہجے میں گویا ہوئی ---

مام کر سکتا نہیں وہ کر چکا ہے -------- روبن نے کرسٹن کے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا تھا--

جانتا تھا کرسٹن کے اندر ایک طوفان ہے جو کسی بھی لمحے باہر امڈ آئے گا یہ خاموشی یہ ساکن پن خطرے کی علامت تھا -- اسے اب کرسٹن کو سنبھالنا تھا وہ پوری طرح اپنے ذہن کو تیار کر چکا تھا ---

اس دن جیل سے تو آدھے گھنٹے کے اندر ہی داور اسے چھڑوا کر لے آیا تھا -- لیکن اس کے بعد اب ولسم کا جھوٹ کرسٹن سے نہیں چھپایا جا سکتا تھا --- آج ہمت جمع کرنے کے بعد وہ سب کرسٹن کو بتا چکا تھا ---

اور پھر ایسا ہی ہوا تھا کرسٹن پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی --- روبن نے اسے اپنی مضبوط باہوں میں بھینچا ہوا تھا -- کرسٹن کی تڑپ کے ضبط میں اس کی رگیں پھول گ ئی تھیں --

پلیز نہ اب چپ کرنے کا --ایسے شخص کے لیے رونے کی کوئی ضرورت نہیں آپکو ------ وہ مسلسل کرسٹن کو تھپک رہا تھا ---

وہ خبیث میرا سارا زیور بھی اسی کو دیا ہوئی نیگا---- کرسٹن نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا ---

وہ روبن سے الگ ہو کر اپنے گال رگڑ رہی تھی ---- اور روبن اس کی بات میں اٹک گیا تھا کہ ولسم کرسٹن کا سارا زیور بھی لے گیا تھا --اس کا سر پھٹنے پر تھا --- چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا ---

کیا مطلب -------- کرسٹن کو کندھوں سے تھام کر غصے سے پوچھا تھا ---

میرا سارا زیور لے گیا تھا وہ حرامی-------- کرسٹن چیخ اٹھی تھی ---

مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا اس نے میں کبھی معاف نہیں کرینگا اس کو---------

کرسٹن دانت پیس کر کہہ رہی تھی اور پھر سے روبن کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی ---

پر وہ تو کسی اور ہی سوچ کے زیر اثر لب بھینچے آنکھوں کو مخصوص انداز میں سکیڑے بیٹھا تھا ---

****

فضا تمھاری وجہ سے ناراض ہوا ہے وہ ------- حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہا تھا --

کینٹن کے ٹیبل پر چائے کا کپ سامنے رکھے وہ بے حال سی بیٹھی تھی-- اس کے بلکل سامنے فضا ناک پھلائے بیٹھی تھی اور غصے سے حسنیٰ کو گھور رہی تھی --- حازق اس سے بلکل بات نہیں کر رہا تھا اور اب یونیورسٹی میں بھی اس کا لاسٹ پروجیکٹ چل رہا تھا جس کے پورا ہوتے ہی اسے جانا تھا--- فضا کی بات مان کر وہ فارم ہاوئس تو نہیں گ ئی تھی لیکن اب حازق کی ایک ن ئی فرمائ ش آ چکی تھی ---

اچھا میری وجہ سے --- پاگل لڑکی وہ بس ملنا چاہتا تھا تم سے پتا نہیں وہاں کیا کیا کرتا تمہارے ساتھ ----- فضا نے ناگواری سے ناک چڑھایا تھا

مجھے لگتا مجھے مان لینی چاہیے تھی بات --- حسنیٰ نے بے چین ہو کر لب کچلے تھے ---

ہلکے نیلے رنگ کے جوڑے میں وہ سادہ چہرے کے ساتھ بے حال بیٹھی بھی کوئی خوبصورت نازک سی مورت لگ رہی تھی ---

فضا نے بے زاری سے سر جھٹکا تھا -- حازق کا نشہ ایسا چڑھا تھا اس کے سر پر کہ اتر کر ہی نہیں دے رہا تھا --- فضا جتنا اسے حازق سے بچانے کی کوشش کرتی تھی وہ اتنا ہی حازق کے قریب ہو رہی تھی ---

اچھا سنو وہ مجھ سے کہہ رہا نکاح کر لیتے ہیں پھر مل لیتے ہیں -------- حسنیٰ نے ڈرتے ڈرتے حازق کی اگلی فرمائش کا ذکر کیا تھا ---

فضا نے چونک کر دیکھا تھا اور پھر چائے کا کپ سامنے میز پر رکھ کر گہری سانس لیتے ہوئے ہاتھ سینے پر باندھ لیے --

www.classicurdumaterial.com

ارے واہ ---- وہی نکاح --- گناہ کے اوپر لبادہ اوڑھنا ارے بس کرو یار تم لوگوں نے تو مزہب کو بھی مزاق بنا ڈالا ہے ------- فضا نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور ناک پھلا کر چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ لیا ---

نکاح تو ثواب ہے نہ --- حسنیٰ نے بے چارگی سے دیکھا تھا ---

حسنیٰ تم کیوں اس کی امارات پر اتنی مر مٹی ہو کہ تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو گ ئی ہے --- یہ نکاح وہی نکاح ہے جو شازر نے فروا سے کر رکھا ہے --- فضا نے افسوس کے انداز میں کہا

اسے سامنے بیٹھی اپنی اس اکلوتی دوست سے بہت ہمدردی تھی---- لیکن وہ صرف اور صرف خوبصورت تھی عقل سے پیدل حسن کے غرور میں سر شار اور دولت کے خواب دیکھنے والی -- ناول کی دنیا میں جینے والی جس میں ایک امیر کبیر شخص اس پر مر مٹے اور پھر اس سے شادی کر لے --- یہ سب اسے حازق کی نظروں کا حوس نہیں دیکھنے دیتا تھا ---اس کو اگر نظر آتا تھا تو بس اس کی بڑی سی گاڑی اس کے قیمتی جوتے کپڑے اس کا بنک بیلنس ---

نہیں یہ ہمیشہ والا نکاح ہے ------- حسنیٰ نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے تھے ---

فضا نے بے چارگی سے اس کی طرف دیکھا ---فضا کو وہ زہر لگ رہی تھی ---

جاؤ پھر کر لو۔۔۔۔۔۔۔۔ فضا ایک جھٹکے سے کرسی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے اٹھی تھی

میں تمھارا کوئی ساتھ نہیں دوں گی بلکہ میں عامر بھائی اور سب کو بتا دوں گی ۔۔۔ فضا نے تھوڑا سا جھک کر انگلی اس کی آنکھوں کے آگے کھڑی کی تھی اور دانت پیس کر کہا

پھر وہ پلٹی نہیں تھی غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتی وہ کینٹین سے باہر جا رہی تھی

رکو ۔۔۔۔ رکو ۔۔۔۔ فضا۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اپنی چیزیں عجلت میں سمیٹتی وہ فضا کو پکار رہی تھی ۔۔۔

****

وہ لڑکی کہاں گ ئی پھر۔۔۔ ۔۔۔ شہروزی نے کرسی کو آہستہ آہستہ گھوماتے ہوئے پر سوچ انداز میں سامنے بڑی سی میز کے دوسری طرف کھڑے شخص سے پوچھا تھا۔۔۔

واصف ٹیکسٹائی ل کے اس بہت بڑے آفس میں پر سکون خاموشی تھی شہروزی میز کے سامنے لگی کرسی پر پر وقار انداز میں براجمان تھی جبکہ سامنے کھڑا شخص مہدب انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔

میم ۔۔۔۔ مجھے تب نعمان سر کی فکر لگ گ ئی تھی اور جب تک میں واپس آیا وہ لڑکی نکل چکی تھی۔۔۔۔۔۔ زبیر نے سر نیچے جھکا لیا تھا۔۔۔

وہ شہروزی کو دو دن پہلے ہوئے واقع سے آگاہ کر رہا تھا جب حسنیٰ نعمان کو ہوٹل میں چھوڑ کر بھاگ گ ئی تھی---

شہروزی نے زبیر کو صرف نعمان پر کڑی نظر رکھنے کے لیے رکھا ہوا تھا--- زبیر کے پاس اس کے اپارٹمنٹ کی اضافی چابی تک موجود تھی --- وہ اس کام میں بہت مہارت رکھتا تھا وہ آرمی سے رائٹائرڈ آفیسر تھا جو اب لوکل انویسٹی گیشن کا کام کرتا تھا---

وہ لڑکی لڑ رہی تھی اتنا جانتا ہوں میم---- --- شہروزی کو بلکل خاموش دیکھ کر وہ پھر سے گویا ہوا---

ہمممم----- چلو اس کا بھی پتہ لگ جائے گا------ شہروزی نے گہری سانس لی اور ہاتھ میز پر دھرے---

کالز ریکارڈ ہوئی ہیں ----- --- --- شہروزی نے پر سکون لہجے میں اگلا سوال دغا تھا---

جی--------- زبیر نے فوراً ڈسک کا لفافہ سامنے رکھا تھا

میم لیکن کوئی خاص تو نہیں بس ایک دو کالز ہیں ------ وہ لفافہ رکھنے کے بعد سیدھے ہوتے ہوئے بولا

اوکے جاؤ تم-------- لفافے کو اٹھا کر شہوزی نے مصروف سے انداز میں ہاتھ کو ہلکی سی جنبش دی تھی ---

زبیر ہلکا سا سر کو جھکا کر باہر نکل گیا تھا ---اور وہ سامنے رکھے لیپ ٹاپ کی سی ڈی ڈرائیو کو کھول رہی تھی ---

****

کیا حالت بنائی ہوئی تم نے ---- حازق نے حسنیٰ کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا ---

وہ بے حال تھی لٹی پٹی صورت بکھرے بال دو دون سے ایک نوالہ حلق سے نہیں اترا تھا --- روح تک چھلنی ہوئی پڑی تھی---- عفت کی روح سے شرمسار بلک بلک کر کبھی اللہ سے معافی مانگتی تو کبھی اپنی ماں کی روح سے ------- کیا کر بیٹھی تھی وہ خود کے ساتھ اور اب آگے کتنی ذلت بھری زندگی تھی اس کی یہ سوچ کر خوف آنے لگتا تھا--- اس میں اور چکلے پر بیٹھی طوائف میں کیا فرق رہ جائے گا--- کاش کاش نعمان اس دن زبردستی اسے گھر لے جاتا--- یہ خیال بار بار ستا رہا تھا ---

کاش وہ مجھے مارتا مجھے پیٹتا --- وہ اتنے دن اس کے ساتھ اس اکیلے گھر میں رہی اور اس نے پورا حق رکھتے ہوئے بھی اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا --- اور حازق نے اسے ایک

درندے کا نوالہ بنا دیا تھا۔۔۔ جس نے اس کی روح تک کو جھنجوڑ دیا تھا۔۔۔ اور اب دو دن سے حازق نے اسے قید میں رکھا ہوا تھا۔۔۔

اٹھو۔۔۔ اب۔۔۔ ۔۔۔ حازق نے ایک جھٹکے سے کھڑا کیا تھا۔۔۔

تم نے مجھے قید کر کے کیوں رکھا ہے۔۔۔ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔۔ ہزار دفعہ بتا چکی ہوں میں شادی شدہ ہوں۔۔۔ حسنیٰ کی آواز پھٹ رہی تھی۔۔۔

حازق سے محبت تو کبھی تھی ہی نہیں بس اس کی دولت سے محبت تھی۔۔۔ جو عصمت لٹتے ہی ہوا ہو گئی تھی۔۔۔ اسے ایسی زندگی تو نہیں چاہیے تھے اور نہ کبھی ایسی زندگی کی خواہش کی تھی۔۔ اور ایسی غلاضت بھری زندگی کس لڑکی کو چاہیے خوشی سے چاہے اس کے آگے دولت کے عنبار لگا دو۔۔۔ اس کا لالچ اس کا غرور پل بھر میں راکھ کی طرح زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

بکواس بند کرو کوئی شادی شدہ نہیں سمجھی۔۔۔ ہاں یہ ضرور ہے اب میرے علاوہ کسی کے قابل نہیں رہی تم۔۔۔ حازق نے اپنے مخصوص انداز میں اس کے چہرے کو دبوچ لیا تھا۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ میری شادی ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا تھا۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

جھوٹ --- یہ اب بتا رہی ہو تم ------- حازق نے ایک جھٹکے سے اس کے منہ کو چھوڑا تھا--

وہ لڑ کھڑا گ ئی تھی ----

میں اس دن لاہور اسی سے ملنے گ ئی تھی اسے یہ کہنے کہ

مجھے طلاق دے --- حسنٰ چیختی ہوئی سیدھی ہوئی تھی -

اب ایک گناہ تو ہو چکا تھا اب وہ نکاح پر نکاح نہیں کرنا چاہتی تھی -- بلکہ وہ تو مرنا چاہتی تھی --- جینا ہی نہیں چاہتی تھی --- نہ کوئی اپنا تھا اور نہ وہ اب کسی اپنے کے قابل رہی تھی --- اپنے ہی وجود کو چاہنے والی کو آج خود سے ہی گھن آ رہی تھی الجھن ہو رہی تھی --

اچھا---- اچھا-------- چلو ابھی حلیہ درست کروانا تمھارا--- وہ اس کی ہر بات کو ان سنی کرتا اسے گھسیٹتا ہوا لے کر جا رہا تھا ---

گاڑی میں میں بھی وہ دہائی دیتی رہ گ ئی تھی پر کسی نے نہیں سنی تھی --- گاڑی ایک پارلر کے آگے رکی تھی -- حازق اسے کھینچتا ہوا اندر لایا تھا ---

ارم حلیہ درست کرو اس کا باہر انتظار کر رہا ہوں --- حازق نے ایک جھٹکے سے اسے ارم کے حوالے کیا تھا --

اچھا تو یہ ہے ان شریف زادوں کا بازار --- نکاح میں اپنے رکھتے ہیں اور پیش طوائف کی طرح سب کو ہوتی ہے --- افف میرے خدا مجھے ہمت دے مجھے نکال دے --- مجھے معاف کر دے مجھے یہ زندگی نہیں جینی ہے --- میں نے یہ خواب نہیں دیکھا تھا میں نے حازق کا ساتھ ایسا تو نہ چاہا تھا ---- خوشبوؤں میں بسا چمکتا پارلر تھا --- ارم نے لا کر اسے ایک سیٹ پر بیٹھا دیا تھا --پھر پاس کھڑی لڑکی کو کچھ سمجھا کر وہ خود وہاں سے چلی گئی تھی ---

وہ لڑکی اب آ کر اس کے بکھرے بالوں کو کیچ کر رہی تھی ---

سنیں ------- حسنٰی نے خود کو نارمل رکھتے ہوئے کہا تھا --

اس لڑکی نے اس کی طرف پارلر گاؤن بڑھایا تھا --- کام آسان ہو گیا تھا وہ اس سے ابھی واش روم کا ہی کہنے والی تھی --- لیکن اس نے گاؤن پکڑا کر کام آسان کر دیا تھا ---

وہ لفٹ ہینڈ پر چینجنگ رومز ہیں میم گاؤن پہن آئیں پلیز --- لڑکی بڑی نرماہٹ سے کہتی ہوئی ایک طرف ہو کر دوسری عورت کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی --- اور عورت

کے چہرے پر مساج کرنے لگی تھی ۔۔ اس عورت نے بھی بلکل اسی طرح کا بڑے گلے اور بازو کے بنا پارلر گاؤن زیب تن کیا ہوا تھا ۔۔۔

بلکہ وہاں موجود ہر کسمٹر نے وہی پہنا ہوا تھا ۔۔۔

وہ چور سی نظر سب پر ڈالتی کانپتے ہاتھوں کے ساتھ بائیں طرف موجود چینجنگ رومز کی طرف بڑھ گ ئی تھی ۔۔۔ بہت بڑا پارلر تھا اس میں ایک پوری قطار میں کو دس چینجنگ رومز تھے ۔۔۔۔۔ چینجنگ رومز میں بہت سی عورتوں کے لباس لٹک رہے تھے ۔۔۔ اچانک ذہن میں جیسے ایک خیال کا جھماکہ ہوا تھا ۔۔۔ وہ جلدی جلدی سب کپڑوں پر نظر دوڑا رہی تھی جب اچانک نظر سیاہ آبایا پر تھم گ ئی تھی ۔۔۔

پارلر گاؤن ہاتھ سے پھسل کر زمین بوس ہوا تھا ۔۔۔ کانپتے ہاتھوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے آبایا پہنا تھا اور چہرے کا نقاب کرنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتی پارلر سے نکل آئی تھی ۔۔۔ وہاں کسٹمرز کا اور کام کرنے والی لڑکیوں اور لڑکوں کا اتنا ہجوم تھا کسی نے توجہ نہیں دی تھی ۔۔۔ پر اس کا دل اتنی تیزی سے کانپ رہا تھا ۔۔۔ پارلر سے باہر نکلتے ہی سامنے کار میں حازق بیٹھا تھا وہ کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا حسنیٰ نے خود کو نارمل رکھا اور درمیانی رفتار کے قدم اٹھاتی وہ آگے کھڑی ہوئی ٹیکسی تک آن پہنچی تھی ۔۔۔

چلیں گے --- گھبرائی سی آواز میں کہہ کر وہ تیزی سے ٹیکسی میں بیٹھی تھی---

میم کہاں جانا آپکو--- آدمی نے مڑ سے اس کی طرف دیکھا تھا---

مونال-- کسی کھائی میں سے آتی ہوئی آواز تھی --

****

جی----------- حازق نے کن اکھیوں سے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا---

میں نعمان ہوں ------- مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا کر نعمان نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا---

وہ اے ون پیسیٹی سائیڈ کے بہت بڑے آفس میں موجود تھا--- آفس کے میز کے پیچھے لگی کرسی پر حازق وہاب براجمان تھا-- حسنیٰ نے اس سے دوبارہ کوئی رابطہ ہی نہیں کیا تھا-- تین ہفتے گزر چکے تھے وہ آج پریشان ہو کر اسلام آباد پہنچا تھا-- حازق وہاب کوئی

www.classicurdumaterial.com

عام شخص تو تھا نہیں کہ اسے تلاش کرنا نعمان کے لیے فضا کو تلاش کرنے جیسا مشکل ہوتا ---

جی--- کہیں ------- حازق کی آنکھوں میں اب بھی حیرت تھی ---

حسنیٰ سے ملنا مجھے --- میں اسے ڈایورس دینے کے لیے تیار ہوں --- --- نعمان نے بہت مشکل سے لفظ ادا کیے تھے ---

حازق کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گ ئی تھیں --- وہ ایک لمحے کے لیے ساکن ہوا تھا---

تو اس دن حسنیٰ ٹھیک کہہ رہی تھی --- اس نے بہت جلدی خود کو نارمل کیا تھا--

حسنیٰ کو تو وہ خود ڈھائی ہفتے سے تلاش کر رہا تھا اس دن وہ پارلر سے ایسے غائ ب ہوئی کہ پھر اسے کہیں نہیں ملی تھی ---

کون حسنیٰ-------- حازق نے مصنوعی حیرت چہرے پر سجائی تھی ---

سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا--- انتہائی خوبصورت شخص --- بہت دلکش ڈریسنگ --چہرے پر عجیب سا وقار --- چمکتی مگر اداسی سے بھری گرے آنکھیں --- مضبوط کسرتی کندھے --- لمبا قد --- حسنیٰ اگر اس سے شادی کی بات کر رہی تھی تو کیا حسنیٰ سچ میں صرف مجھ سے محبت کرتی تھی میری دولت سے نہیں کرتی

تھی ---- وہ عجیب کشمش کا شکار تھا کیونکہ سامنے بیٹھا مغربی حسن رکھنے والا وہ شخص اتنا خوبرو تھا کہ وہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں تھا ---

آپ---- آپ--- حازق وہاب ہیں -------- نعمان نے تھوڑی حیرت میں آگے جھکتے ہوئے کہا تھا ---

جی------- حازق نے تھوک نگلا تھا ---

وہ تو یہی سمجھ کر حسنیٰ پر ظلم کے پہاڑ توڑتا رہا تھا کہ اس کا اب کوئی نہیں ہے --- پر یہ کیا اپنے سامنے بیٹھے مضبوط شخص کی آنکھوں میں حسنیٰ کے لیے محبت دیکھ کر وہ کانپ ہی تو گیا تھا ---

تو حسنیٰ آپکے پاس ہے -------- بارعب آواز ----

نہیں میرے پاس نہیں ہے وہ ------- ماتھے پر ہلکے سے پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں ---

مطلب وہ شادی --- مطلب وہ کہہ رہی تھی کہ آپ شادی کرنے والے اس سے ------ نعمان نے آنکھیں سکیڑ کر پریشان اور حیران سے لہجے میں پوچھا

جی نہیں --- میں اس سے کوئی شادی نہیں کرنے والا اور میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے --- حازق نے تھوک نگلا اور نارمل لہجے میں کہا---

یہ کیسے ممکن ہے -------- نعمان نے حیران ہو کر کہا تھا --

بہت گہری نظر سے حازق کی طرف دیکھا --- حازق نے لبوں پر زبان پھیری تھی ---

آپ جا سکتے ہیں -------- حازق نے خود کو مصروف ظاہر کرتے ہوئے فون کو اٹھایا تھا---

ہمممم-------- پر سوچ انداز میں نعمان اپنی جگہ سے اٹھا تھا---

حازق نے نظریں چرائی تھیں کیونکہ سامنے والا شخص اتنا بارعب تھا کہ اس کی شخصیت ہی سامنے کھڑے انسان کو دبا دے --- شیو ہلکی سی بڑھنے کی وجہ سے وہ اور بارعب دکھنے لگا تھا--- پھر تھوڑے سے بڑے ہوئے بالوں کی پونی اور کسرتی کندھے چوڑا سینا مضبوط ہاتھ --- حازق تو اس کے سامنے چھوئی موئی سا دکھتا تھا---

اس کی ایک دوست ہے یہاں فضا اس کا نمبر مل سکتا ہے کیا---

کچھ سوچتے ہوئے نعمان پھر سے مڑا تھا---

حازق جو اس کے چلے جانے پر شکر ادا کر رہا تھا ایک دم گڑ بڑا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ فضا کے پاس تو وہ نہیں تھی وہ یہ سب پتا کروا چکا تھا اور فضا کو تو اس نے یہ تک نہیں بتایا تھا کہ وہ حازق کے پاس ہے ۔۔۔ لیکن یہ نعمان کو جو وہ سب بتاآئی تھی یہ اب بہت بڑا مس ئی لہ بن سکتا تھا۔۔۔ حازق کا سانس خشک ہو رہا تھا۔۔۔ اگر اس نے خود کو کوئی نقصان ۔۔۔ افففف

جی۔۔۔ ہے ۔۔۔۔ نوٹ کریں ۔۔۔۔ حازق کو فوراً فیصلہ کرنے میں مس ئی لہ ہوا کیونکہ وہ ایسے کھڑا تھا جیسے اپنی نظروں سے اس کا دماغ ہی پڑھ لے گا۔۔۔

حازق نمبر لکھوا رہا تھا اور وہ بار بار اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

گہری سی پر سوچ آنکھیں ۔۔۔ ماتھے پر سوچ کے شکن ۔۔۔

****

کیا کر رہی ہو یہ۔۔۔۔روبن نے ایک جھٹکے سے ہیر کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔

وہ مصروف سے انداز میں کاپی پر جھک کر ہیر کو حساب کا سوال سمجھا رہا تھا جب اچانک اسے احساس ہوا ہیر نے اسے کے بالوں کی لمبی لٹ کو دھیرے سے چھوا ہے --- جیسے ہی اس نے نظر اٹھائی تھی ماتھے پر بل پڑ گئے تھے ہیر اتنی محبت سے اسے دیکھ رہی تھی -------

سر مجھے آپ اچھے لگتے ہیں --------- وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کھوئی ہوئی ہو--

روبن نے حیرت سے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا --- اسے شک تو بہت دن سے اس کی حالت پر ہوتا تھا لیکن اس سے اتنی زیادہ بے باکی کی امید اسے نہیں تھی---

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر روبن کے قریب آ گ ئی تھی ------ روبن نے ارد گرد دیکھا تھا -- آج فواد نہیں آیا تھا--اس کا سکول ٹرپ گیا تھا اور آج --- ہیر بلکل پاس آ گ ئی تھی --- اس کی صورت رونے والی تھی لب کانپ رہے تھے اس کی حالت غیر تھی ایسے جیسے اس کو خود پر کوئی قابو نہ ہو ---

کیا مطلب پیچھے ہو جاؤ ---------- روبن نے بھونیں اچکائی تھیں او کھردرے لہجے میں کہا

میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سے -------- ہیر بری طرح گلابی لب کچلتی بے تاب سے ہو کر پھر سے قریب آئی تھی ---

یہ کیا بیہودگی ہے -------- روبن نے ایک جھٹکے سے اسے دور کیا تھا اور خود فورا صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا---

سفید رنگت سرخ ہو گ ئی تھی --- رگیں تن گ ئی تھیں اور جبڑے باہر کو واضح ہو رہے تھے آنکھیں اپنے مخصوص سے انداز میں سکڑ سی گ ئی تھیں --

نہیں یہ پیار ہے -------- مدھر سی بچگانہ آواز میں ہیر کہتی ہوئی آگے بڑھی تھی ---

ڈھیلی سی سفید رنگ کی پتلی ٹی شرٹ کے نیچے چست جینز پہنے وہ آگے آ رہی تھی ---

گھنگرالے بال کندھوں پر بکھرائے بنا کسی دوپٹے کے وہ بے باکی کی تمام حدیں عبور کر رہی تھی روبن کی جگہ کوئی بھی اور ہوتا تو بہک جاتا --- وہ بے صبری سے آگے بڑھ کر روبن کی کمر میں بازو حائل کرتی اس کے ساتھ لگنے کو تھی---

چھوڑو ----مجھے اور بات سنو میری --- روبن نے اسے پھر سے بے دردی سے خود سے دور کیا تھا اور پھر انگلی سختی سے اس کی آنکھوں کے سامنے کھڑی کرتے ہوئے کہا

چاہوں تو ابھی اسی وقت جا کر سب تمہارے باپ کو بتا دوں --- لیکن نہیں تمہاری عزت کا خیال ہے مجھے --- اس لیے نہیں بتاؤں گا------ روبن دانت پیستے ہوئے آواز کو بمشکل مدھم رکھے ہوئے تھا--

اور رہی تمھاری محبت کی بات --- میں آج کے بعد تمہیں پڑھانے نہیں آؤں گا

------- روبن نے عجلت میں میز پر پڑا اپنا موبائل اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا تھا ---

ہیر پاگل سی ہو گئی تھی --- اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے وہ کیسے روکے روبن کو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ آج محبت کا اظہار کر چکی تھی--- جس طرح کے ماحول میں وہ پلی بڑھی تھی وہاں لڑکیاں بہت جلد ذہنی طور پر بالغ ہو جایا کرتی ہیں --- بچپن سے ہی بہت ایڈوانس گھرانے میں پلی بھڑی باہر کے ممالک میں آنا جانا ایسے تھا جیسے ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانا ہو --- ماں باپ کا سیاست سے تعلق تھا آئے دن پارٹیز گھر کے ملازموں کے رحم و کرم پر بچوں کو چھوڑنا--- فلموں ڈراموں میں محبت کے قصوں کو دیکھنا --- اس سب نے یہ تو سیکھا دیا تھا کہ کسی لڑکے کے لیے دل میں تھرتھراہٹ محسوس کرنا محبت کہلاتا ہے اسکا ہر وقت یاد آنا چاہت کہلاتا ہے --- پر یہ کچھ نہیں پتا تھا کہ ہمارے مزہب نے تو کسی مسلم سے بھی اس طرح کی بے باک محبت سے منع فرمایا ہے تو روبن تو مسیح تھا--- وہ بے حال سی کھڑی روبن کو اپنی تڑپ بتا رہی تھی

کل تک تو میں اس لیے آتا رہا کہ مجھے لگتا تھا تمہیں واقعی پڑھائی کی فکر تھی اس لیے تم نے اپنے باپ سے میری ضد کی لیکن اب مجھے سب سمجھ آ رہا ہے --- روبن نے دانت پیس کر کہا اور مڑا ---

سر پلیز --- میں پاگل ہو جاؤں گی ----- ہیر تڑپ کر روبن کے آگے آئی تھی اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے ---

ہو جاؤ--------- روبن نے لاپرواہی سے اسے ایک طرف دھکیلا تھا---

ہیر کا دھان پان سا وجود اس کے ہلکے سے جھٹکے سے ہی لڑ کھڑا گیا تھا اور وہ پاس پڑے میز پر بری طرح ٹکرائی تھی --

روبن نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا--- ہیر کا سر بری طرح میز سے ٹکرا گیا تھا---

****

نعمان بھائی میرے گھر سے وہ ایک ماہ پہلے جا چکی تھی میں تو خود پریشان ہو گ ئی ہوں --- فضا نے ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مسلتے ہوئے کہا تھا---

www.classicurdumaterial.com

نعمان فضا کے گھر کے مہمان خانے میں موجود تھا--- بڑی امید سے وہ فضا کے پاس آیا تھا کہ حسنیٰ اس کے علاوہ اور کہاں جا سکتی ہے لیکن حسنیٰ یہاں نہیں تھی--- دل کو عجیب سی کشمکش نے گھیر لیا تھا--- گھٹن بڑھتی جا رہی تھی--- بے چین سا ہو کر وہ صوفے پر سے اٹھا تھا---

حسنیٰ جا کہاں سکتی ہے --- پھر اب --- اپنے ہاتھوں کی تین انگلیوں کو جوڑ کر وہ ماتھے پر پھیر رہا تھا--- چہرے پر بلا کی پریشانی امڈ آئی تھی ---

وہ حازق کے پاس ہی تھی اگر اس نے آپ سے یہ سب کہا تھا آ کر تو وہ حازق کے پاس ہی تھی ------- فضا نے پر سوچ انداز میں کہا تھا---

لیکن حازق کا یہ کہنا ہے وہ اس سے شادی نہیں کرنے والا تھا-- پر وہ کہہ رہی تھی وہ کرنے والا ہے --- ---- نعمان کسی ٹرانس میں بول رہا تھا---

عجیب بات تھی --- حسنیٰ کیا پھر جھوٹ بول کر اس سے طلاق لینے آئی تھی -- اسے مجھ سے اتنی نفرت ہے کہ وہ مجھ سے چھٹکارے کے لیے اتنا بڑا جھوٹ بول گ ئی تھی --- آنسو کا گولہ سا تھا جو گلے میں اٹکنے لگا تھا---

اوہ میرے خدا کہاں ہے وہ پاگل لڑکی --- فضا نے سر پر ہاتھ مارا تھا---

وہ پریشان حال سی ٹہل رہی تھی--- اور نعمان بھی پریشان حال ہی کھڑا تھا---

میرا تو وہ فون تک نہیں اٹھاتی تھی --- مجھے تو اس نے یہ کہا تھا میں نعمان کے پاس واپس چلی گ ئی ہوں مجھے تسلی ہو گ ئی تھی --- --فضا بڑبڑانے کے انداز میں بول رہی تھی ---

اور کوئی دوست آپ دونوں کی --- نعمان نے گہری سانس لی تھی پینٹ کی جیبوں میں دنوں ہاتھوں کی انگلیاں آڑئی تھیں ---

نہیں میں صرف اس کی دوست ہوں شروع سے وہ اتنا قریب کسی سے بھی نہیں تھی کہ اس کے پاس چلی جائے اور اسکے بعد یہ حازق منحوس اس کی زنگی میں آیا تھا--- فضا نے چبا چبا کر آخری الفاظ ادا کیے تھے ---

آپ کے پاس ہے یہ جان کر میں خوش ہو گ ئی تھی فضا نے نعمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ---

نہیں وہ میرے پاس صرف ڈائیورس کا کہنے آئی تھی--- نعمان نے دھیمے سے انداز میں کہا تھا ---

اب کیا کریں گے آپ ------- فضا اتنی ہی پریشان تھی جتنا کہ نعمان وہ حسنٰی سے بہت محبت کرتی تھی ---

کچھ دن اور انتظار وہ رابطہ کرے گی مجھ سے ------ نعمان کے لہجے میں درد تھا

ہاں وہ رابطہ کرے گی اور اب کی بار وہ جب آئے گی میں اس کو چھوڑ دوں گا--- نعمان نے گھٹی سی آواز میں کہا اور پھر وہ وہاں رکا نہیں تھا

تیز تیز قدم اٹھاتا وہ باہر نکل گیا تھا ---

فضا نے روکا بھی نہیں تھا -----

****

زیور نکال---- روبن نے سر کے درمیان میں پسٹل تانی تھی ---

روزی کانپ گ ئی تھی ----- سیاہ رنگ کے کپڑے سے چہرے پر نقاب کیے وہ --- علی اور وقار روزی کے گھر میں موجود تھے ---اور اب روبن اس سے کرسٹن کا زیور مانگ رہا تھا---

مہ---مہ---میرے پاس کچھ نہیں ہے --- روزی نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا---

بچہ پاس بیٹھا رو رہا تھا شام کے چار بجے تھے ولسم ابھی بنک میں تھا--- وہ گھر کی پچھلی گلیری کود کر گھر کے اندر آئے تھے---

زیور نکال سمجھی ---- تمھارے پاس ہے زیور --- روبن نے دانت پیس کر کہا تھا---

کرسٹن کا گھر تو بچ گیا تھا ولسم کی حقیقت کھل جانے پر لیکن روبن اپنی ماں کا زیور کیسے چھوڑ سکتا تھا--- جب کرسٹن نے اسے زیور کا بتایا تھااس کے اسی دن تن بدن میں آگ لگ گ ئی تھی اور وہ ہر حالت میں زیور کرسٹن کو واپس لا کر دینا چاہتا تھا---

نہیں ہے بولا نہ---- روزی زور سے چیخی تھی ----

وہ شکل سے ہی انتہائی مکار اور لالچی عورت دکھائی دے رہی تھی ---

روبن اسے چھوڑ کر اب گھر کی تلاشی لینے لگا تھا--- مختلف الماری اور کیبن اور بیڈ کے اطراف کے میز سب چھان مارے تھے علی روزی پر گن تان کر کھڑا تھا جبکہ روبن اور وقار نے چند منٹ میں ہی گھر کا حشر نشر کر ڈالا تھا--- لکڑی کی الماری کے اندر کے خفیہ لاکر کو دیکھتے ہی روبن تیزی سے روزی کی طرف پلٹا تھا--

لاکر کی چابی --- روبن نے روزی کی سر پر جا کر دھاڑنے کے انداز میں کہا تھا--- اور ہاتھ اس کے سامنے کیا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں پسٹل تھا---

روزی نے تھوک نگلا پر ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی---نظریں پسٹل پر جمی تھیں ---

لاکر کی چابی---- روبن نے گن بچے کے سر پر تانی تھی--- اور غرانے کے انداز میں کہا

روزی گھبرا کر کچن کی طرف بھاگی تھی اور پھر چائے دان میں ہاتھ ڈال کر ایک چابی نکالی تھی ---

یہ لو ---------- روزی نے جلدی سے چابی روبن کی طرف بڑھائی تھی ---

لاکر میں جتنا زیور تھا وہ سب روبن نے نکال لیا تھا--- روزی کی جان پر بن آئی تھی کیونکہ اس میں نہ صرف کرسٹن کا زیور تھا بلکہ اس کا اپنا بھی بہت تھا-- ولسم نے اسے کتنی دفعہ کہا تھا اتنا زیور گھر پر نہیں رکھتے ہیں میں بنک کے لاکر میں رکھوا دیتا ہوں لیکن اسے ولسم پر ذرا برابر اعتبار نہیں تھا--- اور اب اس کی جان پر بن آئی تھی ---

پلیز مت لے کر جاؤ---- وہ روبن کے ہاتھ پر جھپٹ پڑی تھی ---

پاگل ہو گیا ہٹو پیچھے ---

www.classicurdumaterial.com

روبن نے اس سے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تھی -- اسی ہاتھ میں پسٹل تھا ---

روزی کی نظر اچانک روبن کی گردن پر بنے ٹیٹو پر پڑی تھی--- اور پھر تو جیسے اس میں اور طاقت آ گ ئی تھی اسے اس دن والا روبن یاد آ گیا تھا --- اور پھر تو جیسے اس میں ہمت آ گ ئی تھی ---

روزی کو تو جیسے لالچ نے اندھا کیا ہوا تھا وہ جھپٹ کر زیور پر پڑی تھی اور مسلسل منت سماجت کر رہی تھی-- وقار آگے بڑھ کر روزی کو پیچھے کر رہا تھا ---اسی چھینا جھپٹی میں روبن سے پسٹل کا فائی ر ہوا تھا اور گولی روزی کی کمر میں لگی تھی --- وہ ساکن سی ہو کر ایک طرف کو لڑھک گ ئی تھی--- روبن کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا --- بچہ اونچی آواز سے رونے لگا تھا --- ایک لمحے کے لیے تو تینوں کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا --- اور پھر جیسے علی کو ہوش آیا تھا --

ابے اوئے ---- روبن چل یار--- علی نے ساکت کھڑے روبن کو جھنجوڑ ڈالا تھا---

اور پھر تینوں برق رفتاری سے بے سدھ پڑی روزی کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ---

****

اچھا نا بابا --- تھوڑا سا تو وقت دیں نہ مجھے --- .---- حسنیٰ نے بے چارگی سے کہا تھا ---

فون کان کو لگائے لب کچلتی وہ چھت پر پڑی کرسی پر بیٹھی تھی ---حازق کی اگلی فرمائش پر پریشان حال تھی

جان --- تم بہت تنگ کرتی ہو --- پہلے شازر کی طرف آنے سے منع کیا پھر نکاح سے اور اب اس بات سے --- حازق نے مصنوعی خفگی دکھائی تھی---

حازق -------- وہ روہانسی ہو گ ئی تھی

حازق نے پہلے کبھی ایسے ملنے پر زور نہیں دیا تھا باہر لے کر جاتا تھا شاپنگ کرواتا تھا فضا ساتھ ہوتی تھی -- لیکن اس دفعہ وہ فلیٹ پر ملنے پر بضد تھا---

کیا حازق ----------پتہ ہے نہ بس چند ہفتے پڑے ہیں مجھے جانے میں --- بس ایک دفعہ ملنا ہے مجھے تم سے ------ حازق کی خفگی میں اب غصہ بھی شامل ہو گیا تھا--

حازق پر ایسے کیسے --- --- حسنٰ پریشان سی ہوئی تھی ---

کرسی سے اٹھ کر ٹہلنے لگی تھی ---

ارے کیا پتہ چلے گا کسی کو تم بس میرے فلیٹ پر آنا اور --- حازق نے چڑ کر وہی بات دھرائی تھی جو وہ بار بار اس سے کر رہا تھا--

وہ حسنیٰ کو فلیٹ پر ملنے کے لیے بلا رہا تھا -- لیکن حسنیٰ فضا سے ذکر کر بیٹھی تھی پہلے اس نے فضا کے کہنے پر شازر کی طرف جانے سے انکار کیا پھر نکاح سے اور اب حازق فلیٹ پر ملنا چاہتا تھا ---

لیکن فضا میرا کوئی ساتھ نہیں دے رہی اس معاملے میں حازق گھر والوں کو پتہ ہے میں اس کے علاوہ کسی کے ساتھ کہیں نہیں جاتی گھر میں کیا بتاؤں گی ----- حسنیٰ بھی بار بار وہی دلیل دے رہی تھی ---

کچھ بھی میں کچھ نہیں جانتا --- حازق کو اب غصہ آگیا تھا ---

وہ جو بے حال سی ہو کر پلٹی تھی سامنے شنزا کھڑی تھی ---

تم کس سے بات کر رہی ہو ----- شنزا نے آنکھیں سکیڑی تھیں ---

کیا مطلب --- آپ اپنے کام سے کام رکھیں --- فضا کے علاوہ کون ہو سکتا ہے --- حسنی نے تھوک نگل کر خود کو نارمل ظاہر کیا --

شنزا کی آنکھیں سکڑ گ ئی تھیں --- اور ناک کے نتھنے پھول گئے ۔

فضا نیچے آئی ہے تمہیں بلا رہی ہے یہی بتانے آئی تھی تمہیں میں --- شنزا نے الفاظ چبا چبا کر ادا کیے ---

حسنیٰ کا چہرہ فق ہوا -- جلدی سے خود کو نارمل کیا--- کرسی پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر کندھوں پر ڈالا --- چور نظروں سے شنزا کی طرف دیکھا --- جو ہنوز گھور رہی تھی ---

اوہ--- اچھا پہنچ گ ئی ------- خود سے بڑ بڑاتی وہ تیزی سے زینے کی طرف بڑھی تھی---

اپنی پشت پر بھی شنزا کی گھورتی آنکھوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی ---

مروا دیا تم نے آج --- بتا نہیں سکتی تھی تم آ رہی ہو--- زور سے فضا کے کندھے پر چپت لگا کر وہ آگے آئی تھی ---

فضا حسنیٰ اور عفت کے مشترکہ کمرے میں پڑی اکلوتی کرسی پر بیٹھی تھی نظریں سامنے ناول اور رسالوں کے عنبار پر جمی تھی--- حسنیٰ کی بات پر خفگی سے ماتھے پر شکن ڈالے ---

بتا--- فون دو گھنٹے سے مصروف جا رہا ہے تمھارا --- فضا نے خفگی سے دیکھا---

اھاں ---- وہ حازق بات کر رہا تھا ------ سرگوشی کی فضا کے قریب ہو کر ---

سنو--- میں تیار ہوں تمھارے ساتھ جانے کے لیے --- لیکن حازق سے کہو باہر ملے میرے سامنے فلیٹ میں نہیں ------ فضا نے منہ پھلا کر کہا---

ہائے----- فضا---- لو یو------- چہک کر وہ فضا کے گلے لگی---

میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں------ وہ تیزی سے مڑی

فضا نے بے چارگی سے اس کی طرف دیکھا---

کیا کروں اس لڑکی کا حازق شروع سے ہی فضا کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا--- پر کیا کروں حسنیٰ سے اتنی ہی محبت بھی تو ہے--- اور اس کی محبت پر ہی اس کی حازق سے محبت وہ قبول کر رہی تھی دل ابھی بھی حازق کو پسند نہیں کرتا تھا اور یہ بھی پتا تھا اس بیوقوف کو بھی حازق سے محبت تھوڑی ہے--- یہ تو میڈل کلاس زندگی گزار گزار کر تنگ آئی ہوئی خواب سجانے والی ایک لڑکی جسے صرف حازق کی امارات نظر آتی ہے--- اور کچھ نہیں دولت اس کے سارے عیب پر پردے ڈال رہی ہے لیکن فضا شروع سے ہی اس سے سمجھدار اور حقیقی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی--

اب پتا نہیں کتنی دیر لگائے گی محترمہ--- فضا نے خفگی سے دوڑتی بھاگتی حسنیٰ کی طرف دیکھا---

****

میم--- کرسٹن نامی خاتون ہیں میر پور خاص کے متوسط طبقے کی رہائی شی ہے ---- زبیر نے مدھم سے لہجے میں کہا اور کچھ تصاویر شہوزی کے سامنے میز پر رکھی --

شہزوی نے ہاتھ بڑھا کر تصاویر کو اٹھایا --- اور آنکھوں کے سامنے کیا -- اب اس کے ہاتھ ایک ایک تصویر کو بغور دیکھتے ہوئے ان کو پلٹ رہے تھے ---

ہمم --- نعمان سے کیا رشتہ ہے ------- نظریں تصویروں پر ہی جمائے سوال کیا ---

میم--- ماں ہے اس کی ------- زبیر نے گلا صاف کرنے کے بعد جواب دیا --

شہوزی نے چونک کر نظر اٹھائی --ایک لمحے پر سوچ انداز میں زبیر کی طرف دیکھا پھر تصویر کو دیکھا ---

نعمان نے تو کہا تھا وہ چھوڑ چکا ہے اپنے پیرنٹس کو --- شہوزی نے سوچتے ہوئے گہری سانس لی اور آہستہ سے تصاویر کو میز پر دھرا ---

اچھا ---------- دنوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پسٹل کی صورت لبوں پر مارتے ہوئے کہا

سنو زبیر مجھے ملنا ہے اس عورت سے ------- انداز پر سوچ تھا

جی میم --- زبیر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو نیچے کی طرف خم دیا --

www.classicurdumaterial.com

کل صبح--- اوکے -------- شہروزی نے کرسی کو دھیرے سے گھومایا---

زبیر نے پلٹنے کے لیے رخ موڑا تھا جب ایکدم سے شہروزی نے گھومتی کرسی کو میز پر ہاتھ رکھ کر روکا---

اور ہاں --- نعمان کو کار دیں آج ہی -- ----- شہروزی کی آواز پر زبیر پلٹا---

جی--- میم کہنا کیا ہے---- زبیر نے معدب لہجے میں سوال کیا---

کیونکہ بلاجواز نعمان کار کیسے قبول کر سکتا تھا--- اور ویسے بھی زبیر کو یہ محسوس ہو چلا تھا کہ نعمان کو اب یقین ہے کہ کوئی مسلسل اس کی جاسوسی کر رہا ہے ---وہ اب کہیں بھی ہو کھوجتی نظروں سے ارد گرد کا جائی زہ لیتا رہتا تھا--- اور گھر میں بھی چھپے کیمروں کو بھی کبھی کبھی وہ ایسے گھورتا ہوا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے پتہ چل چکا ہے کہ اپارٹمنٹ کے لاونج میں لگا کلاک کیمرہ ہے --- کچن میں پڑے واز کے پھولوں کے اندر کیمرہ چھپا ہے --- اور اس طرح مختلف جگھوں پر خفیہ کیمرے نصب تھے---

اس سے کہیں ---- کمپنی کی ہے --- آپ کی نہیں صرف یوز کے لیے دے رہے ہیں --شہروزی نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر کہا

اوکے میم---- زبیر نے مخصوص انداز میں جھک کر کہا---

****

یہ کیس ہی بے بنیاد ہے جھوٹی ہے وہ لڑکی --- روبن نے سرخ چہرے کے اوپر آئے بھورے سنہری بالوں کو جکڑا تھا---

حالت ایسی تھی جیسے ابھی آنکھوں سے خون نکل آئے گا--

داور کے فارم ہاوس کے لاونج میں وہ پریشان حال کھڑا تھا--- علی --- منب اور داور بھی ارد گرد کھڑے تھے

-ملک اطہر نے روبن پر ہیر کے ریپ اٹیمپٹ کا کیس کر دیا تھا---- پولیس پہلے یونیورسٹی میں روبن کو پکڑنے آئی تھی جس کی وجہ سے منب کو پتہ چل گیا تھا اس نے روبن کو بھی داور کے پاس رکنے کا کہا اور کرسٹن کو بھی اپنے گھر لا کر چھپا دیا تھا---- معاملا صرف ملک اطہر کا ہی نہیں تھا روزی بھی زندگی موت کی کشمکش میں ہاسپٹل میں موجود تھی--- اور ولسم کو وہ تھوڑا سا ہوش میں آ کر روبن کا نام بتا چکی تھی ---

ابے یار ہمیں پتا ہے وہ جھوٹی ہے تمہیں پتا ہے --- پر دنیا والوں کو تو نہیں پتا نہ بس تو غائب ہو جا کچھ عرصے کے لیے --- داور نے روبن کے کندھے پر ہاتھ رکھا---

اس کی تو ---- میرے کردار کی دھجیاں اڑا دیں --- روبن نے پاس پڑے گلاس پر زور سے ہاتھ مارا ---

دل کر رہا تھا ہیر کا منہ ہی نوچ ڈالے --- ضبط سے ہاتھوں کی مٹھیاں بند تھیں تو جبڑے ایک دوسرے میں پیوست تھے --- رگیں پھولی ہوئی تھیں---- ماتھے پر شکن تھے ---

یہ ہیچ وجہ--- مسلمان لوگ سے نفرت مجھے --- ضمیر ہی نہیں ان کا------- دانت پیستے ہوئے وہ خود کلامی کر رہا تھا---

وقار دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا --- علی داور اور منب نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا -- وقار کو انھوں نے ہیر کی خبر کے لیے بھیجا تھا--- وہ ہاسپٹل میں تھی ---

اس کے سر پر کافی گہرا زخم ہے بیرو------- وقار نے کمر پر ہاتھ دھر کر سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---

ہاں اسی کو تو وہ جواز بنا رہی -------- داور نے لبوں پر انگلی پھیر کر کہا---

وقار تو آنٹی کو لے کر نکل --- ادھر سے ولسم نے بھی کیس کر دیا ہے -- منب تو روبن کے ساتھ ------ داور نے منب کے پیچھے تھپکی دی ---

ایک نظر روبن کی طرف دیکھا--- جو اب بھی اسی حالت میں کھڑا تھا---

جانا کہاں داور --------- منب نے لب بھینچ کر پوچھا

ابے پنجاب چلا جا نہ --- ---- دوار نے پر سوچ لہجے میں کہا--- لیکن پھر رک کر کچھ سوچتے ہوئے پلٹا

سن --- لاہور --- ہاں لاہور جا گھر کا انتظام ہو جائے گا------- داور نے پھر سے منب کے کندھے کو تھپکا تھا

میرا پروجیکٹ -------- روبن نے سپاٹ لہجے میں کہا

سب نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا--- کچھ لمحے کے لیے خاموشی چھا گ ئی تھی --کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ وہ پڑھائی کو لے کر کوئی کمپرومائی ز نہیں کرتا تھا--- اب صرف پروجیکٹ رہتا تھا ----

میں ہوں نہ---- تو نکل یہاں سے بس --- داور نے مسکرا کر کہا اور پھر زور سے روبن کو گلے لگایا تھا

روبن نے بابر بخت کے اور داور کے اتنے بڑے بڑے کام سدھارے تھے کہ داور اب اسے کسی قیمت کھونا نہیں چاہتا تھا۔-- اور اس طرح کی حالت میں جب ایک وقت میں روبن پر دو دو کیس چل رہے ہوں ---

روبن نے زور سے میز پر پڑے شیشے کے جگ کو ٹانگ ماری تھی جگ گھومتا ہوا جا کر سامنے دیوار سے ٹکرا کر کرچی کرچی ہو گیا تھا ---

****

کیسے یاد کیا میرے جگر--- داور کی چہکتی ہوئی آواز نعمان کے کان سے لگے فون سے ابھری تھی......

داور ایک کام ہے -------- نعمان نے پونی نما ہیر بینڈ اتارا تو بال گردن پر بکھر گئے تھے ---

چہرا اداس تھا -- آنکھیں بوجھل اور لب خشک تھے --- بڑھی ہوئی شیو اُوپر والے ہونٹ کو تھوڑا سا ڈھکتی ہوئی مونچھیں ---اس کا چہرہ پر وقار تھا -- مضبوط ہاتھوں کی انگلی میں ہیر بینڈ گھوم رہا تھا اور آنکھوں کی پتلیوں میں اس کا عکس ---

وہ واصف ٹیکسٹائی ل میں اپنے آفس کی کرسی پر موجود تھا -- اسلام آباد سے واپس آ کر اسے ایک پل چین نہیں تھا --- حازق کا پریشان سا گھومتا چہرہ نظروں کے سامنے آ رہا تھا بار بار --- کچھ تو عجیب تھا جو کھٹک رہا تھا --- آج پورے آٹھ ماہ بعد اس نے داور سے مدد لینے کے لیے فون کیا تھا --- جب سے حسنیٰ سے محبت ہوئی تھی تب سے ہی سوچ لیا تھا کہ وہ اب داور کے لیے کوئی کام نہیں کرے گا لیکن آج بہت مجبور ہو کر اسے داور کو فون کرنا پڑا تھا ---

ارے سو کام میری جان --- بول تو بس--- اور یہاں کی فکر نہ کر معاملا بیٹھ گیا ہے --- داور نے خوشدلی سے کہا ---

داور نے اسے ہر طرح کی پروٹیکشن دی تھی ملک اطہر اگر سیاست میں تھا تو بابر بخت اور داور اس کے بھی باپ تھے ---

ہاں --- پر ولسم والا معاملا نہیں اب بھی --- نعمان نے بلیک کلر کے ہیر بینڈ کو انگلی میں گھومایا تھا اور نظریں بھی اس پر ہی گاڑ رکھی تھیں ---

روزی اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہی تھی اس کی کمر پر گولی لگنے کی وجہ سے اس کی ٹانگیں نکارہ ہو چکی تھیں --- ولسم بری طرح نعمان کی تلاش میں تھا -- داور نے کیس تو کلوز کروا دیا تھا لیکن ولسم کی آگ اب بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی اور منب کو اس کے

مسلمان ہو جانے کے بعد اس پر اتنا غصہ تھا کہ وہ اس سے سب تعلق توڑ کر اس کے خلاف ہو گیا تھا اور ولسم کو کہا کہ وہ روبن

14

کے خلاف گواہی دے گا---

اس کی ایسی کی تیسی جو تم تک پہنچے --- بس منب کی غداری کو ہینڈل کرنا تھوڑا مشکل ہو رہا پر تو فکر نیں کرنے کا

بتا کیا کام ہے --- داور نے جوش میں کہا تھا

حازق وہاب---- اے ون پیسٹ سائیڈز کا مالک اس کی ساری انفارمشن چاہیے پچھلے ایک ماہ کی اور اب کی بھی وہ کہاں کہاں گیا کس کس کے ساتھ رہا--- نعمان نے مدھم سے لہجے میں رک رک کر کہا

تو سمجھ ہو گیا--- ---- داور نے محبت سے کہا

ہمم-------- نعمان اداس سے لہجے میں مختصر ہی کہہ سکا

حسنیٰ کا یوں لاپتہ ہو جانا اور پھر کوئی رابطہ نا کرنا اس کے لیے ایک اضطراب بن گیا تھا --- آخر کو وہ پھر سے طلاق کا مطالبہ لے کر کیوں نہیں آئی --- اب تو اسے اسلام آباد سے واپس آئے ہوئے بھی ایک ہفتہ ہو رہا تھا ----

اور بتا--- --- داور کے آواز اسے خیالوں سے باہر لائی تھی

اور کچھ نہیں --------- بہت مختصر جواب تھا

بھابھی کیسی ہیں --- ---- داور نے کھوجنے کے سے انداز میں کہا

نعمان کے لہجے کی اداسی چھپی نہیں رہ سکی تھی ---

دوسری طرف گہری خاموشی چھا گئی تھی --- پھر نعمان کے سانس کی آواز آئی تھی ---

ہمم ٹھیک ہیں ------- نعمان نے دل کی گھٹن پر قابو پا کر جھوٹ بولا---

ہے---- نعمان ---- خوش نہیں تو یار ---- داور نے جانچتے ہوئے کہہ ہی دیا آخر کو

آں --- ہاں --- خوش ہوں ------- نعمان نے کرسی سے اٹھ کر اپنی آواز کو نارمل رکھتے ہوئے کہا

بس یہ کام ہو جائے گا فکر نہ کر --- داور نے تسلی دی

چل ۔ پھر -- اللہ حافظ ---- نعمان نے فون بند کیا اور جیب میں رکھا ---

پھر میز پر پڑی کار کی چابی اٹھائی تھی ----- جو کچھ دیر پہلے اسے کمپنی کی طرف سے ملی تھی --- اتنی بڑی خوشی بھی دل کو کوئی خوشی نہیں دے رہی تھی --- وہ بے زار سا بیٹھا کیرنگ کو ہوا میں جھولتا دیکھ رہا تھا --- جس کی ہر دائیں سے بائیں جنبش پر حسنیٰ کے خوبصورت چہرے کے مختلف منظر گھوم رہے تھے ---

****

ساری انفامیشن کسی بھی قسم کی کہیں سے لیک نہیں ہونی چاہیے --- حازق نے سامنے کھڑے ڈرائیور کو اور ملازموں کو انگلی کے اشارے سے تنبیہ کیا تھا

وہ اور وہاب اپنے بنگلے کے بڑے سے لاونج میں کھڑے تھے -- سامنے تمام ملازموں اور ڈرائیوروں کی قطار لگی ہوئی تھی -- جس دن سے نعمان اس کے آفس سے ہو کر گیا تھا اس دن سے وہ بے چین ہو گیا تھا اسے نعمان کی شخصیت عام نہیں لگی تھی ایک عجیب سی دہشت تھی اس کی آنکھوں کی اداسی میں اور حسنیٰ کا نام لیتے ہوئے اس کی آنکھوں کے اندر موجود وہ محبت --- کچھ کھٹکنے لگا تھا اسی ڈر کے زیر اثر اب وہ سارے وہ سراغ مٹانا چاہتا تھا ---

جی سر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک قطار میں کھڑے تمام ڈرائی یور اور گھر کے ملازم سر جھکا کر سر ہلا گیا تھا۔۔۔

جا سکتے ہوئے تم لوگ ۔۔۔ حازق نے انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔۔ سب کے سب آہستہ آہستہ وہاں سے چل پڑے تھے ۔۔۔ حازق سر پر پریشانی سے ہاتھ ملتا ہوا ایک طرف صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہاب اس وقت سے خاموش کھڑا تھا اور اس کی بے چینی پر حیران ہو رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہاب نے حازق کو نعمان کی ساری انفارمیشن فراہم کر دی تھی ۔۔کہ وہ معمولی سا ایک ملازم تھا واصف ٹیکسٹائی ل میں ۔۔۔

حازق ڈونٹ وری معمولی سا امپلائے ہے وہ واصف ٹیکسٹائی ل میں کچھ بھی نہیں پتہ چلا سکتا ہے وہ تم کیوں ایسے گھبرا رہے ہو۔۔۔ وہاب نے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے کہا اور سگار کو سامنے پڑے ایش ٹرے کے کنارے پر مارا تھا۔۔۔

وہاب کو حازق کا یوں گھبرانا بلا وجہ لگ رہا تھا۔۔۔۔ حازق نے بھنویں اچکا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔۔

آپ نے اس کو دیکھا نہیں بابا اس لیے ایسے بات کر رہے ہیں ۔۔۔ حازق نے جھٹکے سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی ۔۔۔

کیوں ایسا بھی کیا تھا گنڈا ہے کیا کوئی ---وہاب نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائی---

معلوم نہیں لیکن --- وہ عجیب تھا اس کی آنکھیں --- حازق نے پر سوچ انداز میں کہا --

حازق نے اچانک کچھ یاد آ جانے پر موبائل نکالا اور اب وہ نمبر ملا رہا تھا ---

کیسے ہو---- اچھا سنو غور سے --- حازق نے عجلت میں فون کی دوسری طرف موجود نفوس سے کہا---

کوئی بھی آئے اسے یہ بتانا ہے کہ یہ فلیٹ دو سال سے بند پڑا ہے -------- حازق نے رعب سے حکمانہ انداز میں کہا---

اور پھر فون رکھ کر سامنے بیٹھے وہاب کی طرف دیکھا--- جو بہت تسلی سے بیٹھے مسکرا رہا تھا حازق پر---

بابا عام بات نہیں ہے --- حسنیٰ لاپتہ ہے معلوم نہیں مر کھپ گ ئی ہے یا زندہ ہے ہم بہت بری طرح پھنس سکتے ہیں مجھے اس کے اس نام نہاد شوہر کی آنکھوں میں جو دکھا ہے وہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا---

حازق ---- تم بلاوجہ ڈر رہے ہو --- میں سکیورٹی دے دیتا ہوں تمہیں --- پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہاب نے تسلی دیتے ہوئے کہا---

لیکن حازق اب بھی ویسے ہی بیٹھا ہوا تھا--- تھوڑی پر ہاتھ پھیرتا ہوا پر سوچ ......

****

حازق--- ---- حسنیٰ جھینپ کر تھوڑا سا دور ہوئی تھی ---

حازق نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب کیا تھا-- وہ حازق کے فلیٹ میں موجود تھی -- فضا کو ڈرائی‌نگ روم میں بیٹھا کر وہ اور حازق فلیٹ دیکھنے کے بہانے سے اب حازق کے بیڈ روم میں موجود تھے -- اتنا خوبصورت بیڈ روم دیکھ کر حسنیٰ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گ ئی تھیں یہ ایک لیگزری فلیٹ تھا جس کا میڈل کلاس فیملی کی لڑکیاں بس خواب ہی دیکھ سکتی ہیں ---وہ کمرہ دیکھنے میں مصروف تھی جبکہ حازق اس کو دیکھنے میں مصروف تھا شہد رنگ کے جوڑے میں وہ دمک رہی تھی ---- وہ بڑے اہتمام سے تیار ہوئی تھی

--- بڑی بڑی آنکھیں حسرت سے کمرے کو تک رہی تھیں تو اور خوبصورت لب ہلکے سے کھلے تھے ---حازق اس کے حسن اور تنہائی سے بے قابو ہو چکا تھا ---

فضا کو وہ بہت مشکل سے راضی کر سکی تھی حازق کے فلیٹ پر آنے کے لیے وہ تو بضد تھی کہ کہیں باہر ملے حازق اور اب بھی جب وہ حازق کے کہنے پر اس کا ساتھ اٹھی تھی گھر دیکھنے کے غرض سے تو فضا بری طرح اسے گھور رہی تھی ---

کیا ہے ہاتھ ہی پکڑ رہا ہوں -------- حازق نے حسنیٰ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنی کمر کے قریب کیا تھا --

حازق باہر فضا ہے -------- حسنیٰ نے کسمسا کر بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی ---

تو ---- تھوڑا سا تو قریب آؤ نہ --- یہ تو یونیورسٹی والا ہی حال ہوا نہ ------ حازق نے ایک جھٹکا دے کر اپنے ساتھ لگایا تھا

اور حسنیٰ کی کمر کے گرد بازو حائل کیے تھے --

حازق ---- کوئی رشتہ تو نہیں ہے نہ ایسا ہم------ حسنیٰ نے تھوڑا جھجکتے ہوئے پیچھے سے حازق کے ہاتھوں کی گرفت کو کھولنے کی کوشش کی تھی ---

میں نے تو کہا تھا رشتہ بنا لیتے ہیں --- اس میں بھی تم نے فضا کو ہی ترجیح دی مجھے نہیں --- حازق نے چہرہ قریب کیا تھا اور ہلکے سے گردن کے پاس ہو کر کان میں سرگوشی کی تھی ---

آپ رشتہ بھجیں گے نہ اب جا کر------- حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہا---

ہاں بابا-------- حازق کی مدھوش سی آواز کان کے قریب ابھری تھی ---

حسنیٰ نے دھیرے سے بازو حازق کی کمر کے گرد حائل کیے تھے اور سر اس کے سینے پر رکھ دیا--- حازق کو تو جیسے ہمت ملی تھی --- اب اس کے ہاتھ کمر سے اوپر کی طرف سرکنے لگے تھے -- حسنیٰ کو عجیب سی الجھن ہوئی وہ اتنی بے باکی سے پہلی دفعہ حازق کے گلے لگی تھی --

دروازہ کھلا ہے فضا-------- کسمسا کر وہ حازق سے الگ ہونے کی کوشش کرنے لگی تھی

حازق تو جیسے ہوش کھوئے سے انداز میں تھا--- اور گرفت اتنی مضبوط تھی کہ نازک سی حسنیٰ کا کسمسانا کوئی اثر نہیں کر رہا تھا---

دروازے پر ہلکی سی دستک پر حازق نے بدمزہ سی شکل بنا کر حسنیٰ کو خود سے الگ کیا ---

دروازہ دستک کے فورا بعد کھل گیا تھا اور وہاں فضا ماتھے پر شکن ڈالے کھڑی تھی ---

حسنیٰ نے جلدی سے کندھوں پر دوپٹے کو درست کیا ---اور چور سی شرمندہ نظر فضا پر ڈالی

حسنیٰ بہت دیر ہو گئی ہے اب چلیں --- فضا نے گھور کر حسنیٰ کی طرف دیکھا--

ہممم آتی ہوں تم چلو-- حسنیٰ نے لڑکھڑاتی سی آواز میں نظریں چراتے ہوئے کہا

فضا دانت پیستے ہوئے باہر نکلی اور ایک غصیلی نظر حسنیٰ پر ڈالی---

حازق---- آپ رشتہ بھیج دیں ناپتہ ہے نہ میری سٹڈی کمپلیٹ ہوتے ہی بھائی میری شادی کر دیں گے --- حسنیٰ نے لاڈ سے حازق کی طرف دیکھا۔

جو اب منہ پھلائے ناراض سا کھڑا تھا--- ایک تو اس دوست کو ساتھ ساتھ چپکائے پھرتی ہے --- حازق نے دانت پیس کر سوچا تھا اور پھر بے زار سی نظر حسنیٰ پر ڈالی تھی ---

ہممم بھیجوں گا--- ---- حازق نے مختصر جواب دے کر جان چھڑوائی تھی

ایک تو اسے حسنیٰ کی رشتے کی بات سے کوفت ہوتی تھی وہ تو وقت گزار رہا تھا اور اس کے جیسے امیر لڑکوں کا یہ مشغلہ ہوتا ہے اور اب جب وہ واپس اسلام آباد جا رہا تھا تو حسنیٰ سے جان چھڑوانا چاہتا تھا--- لیکن وہ تو گلے کا ہار ہی بنتی جا رہی تھی ---

حسنیٰ مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گ ئی تھی اور حازق اپنے مخصوص انداز میں لبوں پر انگلی پھیر رہا تھا---

****

گھر تو اچھا ہے ---- منب نے کمر پر ہاتھ رکھ کر ارد گرد کا جائ زہ لیا ---

یہ لاہور کے مڈل کلاس طبقے کا پرانا علاقہ تھا جہاں وہ لوگ کسی مکان کے اوپر والے حصے میں موجود تھے --یہ پانچ مرلے پر مشتمل ڈبل سٹوری مکان تھا--- مکان کی حالت پرانی تھی لیکن اس میں موجود سامان بہت قیمیتی تھا --- یہ داور کے خفیہ اڈے کے طور پر استعمال ہونے والا گھر تھا ---جہاں اس نے روبن کو کچھ عرصے کے لیے چھپے رہنے کا کہا تھا ---

ہاں --------- روبن نے کھوئے سے انداز میں کہا--- اور پھر گھوم کر گھر کا جائ زہ لیا ---

گھر پرانے طرز کا تھا دو کمروں کے آگے ایک چھوٹا سا برآمدہ اور پھر صحن تھا برآمدے میں ہی دائیں طرف چھوٹا سا باورچی خانہ جس میں ضرورت کا ہر برتن موجود تھا --- صحن کے بائیں اطراف اوپری چھت کا زینہ تھا --- جو قدرے تنگ تھا --- زینے پر ایک نظر ڈالتا روبن واپس کمرے میں آ گیا تھا جہاں منب اب ٹی وی چلانے کی کوشش کر رہا تھا ---

کیا سوچ رہا ہے ------- ٹی وی کے چینل بدلتے ہوئے منب نے اچٹتی سے نظر اس پر ڈالی ---

وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا کھڑا تھا--- زندگی نے عجیب بے سکونی کا موڑ لیا تھا--- وہ اپنی پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ جیسے ہی پڑھائی مکمل ہو اسے کوئی اچھی ملازمت ملے وہ داور کے کام کرنا چھوڑ دے لیکن یہاں تو کچھ اور ہی رخ آ گیا تھا زندگی میں اب پتا نہیں کتنا عرصہ اسے یہاں قید رہنا پڑے گا ---

کتنا عرصہ یہاں بلکل بند رہنا ہو گا--- مجھے ------- روبن نے گہری سانس لی اور الجھ کر منب کی طرف دیکھا

فکر نہ کر میری جان بہت جلد داور سب سنبھال لے گا---- منب نے لب بھینچ کر تسلی دی

ہاں--- ---- بے زار سی شکل کے ساتھ مختصر جواب دیا ---

ٹی وی دیکھ --- مزے کر -------- منب نے انگلش چینل لگا کر آنکھ ماری

قید ہے یہ تو مزے کیا خاک ہوں گے -------- روبن نے سر کو جھٹکا دیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کا پیکٹ نکالا ---

وہ دھیرے سے چلتا ہوا پھر سے کمرے سے باہر کی طرف جا رہا تھا ---

کہاں جا رہا ہے -------- منب نے ٹی وی پر سے نظریں ہٹا کر آواز کو تھوڑا اونچا کیا اور گردن کمرے کے دروازے کی طرف موڑی ---

چھت پر سگریٹ پینے ------ مختصر جواب دیا

احتیاط سے جگر---- پیچھے سے منب کی آواز کانوں میں پڑی تھی ---

وہ چھت کا زینہ چڑھتا ہوا اوپر آ گیا تھا چھت کے چاروں اؤ ر چار دیواری تھی اور چھت کے بیچ و بیچ لوہے کی تین کرسیاں اور ایک میز پڑی تھی یہ دو کمروں اور ایک کچن پر بنائی گ ئی چھوٹی سی چھت تھی ---تیسری منزل ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے گھروں کی چھتیں اور ان پر موجود لوگ نظر آ رہے تھے ---

وہ سگریٹ کے کش لگاتا ہوا ارد گرد دیکھ رہا تھا --- کچھ چھتوں پر لڑکے پتنگ اڑا رہے تھے --- عصر کا وقت تھا اور گرمی کا موسم بہت سے لوگ اپنی چھتوں پر موجود تھے وہ بے وجہ نظریں گھوما رہا تھا جب ایک چھت پر نظریں تھمنے پر مجبور ہو گ ئی تھیں ----

****

آپ کیسے جانتی ہیں نعمان کو ---- کرسٹن نے گھبرائی سی شکل کے ساتھ پوچھا ---

اور آدھ کھلے دروازے کو تھوڑا سا اور بند کیا ---

نعمان ہماری کمپنی میں ہی جاب کرتا ہے ------- شہروزی نے جلدی سے کرسٹن کی گھبرائی صورت دیکھ کر وضاحت دی تھی --

اس سے پہلے کے کرسٹن ڈر کر دروازہ بند کر دیتی --- سامنے کھڑی عورت کی بات سن کر کرسٹن کے لب مسکرا دیے تھے ---

شہروزی میر پور خاص کے ایک متوسط طبقے کے چھوٹے سے محلے میں موجود ایک گھر کے آگے کھڑی تھی

اوہ---- اچھا --- اندر آئی یں ---- پلیز ---- کرسٹن جلدی سے دروازے کھولتے ہوئے ایک طرف ہوئی تھی ----

آپ بیٹھیں میں کچھ لے کر آتی ہوں آپکے لیے --- کرسٹن کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کرے---

نعمان کے حالات بدل جانے پر اور بہت اچھی جاب مل جانے پر اسے کتنی تسلی ملی تھی بے شک وہ مجبور تھی نعمان کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی لیکن نعمان ہر طرح سے اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا تھا---

رکیں ---- رکیں مسز ولسم ---اس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے --- شہروزی نے ہاتھ کے اشارے سے کچن کی طرف جاتی کرسٹن کو روکا

کرسٹن مسکراتی ہوئی رکی تھی اور حیران سی ہوتی ہوئی واپس آئی تھی ---

مجھے آپ سے بات کرنی ہے نعمان کے بارے میں ------- شہروزی نے مدھم سی آواز میں کہا اور کھوجتی سی نگاہ کرسٹن پر ڈالی

جی -------- کرسٹن کچھ پریشان سی صورت لیے سامنے صوفے پر بیٹھی ---

میں جانتی ہوں --- روبن مطلب نعمان ایڈاپٹڈ ہے ------- آہستہ سی آواز میں شہروزی نے گلا صاف کیا اور بات کو شروع کیا

جی ---- ایسا ہی ہے میرے کو گاڈ نے اولاد سے محروم رکھا ---- کرسٹن کی آواز میں دکھ کی آمزیش ابھری

آپ مجھے اس یتیم خانے کا پتہ دے سکتی ہیں جہاں سے آپ نے اس بچے کو ایڈاپٹ کیا تھا--- شہروزی نے التجائی انداز اپنایا---

دوسری طرف بلکل خاموشی چھا گئی تھی --- کرسٹن نے سر نیچے جھکا لیا تھا--- کچھ دیر یونہی گزر گئی تھی --- شہروزی نے بے چین ہو کر کرسٹن کی طرف دیکھا تھا---

پلیز -----------شہروزی کی گھٹی سی آواز ابھری تھی ---

کرسٹن نے حیران ہو کر سامنے بیٹھی شہروزی کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں عجیب سی کھوج تھی --- کرسٹن نے گہری سانس لی ---

یہ مجھے گاڈ کا تحفہ ملا تھا ---- میں نے کسی یتیم خانے سے نہیں لیا تھا اس کو--- ---- گہری خاموشی کو توڑا تھا کرسٹن نے

کہاں سے ---- کیا مجھے ان لوگوں کا ایڈریس دے سکتی ہیں ------ شہروزی نے بے چینی سے کہا---

روبن مجھے کوڑے دان میں سے ملا تھا----- کرسٹن کی آواز بہت آہستہ ہوئی تھی---

کیا------ ------------- شہروزی کی آنکھیں حیرت سے اپنا حجم بڑھا چکی تھیں

جی میڈیم سچ بولتا میں ---سارم ہاسپٹل کے باہر ایک بڑا ڈسٹبن میں --- کرسٹن کا سر جھکا ہوا تھا

مجھے اس دن نائی بٹ ڈیوٹی کے بعد گھر جانا تھا--- یہ 1993 دسمبر کی تین تاریخ کا رات تھا چار بجے فارغ ہوئی تھی میں

شہروزی تو جیسے ساکن ہوئی تھی --- چہرہ زرد ہو گیا تھا--- ایسے جیسے بدن میں خون کا ایک قطرہ نہ رہا ہو ---

ہاسپٹل سے ولسم میرے کو لینے آیا تھا--- جب میں ہاسپٹل سے باہر نکلا تو رونے کی آواز آئی ---- ولسم نے بہت بولا رہنے دو مرنے دو ایسے بچے کوئی اہمیت نہیں رکھتے --- پر میرے تو جیسے قدم ممتا نے جکڑ لیے تھے --- میں نے اسکو اٹھایا اور سینے سے لگا لیا------ کرسٹن کی آنکھوں میں آنسو تھے---

آپ بھی سوچتا ہو گا میڈیم میں نے آپکو بلا جھجک اپنے بیٹے کا سچ بتایا کہ وہ کہاں سے ملا تھا پر یقین جانے میرے لیے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی وہ کہاں سے ملا تھا اور وہ کیسے وہاں پہنچا تھا--- میرے کانوں میں اس کی آواز کا پڑنا اور میرے قدموں کا تھم جانا یہ سب گاڈ کی طرف سے تھا---

اور آج دیکھو میرا سب اپنا لوگ نے مجھے چھوڑ دیا اور کون ہے میرے پاس میرا بیٹا---

کرسٹن نے مسکراتے ہوئے آنسو صاف کیے تھے ---

شہروزی ایک جھٹکے سے اٹھی تھی ----اور داخلی دروازے کی طرف بڑھ گ ئی تھی

میڈیم----- میڈیم ----- رکیں -------- کرسٹن پریشان سی ہو کر شہروزی کے پیچھے بھاگی تھی

دیکھیں میرے بچے کو نوکری سے مت نکالیے گا--- پلیز وہ بہت پیارا ہے --- اس جیسا کوئی بھی نہیں --- وہ ٹوٹ جائیگا پھر سے ------- شہروزی کے بلکل سامنے آ کر کرسٹن نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے تھے --

بے فکر رہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا--- شہروزی نے کرسٹن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا آواز ایسی تھی جیسے گلے میں آنسو اٹک گئے ہوں ---

وہ بوجھل دل اور بھاری قدم اٹھاتی وہاں سے نکل گ ئی تھی---

****

www.classicurdumaterial.com

ستمبر بارہ تاریخ کو اس کی منگنی ہوئی ہے --- فرہاد گروپ آف انڈسٹریز کی اکلوتی بیٹی صبا کے ساتھ --- --- وقار نے سامنے تصویر رکھی--- تصویر میں ایک جدید فیشن سے لیس لڑکی خوبصورت مسکراہٹ چہرے پر سجائے کسی لان میں کھڑی تھی ----

نعمان نے صوفے کی پشت سے سر اٹھایا اور تھوڑا سا جھک کر سامنے میز پر دھری فوٹو گراف کو اٹھایا --

نعمان کے اپارٹمنٹ کے لاونج میں رکھے گئے صوفے کی ایک طرف وہ خود موجود تھا دوسری طرف وقار بیٹھا تھا --وقار اسے حازق کی ساری انفارمیشن دے رہا تھا جو اس نے دو ہفتوں میں اکٹھی کی تھیں --

نعمان بے حال سا بیٹھا ہوا تھا --- حسنیٰ کو اتنا تلاش کر چکا تھا کہ اب دل میں عجیب وسوسے آنے لگے تھے --- عجیب سے خیال کہ اس کو کچھ ہو نہ گیا ہو -- وہ کہاں جا سکتی ہے --- اس کے گھر سے بھی وہ فضا کے ذریعے پتا چلا چکا تھا وہ وہاں بھی موجود نہیں تھی---

صبح کو دس بجے آفس جاتا ہے --- شام سات بجے گھر --- رات گئے تک پارٹیز گھومنا پھرنا بہت سی لڑکیاں ہے اس کی فرینڈز جن کی لسٹ اور ان کے ایڈریسز یہ رہے ----- کچھ کاغزات وقار نے رکھے تھے میز پر ---

پانچ گاڑیاں ہیں اور تین ڈرائیور ---یہ گاڑیوں کے نمبر ------اور لوکیشنز نہیں پتا چل سکتی لاسٹ منتھ کی لیکن اب کی ہر ایکٹیویٹی ٹریس ہو سکتی --- وقار نے مزید کچھ کاغزات میز پر دھرے تھے ---

نعمان سپاٹ چہرے کے ساتھ باری باری سب کاغزات اٹھا رہا تھا اور ان کو بغور دیکھ رہا تھا ---

اور فون کالز کی ریکارڈنگ --- نعمان نے بھنویں اچکا کر سامنے بیٹھے وقار کو دیکھا تھا---

نہیں وہ ابھی بہت مشکل کام ہے وہ نہیں ہو سکتا--- وقار نے معزرت کے انداز میں دیکھا تھا---

ہمممم -------- سب کاغزات دیکھ کر اس نے ان کو میز پر پھر سے رکھ دیا

سر کے بال گردن پر بکھرے تھے شیو مزید بڑھ گ ئی تھی --- آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں --- ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے تھے کچھ لمحے کے لیے وہ ساکن ہوا تھا ---

www.classicurdumaterial.com

ذہن میں اس دن ہوٹل سے باہر نکل کر کار میں بیٹھتی حسنیٰ نظر آ رہی تھی --- ماتھے پر شکن اور بڑھ گئے تھے وہ گاڑی کی نمبر پلیٹ کو ذہن میں لا رہا تھا --- وہ اب دھیرے دھیرے سے تین انگلیوں کو ماتھے پر مار رہا تھا---

اسکا میتھ بچپن سے ہی ایسا تھا وہ کہیں بھی کوئی نمبر دیکھ لیتا تھا تو وہ کسی امیج کی صورت میں اس کے ذہن کے پنوں میں نقش ہو جاتا تھا اب بھی وہ اس دن کے پن کو پلٹ کر ذہن پر زور دے رہا تھا ---

ایک منٹ --- ایک منٹ--- گاڑی کی نمبر لسٹ دو ذرا--------- ہوا میں میں انگلی چلاتے ہوئے اس نے سامنے بیٹھے وقار سے کہا تھا---

کیا ہوا--------- وقار نے عجلت میں میز پر پڑے کاغزوں کو اتھل پتھل کرتے ہوئے کچھ کاغز اس کی طرف بڑھائے تھے -- جنہیں نعمان نے جھپٹ کر اپنی گرفت میں لیا تھا ----

کچھ نہیں -------- وہ ہلکے سے بڑ بڑانے کے انداز میں گویا ہوا اور پھر لسٹ کو بغور دیکھنے لگا ---

وقار اس کے جواب کے انتظار میں اسے دیکھے جا رہا تھا --- چند منٹس کے بعد نعمان ایک جھٹکے سے اٹھا تھا لب بھینچے ہوئے تھے --- اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا --- اس کے یوں اٹھنے پر وقار بھی تیزی سے ساتھ ہی کھڑا ہوا تھا ---اور آنکھوں سے سوال کیا --

بس ہو گیا ہے کام --- تم جا سکتے ہو اب --- نعمان نے تیزی سے کار کی چابی اٹھا کر جیب میں ڈالی اور موبائ‌ل جیب سے نکال کر عبد اللہ کا نمبر ملایا تھا---

****

کیا تو یار ---- دور بین کیا کرنی تھی اتنی مشکل سے ملی--- لے پکڑ--- منب نے شاپنگ بیگ روبن کی طرف بڑھایا تھا ---

روبن نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر شاپنگ بیگ کو ہاتھ میں لیا اور پھر اس میں سے ڈبے کو باہر نکالا تھا---

ویسے ہی تو خود تو باہر چلا جاتا ہے میں جا نہیں سکتا سارا دن کیا کروں گھر بیٹھ کر ---

روبن اب ڈبے میں سے جدید فوکس کی دوربین کو نکال کر غور سے دیکھ رہا تھا- --

کبھی اسے آنکھوں پر رکھ رہا تھا اور کبھی نیچے کر کے الٹ پلٹ رہا تھا-- اسے اور منب کو لاہور میں آئے پانچ دن ہو چلے تھے وہ ایک پل کے لیے بھی گھر سے باہر نہیں جا سکتا تھا

www.classicurdumaterial.com

ہاں ضرورت کی ہر چیز اسے منب فراہم کرتا تھا۔۔۔ وہ بند رہ کر گھٹن محسوس کرتا تھا اور پھر عصر کے وقت وہ چھت پر چلا جاتا تھا۔۔۔ اس مکان کی چھت سے دو گھر چھوڑ ایک چھت پر روز شام کو فون کان کو لگائے ایک لڑکی گھومتی تھی ۔۔۔ پہلی دفعہ اسے دیکھنے پر ہی وہ عجیب سے سحر میں جکڑا گیا تھا ۔۔۔ وہ بہت خوبصورت تو تھی ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور عجیب سی کشش تھی ۔۔۔ وہ روز شام کو اس کو تکتا رہتا تھا اور وہ اس سے بے خبر کبھی ہنستی تھی کبھی قہقہ لگاتی گھومتی پھرتی دوپٹے سے بے نیاز کبھی کرسی پر بیٹھ جاتی کبھی اٹھ جاتی ۔۔۔ روبن نے روز شام سگریٹ کے کش کے ساتھ اس کی اداؤں کو دیکھنا اپنا معمول بنا لیا تھا اور زندگی میں پہلی دفعہ تھا ایسا کہ روبن ولسم کسی کو اور وہ بھی لڑکی کو یوں گھنٹوں بلاوجہ دیکھتا تھا ۔۔۔ اب روبن اسے اور قریب سے دیکھنا چاہتا تھا اور دل کی اس عجیب خواہش کے زیر اثر وہ منب سے دوربین منگوا بیٹھا تھا ۔۔۔

ابے ۔۔۔۔ ٹی وی دیکھ یار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منب نے ٹی کا ریموٹ اٹھا کر ٹی وی چلایا تھا

نہیں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ روبن نے دوربین کو ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ کی مدد سے جیب سے سگریٹ کا پیک نکالا

چل تیری مرضی۔۔۔۔ ۔۔۔ روبن نے کندھے اچکائے اور رخ ٹی وی کی طرف موڑ لیا تھا ۔۔۔

روبن کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا ۔۔۔ تو منب نے پھر سے گردن کو اس کی طرف موڑا ۔۔۔

کہاں اب۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی پشت کو گھورتے ہوئے سوال داغا ۔۔۔

چھت پر ۔۔۔۔ ۔۔۔ روبن نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا ۔۔۔

تیزی سے زینہ چڑھتا ہوا وہ چھت پر آیا تھا اور پہلا کام اس چھت کو دیکھنا تھا ۔۔ ہاں وہ موجود تھی وہاں آج بھی ۔۔۔ سیاہ رنگ کے جوڑے میں دمک رہی تھی ۔۔۔۔ بال کھولے قہقہ لگاتی تو موتیوں جیسے دانت چہرے کی دلکشی کو اور بڑھا دیتے ۔۔۔۔ روبن نے جلدی سے سگریٹ سلگایا اور پھر ایک ہاتھ سے دوربین کو پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے وہ سگریٹ کے کش لگا رہا تھا ۔۔۔ وہ چھت کی دیوار میں موجود ہوادان کے لیے بنائے گئے ڈائی زائی ن میں سے اسے دوربین کے ذریعے دیکھ رہا تھا ۔۔۔

افففف دوربین نے سارے فاصلے ختم کر دیے تھے ۔۔۔ اور وہ ایسے تھی جیسے وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھو لے ۔۔۔ وہ کرسی پر بیٹھ چکی تھی ۔۔۔ روبن اس کے چہرے پر فوکس سیٹ کر چکا تھا ۔۔۔ وہ قریب سے بھی اتنی ہی حسین تھی جتنی وہ دور سے تھی ۔۔۔ بڑی بادامی

www.classicurdumaterial.com

آنکھیں گھنی پلکیں --- بیضوی چہرہ گلابی گال بھرے بھرے سے ہونٹ اور پھر گردن فوکس اس کی گردن کی طرف آگیا تھا --- لمبی سی صراحی شیپ گردن --- جس پر بالوں کی کچھ لٹیں اٹھکیلیاں کر رہی تھیں --- اور پھر دوربین سفر طے کر رہی تھی اور وہ سحر میں جکڑے دیکھے جا رہا تھا --- وہ خدا کا بنا ہوا مکمل حسن تھی --- سر سے لے کر پاؤں تک وہ ڈھیر کر دینے جیسی ظالم حسینہ تھی ---

****

حازق--- رشتہ آرہا آج ایک اور اماں پیچھے پڑی ہیں--- ---- اچانک یاد آنے پر حسنیٰ کے چہرے پر کھلتی ہنسی غائب ہوئی تھی ---

وہ چھت پر موجود کرسی پر براجمان تھی --- اور اب رشتے کی بات یاد آنے پر وہ لب چبا رہی تھی ---

انکار کرو یار سمپل ------ فون میں سے حازق کی آواز ابھری تھی اس کے لہجے میں حسنیٰ کے رشتے کو لے کر کوئی پریشانی نہیں تھی --

حازق --- تم کب بھیجو گے رشتہ------- --- حسنیٰ روہانسی سی ہوئی تھی ---

حازق کو اسلام آباد گئے دو ہفتے ہو گئے تھے۔۔۔ اور وہ تو وہاں جا کر ایسا بدلہ تھا کہ بس یہاں ہوتا تھا تو دن رات حسنی کو برقی پیغامات بھیجتا تھا۔۔ فون کرتا تھا اور اب تو حسنی اگر فون کرے تو ٹھیک ورنہ وہ اس سے سارا سارا دن بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔

دیکھو جان ۔۔۔۔۔بابا کو منا رہا ہوں نہ جلد ہی آوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ حازق نے گہری سانس لے کر کہا

انداز جان چھڑوانے والا تھا اور اب یہ بات دونوں کے بیچ روز کی بحث بنتی جا رہی تھی ۔۔حازق بس یہ چاہتا تھا وہ اس سے پیار محبت کی بے باک باتیں کرتی رہا کرے اپنی تصاویر بھیجتی رہا کرے ۔۔ لیکن وہ چاہتی تھی کہ حازق اب جلدازجلد رشتہ بھیج دے ۔۔۔ اس کے خواب پورے ہوں وہ اس ڈربے نما گھر سے نکل کر حازق کے بڑے سے بنگلے میں شان سے رہے ۔۔۔

حازق ۔۔۔۔۔۔ میرا رشتہ ہو جائے گا ایسے سمجھا کرو نہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکال کر کہا ۔۔۔

جان ۔۔۔ فکر نہ کرو ۔۔۔۔ اچھا چلو اب پکس بھیجو اپنی پیاری سی ۔۔۔۔۔۔ حازق نے بات کو فورا پلٹا دیا تھا

حازق۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنی نے بے چارگی سے اس کے نام کو لمبا کھینچا

حازق سنجیدہ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور اس کی جان پر بنی تھی --- اس کے اتنے رشتے آ رہے تھے اور اب عامر بھی کافی سنجیدہ ہو چکا تھا اس کی پڑھائی مکمل ہونے والی تھی اور عفت کے بار بار اسرار پر آئے دن اس کا کوئی نہ کوئی رشتہ آتا رہتا تھا ---

ارے میری جان دیکھنا ہے نہ تمہیں ----- حازق نے محبت بھرے لہجے میں کہا

ٹھیک ہے آپ بھی بھیجو اپنی پکس ------- حسنیٰ فورا سے پگھل گ ئی تھی ---

اور پھر چھت پر ہی وہ مختلف پوز لیتے ہوئے اپنی تصاویر بنا رہی تھی ۔

****

امی مجھے صرف اتنا بتائ یں اس دن میرا بیٹا زندہ تھا کہ مردہ ---- شہزوی نے روندھی ہوئی آواز میں کہا ---

16

وہ صابرہ کے بڑے سے کمرے کے بیڈ پر موجود تھی اور صابرہ کا دائیاں بڑھاپے سے کانپتا ہاتھ اپنے سر پر رکھے بیٹھی تھی----

www.classicurdumaterial.com

صابرہ کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا --- وہ ایک دم سے شہروزی کے سر پر سے اپنا ہاتھ کھینچ بیٹھی تھیں ---

شہروزی --- آج اتنے سالوں بعد -------- صابرہ نے نظریں چراتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہا ---

امی ---- پلیز بتائیں مجھے وہ زندہ تھا یا مردہ -------- شہروزی کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی پھٹ رہا تھا --

آنکھوں سے لگاتار آنسو جاری تھے --- جو صابرہ سے دیکھے نہیں جا رہے تھے --- شہروزی نے پھر سے صابرہ کے ہاتھ کو اٹھا کر اپنے سر پر دھر لیا تھا ---اور بے چارگی سے صابرہ کی طرف دیکھا --- صابرہ نے ایک نظر اٹھا کر شہروزی کے چہرے کو دیکھا تھا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں --- شہروزی نے ان کو گلے لگایا تھا ---

زندہ ---- زندہ ------ وہ زندہ تھا ------ تمھارے باپ نے مار دیا اسے وہ رو رہا تھا ---وہ ننھی جان ---- ہائے --------اتنا بڑا گناہ کیا --- جس کی سزا میں بھی بھگت رہی ہوں ---- وہ نقاہت بھری آواز میں کہہ رہی تھیں اور شہروزی کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا ---

جسم صابرہ کے رونے کی وجہ سے ہل رہا تھا وہ خود تو لاش کی طرح ساکن تھی ----

زرد ---- مردہ ----- ویران ------

قاتل تھے تمھارے ابا ---- قاتل ----- --- صابرہ بلک رہی تھیں --

اور شہروزی کو آج پھر سے وہی تکلیف محسوس ہو رہی تھی --- بچے کی پیدائی ش کی تکلیف ------ چیخیں سنائی دے رہی تھیں اسے خود اپنی ہی چیخیں سنائی دے رہی تھیں

----- آں -- ں --- ں --- ں۔ امی ----- ی --- ی ---- ی ---- ی --------

اللہ ---- ہ ----- ہ ---- ہ ---- پیٹ کے اندر موجود ناف پھڑکنے لگی تھی --- ممتا دل کو پھاڑ کر باہر آنے کو تھی ---

نہیں --- انھوں نے کوشش ضرور کی تھی پر وہ قاتل نہیں بن سکے وہ ظالم تھے

امی ---------- شہروزی نے کھوئے سے لہجے میں کہا ----

آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی -----

نظریں سامنے دیوار پر کسی غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں --- آنکھوں سے آنسو متواتر گالوں کو بھگو رہے تھے ---

کیا مطلب ---- ----- صابرہ بے یقینی سے دیکھتے ہوئے الگ ہوئی تھی --- حیرت کا سمندر بوڑھی ڈھلکتی آنکھوں میں موجزن تھا -----

میرا بچہ زندہ ہے امی --- میرے اور حسن کی محبت کی نشانی زندہ ہے امی----- وہ بچہ زندہ ہے ----- میرا بیٹا زندہ ہے امی----- شہروزی اونچی اونچی آواز میں رو رہی تھی اور صابرہ کو دونوں بازؤں سے تھام کر جھنجوڑ رہی تھی ---

دل تھا کہ پھٹ رہا تھا --- آنکھیں تھیں کہ گرم نمکین سیال نکال رہی تھیں ---لب تھے کہ کپکپا رہے تھے وہ پاگل سی لگ رہی تھی ------- کاجل پھیل کر اس کے اس عمر میں بھی خوبصورت چہرے کو وحشت زدہ کر رہا تھا ---

آپ نے کیوں ابا کا ساتھ دیا تب--- کیوں مجھے اتنے سال میرے بیٹے سے دور رکھا بولیں ---- کیوں رکھا--- میں ترستی رہی بلکتی رہی ---------- شہروزی نے صابرہ کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا ---

مجھے نہیں معلوم تھا --- میری بچی میں یہ ہی سمجھتی رہی وہ قبر سچی تھی ------- صابرہ اس کو سنبھال رہی تھی ---

حیران سی صابرہ اپنے بوڑھے کانپتے ہاتھوں سے بمشکل اپنی اکلوتی تڑپتی بیٹی کو سنبھال رہی تھی -----

وہ پچاس سالہ خاتون بچوں کی طرح بلک رہی تھی--- کمرہ چیخوں سے گونج رہا تھا---چیخیں ایسی تھی جیسے کوئی زبح ہو رہا ہو---

****

دیکھیں سر----رکیں آپ یوں اندر نہیں جا سکتے ہیں ----کاونٹر سے لڑکی بھاگتی ہوئی آگے آئے تھی---

نعمان کو تو جیسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا وہ لب بھینچے ---آنکھیں سکیڑے ماتھے پر شکن سجائے حازق کے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا---

سر---رکیں ---- لڑکی پیچھے آوازیں ہی دیتی رہ گ ئی تھی -- اور نعمان حازق کے آفس کے دروازے کو ٹانگ مارتا ہوا اندر داخل ہوا تھا دروازہ زور کے دھماکے کے ساتھ دیوار سے ٹکرایا تھا---

حازق جھٹکے سے کرسی پر سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا منہ کھل گیا تھا دل تیزی سے دھڑکا تھا کان ایک دم سے بند ہوئے تھے

ایسے جیسے اونچائی پر جانے سے ہو جاتے --- نعمان بھوکے شیر کی طرح اس پر جھپٹا تھا اس کے گریبان کو پکڑ کر اتنی قوت سے جھٹکا دیا تھا کہ حازق کے ہونٹ تک ہل گئے تھے----

حسنیٰ------- کہاں ہے ----------- وہ غرایا---

آنکھیں ---------------اس کی آنکھیں ---- دہشت ---- خوف----

رعب---- دکھ---درد------ خون---- بغاوت-------- محرومی ----- چھین لینا --- لڑ جانا--- مار دینا------ کیا کچھ نہیں تھا ان گہری آنکھوں میں ----

افففف حازق اندر تک لرز گیا تھا--- تھوک نگلا تو گلے کی گلٹی اوپر سے نیچے کا سفر طے کرتی ہوئی نظر آئی --- ماتھے پر سوئیاں سی چبھ گ ئی تھیں --- بمشکل خود کو قابو کیا اور دماغ نے زبان کو بولنے کے لیے آمادہ کیا---

کیا مطلب--- مہ---- مہ--- مجھے کیا پتا کہاں ہے ------- خوفزدہ آواز---

بزدلی---مکاری---- بے شرمی---- بے دینی---- گھن---- غلاظت--- کیا کچھ نہیں تھا حازق کے چہرے پر---

وہ تمھارے پاس تھی ---کہاں ہے وہ------نعمان نے اسے گریبان سے پکڑ کر اتنا اوپر اٹھایا تھا کہ اس کا گلا گھٹنے لگا تھا اور دونوں پاؤں زمین سے اوپر ہو کر ہلنے لگے تھے ---

اسی لمحے بھاگتے ہوئے تین عدد سکیورٹی گاڈ--- آگے بڑھے تھے اور برق رفتاری سے نعمان پر جھپٹے تھے نعمان تو حازق کا گریبان چھوڑ ہی نہیں رہا تھا--- اس پر عجیب پاگل پن سا سوار تھا چہرہ سرخ تھا بالوں کی پونی کر رکھی تھی جو اب گارڈز کے جھٹکے دینے سے ہل رہی تھی --- جس کی وجہ سے کنپٹی کی رگیں اور واضح ہو رہی تھیں -- جبڑے باہر کو نکلے ہوئے تھے---- بمشکل اسے گاڈز حازق سے دور لے جانے میں کامیاب ہوئے تھے --- حازق کو کھانسی آنے لگے تھی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا---- بڑی مشکل سے وہ اپنی حالت بحال کر پایا تھا---

جبکہ نعمان گاڈز سے خود کو چھڑوا رہا تھا دانت پیسے ہوئے تھے ایسے جیسے حازق کو کچا چبا جائے گا----

وہ ----آئی تھی میرے پاس --- جب اس نے بتایا وہ شادی کر چکی ہے تم سے تو میں نے کہا اس سے -----میں نہیں کر سکتا تم سے شادی ----- حازق نے کھانستے ہوئے رک رک کر جھوٹ بولا---

پھر---------- نعمان چیخا----

پھر وہ چلی گ ئی --- مجھے کیا پتا کہاں گ ئی ---- حازق نے بھی چیخ کر کہا تاکہ مصنوعی رعب جھاڑ سکے وہ ابھی بھی اپنے گلے کو سہلا رہا تھا---

لے جاؤ اسے--------- حازق نے گارڈز کو میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا---

تین گارڈز اب نعمان کو بمشکل گھسیٹ رہے تھے ---

سنو---- مجھ سے جھوٹ مت بولنا------- نعمان نے خبردار کرنے کے انداز سے کہا تھا---

مجھے کیا ضرورت ہے ایک شادی شدہ لڑکی کو میں اپنے پاس رکھوں -------- حازق نے طنز بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائی ----

چھوڑو مجھے جا رہا ہوں میں ---- نعمان نے دونوں بازوؤں کو اتنی زور سے جھٹکا تھا کہ تینوں گارڈز پیچھے لڑھکے تھے---

نعمان نے دو انگلیوں سے وکٹری کا نشان بنایا پہلے ان کا رخ اپنی انکھوں کی طرف کیا اور پھر حازق کی طرف---

حازق کے گلے کی گلٹی نے پھر سے اوپر سے نیچے کا سفر طے کیا تھا---

نعمان نے کوٹ کو زور کا جھٹکا دیا تھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا تھا---

****

تو کیا شام کو چھت پر چلا جاتا ہے --- منب نے بھنویں اچکا کر روبن کی طرف دیکھا جو چھت کے زینے پر قدم دھرے اس کی آواز پر رکا تھا--- لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا ---

انھیں لاہور آئے اور روبن کے یہ قید کاٹتے مہینہ ہو چلا تھا منب تو اس دوران کراچی کا ایک چکر لگا چکا تھا--- اور میر پور سے کرسٹن کی بھی خبر لے کر لوٹا تھا لیکن روبن اس گھر کے اندر ہی رہتا تھا---

سگریٹ پینے ---- ------ تھکی سی کھردری آواز بے زاری سے بھری

اور تو باہر بھی جا سکتا میں باہر نہیں جا سکتا اس لیے چھت پر چلا جاتا ہوں --- روبن نے تھکی سی آواز میں کہا---

بال اور شیو دونوں بڑھ چکی تھیں سارا سارا دن منہ نہ دھونے کی وجہ سے گال پر اور ماتھے پر دانے بنے ہوئے تھے --- نہ کبھی کنگھی کرتا تھا اور کئی کئی دن ایک ہی پینٹ پر بنیان پہن کر گھر میں گھومتا رہتا تھا سویا رہتا تھا --- سگریٹ پیتا رہتا تھا ---

آجا تو بھی --------- تھکی سی بے زار آواز ----

میں آتا ہوں تو چل --- تو نے کونسا کوئی بات کرنی مجھ سے خاموش ہی رہے گا ------ منب نے ہوا میں ہاتھ مارا ---

اور یہ دوربین ہے نہ اسی سے دیکھتا رہتا پتہ نہیں کیا --- منب نے ناک چڑھا کر سر ہوا میں مارا تھا ---

زندگی دیکھتا ہوں یار اس سے میں ------- روبن نے گہری سانس لی اور ہاتھ میں پکڑی دوربین کو اونچا کر کے آنکھوں کے سامنت کیا لبوں پر میٹھی سی مسکراہٹ تھی ---

اچھا واہ ---- --- منب نے ہاتھ کو ہوا میں خم دیا اور ہونٹ باہر نکالے ---

جا--- پھر سمرن --- جی لے اپنی زندگی --------- منب نے قہقہ لگایا ---

آج بہت دن بعد روبن بھی یوں بے آواز ہنسا تھا کہ دانت لبوں کے اندر نظر آئے تھے---

****

فضا تین دن ہو گئے ہیں حازق نہ تو میرے کسی مسیج کا جواب دے رہا ہے اور نہ ہی میری کال اٹھا رہا ہے --- حسنیٰ نے روہانسی آواز میں فون کے دوسری طرف موجود فضا سے کہا تھا---

وہ بے حال سی چھت پر کھڑی لب کچل رہی تھی --- ہلکے سے فیروزی رنگ کی پیروں تک آتی فراک ہوا سے ہل رہی تھی --- موٹی موٹی آنکھوں میں پانی بھرا تھا --- چھوٹی سی ناک کا اوپری حصہ سرخ ہو رہا تھا اور بہانے سے لایا گیا چائے کا کپ ہنوز چھوٹی سی میز پر دھرا تھا -- جس کے گرد مکھیاں منڈلا رہی تھیں ---

ہمم۔ رکو میں کوشش کرتی ہوں پھر بتاتی ہوں تمہیں ---فضا نے اسے تسلی دی تھی ---

تین دن سے اچانک ہی حازق اس سے ہر رابطہ ختم کر چکا تھا وہ اس کے کسی مسیج کا کوئی جواب نہیں دے رہا تھا -- وہ اگر فون کرتی تھی تو وہ فون کٹ کر دیتا تھا --- رشتہ پکا ہو چکا تھا -- حسنیٰ کی جان پر بن گ ئی تھی اور حازق تھا کہ اس کی کوئی خبر نہیں تھی ---

وہ رشتے کا کیا بنا-------- فضا نے کچھ یاد آجانے پر تجسس سے پوچھا تھا---

وہ بھی فائی نل ہو نے جا رہا ہے --- یار مجھے نہیں کرنی اس پھٹیچر کلرک سے شادی اس سے اچھا تو میرے بھائی کما لیتے ہیں --- پتا نہیں سب کو کیا نظر آیا ہے اس میں --- حسنیٰ نے دانت پیس کر کہا اور چھوٹی سی ناک کے نتھنے پھول گئے تھے ---

مجھے حازق سے ہی کرنی شادی ہر صورت میں -------- بچوں کی طرح پیر پٹخ کر وہ سامنے رکھی کرسی پر آ کر بیٹھ چکی تھی ---

پر پہلے اب یہ بات تو کنفرم ہونے دو کیا حازق کو بھی تم سے کرنی شادی یا نہیں --- فضا نے رک رک کر اپنا خدشہ ظاہر کیا --

ایسے کیوں کہہ رہی ہو تم --- حسنیٰ نے رونے جیسی آواز نکالی تھی --- اور چہرے پر آئے بال پیچھے کیے تھے ---

ٹھیک کہہ رہی ہوں -------- فضا نے گہری سانس لی --

ایسے مت کہو فضا ---- میرا دل بند ہو رہا ہے --- حسنیٰ نے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر آنسو گال بھگو رہے تھے

ارے --- یار حسنیٰ پہلے تو یہ پریٹنڈ کرنا بند کرو کہ تم اس سے بہت محبت کرتی ہو --- فضا کی بے زار سی آواز دوسری طرف سے ابھری --

کرتی تو ہوں ------- حسنیٰ نے آنسوؤں میں ڈوبی بھاری آواز میں کہا ---

وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ کرتی تھی محبت اپنے خوابوں سے --- دولت سے ---- مہنگے پر آسائش گھر سے ---- سونے سے --- قیمتی کپڑوں اور گاڑیوں سے ---- نوکروں کی ریل پیل سے ---- ہاں وہ حازق سے محبت کرتی تھی ---

بس کرو تم --- اسے محبت نہیں کہتے جب تمہیں ہو گی تو پتا چلے گا کیا ہوتی ہے محبت --- فضا نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے تھے ---

اچھا چلو بھاشن دینا بند کرو تمہیں تو جیسے بہت پتا ہے نہ محبت کسے کہتے ہیں اور کسی طریقے سے پتا چلاؤ کیوں بات نہیں کر رہا حازق --- حسنیٰ کو ہمیشہ سے اس کے سمجھانے سے بہت چڑ تھی اور اب بھی وہ شروع ہو رہی تھی

اچھا بند کرو فون ذرا --- کرتی ہوں --- فضا کی پر سوچ آواز ابھری تھی ---

فون بند کرنے کے بعد حسنیٰ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی --- اس بات سے بلکل بے خبر کہ اس کے گال پر بہتے آنسو اس وقت کسی کے دل پر اثر کر رہے ہیں --- اور وہ بے چین ہو گیا ہے کہ اتنا ہنسنے چہکنے والی لڑکی تین دن سے اتنی اداس کیوں ہے اور آج کیوں اتنا رو رہی ہے ---

****

زبیر --- تھنکیو سو مچھ --- شہروزی نے سیاہ رنگ کا بریف کیس میز پر رکھ کر ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا ---

میم اس کی کیا ضرورت ہے پھر کبھی بھی کوئی کام ہو بندہ حاضر ہے --- زبیر نے مسکراتے ہوئے تھوڑا سا جھک کر سینے سے نیچے ہاتھ رکھا---

زبیر شہروزی کے آفس میں اس کی میز کے سامنے مہذب انداز میں کھڑا تھا ---

نعمان کی جاسوسی کا اس ہر مہینے موازہ ملنے کے باوجود اب شہروزی اسے بھاری رقم تحفے میں دے رہی تھی --- جو اس سیاہ بریف کیس میں نقد کی صورت میں تھی ---

ہممم --- ضرور --- ------ شہروزی نے بھی مسکرا کر کہا ---

جی اجازت پھر ------ زبیر نے کیس کے ہینڈل میں ہاتھ ڈال کر اسے میز پر سے اٹھایا اور لب بھینچے

جی جی ------ شہروزی نے مسکرا کر جانے کی اجازت دی

www.classicurdumaterial.com

زبیر کے جانے کے بعد --- ایک گہری سانس لیتے ہوئے پاس پڑے فون کو اٹھا کر ڈائل پر کچھ نمبر دبائے اور ریسور کان پر رکھا

نعمان کو میرے آفس میں بھیجیں ------- بہت مدھم سی نرم آواز میں کہہ کر ریسور پھر سے رکھ دیا اور نظروں کو بیرونی دروازے پر جما لیا ---

دل پھٹنے جیسا احساس تھا --- واصف سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اسے ساری عمر ممتا کے لیے یوں ہی تڑپی تھی --- سال میں کتنے چکر اس ننھی سی قبر پر لگاتی تھی وہ -- یہ سوچ کر کہ ہاں اس کی بھی اولاد اس دنیا میں آئی تھی وہ بے اولاد نہیں تھی -- بس وہ سو رہی تھی اس مٹی کے ڈھیر میں پر اس بات سے وہ یکسر بے خبر تھی کہ یہ چھوٹی سی قبر محض ایک مٹی کا ڈھیر ہے اور کچھ بھی نہیں اس کا جنا ہوا تو زندہ سلامت ہے -- وہ ہو بہو اپنے باپ پر گیا تھا -- حسن ولید ----- شہوزی کی پہلی اور آخری محبت ---

دروازے پر ہلکی سی دستک نے خیالوں کی دنیا سے باہر نکالا تھا --- بے تاب ہو کر دروازے کی طرف دیکھا ---

میم مے آئی --- کم ان --------

وہ کھڑا تھا اس کا شہزادہ--- خوبرو-- کشادہ ماتھا-- چوڑا سینا--- گہری آنکھیں---

خوبصورت لب--- بھورے سنہری بال-- موچھیں--- اور بڑھی ہوئی شیو کی وجہ سے

رعب دار چہرہ----

جی------ -------- ممتا سے تڑپتی ہوئی آواز ابھری تھی---

دل کیا دوڑ کر جائے سینے سے لگائے ماتھا چومے ہاتھ چومے--- بتائے اسکو کہ تو اس

کوک سے جنا ہے میرے لال--- پر---- پر--- وہ پوچھے گا سوال----

ہائے----ئے----ئے---- وہ پوچھے گا----

میم------ نعمان نے خیالوں میں کھوئی ساکن سی شہروزی کو پکارا---

اسے آفس میں آکر کھڑے ہوئے پانچ منٹ ہو گئے تھے اور شہروزی بلکل خاموش خیالوں

میں کھوئی اسے تکے جا رہی تھی---

نعمان کے پکارنے پر وہ چونکی--- جلدی سے جزبات پر قابو پایا---

بیٹھیں---- ----------سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا

جی-------- نعمان پریشان سا کرسی کو گھسیٹتا ہوا بیٹھ گیا تھا

شہروزی پھر چپ چاپ تھی بس اسے عجیب سی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی----

کاش ----- کاش---- اس کو بتا سکوں چیخ چیخ کر تم میرے بچے ہو --- میرے بیٹے پوری دنیا کو بتا سکوں --- کاش ---- شہروزی کا دل جیسے کوئی مٹھی میں بند کر رہا تھا ---

میم--- کوئی کام -------- نعمان نے بے چین ہو کر پھر سے سوال کیا---

آں---- ہاں --- ہے کام -------- شہروزی نے تھوک نگل کر گلے میں پھنسے آنسو کے گولے کو نگلا تھا--- اور پلکوں کو جھپک کر نظریں چرائی یں ---

جی بولیں میم ------ مہدب بھاری --- آواز---

آپ---- وہ میں -----آپ کی---- پرموشن کر رہی ہوں ------- شہروزی نے ایک فائی‌ل میز پر رکھی اور گیلی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے نعمان کی طرف دیکھا---

جس پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا تھا--- اس ک قسمت اس پر دن بدن مہربان تھی ---

جی---- کیا---- میم---------- وہ خوشی کے مارے اٹک اٹک سا گیا تھا---الفاظ زبان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے

جی۔۔۔ آپ کل سے ایم ڈی کی سیٹ پر بیٹھیں گے ۔۔۔۔۔۔۔ شہروزی کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی تھی ۔۔۔ محبت سے لبریز آنکھیں اپنے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر ٹھنڈی ہو رہی تھیں ۔۔۔

میم۔۔۔ پر ۔۔۔ میں۔۔۔۔۔۔نعمان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے اس لمحے ۔۔۔

پر۔۔۔ور۔۔۔ کچھ نہیں ۔۔۔ آپ کا کام بہت اچھا ہے بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دل سے نکلی آواز

جی۔۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کیا کہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔ نعمان بار بار مسکرا رہا تھا ۔۔۔

حسنیٰ کو تلاش کرتے ہوئے دو ماہ ہو چلے تھے اور وہ ان دو ماہ میں ایک بار بھی نہیں مسکرایا تھا اور آج یہ مسکراہٹ ایسے تھی جیسے کسی بنجر زمین پر برسوں بعد پانی کی بوندیں بارش کی صورت پڑی ہوں ۔۔۔

کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔ شہروزی نے محبت سے مسکرا کر کہا وہ اپنے رونے کو بمشکل روکے ہوئے تھی ۔۔۔

آنسوؤں کا بند بس ٹوٹنے کو تھا ۔۔۔

جائیں آپ پھر ۔۔۔۔۔۔۔ تیزی سے سنجیدہ لہجے میں نعمان کو جانے کا کہا

کیونکہ اگر وہ ایک لمحہ بھی اور رکتا تو وہ رو دیتی اس کے سامنے ---جو وہ ہر گز نہیں چاہتی تھیں --- کیونکہ وہ ڈرتی تھیں اس کے سوالوں سے جو وہ کرے گا یہ حقیقت جان لینے کے بعد کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور اگر اس کا بیٹا تھا تو اس رات وہ کوڑے میں کیوں پھینکا گیا تھا --- اور ان سوالوں کے جواب--- کتنے مشکل تھے یہ اسی کا دل جانتا تھا ---

جی جی -----نعمان فائل کو اٹھا کر گہری مسکراہٹ اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ باہر نکل گیا تھا

****

تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے --- عفت نے زور سے حسنیٰ کے بازو کو جھٹکا دیا تھا

جو منہ پھلائے کمرے کے بوسیدہ سے پلنگ پر گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی ---

امی--- وہ -------- رونے جیسی صورت بنا کر چہرہ اوپر اٹھا کر عفت کی طرف دیکھا--- جو خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھیں --- جو بار بار ہر رشتے سے انکار کر دیتی تھی اور اب جو رشتہ آیا تھا عامر کو اور حسن کو بہت پسند آیا تھا اور وہ اس

کے بارے میں بے حد سنجیدہ ہو چکے تھے ---

کیا وہ وہ ---- تمہارے بھائی نے آج بلا لیا ہے ان لوگوں کو رسم کے لیے---- عفت نے دانت پیس کر غصے سے دیکھا

امی --- مجھے ایک بہت ہی امیر لڑکا پسند کرتا ہے ------- حسنیٰ نے سر کو مزید جھکا دیا تھا اور گھٹی سی آواز میں کہا

عفت تو جیسے ایک لمحے کے لیے ساکن ہو گ ئی تھیں وہ چپ چاپ کھڑی تھیں --- وہی ہوا جسکا شک تھا --- شنزا کتنی دفعہ تو اسے یہ کہ چکی تھی کہ حسنیٰ کے لچھن اسے سہی نہیں لگتے ہیں لیکن دل تھا کہ حسنیٰ پر اندھا اعتماد کرتا تھا بیٹی کو تھی اور شنزا بہو تھی ---

امی--------- حسنیٰ نے روہانسی صورت بنا کر ساکن کھڑی عفت کے ہاتھ کو تھاما تھا ---

امی وہ رشتہ بھیجے گا--------- پھر سے عفت کے ہاتھ کو ہلایا تھا جو کوئی جواب نہیں دے رہی تھیں ---

نہیں کوئی ضرورت نہیں ہم کیسے نبھا پائی یں گے اتنے امیروں کے ساتھ -------

عفت نے سختی سے حسنیٰ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور سپاٹ لہجے میں کہا ---

حسنیٰ جلدی سے پلنگ سے نیچے اتری تھی ----

امی پلیز کچھ دیر اور انتظار کر لیں------ حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہتے ہوئے عفت کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے ---

عفت نے ماتھے پر شکن ڈال کر گھور کر دیکھا --- حسنیٰ با قاعدہ رو پڑی اور جھٹکے سے عفت کے گلے لگی تھی ---

بیٹی تھی اور سب سے چھوٹی لاڈلی اس کا بلک بلک کے رونا ممتا کے سخت دل کو بھی پسیج گیا تھا -- اپنے سے الگ کر کے عفت مے اس کے چہرے کو محبت سے دونوں ہاتھوں میں لیا تھا --وہ ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی ---

تو منگنی کر لے --- اگر اس کا رشتہ آ گیا تو میں راضی کر لوں گی تیرے بھائی یوں کو ------ عفت نے مدھم مگر محبت بھرے لہجے میں کہا

امی--------- حسنیٰ نے خوشی سے عفت کو گلے لگایا تھا ---

جبکہ وہ پھیکی سی مسکراہٹ سے مسکرا دیں تھیں ---

******

ہمم منگنی ہے یا نکاح--- منب نے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ مارا تھا---

مجھے کیا معلوم--------روبن نے مدھم سی آواز میں کہا پر آنکھوں کے سامنے سے دوربین کو نہیں ہٹایا تھا---

اسی چھت پر جہاں وہ روز اسے دیکھتا تھا آج وہاں اس کی کوئی تقریب ہو رہی تھی ہلکے سے تربوزی رنگ کے جوڑے میں اداس سی بیٹھی تھی چھت پر ہی چھوٹا سا سٹیج بنا تھا لوگ رنگ برنگے جوڑوں میں سٹیج کے سامنے لگی کرسیوں پر بیٹھے تھے کچھ لوگ کھڑے تھے --- بچے دوڑ رہے تھے ---

کیوں اس سیراب کے پیچھے بھاگتا ہے --- منب نے پھر سے روبن کے کان کے قریب آ کر کہا

میں کہاں بھاگتا ہوں بس اسے دیکھتا ہی تو ہوں --- روبن نے ٹھنڈی آہ بھری تھی---

پاگل جب وہ کسی صورت تیری ہو نہیں سکتی پھر اس سے کیا ملتا تجھے دیکھنے سے ---- منب نے سگریٹ کا کش لگایا تھا--

سکون----------- ---- بہت گہری آواز تھی ---

تو کب سے ایسا ہو گیا میری جان کے لڑکی کی صورت کا دیدار تجھے سکون دے --- منب نے قہقہ لگایا تھا ---

کچھ سمجھ نہیں آتا مجھے بھی روز جب اس چھت کے زینے

اترکر نیچے جاتا ہوں تو یہ سوچ کر جاتا ہوں کہ کل اسے نہیں دیکھوں گا --- روبن نے دوربین کو نیچے کیا اور چہرہ نیچے جھکا کر اسے ناخن سے کھرچا

اور اگلے دن پتا نہیں کیا بے چینی ہوتی ہے --- میں یہاں ہوتا ہوں --- مجھے لگتا ہے جب بھی میں اسے دیکھتا ہوں تو میں اپنے سارے غم بھولنے لگتا ہوں --- روبن جزبات کی رو میں بولے جا رہا تھا

ابے----- عشق وشق تو نہیں کر بیٹھا اس سے --- اس کی رسم ہو رہی کوئی --- اور کون ہے کیا ہے تجھے کیا معلوم --- منب نے ہاتھ روبن کے چہرے کی طرف کیا اور پریشان لہجے میں کہا

جانتا ہوں وہ کچھ بھی نہیں ہے میری لیکن یہ دل جو ہے نہ یہ مانتا ہی نہیں --- روبن نے پھر سے اسے دیکھنا شروع کر دیا تھا ---

وہ آج اور بھی غضب ڈھا رہی تھی ---

www.classicurdumaterial.com

مجھے سمجھ آ گیا ہے مس ئی لہ --- منب نے تھپکی دی روبن کی پیٹھ پر ---

کیا --- روبن نے کھوئے سے انداز میں کہا جبکہ وہ ہنوز دوربین آنکھوں پر سجائے اس لڑکی کو دیکھنے میں مصروف تھا ---

سمپل --- تو قید میں ہے اور کوئی ایکٹیویٹی نہیں ہے بس اس کو دیکھتا ہے --- منب نے سگریٹ نیچے پھینکا اور پاؤں سے مسل دیا ---

اوپر سے وہ حسین بلا ہے پوری سالی --- منب نے اشارہ اس چھت کی طرف کیا اور معنی خیز مسکراہٹ دی

ابے ---------- روبن نے ایک جھٹکے سے منب کا گریبان دبوچا تھا ---

ارے بس بس --- کیا ہو گیا --- --- منب نے گریبان چھڑواتے ہوئے کہا

کچھ نہیں بولنا اس کے بارے میں سمجھا --- روبن نے دانت پیس کر کہا ---

منب کے چہرے پر مکا تان کر وہ پورے غصے میں کھڑا تھا

ابے تو پاگل واگل ہو گیا ہے کیا --- اس لڑکی کے لیے مجھ پر مکا تان لیا --- منب نے غصے سے خود کو الگ کیا ---

ہاں -------- روبن نے لب بھینچے اور چہرہ نیچے جھکا لیا

منب سر جھٹک کر نیچے اتر گیا تھا --- اور وہ وہیں پر کھڑا تھا ---- پریشان حال اسے خود نہیں پتا تھا اسے کیا ہوا تھا

****

سر یہ ڈزائی‌نگ ڈیپارٹمنٹ ہے ---- نعمان کو جگہ دیتا ہوا آدمی بڑے مہدب انداز میں گویا ہوا ---

نعمان ایم ڈی کی سیٹ پر آنے کے بعد آج پہلے دن راونڈ پر آیا تھا ---

ہمم --- کتنے ورکرز ہیں ہمارے پاس --- نعمان نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا ---

بہت سی لڑکیاں اور لڑکے کپڑے سلائی کرنے میں مصروف تھے ---

سر یہ مینول ڈیپارئ‌ٹمنٹ ہے یہاں سیون ہینڈرڈ لوگ ہیں کام کر رہے -------- آدمی نے ایک فائ‌ل نعمان کی طرف بڑھائی ---

نعمان بہت مصروف انداز میں فائ‌ل دیکھنے میں مصروف تھا ---

ہمممم--- گڈ---- --- نعمان نے فائل بند کر کے سامنے کھڑے آدمی کی طرف بڑھائی ---

مجھے فائلز چیک کرنی ہیں --- سٹاک کی --- نعمان نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور آگے بڑھا---

وہ کام کرتے ہوئے لوگوں کے بیچ میں سے گزر رہا تھا--- کچھ لوگ سلائی کر رہے تھے اور کچھ کڑھائی ---

وہ سیاہ گاؤن میں نقاب کیے سلائی کرنے میں مصروف تھی جب ڈیپارٹمنٹ کے بیرونی دروازے سے داخل ہوتے شخص کو دیکھ کر سانس اٹک گئی وہ جہاں سے بھی گزر رہا تھا لوگ کھڑے ہو رہے تھے---

ارے --- نیو ایم ڈی ہے --- ساتھ والی لڑکی نے سرگوشی کی --- اور وہ سن ہو گئی تھی--- چلتی مشین میں بری طرح انگلی آئی تھی --- چیخ ابھری تھی اس کو بہت سے لوگوں نے بھاگ کر مشین بند کی تھی ہاتھ زخمی ہو چکا تھا --- اور خون بہہ رہا تھا---

کیا ہوا ان کو ---- نعمان ایک دم سے قریب آیا---

سیاہ گاؤن اور نقاب میں سے دو آنکھیں اوپر اٹھ کر فورا جھکی تھیں----

پورے چھ ماہ بعد آج گھوم کر وہ اسی کے سامنے تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آہ ۔۔۔۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔انگلی سے زیادہ دل میں ٹیس اٹھی تھی ۔۔ ان چھ ماہ میں کوئی ایک لمحہ بھی تو ایسا نہیں گزرا تھا جب اس نے نعمان کو یاد نہ کیا ہوا ۔۔۔ لیکن کس منہ سے واپس آتی وہ کہاں اب نعمان کے قابل رہی تھی وہ تو اب خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی اس دن اگر مونال پر بابا اسے نہ بچاتے تو شائد وہ ایک اور بہت بڑے گناہ کی مرتکب ہو چکی ہوتی ۔۔۔۔

لیکن یہ خبر نہیں تھی کہ وہ رلتی کھلتی پھر سے یوں اسی کے سامنے آجائے گی ۔۔۔ سوچا تھا ساری عمر یوں ہی اس کے نام پر گزار دوں گی اس کی منکوحہ کے طور پر ۔۔۔۔۔ پر کبھی نعمان کے سامنے نہیں جاؤں گی لیکن ۔۔۔۔

اللہ ۔۔۔۔۔ مجھے پہچان نہ لے ۔۔۔۔ حسنیٰ نے نظریں بلکل نیچے کر لی تھیں ۔۔۔ وہ سر پر ہی تو کھڑا تھا ۔۔ حسنیٰ کی نظریں اسکے جوتے پر پڑی تھیں ۔۔۔ اور یک لخت اسکا بوسیدہ پھٹا ہوا جوتا نظروں کے سامنے آگیا تھا ۔۔۔ جس کمپنی میں وہ بابا کی سفارش پر ایک چھوٹی سی ورکر کے طور پر کام کرتی تھی وہ اس کی کمپنی کا ایم ڈی تھا ۔۔۔

اسے ابھی یہاں کام کرتے ہوئے ایک ماہ ہوا تھا۔۔۔ کتنی مشکل سے خود کو زندگی کی طرف لانے میں کامیاب ہوئی تھی کتنی مشکل سے بابا نے اسے یہ نوکری دلائی تھی۔۔۔ حازق کے پیچھے تو سب برباد کر ہی چکی تھی۔۔۔ نہ پڑھائی مکمل کر پائی تھی اور اب تو کچھ نہ بچا تھا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ نہ ماں نہ بھائی بہنیں جن کو وہ خود غرضی میں کھو چکی تھی اور پھر ایک شوہر کا رشتہ جس کے اب وہ قابل تک نہ رہی تھی۔۔۔۔ کتنا مضبوط کر کے خود کو وہ پورے پانچ ماہ بعد گھر سے نکلی تھی۔۔۔۔ لیکن آج نعمان کو یوں دیکھ کر سب ڈھیر ہو گیا تھا۔۔

سر فنگر شائد بری طرح مشین میں آئی ہے۔۔۔۔ نعمان کے ساتھ کھڑے آدمی نے وضاحت دی تھی

پانی پلائیں ان کو ریسٹ روم میں لے کر جائیں فوراً۔۔۔ نعمان نے پریشان سی صورت بنا کر کہا۔۔۔

جی جی۔۔۔۔ سر۔۔۔۔ ۔۔۔۔ پاس کھڑی لڑکی نے حسنیٰ کو سہارا دے کر اٹھایا تھا۔۔۔

ایک اور لڑکی حسنیٰ کے ہاتھ کو اوپر اٹھا رہی تھی۔۔ خون بہت تیزی سے بہہ رہا تھا جیسے ہی حسنیٰ اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی زمین پر بہت سے قطرے گرے تھے۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

اوہ بات سنیں بہت برا زخم ہے ---- ان کو ہاسپٹل لے جائیں --------نعمان نے پریشانی سے ساتھ کھڑے آدمی کو کہا تھا-----

حسنیٰ --- نے اس کے بعد ایک دفعہ بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا --- دو لڑکیاں اب اسے بیرونی دروازے کی طرف لے کر جا رہی تھیں --- اور وہ آدمی کسی کو آفس کال کر رہا تھا ---

آپ سب احتیاط سے کام کیا کریں --- حسنیٰ کو عقب سے نعمان کی بارعب آواز سنائی دے رہی تھی ---

اب وہ باقی لوگوں کو ہدائیت کر رہا تھا ---

****

پھپھو---- پھپھو----- وہ کمر پر ہاتھ دھرے واصف ولاز کے بہت بڑے نفیس اور قیمیتی فرنیچر اور سجاوٹ کی چیزوں سے سجے لاونج میں کھڑی تھی ---

گھنگھرالے بال شانوں پہ بکھیرے چھوٹی سی ڈھیلی سی اونچی شرٹ کے نیچے تنگ نیلے رنگ کی جینز زیب تن کیے لبوں کو ایک دوسرے سے ملائے۔۔۔ جس کی وجہ سے گال کے ڈمپل واضح ہو رہے تھے ۔۔۔ وہ ارد گرد شہروزی کی تلاش میں نظریں دوڑا رہی تھی ۔۔۔

سفید رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ایک ملازم تین اٹیچی لیے اس کے پاس سے گزرتا ہوا گیا تھا ۔۔۔۔

اور ایسے ہی نظریں دوڑاتی وہ ایک دم سے زینے کی طرف دیکھ کر بھرپور طریقے سے مسکرا دی تھی ۔۔۔

شہروزی مسکراتی ہوئی زینے اتر رہی تھی ۔ وسیع سفید ٹائلز والا زینہ گول گھومتے ہوئے اوپری حصے کو لاونج سے ملا رہا تھا۔۔۔

ارے۔۔۔۔۔ واہ۔۔۔۔ پہنچ گ ئی میری جان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہروزی نے محبت سے اپنی بھتیجی کی طرف دیکھا ۔۔۔

جی ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تقریباً بھاگتی ہوئی شہروزی کی طرف بڑھی ۔۔۔ لب کھل رہے تھے اور آنکھیں چمک رہی تھیں ۔۔۔

شہروزی کے ساتھ گرم جوشی سے گلے مل کر وہ چھکنے کے سے انداز میں ہنس رہی تھی اس کی شہروزی سے محبت بچپن سے ہی ایسی تھی --- شہروزی کے بعد وہ ہی لڑکی تھی جو ملک انور کی بڑی حویلی کی رونق تھی --- ہیر اطہر ----

شہروزی کے اکلوتے بھائی ملک اطہر کی بیٹی ----شہروزی کی جان دلاری --- وہ میٹرک کے بعد لاہور میں پڑھنے کے غرض سے آئی تھی --- اور اب اسے یہیں واصف ولاز میں شہروزی کے ساتھ رہنا تھا ---

شہروزی کی خوشی دیدنی تھی کیونکہ ہیر کے گھر آجانے سے خاموشی کا راج ہر وقت قائم رکھنے والا واصف ولاز مدھر سے کھنکتے قہقوں سے گونج اٹھا تھا ---

کیسی ہیں آپ --- لاڈ سے شہروزی کے کندھے پر سر رکھ کر ہیر نے کہا

بلکل ٹھیک میری جان --- بیٹھو ---- شہروزی نے گال تھپتھپا کر اسے بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا

پھپھو بیٹھنا ویٹھنا نہیں ہے مجھے شاور لینا ہے اور پھر خوب سارا سونا ہے --- ---- ہیر نے چھکتے ہوئے شہروزی کے گلے میں بازو ڈالے اور ناک بڑی ادا سے اوپر چڑھائی ----

اوکے ---- رضیہ --- رضیہ ---------- شہروزی نے گردن کو خم دے کر آواز لگائی ---

کچھ دیر میں ہی ملازمہ ہاتھ باندھے حاضر تھی ---

ہیر کو اس کا کمرہ دکھاؤ --- شہروزی نے رضیہ کو کہتے ہوئے مسکرا کر پھر سے ہیر کی طرف دیکھا

جی میم ---- --- رضیہ نے تھوڑا سا سر جھکایا اور پھر ہیر کی طرف دیکھا

جاؤ --- شام کو لان میں ملتے ہیں چائے کے ساتھ -- شہروزی نے پھر سے ہیر کے گال کو محبت سے تھپکا تھا

******

فضا --- شادی جلدی رکھ دی ہے ان لوگوں نے ------- پریشانی سے بھری آواز کے ساتھ وہ لب کچلتی فون کے دوسری طرف موجود فضا کو اپنا دکھڑا سنا رہی تھی ---

چھت کے کرسی پر دونوں ٹانگوں کو اوپر سمیٹے گھٹنوں پر چہرہ رکھے --- سادہ سی اونچی قمیض کے ساتھ گھیرے دار شلوار زیب تن کیے بالوں کو بے نیازی سے شانوں پر

بکھرائے -- جن میں کنگھی نہ کرنے کی وجہ سے نیچے کی طرف کتنے ہی بل آ گئے تھے اداس صورت بنائے بیٹھی تھی ---

عفت کے کہنے پر وہ عابد سے منگنی کر چکی تھی -- لیکن اب ان کے جلدی مچانے پر عامر اور حسن شادی کے لیے راضی ہو چکے تھے --- حسنیٰ کی جان پر بن آئی تھی---

حسنیٰ --- تو بتا تو چکی ہوں تمہیں اتنی دفعہ وہ کہہ رہا ہے نہیں کرنی اس کو تم سے شادی کیوں ضد پر اڑی ہو--- فضا نے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا---

وہ حازق سے بات کر چکی تھی جس نے یہ بہانہ بنا کر ٹال دیا تھا کہ اس کے پیرنٹس اس شادی کے لیے بلکل راضی نہیں ہو رہے ہیں وہ اپنے سٹیٹس میں ہی اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں --- فضا پہلے بھی بہت دفعہ یہ بات حسنیٰ کو باور کرا چکی تھی لیکن حسنیٰ تو کسی صورت پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھی وہ مختلف نمبر بدل بدل کر بھی حازق سے رابطہ کرنے کی کوشش کر چکی تھی --- حازق کیسے اپنے سارے وعدے بھول سکتا ہے جینے مرنے کی قسمیں بھول سکتا ہے ---بس دل کو یہ خلش یہ پھانس سکون نہیں دے رہی تھی حازق اس جیسی حسین لڑکی کو کیسے اتنی آسانی سے بھول سکتا ہے کیسے چھوڑ سکتا ہے --- قصے کہانیوں میں تو لڑکے گھر بار چھوڑ دیتے حازق کیسے ایسے خاموش ہو گیا---

پلیز--- پلیز---- اسے کہو میرے ساتھ ایسا مت کرے--- ---- حسنیٰ باقاعدہ رو دی تھی---

ایک ہفتے بعد شادی رکھ دی گ ئی تھی اور وہ بے حال تھی سارے خواب بکھر گئے تھے --- اور دل تھا کسی صورت بھی عابد جیسے معمولی کلرک کے ساتھ شادی پر راضی نہیں ہو رہا تھا---

پاگل لڑکی وہ چھوڑ چکا ہے تمہیں --- فضا نے دانت پیس کر ہزار دفعہ دہرائے ہوئے الفاظ پھر سے اس کے سامنے دہرائے تھے---

فضا---- ------ وہ نا سمجھی کے انداز میں پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی----

دل تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا کہ کہ اس کی قسمت بھی ایسی ہو سکتی ہے اسے تو لگتا تھا وہ اتنی حسین ہے کوئی شہزادہ اس کی قسمت میں آئے گا-- اسے اپنی محل کی ملکہ بنائے گا اور شہزادہ آ بھی تو گیا تھا حازق کی صورت میں ہاں وہ شکل سے تو شہزادہ نہیں تھا لیکن دولت سے وہ شہزادہ ہی تھا اور وہ خود کو حازق کے ساتھ اتنا آگے تک سوچ چکی تھی کہ اب واپسی بہت کٹھن تھی---

حسنیٰ جہاں شادی ہو رہی ہے چپ چاپ کر لو سمجھی--- فضا نے غصے میں بھری آواز میں کہا---

تم بھی سب کے ساتھ مل جاؤ --- کوئی میرا دکھ نہیں سمجھتا بھاڑ میں جاؤ تم بھی --- حسنیٰ نے بھاری آواز میں روتے ہوئے کہا---

فون بند کرنے کے بعد وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی --- اور دو چھت کے فاصلے پر دیوار کی باڑ میں سے جھانکتی دو آنکھوں سے یہ منظر دل میں اتر کر دل کی بستی میں اتھل پتھل مچا گیا تھا----

****

یہ کیا ہوا---------- دروازہ کھولتے ہی ان کی نظر حسنیٰ کے ہاتھ پر بندھی پٹی پر پڑی تھی---

وہ پچپن سال کے لگ بھگ ایک بوڑھا شخص تھا جو اپنی عمر سے بھی زیادہ ضعیف دکھتا تھا --- سر کے بال اور داڑھی میں بس کہیں کہیں سیاہ بال موجود تھے --- آنکھوں پر چشمہ ٹکا تھا --- ڈھیلا سا کرتا اور شلوار پہن رکھا تھا ---

بابا ---وہ آج ہاتھ مشین میں آ گیا ------- حسنیٰ نے مدھم سی آواز میں کہا اور ان کے اطراف سے ہوتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی اور وہ اب بھی وہیں پریشان حال سے کھڑے تھے---

مونال کے سنان گوشے سے جس دن کود کر وہ اپنی جان دینے والی تھی اس دن بابا نے ہی اسے بچایا تھا --- اس کا بازو پکڑ کر وہ کھینچتے ہوئے اسے ایک طرف لے گئے تھے اور پھر اس کے چہرے پر ایک زور کا تھپڑ لگایا تھا--- حسنیٰ کو وہ اس دن زبردستی اپنے اس چھوٹے سے گھر میں لے آئے تھے وہ یہاں تنہا رہتے تھے---- حسنیٰ اس رات بے حال تھی پھر وہ کتنے دن بخار میں تپتی رہی اور بابا نے اس کی تیمارداری میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی ان کی شخصیت ایسی تھی کہ حسنیٰ ان سے کچھ بھی نہیں چھپا سکی تھی --- اور پھر انھوں نے حسنیٰ

کو زندگی میں واپس لانے کے لیے چھ ماہ لگا دیے تھے --- وہ ایک چھوٹی سی ملازمت کرتے تھے .--- حسنیٰ کو ان کے بارے میں صرف یہ پتہ تھا وہ عمر قید کے بعد جیل سے کچھ عرصہ پہلے ہی رہا ہو کر آئے ہیں --- بقول ان کے یہاں ان کا کوئی نہیں ہے اب وہ اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے وہ کسی جھوٹے قتل کیس میں پھنس گئے تھے اور جوانی پوری جیل میں ہی بسر کر دی تھی----

دکھاؤ مجھے ---- کیسے آیا --- یہ -------- بابا نے قریب ہو کر اس کا ہاتھ تھاما تھا---

www.classicurdumaterial.com

یہ تین مرلے کا چھوٹا سا گھر تھا --- جس کی حالت بھی کوئی اچھی نہیں تھی --- بابا بمشکل اس گھر کا کرایہ ادا کرتے تھے -- لیکن حسنیٰ کو اب یہ گھر اور بابا کی شفقت جنت لگنے لگی تھی --- چھ ماہ کے عرصے میں اس نے بابا سے زندگی کے وہ سبق پڑھے تھے جو اسے نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں پڑھے تھے--- اسے باہر نکلتے ڈر لگتا تھا --- با با لاہور میں رہتے تھے اور اس دن وہ اسلام آباد تبلیغ کے سلسلے میں کسی گروہ کے ساتھ گئے تھے اور مونال کے سنسان گوشے میں وہ بھی اپنی زندگی کے پرانے باب ہی کھولے بیٹھے تھے جب انھیں حسنیٰ وہاں نظر آئی تھی --- حسنیٰ کے پاس نہ تو کوئی ڈاکیومنٹس تھے نہ کچھ اور بہت مشکل سے واصف ٹیکسٹائل میں اسے سفارش پر ایک ورکر کی ملازمت ملی تھی اور ایسا کرنا ضروری بھی بہت تھا کیونکہ اب وہ بابا پر بوجھ بنتی جا رہی تھی --- انھوں نے تو کبھی نہیں کہا تھا لیکن اسے خود اب بری طرح یہ محسوس ہونے لگا تھا -- جدید فیشن سے لیس رہنے والی حسنیٰ کو اب اس سیاہ گاؤن میں بھی اپنا آپ برہنہ ہی لگتا تھا ---

بابا پریشان نہ ہوں اب ٹھیک ہے --- حسنیٰ نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا --

لیکن یہ سب ---- دھیان سے کام کیا کرو بیٹی -------- وہ اب گلاس میں پانی ڈالے اس کی طرف بڑھا رہے تھے ---

کیسا عجیب سا رشتہ تھا اس کا بابا کے ساتھ --- وہ بھی بے آسرا تھے اور حسنیٰ کا بھی اب دنیا میں کوئی اور ٹھکانا نہیں تھا---

بابا نعمان-------- پانی کا ایک سپ لے کر حسنیٰ نے نظریں جھکا کر کہا---

نعمان ---- کہاں ملا تمہیں ------- بابا نے چونک کر اسے دیکھا---

وہ بابا کو اپنی پوری داستان سنا چکی تھی--- ان کی شخصیت ہی ایسی تھی وہ ان سے کچھ بھی نہیں چھپا سکی تھی ---

اسی کمپنی کا ایم ڈی ہے -------- حسنیٰ کی نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں

حسنیٰ جاؤ --- جاؤ------ اس کے پاس-- بابا پھر سے اسے وہی کہہ رہے تھے جو وہ اسے پہلے ہر بار کہتے تھے

بابا--- وہ مجھے چھوڑ دے گا--- طلاق دے دے گا--- حسنیٰ کی آنکھوں میں پھر سے نمی آگئی تھی ---

کچھ مت بتاؤ اسے ---- --- بابا نے اس کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر پاس پڑے میز پر رکھا تھا---

اسے نہیں بتاتی لیکن میرا اپنا ضمیر --- مجھے کیسے سکون آئے گا بابا--- میں نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے پر اسے نہیں ---- اب نہیں--- حسنیٰ پھر سے رو دی تھی

لیکن مجھے لگتا ہے تمہیں جانا چاہیے اس کے پاس--- بابا نے پھر سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہا تھا---

بابا---- پلیز---- حسنیٰ نے بے چارگی سے کہا---

اچھا--- کھانا کھاؤ گی لگاؤں تمہارے لیے ---- وہ فوراً بات بدل گئے تھے کیونکہ ہر دفعہ جب وہ اسے نعمان کے پاس جانے کے لیے کہتے تھے وہ ان کو دھمکی دیتی تھی وہ ان کو بھی چھوڑ کر چلی جائے گی ---

نہیں پہلے نماز پڑھوں گی اس کے بعد---دھیرے سے کہتی ہوئی وہ کمرے کی طرف بڑھ گ ئی تھی ---

****

سن میں آج گھر نہیں آؤں گا ۔۔ ۔۔۔۔۔۔ روبن نے فون کان کو لگا کر سرگوشی کے انداز میں کہا اور ایک نظر سامنے تیز تیز قدم اٹھاتی چادر میں لپٹی لڑکی کی طرف ڈالی

کہاں ہے تو ۔۔۔ سب خیریت ہے نہ۔۔۔۔۔۔۔ منب نے پریشان سے لہجے میں پوچھا

اس کو لاہور میں رہتے پانچ ماہ ہونے کو آئے تھے ۔۔۔ اب وہ رات کو اکثر باہر نکل جاتا تھا اب بھی رات کے تین بج رہے تھے جب وہ سگریٹ کے کش لگاتا ہوا واپس گھر کی طرف جاتے جاتے اس گھر کے دروازے کو تکنے لگا تھا جہاں وہ حسینہ روز شام کو چھت پر جلوہ گر ہوتی تھی ۔۔ گھر برقی قمقموں سے سجا ہوا تھا ۔۔۔ پتہ نہیں کیا وجہ تھی وہ ایک اندھیرے سے گوشے میں دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو چکا تھا اور گھر کی طرف دیکھ رہا تھا یقیناً اسی کی شادی ہو گی ۔۔۔ دل عجیب سی گھٹن کا شکار ہوا تھا ۔۔۔ کیا تھا یہ ۔۔۔ وہ اس لڑکی کو روز شام کو اتنا دیکھتا تھا کہ اب خوابوں میں بھی وہ آنے لگی تھی ۔۔۔ خواب بھی عجیب ہی تھے کبھی وہ خواب میں اس کے گلے لگی ہوتی تو کبھی وہ اس کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا تھا ۔۔۔

اچانک دھیرے سے گھر کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ اور کوئی دبے قدموں گھر سے باہر نکلا تھا ۔۔ نکلنے والے کا انداز اتنا پرسرار تھا کہ روبن نے فوراً سگریٹ پھینک کر اس پر پاؤں رکھا تھا ۔۔۔

جیسے ہی وہ گھر کے دروزے سے تھوڑی سی آگے ہوئی تو چادر چہرے سے سرک گ ئی تھی ---

اففف--- یہ وہی چہرہ تھا -- جو اس کی روح کی غزا بن چکا تھا --- وہ چادر میں لپٹی بار بار چور نظروں سے پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی --- اور چہرے کو ڈھک رہی تھی

اوہ ---------- وہ بھاگ رہی تھی گھر سے---- روبن کے ذہن میں اس کا روتا بلکتا چہرہ گھوم گیا تھا --- اور جسم سن ہوا تھا وہ گھر سے بھاگ رہی تھی اتنی رات کو اکیلی کچھ ہو نہ جائے اس کے ساتھ دل نے خطرے سے آگاہ کیا تھا --- اور وہ جو اس کی کچھ نہیں لگتی تھی اس لمحے اسے اپنی سب کچھ لگی تھی ---

اس نے فوراً منب کو فون ملا کر اپنے نا آنے کی اطلاع دی تھی اور خود بے ساختہ اس سے کچھ فاصلے پر اس کے پیچھے ہو لیا تھا ---

ہاں سب ٹھیک ہے ---- بعد میں بات کرتا ہوں ---- منب کی بات کا عجلت میں جواب دے کر وہ فون بند کر چکا تھا اور اب وہ حسنیٰ کے پیچھے تھا --- جو تیز تیز مین سڑک کی طرف رواں دواں تھی ----

****

کیسا ہے آپ کا زخم اب --- حسنیٰ کے عقب سے بھاری مردانہ آواز ابھری تھی ---

وہ جھٹکا سا کھا گ ئی تھی --- نعمان بلکل اس کے پیچھے کھڑا تھا--- وہ سٹاک فائی لز چیک کرنے آج پھر سے مینول ڈئی پارٹمنٹ کے پاس سے گزر رہا تھا جب اچانک دو دن پہلے کا واقع یاد آنے پر وہ ورکنگ ھال میں آ کر حسنیٰ کے سر پر کھڑا تھا---

حسنیٰ کا دل حلق میں آ گیا تھا--- نظریں فوراً جھکا لی اور ہاتھوں کو چھپایا--- افف یہ کیوں آ گیا پھر سے ---- نہیں میں بولوں گی تو---- افففف کیا کروں اب وہ بری طرح پھنس گ ئی تھی ---

سر آج تو بہت بہتر ہے پر بہت مشکل سے کام کر رہی ہے یہ ساتھ بیٹھی فرحیہ نے جب حسنیٰ کو خاموش دیکھا تو فوراً اس کی وکالت کی تھی ---

حسنیٰ نے سکھ کا سانس لیا تھا---

آپ کو لیو دے رہا ہوں ون ویک کی گھر جائی یں ریسٹ کریں --- نعمان کی آواز پھر سے اس کے سر پر ابھری تھی ---

حسنیٰ نے سر دھیرے سے ہاں میں ہلایا تھا---

بہت بہت شکریہ سر آپ بہت اچھے ہیں ---- فرحیہ نے پھر سے دانت نکال کر کہا ---

آپ کتنا لیتی ہیں ان سے --- نعمان نے بھنویں اچکا کر فرحیہ کی طرف دیکھا ---

جی---------- فرحیہ نے نا سمجھی کے انداز میں نعمان کی طرف دیکھا---

مطلب ان کی جگہ بولنے کا کام آپ کرتی ہیں نہ تو کتنا لیتی ہیں ان سے --- نعمان نے طنز کے لہجے میں کہا---

سر --- وہ --- یہ تھوڑی شائے ہے ------- فرحیہ نے شرمندگی سے زبان دانتوں میں دبائی تھی ----

ہمم------- آئیندہ خیال رکھیں جس سے سوال پوچھا جائے یا جس سے بات کی جائے وہ ہی جواب دے ---- نعمان نے سپاٹ لہجے میں کہا ---

ایک نظر سیاہ گاؤن میں گھٹڑی سی بنی حسنیٰ پر ڈالی اور ایک نظر شرمندہ سی کھڑی فرحیہ پر ---

اوکے سر ---- فرحیہ خجل سی ہوئی ---

نعمان لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا ---

تو بہ----- تم بول کیوں نہیں رہی تھی انسلٹ کروا دی نہ--- فریحہ نے ایک چپت حسنیٰ کے کندھے پر لگائی تھی ---

وہ بے اختیار ہل گ ئی تھی --- کھوئی کھوئی سی -- ساکت نعمان کی چوڑی پشت پر نظریں جمائے ---- قدم قدم اس سے دور جانے والا یہ شخص اس کا شوہر تھا اس کا شریک حیات------

وہ اب بیرونی دروازے تک پہنچ چکا تھا ----

جب تک وہ پاس کھڑا رہا تھا اس نے کہاں نظر اٹھائی تھی----- جیسے ہی پلٹ کر وہ چل دیا تھا اس کی پشت سے نظر نہیں ہٹی تھی ---

بہت بار ایسا ہوتا ہے کہ خدا تمہیں پیاسا دیکھ کر میٹھے چشمے کی طرف دھکیل رہا ہوتا ہے وہ رستہ تھوڑا پتھروں والا دیکھ کر تم نل سے نکلنے والے پانی کی ایک بوند کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہو --- نعمان وہ میٹھے پانی کا چشمہ تھا جو اسے خدا نے عطا کیا تھا اور وہ ایسی بدقسمت تھی کہ چمکتے ہوئے سونے کا نل دیکھ کر اس سے گرنے والے قطرہ قطرہ بدبودار پانی کی دیوانی ہو کر پیاسی سے خود گھن زدہ ہو چکی تھی --- اب اس شفاف میٹھے پانی کے چشمے کے قابل کہاں تھی --- غلاضت --- گھن زدہ --- بدبودار وجود لے کر کیسے اس شفاف چشمے کے پاکیزہ پانی میں اترنے کی ہمت کرتی ---

دل میں ایک ٹیس اٹھی تھی--- بابا سے بات کرتی ہوں مجھے کہیں اور کام دلوا دیں یہاں بہت مشکل ہے ---- ایک گہری سانس لے کر اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تھا ---

****

پھپھو----- ادھر آئی یں---- ادھر--- ---- ہیر شہروزی کو کھینچتے ہوئے لان سے واپس لے کر آ رہی تھی ---

کیا ہوا --- ہیر -------- شہروزی اپنا ساڑھی کا پلو سنبھالتی بمشکل ہیر کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھا پا رہی تھی ---

شہروزی نے ایک بہت بڑے انٹرنیشنل پروجیکٹ ملنے پر گھر میں پارٹی رکھی تھی --- جس میں نعمان کو مدعو کیا تھا --- نعمان براؤن کوٹ میں بجلیاں گراتا کچھ آفس کولیگز کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا --- پارٹی کی تقریب واصف ولاز کے وسیع و عریض لان میں منعقد کی گ ئی تھی --- ہیر بڑی نک سک سے تیار ہو کر لان میں داخل ہوئی تھی جب سامنے کھڑے نعمان کو پل بھر میں ہی پہچان لینے کے بعد اس کا خون خشک ہوا تھا--- کیسے نہ پہچانتی اسے کتنا سوچا تھااُس نے ---- اور ملک اطہر سے بولا ہوا جھوٹ ----

افففف میرے خدا یہ کہاں یہاں ---- بے اختیار ہاتھ دل پر رکھا اور پھر بالوں کی اؤٹ میں چہرہ چھپاتی شہروزی تک پہنچی تھی شہروزی کو اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتے ہوئے لان سے بہت زیادہ فاصلے پر لے آئی تھی ---- وہ بار بار پیچھے مڑ کر لان کی طرف دیکھ رہی تھی --- اور آنکھیں بار بار دل کو تصدیق کر رہی تھیں کہ وہ روبن ہے --- ڈیڑھ سال پہلے کا منظر آنکھوں کے آگے گھوم گیا تھا ---

پھپھو ---- وہ براؤن کوٹ میں جو ہے وہ کون ہے --- ہیر کو سانس چڑھا ہوا تھا ---

شہروزی کو لا کر اس نے ایک خاموش کونے میں کھڑا کیا تھا ---

دل مسلسل اسے آنکھوں کا دھوکا ماننے پر بضد تھا --- ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ کانوں میں الگ سے دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا---

نعمان --- ہماری کمپنی کا ایم ڈی --- کیا ہوا----------- شہروزی نے اس کی پریشان حال سی صورت کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا----

ن-----ع-----ما----اااا----ن-------ہیر نے ماتھے پر بل ڈال کر نعمان کے نام کو لمبا کھینچا تھا----

www.classicurdumaterial.com

اوہ تو اس نے تو چھپ کر اپنی اڈینٹیٹی ہی بدل ڈالی --- پھپھو کو سب بتاتی --- نہیں نہیں --- وہ تو جانتا ہے میں نے جھوٹ بولا تھا سب ---- ہیر الجھ کر سوچ رہی تھی ---

ہاں -- ---- کیا ہوا --- شہروزی نے کندھے سے پکڑ کر تھوڑا سا ہلایا تھا اس کو ---

کچھ --- نہیں ---- کچھ بھی نہیں ---- طبیعت تھوڑی خراب ہو رہی ہے --- ہیر نے لبوں اور ناک کے درمیانی حصے پر نمودار ہونے والے پسینے کو ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے ہلکا ہلکا صاف کرتے ہوئے کہا ---

اوہ کیا ہوا جان میری --- شہروزی پریشان سی ہو کر آگے بڑھی اور ہیر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا ---

پھپھو کچھ نہیں میں آرام کرنا چاہتی ہوں ---- ہیر نے نظریں چراتے ہوئے کہا ---

اچھا---- تو ---- چلو آرام کرو تم ---- شہروزی کچھ الجھ سی گ ئی تھی

ہیر عجیب طرح سے کر رہی تھی--- شہروزی نے مسکرا کر اس کا بازو تھپکا تھا ہیر تقریباً بھاگتی ہوئی لاونج کی طرف بھاگی تھی---- اور گھومتے ہوئے زینے پھلانگتی اوپر جا رہی تھی ---

****

وہ کوچ کی کھڑکی والی جگہ پر سمٹی سی بیٹھی تھی --- اور چلتی کوچ کے ہلکے ہلکے سے جھٹکوں سے اسکا وجود بھی ہل رہا تھا ---

روبن کچھ فاصلے پر بیٹھا اس کو دیکھے جا رہا تھا --- وہ تو یہ سمجھا تھا کہ یہاں پر کوئی لڑکا ہو گا پہلے سے موجود جس کے ساتھ وہ بھاگ جائے گی اور پھر وہ یہاں سے واپس چلا جائے گا --- لیکن وہ اسلام آباد جانے والی کوچ پر اکیلی چڑھی تھی --- یہاں کوئی اور لڑکا موجود نہیں تھا --- روبن بھی بھاگ کر ٹکٹ لے کر ساتھ بیٹھ چکا تھا--- وہ اس کے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھا تھا --- وہ وقفے وقفے سے رو رہی تھی ----

پھر اسلام آباد پہنچ کر وہ ٹیکسی لے کر نکلی تھی --- روبن نے بھی عجلت میں ٹیکسی پیچھے لگوائی تھی --- وہ پتہ نہیں ایک پرچی پکڑے کہاں کہاں ٹیکسی گھوماتی رہی تھی شائےد اس کے پاس موجود پتہ مکمل نہیں تھا ---- شام چھ بجے ٹیکسی کسی بنگلے کے آگے رکی تھی -- اور روبن نے کچھ دور ٹیکسی رکوالی تھی --- وہ گارڈ سے کسی بات پر بحث کر رہی تھی --- اور زبردستی اندر جانے کی کوشش کر رہی تھی پھر گارڈ نے انٹرکام پر کسی سے بات بھی کروائی تھی اس کے بعد گارڈ اسے دھکے دینے لگا تھا--- وہ بلک رہی تھی رو رہی تھی ----اس سارے عمل میں آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا--- اس کے بعد وہ بنگلے کے ایک

طرف بنی کیاری پر بیٹھ چکی تھی وہ بار بار کسی کو فون ملا رہی تھی --- دو گھنٹے بیت چکے تھے ---- رات کو نو بجے ایک کار نکلی تھی گیٹ سے --- وہ بھاگتی ہوئی کار کی کھڑکی کو پیٹ رہی تھی---- لیکن کار تیزی سے وہاں سے نکل گ ئی تھی---- وہ پھر سے کیاری پر بیٹھ گ ئی تھے --- روبن سامنے ایک طرف باڑ میں چھپ کر یہ سب دیکھ رہا تھا--- رات کے دس بج چکے تھے ---اور پھر گیارہ ---- وہ وہاں سے اٹھ کر پھر سے گارڈ کی منتیں کر رہی تھی --- گارڈ اب باقاعدہ بے دردی سے دھکے دے رہے تھے اور اسے گیٹ سے دور کر رہا تھا--- ایک دم اسے اتنی زور کا دھکا پڑا کہ وہ زمین پر گری تھی--- پھر وہ روتی ہوئی اٹھ کر چل دی تھی --- روبن بھی کچھ فاصلے پر ساتھ ہو لیا تھا---

وہ سڑک پر چل رہی تھی قدم ایسے اٹھا رہی تھی جیسے ابھی گر جائے گی --- اب وہ مین روڈ پر موجود تھی رات کے ایک بج چکے تھے اور اب سڑک کافی سنسان ہو گ ئی تھی ---

اسی پل کوئی کار تھوڑا سا آگے جا کر ریورس ہوئی تھی --- روبن جو کچھ فاصلے پر موجود تھا اس کی چھٹی حس ٹھنکی تھی --- گاڑی ریورس ہو رہی تھی اور روبن کی قدم تیزی سے فاصلہ طے کر رہے تھے --- کار بلکل اس کے سامنے آ کر رک چکی تھی وہ سٹپٹا کر پیچھے ہوئی تھی -- دو لڑکے کار سے باہر آئے تھے --- وہ اب پیچھے کی طرف قدم بہ قدم ہو

رہی تھی اور لڑکے قہقہ لگاتے ہوئے آگے کی طرف ہو رہے تھے --- روبن تیزی سے حسنیٰ کے پیچھے ایسے آیا تھا کہ وہ پیچھے کی طرف قدم بہ قدم ہوتی بری طرح روبن سے ٹکرائی تھی --- روبن نے اسے نرمی سے ایک طرف کیا تھا اور ان لڑکوں پر جھپٹ پڑا تھا --- لڑکے بھاگنے کے بجائے روبن سے لڑنا شروع ہو چکے تھے بلکل فرنٹ سیٹ پر بیٹھے دو اور لڑکے باہر آچکے تھے --- روبن ایک وقت میں چار لڑکوں سے لڑ رہا تھا --- لیکن مس ئی لہ سارا یہ تھا کہ ان لڑکوں کا شائ د یہ مار کٹائی پروفیشن نہیں رہا ہو روبن کا یہ پروفیشن رہ چکا تھا --- کچھ ہی دیر میں ان سب کو یہ سمجھ آچکی تھی یہاں دال نہیں گلنے کی چلیں یہاں سے---- وہ کار میں بیٹھ کر بھاگ گئے تھے ---

حسنیٰ وہیں کچھ فاصلے پر حواس باختہ کھڑی تھی --- جیسے ہی روبن پاس گیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ---

چپ کریں ----پلیز---------- روبن اسے بار بار چپ رہنے کے لیے کہہ رہا تھا ---

لیکن وہ تھی کہ اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے ---روبن نے اسے چپ کروانے کی سعی ختم کر دی تھی اب وہ خاموشی سے بس اسے روتے ہوئے دیکھے جا رہا تھا ----

میں برباد ہو گ ئی ---- کچھ بھی نہیں رہا ---- حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہا ---

روبن جو سر جھکائے کھڑا تھا چونک کر اوپر دیکھا تھا --- وہ اس سے بات کر رہی تھی --- پہلی دفعہ اس کی آواز سنی تھی --- وہ صنم جسے بس دور سے بے آواز مورت کی طرح پوجا کرتا تھا آج اس کی آواز کانوں میں پڑی تو دل اتنی زور سے دھڑکا کہ وہ خود پریشان حال سا ہو گیا ---

آپ پریشان نہ ہوں--- روبن کو اپنی آواز ہی کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ---

آپ نہیں جانتے جس لڑکے --- حازق---- حازق ہے -----نام اس کا میں اس کے لیے اپنی شادی چھوڑ کر یہاں آئی --- وہ کسی بچے کی طرح ہچکیاں لیتے ہوئے اسے سب بتا رہی تھی ---

شائد وہ اس پر اعتماد کر بیٹھی تھی اور اب اس پر واضح کر رہی تھی کہ وہ کوئی غلط لڑکی نہیں ہے کہ اکیلی اتنی رات کو اس سنسان سڑک پر کھڑی ہے ---

حازق--- وہ --- کیا لگتا ہے آپکا ----- روبن نے نرمی سے پوچھا تھا ---

ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں--- پر پتہ نہیں کیا ہوا اس نے مجھ سے بات کرنا ختم کر دیا اور-------- وہ روتے ہوئے بات کر رہی تھی کچھ سمجھ آ رہا تھا روبن کو اور کچھ نہیں آ رہا تھا---

اور اب وہ ---- اس نے مجھ سے بات تک کرنے سے منع کر دیا-------- وہ بار بار دوپٹے سے آنسو پونچھ رہی تھی----

دیکھیں --- پریشان نہ ہوں ---- پلیز روئیں مت پلیز-------- روبن نے دھیرے سے نرم آواز میں دلاسہ دیا تھا---

اب میں کیا کروں کہاں جاؤں---------- وہ اور زور سے رونے لگی تھی ---

واپس جائیں اپنے گھر-------- روبن کی آواز اتنی نرم۔اور محبت بھری تھی کہ وہ اسے بات کرتے ہی جا رہی تھی ---

نہ----نہیں---- میرے بھائی مجھے مار دیں گے --- ---- ایک دم جیسے اس کے چہرے پر خوف آ گیا تھا---

اور یاد پڑا تھا کہ آج اس کی شادی تھی---- چہرہ زرد ہو گیا تھا اسے گھر سے باہر آج دوسری رات تھی ----

نہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا میں چلتا ہوں آپکے ساتھ ------روبن نے اس کے حالت دیکھ کر حوصلہ دیا تھا ---

وہ زور زور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی ----

پریشان نہ ہوں--- میں چلتا ہوں -------- روبن اسے دلاسہ دے رہا تھا ---

پھر اس نے پاس سے گزرتی ایک ٹیکسی کو ہاتھ دیا تھا ----

****

میم --- میں چاہتا ہوں کچھ ٹریڈیشنل لے کر آئی یں ہم --- نعمان نے تھوڑا سا آگے ہو کر اپنی ٹائی کو درست کیا تھا ---

یہ واصف ٹیکسٹائی ل کا پرزینٹیشن میٹنگ روم تھا یہاں اس وقت سب بڑے عہدے پر موجود لوگ مسز واصف کے سامنے موجود تھے ---

جیسے کہ---- شہزوی نے محبت سے مسکرا کر نعمان کی طرف دیکھا ---

نعمان بولتا تھا اور وہ اس پر صدقے واری جاتی تھیں --- وہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور برسوں ترسی ممتا کی پیاس تھا ---

جیسے کہ --- اجرک --- ڈائی زائی ن --- کشمیری کڑھائی --- سندھی کڑھائی --- نعمان ساتھ ساتھ پروجیکٹ پر اپنی پریزنٹیشن بھی پیش کر رہا تھا ---

گڈ آڈیا --- اس کے لیے مینول میں سے ٹیم الگ کریں پھر ------ شہروزی نے مسکرا کر کہا ---

میم عید سے پہلے ہمارا سٹاک ریڈی ہو جانا چاہیے ----- نعمان کے ساتھ بیٹھے جواد نے کچھ فائی لز شہروزی کی طرف بڑھائی تھیں ---

ہممم --- ٹھیک کہہ رہے آپ ------ شہروزی نے فائی لز پر نظر ڈال کر پھر نعمان کی طرف دیکھا ---

تو --- شیراز آپ پھر کچھ ایسے ورکر الگ کریں مینول سے جن کی سٹیچنگ بہتر ہے ان سے یہ تیار کرواتے ہم --- نعمان نے مینول ڈئی پارٹمنٹ کے مینجر کی طرف رخ کیا تھا ---

سر میں آج ہی کچھ ورکرز کے ساتھ آپکی میٹنگ رکھوا دیتا ہوں ----- شیراز نے سر جھکا کر مہرب انداز میں کہا ---

جی جلدی ہونا چاہیے یہ سب میں چاہتا ہوں کہ یہ سپیشل آرٹیکل عید سے پہلے ریڈی ہونے چاہیں ------ نعمان اب سب کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا ---

میٹنگ ختم ہو چکی تھی سب لوگ آہستہ آہستہ باہر نکل رہے تھے ---

نعمان----------شہروزی نے محبت سے نعمان کو پکارا تھا ---

جی میم--- نعمان مسکرا کر مہدب انداز میں کہا تھا ۔

پتہ نہیں کیا تھا اس عورت میں وہ جب بھی انھیں دیکھتا تھا ایک انوکھا سا احساس گھیر لیتا تھا --- وہ اس کے لیے فرشتے کی طرح تھیں ---

تھنکیو--- شہروزی نے مسکرا کر محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا ---

میم شرمندہ کر رہی ہیں آپ ------- نعمان نے خجل سا ہو کر کہا --

کیونکہ جب سے وہ زندگی میں آئی تھیں عنائیت پر عنائیت تو وہ کر رہی تھیں اس پر ---

نہیں--- تعریف کے حقدار ہو تم بیٹا----- بہت ہی میٹھا لہجہ ---

اور ان کا یوں بیٹا کہنا ----

شکریہ --- ---- نعمان مسکرا کر باہر نکل چکا تھا ---

جبکہ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں -----

****

کیسے ہیں -------- ---- مدھر سی آواز فون سے ابھری تھی ----

وہ آنکھیں ملتا ہوا تکیے سے تھوڑا سا اوپر ہوا تھا---

کون ---------- ---- نعمان نے نیند کے خمار میں بھاری ہوتی آواز کے ساتھ پوچھا تھا

--- اور ایک نظر وقت پر ڈالی رات کے تین بج رہے تھے ---

دوسری طرف خاموشی تھی ---

ہیر ---------- مدھر آواز نے خاموشی کو توڑا----

کون ہیر--- نعمان نے بھنویں حیرت سے اچکائی تھیں ---

ہیر اطہر--- ہیر نے مدھم سی آواز میں کہا --

نعمان فوراً اٹھ کر بیٹھ چکا تھا---

تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا۔۔۔ نعمان نے ارد گرد نظر دوڑائی ایسے جیسے کہ وہ یہیں کہیں موجود ہو۔۔۔ کمرے میں کھڑکی کے باہر سے ہلکی ہلکی روشنی چھن کر آ رہی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف خاموشی تھی۔۔۔ اس کا نمبر ہیر نے شہروزی کے فون سے لیا تھا جو اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔۔۔ اتنے عرصے بعد نعمان کو یوں سامنے دیکھ کر لڑکپن کا جنون پھر سے جاگ اٹھا تھا۔۔۔ کتنی بے دردی سے وہ اسے ٹھکرا کر چل دیا تھا۔۔۔ کتنی محبت کرتی تھی وہ اس سے اور وہ تھا کہ یوں بے دردی سے اسے دھکا دے کر چلا گیا تھا۔۔۔

کیوں کیا فون تم نے مجھے ۔۔۔ ۔۔۔۔ دوسری طرف کی بلکل خاموشی سے چڑ کر کہا تھا نعمان نے ۔۔۔

مجھے معافی مانگنی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔

تم نے جو الزام لگایا اس کی وجہ سے در بدر ہوا میں ۔۔۔۔ سمجھی تم ۔۔۔ نعمان نے ماتھے پر بل ڈالے غرانے کے انداز میں کہا۔۔۔

آرام سے۔۔۔۔ آپ نے مجھے جو دھکا دیا تھا اس دن وہ۔۔۔۔ ہیر نے تنک کر ترکی با ترکی جواب دیا ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

تم اسی کے لائی ک تھی سمجھی-----

مجھے آپ سے پیار ہے ----آج بھی-----

شٹ اپ---- اب کی بار نعمان زور سے چلایا تھا---

ساری ازیت ساری پرانی باتیں سب یاد آنے لگا تھا--- لیکن میرا نمبر کیسے پہنچا اس تک---- ماتھا پھر ٹھنکا تھا---

میرا نمبر کیسے آیا تمھارے پاس--- نعمان نے پھر دانت پیس کر وہی سوال دہرایا---

واصف ٹیکسٹائی ل میں ایم ڈی کی سیٹ پر ہیں آپ اور ان کو یہ تک نہیں پتا کہ آپ نعمان نہیں روبن ہیں ---ہیر نے معنی خیز انداز میں کہا---

تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے--- سب کو پتا ہے میں پہلے روبن تھا اور اب اسلام قبول کر چکا ہوں---

کیا----------- ہیر کو حیرت ہوئی تھی

جی ----- اور تم نے جس کو بتانا ہے بلا جھجک بتاؤ---- نعمان نے لبوں کو بھینچ کر غصے سے کہا اور پھر فون بند کر دیا تھا---

داور نے کیس کب کا بند کروا دیا تھا اسے ہیر کی کسی دھمکی سے کوئی ڈر نہیں تھا اور تب کی بات اور تھی

فون بند کیا اور بیڈ کی سائیڈ میز پر پڑے پانی کو پیا تھا --- سر کو تکیے پر پٹخا اور پھر سے چھن سے حسنیٰ کا چہرہ سامنے تھا ------ وہ بہت مشکل سے سو پاتا تھا--- سارا دن تو مصروف گزر جاتا تھا --- پر رات ہوتے ہی وہ پھر سے روح میں اتر جاتی تھی --- کہاں کہاں نہیں تلاش کیا تھا --- ہاسپٹل --- شلٹر ہومز---- ہر جگہ----- اب آخری حربہ--- اشتہار تھا ---

نعمان نے گہری سانس لی ----

فون اٹھایا --- اور عبد اللہ کے نمبر پر برقی پیغام چھوڑا---

اسلام علیکم عبداللہ --- ملتان سے کیا رپورٹ آئی ہے --- کچھ پتا چلا حسنیٰ کا ---

پیغام ارسال کرنے کے بعد --- وہ پھر سے چت لیٹا بس چھت کو گھورے جا رہا تھا --- نیند تو اب کبھی نہ آنے کی ----

****

امی---امی----- حسنیٰ درد سے چلائی تھی ---

عامر نے دروازے کھولتے ہی ایک زور دار تھپڑ حسنٰی کے منہ پر جڑا تھا اور پھر بالوں سے پکڑ کر گردن کو دبوچتا ہوا لے کر آ رہا تھا --- روبن کچھ کہنے کی کوشش میں پیچھے آ رہا تھا --- وہ گڑ بڑا گیا تھا اتنا سخت رویہ عامر نے تو سانس تک نہیں لینے دیا تھا---- دروازہ کھولتے ہی حسنٰی کو سامنے دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا تھا

حسن--- اس بیغرت کو کمرے میں بند کر جلدی ---عامر نے ایک جھٹکے سے ٹی وی لاونج میں لا کر گھوما کر حسنٰی کو چھوڑا تھا --- سب لوگ حیرت سے چونک کر ایک دم سے کھڑے ہوئے تھے---

اور تو--------- عامر نے مڑ کر روبن کے گریبان کو جکڑا تھا----

شزا جلدی سے حبا کا بازو دبوچ کر وہاں سے اسے کمرے کی طرف گھسیٹ رہی تھی ---

مہرین کے منہ پر ہاتھ تھا وہ دنگ کھڑی تھی --- ابراہیم صوفے پر سو رہا تھا شور سے اچانک اٹھ کر رونے لگا تھا --- عامر کی دھاڑ ہی ایسی تھی اور حسنٰی کا چیخنا ---- جبکہ حسن حسنٰی کو گھسیٹتے ہوئے اس کے کمرے کی طرف جا رہا تھا---

تجھے تو جان سے مار دیں-------- عامر نے خونخوار نظروں سے گھورا اور پھر روبن کے منہ پر ایک گھونسا پڑا تھا---

حسن بھی حسنیٰ کو کمرے میں بند کرنے کے بعد واپس آیا تھا جوش سے اب دونوں روبن پر ٹوٹ پڑے تھے وہ مسلسل اسے ٹانگیں اور گھونسے مار رہے تھے اور وہ مار کھاتے ہوئے بار بار اٹھ کر کہہ رہا تھا پلیز --- ایک دفعہ میری بات سن لیں آپ لوگ --- پلیز ایک دفعہ --- لیکن یہاں کسی کو ہوش کہاں تھا کمرے سے حسنیٰ کی زور زور سے دروازہ پیٹنے کی آوازیں تھیں --- بھائی ---- اسے مت ماریں----- بھائی ---- امی کہاں ہیں

---- امی------امی----امی---ی----ی----ی----

عامر بھائی --- --- عامر بھائی--------- رک جائیں --- رک جائیں

--------امی بلا رہی ہیں اندر آپ دونوں کو--- --مہرین نے آ کر اونچی آواز میں کہا تھا --

عامر نے ایک جھٹکے سے روبن کو چھوڑا تھا اس کے لبوں کے پاس ایک طرف خون بہہ رہا تھا -- شرٹ کی جیب پھٹ کر نیچے لٹک رہی تھی --- روبن زمین سے بمشکل اٹھ کر کھڑا ہوا تھا --- لاکٹ جھنجوڑنے کی وجہ سے شرٹ کے اندر چلا گیا تھا ---

اس کو بھی ---------- مہرین نے ناگوار سی نظر روبن پر ڈال کر کہا تھا ---

میری بات سنیں پلیز---- آپ لوگ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں --- میں تو ---- روبن نے التجائی انداز میں مہرین سے کہا تھا ---

www.classicurdumaterial.com

پر تینوں اس پر نظر غلط ڈالتے ہوئے آگے کی طرف بڑھے تھے---

روبن تینوں کے ساتھ سر جھکائے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں عفت بے حال سی لیٹی تھیں انھیں ایک طرف ڈرپ لگی ہوئی تھی اور پاس حسنؔ کی دونوں بہنیں بیٹھی تھیں--

کمرے کی حالت ماتم جیسی تھی --- عفت کا بی پی لو تھا وہ تھوڑی دیر پہلے ہی ایمرجنسی سے گھر لوٹی تھیں ---

عامر --- حسن--------- عفت نے نقاہت سے دونوں کو پکارا تھا---

جی ----- جی امی ---- بولیں--------- عامر فوراً پاس آیا تھا----

عفت اب روبن کی طرف دیکھ رہی تھیں --- روبن نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھی جب عفت کی آواز کانوں میں پڑی ---

حسنؔ کا نکاح کر دو اس سے --------- عفت کی آواز روہانسی تھی ---

شرمندہ سی --- پژمردہ سی ---- نفرت کی آمیزش لیے ---

روبن نے چونک کر سب کی طرف دیکھا تھا--- اور وہ ایک لمحہ --- تھا جب اسکی زندگی کی کایا پلٹ ہوئی تھی --- ایک لمحہ جب محبت کی خود غرضی غالب آئی تھی --- اور اس کے دل نے زبان کو کچھ بھی کہنے سے روک دیا تھا--- اور اس نے وہاں موجود ہر شخص کی

www.classicurdumaterial.com

غلط فہمی کو قائم رہنے دیا تھا۔۔ اگر آج اس وقت میں ان سے یہ کہہ دیتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہو جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں تو یہ حسنیٰ کو جان سے مار دیں گے ۔۔۔ مجھے ابھی چپ رہنا ہو گا ۔۔۔

امی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عامر نے حیرت سے عفت کی طرف دیکھا تھا ۔۔۔

حسنیٰ کا نکاح کر دو اس سے میرے پاس وقت نہیں ہے ۔۔۔۔ عفت باقاعدہ رونے لگیں تھیں ۔۔۔

امی۔۔۔۔۔۔۔ پہلے پوچھ تو لیں نکاح کر کے ہی آئے ہوں گے ۔۔۔۔

حسن نے سوالیہ نظروں سے روبن کو گھورا تھا ۔۔۔

روبن نے لب بھینچ کر معصوم صورت بنائے نفی میں سر کو جنبش دی تھی ۔۔۔۔

نکاح کرو اس منحوس کا اس بیغرت کے ساتھ اور نکال دو اس گھر سے ۔۔۔۔ نکال دو۔۔۔ اسے ۔۔۔۔ نکال دو ۔۔۔ بس میرے سامنے نہ آئے وہ ۔۔۔ عفت پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

ماہ رخ اور بختاور تیزی سے آنسو پونچھتے ہوئے عفت کے قریب آئی تھیں ۔۔۔

سنو۔۔۔۔ نکاح کی تیاری پکڑو کل نکاح ہے تمھارا ۔۔۔۔ عامر نے ناگواری سے روبن کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

روبن نے چونک کر ان کی طرف دیکھا تھا تو کیا یہ حسنٰی سے کچھ بھی نہیں پوچھیں گے۔۔۔۔ یقیناً وہ ان کو سچ بتا دے گی کہ میں وہ نہیں ہوں۔۔۔ لیکن پھر اس کے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔

وہ خود تو حسنٰی کا نام جان ہی گیا تھا۔۔ لیکن وہ تو اب تک اس کا نام تک نہیں جانتی ہو گی ۔۔۔

حسن اسے اب بازو سے پکڑ کر گھر سے باہر چھوڑ گیا تھا۔۔۔ کتنے ہی لمحے وہ یوں گیٹ کے آگے کھڑا سوچتا رہا۔۔۔

****

یہ ۔۔۔ یہ ڈائی زاین کس نے بنایا ہے ۔۔۔۔ نعمان نے بلاک پرینٹنگ کا ایک خوبصورت سا کپڑے پر بنا ڈائی زائی ن اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا تھا۔۔

ٹریڈیشنل آرٹیکل کی تیاری کے لیے ورکرز کی سلیکشن ہو رہی تھی بہت سے ورکرز نے مختلف کام دیا تھا جس میں سے یہ بلاک پرنٹینگ کا ورک نعمان کی آنکھوں کو خیرہ کر گیا تھا---

سر یہ------ جواد نے فوراً فائی لز پر نظر دوڑانی شروع کی تھی۔

ہمممممم اسے فائی نل کرو--- اور بھیجو ذرا اس ورکر کو میرے پاس--- اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتا نعمان نے لب بھینچ کر کہا---

وہ دھیرے سے کرسی کو گول گول گھما رہا تھا--- سفید رنگ کی ڈریس شرٹ پر نیلے رنگ کی چیک ٹائی لگائے--- وہ نکھرا نکھرا سا پورے وقار کے ساتھ اپنے آفس کی سیٹ پر بیٹھا تھا---

جی سر-------- جواد فائی ل کو سینے سے لگا کر ہلکا سا جھکا تھا اور پھر آفس سے باہر نکل گیا تھا--- کچھ دیر میں دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی---

کم ان-------- نعمان نے فائی ل پر سے نظر اٹھائی تھی--- دروازے کو کھول کر اندر آنے والی وہی گاؤن والی لڑکی تھی--- اندر آتے ہی وہ ایک دم سے گھبرا کر نظریں جھکا بیٹھی تھی---

اوہ میرے خدایا ان سے ملنا تھا-- جواد سر نے تو مسز واصف کا کہا تھا--- دیکھا-- بے چینی سے لب کچلے بابا کو کتنا کہا تھا میری جاب کہیں اور کروا دیں نہیں مانے --- اور آج پھر سے نعمان کا سامنا ہو گیا تھا--- بابا بھی جان بوجھ کر یہ چاہتے ہیں کہ میرا سامنا ہو بار بار اس سے ---

افففف--- پلکیں لرزنے لگی تھیں --- اب کیا کروں گی بولنا پڑے گا--- بھاگ بھی نہیں سکتی --- آواز--- ہاں -----آواز بدل سکتی ہوں --- ذہن مختلف حل سوچ رہا تھا--- اور وہ حیران ہو کر اس کا آرٹیکل اٹھا کر کبھی حسنیٰ کی طرف دیکھ رہا تھا تو کبھی کپڑے پر بنے خوبصورت ڈائی زائن پر -----

آپ --- آپ نے بنایا ہے یہ---------- نعمان نے حیرت سے کہا---

اور ہاتھ کے اشارے سے کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا--- حسنیٰ لرزتے دل کے ساتھ سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ چکی تھی --- حسنیٰ سے دھیرے سے سر کو ہاں میں جنبش دی تھی لیکن بولی کچھ نہیں تھی --- گاؤن کے اوپر لیے گئے بڑے سے سکارف میں اپنے ہاتھ چھپائے تھے---

میرے خیال سے زبان کا پردہ نہیں ہوتا محترمہ آپ مجھے منہ سے بول کر بھی جواب دے سکتی ہیں --- نعمان کے لہجے میں نرمی کے ساتھ میٹھا سا طنز کا عنصر ملا ہوا تھا---

www.classicurdumaterial.com

جی۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ گاؤن کے اندر سے منہ پر ہاتھ رکھ کر گھٹی سی آواز میں کہا

نعمان کو عجیب سی الجھن ہوئی ۔۔ کیا عجیب لڑکی تھی یہ۔۔۔ اس کے ماتھے پر شکن آ گئے تھے۔۔۔ ایسے کرتی تھی جیسے میں کھا جاؤں گا اسے ۔۔۔

ہمممم گڈ۔۔۔ تو مجھے بس اس میں کچھ چینجز چاہیے اور آپ کو باقی سب کو گائیڈ کرنا ہو گا ۔۔۔۔۔۔۔ کچھ لوگ اور مل جائیں گے آپ کے ساتھ ۔۔۔ نعمان نے لہجے میں تھوڑی سختی لاتے ہوئے کہا ۔۔۔

وہ حسنیٰ کو آرٹیکل کی کچھ تبدیلی سمجھا رہا تھا اور وہ نظریں تک نہیں اٹھا رہی تھیں بس لیپ ٹاپ کی سکرین کو ہی تکے جا رہی تھی ۔۔۔

سمجھ آئی آپکو ۔۔۔ نعمان نے لب بھینچ کر بھنویں اچکائی تھیں ۔۔۔

الجھن اور غصہ اور بڑھ گیا تھا۔۔۔ دل کیا فائل زور سے پٹخ ڈالے اس کے سامنے ۔۔۔

حسنیٰ نے پھر سے صرف سر کو ہی جنبش دی تھی ۔۔۔ نعمان کا دل کیا جھاڑ دے پکڑ کر بڑی مشکل سے اس نے خود پر ضبط کیا تھا۔۔۔ ایک تو آئی کانٹیکٹ بلکل نہیں کرتی تھی اوپر سے ۔۔۔ بندہ پوچھے جتنی سی آنکھیں نکال رکھی ہیں اس میں کیا دیکھ لوں گا میں ۔۔۔اتنا غصہ آیا تھا کہ اب مزید وہ نعمان کو اپنے آفس میں برداشت نہیں ہو رہی تھی

---اسی غصے میں نام تک نہ پوچھا تھا نعمان نے اور حسنیٰ نے اس بات پر سکھ کا سانس لیا تھا---

جائیں اب -------- نعمان نے بے زار سے لہجے میں کہا--

حسنیٰ ایک دم سے جو اٹھی تو میز پر پڑی چند فائلز گاؤن کے سکارف سے ٹکرا کر زمین بوس ہو گئی تھیں --- دھڑا دھڑ فائلز کا ڈھیر نیچے گرا تھا وہ ہڑ بڑا گئی تھی---

نعمان نے زور سے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا---

آرام سے --------- نعمان ایک دم سے کرسی سے اٹھا تھا---

اور محترمہ بدتمیزی کی ساری حدیں عبور کرتی ہوئی بنا فائلز اٹھائے تقریباً بھاگتی ہو آفس سے باہر نکلی تھی ---

عجیب کوئی مخلوق ہے یہ لڑکی ---- نعمان نے ماتھے پر بل ڈالے اور کندھے اچکا دیے ----

****

امی ---- یہ وہ نہیں ہے ---- وہ تو-----اس سے میں شادی نہیں کر سکتی ---

حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہا---

کیا----------- عفت نے گھورکر حسنیٰ کی طرف دیکھا تھا---

کمرے میں عفت اور فضا موجود تھیں --- عفت پلنگ پر بے حال لیٹی ہوئی تھیں ---

اور حسنیٰ مجرموں کی طرح کھڑی تھی --- بے چین سی لب کچلتی ہوئی ---

جی ---امی اس نے تو صرف مدد کی میری ---- حسنیٰ---- تیزی سے عفت کے پاس پلنگ پر آئی تھی ---

چپ چاپ اس سے نکاح کر لے وہ لڑکا راضی ہو چکا ہے ------- عفت نے بے رخی سے چہرہ موڑا تھا---

امی----- حسنیٰ روتے ہوئے چیخ اٹھی تھی ---

اب اور کوئی چارہ نہیں تمھارے پاس----

امی----- ---- وہ پھر سے رونے لگی تھی ---

اگر اس سے شادی نہیں کرے گا تو تجھ سے اب کوئی شادی نہیں کرے گا گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی اور رات باہر گزاری ہوئی لڑکی کو ہمارے معاشرے میں کوئی قبول نہیں کرتا ہے --- عفت کی آواز کاٹ دار تھی ---

سہی کہہ رہی ہیں آنٹی ---- اور خود سوچ جس لڑکے نے تجھے بچایا اور یہاں واپس لایا اور یہاں تک کہ وہ بھائی کے سامنے صرف تمھاری عزت کی خاطر خاموش رہا ---- فضا جلدی سے آگے آئی تھی ---

دیکھ چپ چاپ ابھی اس سے نکاح کر لے تیری مہرین بھابھی کے ارادے اچھے نہیں ------- فضا نے حسنیٰ کے کان میں سرگوشی کی تھی ---

کیا ہوا------------ حسنیٰ نے چونک کر دیکھا ---

ان کو شک ہو گیا ہے شائد --- کہ جو لڑکا تمھارے ساتھ آیا ہے یہ وہ نہیں ہے -------- فضا اسکا بازو دبوچے اسے سمجھا رہی تھی---

ہاں یہ وہ نہیں ہے میں تو اس کا نام تک نہیں جانتی ہوں --- حسنیٰ نے الجھ کر گود میں ہاتھ رکھے تھے ---

ہاں پتہ ہے مجھے ۔۔۔ لیکن وہ شنزا بھابھی سے کہہ رہی تھیں کہ اب وہ حسنیٰ کی شادی اپنے چار بچوں کے باپ بھائی سے کروا دیں گی ساری اکڑ بھی ختم ہو جائے گی مہارانی کی ۔۔

حسنیٰ اس چار بچوں کے ابا سے یہ بہتر ہے ۔۔۔۔ فضا اسے راضی کر رہی تھی ۔۔۔

حسنیٰ نے بے چارگی سے دیکھا تھا۔۔۔

انکار مت کر ۔۔۔۔فضا نے پیار سے اس کے چہرے کو اوپر کیا۔۔۔۔

****

تیرا دماغ پھر گیا ہے کیا۔۔۔ منب نے کندھے پر زور سے ہاتھ مارا تھا روبن لڑکھڑا سا گیا ۔۔۔

ہاں ۔۔۔ پھر گیا ہے ۔۔۔۔۔ روبن نے سکون سے نظریں جھکا کر کہا تھا۔۔۔

وہ آج دو راتیں باہر گزار کر منب کے پاس آیا تھا۔۔ اور آتے ہی اس کے سر پر اپنے اسلام قبول کرنے کا بم پھوڑ ڈالا تھا۔۔۔

تو مسلمان ہوئی یں گا۔۔۔ تو۔۔۔۔۔۔۔ منب نے حیرت اور بے یقیقنی سے اپنے بالوں کو ہاتھوں میں جکڑا تھا۔۔۔۔۔

اور گھور کر نفرت سے روبن کی طرف دیکھا جو پرسکون سا کھڑا تھا۔۔۔ اسے ہو کیا گیا ہے یہ تو مسلم لوگاں سے اتنی نفرت کرتا تھا سالہ۔۔۔ اور اب کہہ رہا کہ اس کو اسلام قبول کرنے کا۔۔۔ منب نے لب بھینچ کر گہری نظروں سے روبن کا جائزہ لیا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔۔ روبن نے گہری سانس لی تھی اس کا انداز بہت پر سکون اور حتمی تھا۔۔۔

نہیں روبن تو ایسا نہیں کرنے کا۔۔۔۔ منب جوش میں آگے آیا تھا۔۔۔

نہیں میں یہ کر رہا ہے ویسے بھی میری کیا پہچان ہے۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں ۔۔۔ روبن نے لاپرواہی سے کہا تھا۔۔۔

بس سر پر اب محبت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔

میں آنٹی سے بات کرتا ہے تو ایسا کر رہا ہے ۔۔۔ وہ تیرا دماغ ٹھیک کرے گا تو دیکھنا۔۔۔ منب نے دانت پیس کر اسے کرسٹن کا ڈراوا دیا تھا۔۔۔

ان سے بات میں کر چکا۔۔۔ وہ مان گیاہے میرا مام ہے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روبن نے تسلی دینے کے انداز میں منب کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تو۔۔۔ تو پاگل ہو گیا ہے ۔۔۔ ابے میں تمہارا کوئی ساتھ نہیں دئیںگا سمجھا تو۔۔میں جا رہا ہے ۔۔۔ منب نے کندھے کو زور کا جھٹکا دیا تھا۔۔۔

وہ اب اپنا بیگ پیک کر رہا تھا اور زور زور سے بڑبڑا رہا تھا --

ایک سالی لڑکی کی خاطر یہ مسلا بنیں گا ---- ارے شرم ہی بیچ کھائی ---- وہ جب چھوڑیں گا نہ ---- تب پتا چلے گا---

تھو---و----و----و--- منب کے ماتھے پر شکن تھے اور جبڑے باہر کو واضح تھے----

روبن کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا منب سے یہ امید بلکل نہیں تھی لیکن بات اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی وہ اپنا مزہب تبدیل کر رہا تھا --- اور منب اسکا بچپن کا مسیح دوست تھا --- اور اس کا روبن کی نسبت مزہبی جھکاؤ زیادہ تھا--- اس یہ بات بلکل پسند نہیں آیا تھا -- وہ بیگ بند کرنے کے بعد کندھے پر ڈال چکا تھا --- تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا ---

منب---- منب----------روبن دوڑتا ہوا پیچھے آیا تھا--

ابے----- چھوڑ --- بے سالے --- ہاتھ مت لگا مجھے---- منب نے تقریباً دھکا ہی دیا تھا ---

پھر منب نے ایک نہیں سنی تھی اور بھاگتا ہوا نچلے زینے کی طرف بڑھ گیا تھا ---

روبن وہیں ہوا میں بازو اٹھائے ہی کھڑا رہ گیا تھا پھر مٹھی بھینچ کر ایک گہری سانس لی --- آنکھیں بند کی تو وہ حسن کی مورت کا چہرہ ذہن میں لہرا گیا تھا ---- تیزی سے جیب سے موبائ‌ل فون نکالا اور فون ملا دیا ---

ہیلو-------- دوسری طرف داور کے فون اٹھاتے ہی روبن نے عجلت میں کہا ---

بول جگر----- داور اپنے مخصوص خوشگوار انداز میں گویا ہوا---

مجھے اسلام قبول کرنے کا ہے آج اسی وقت ---- ---- روبن نے سپاٹ لہجے میں کہا --

****

ہاں --- یہ اس کے کتنے آرٹیکل ہوئے -------- نعمان نے بلاک پرنٹ شرٹ اٹھا کر سامنے کھڑے جواد سے پوچھا تھا ---

وہ اس وقت ورکنگ ھال میں آیا تھا--- تمام ورکرز اپنے اپنے کام میں مصروف تھے --- پتہ نہیں کیوں غیر محسوس طریقے سے ہی نظریں گاؤن کی گھڑی پر جا ٹھہری تھیں کیونکہ وہ جیسے ہی ورکنگ ھال میں داخل ہوا تھا وہ سمٹ سی گ‌ئی تھی ---

بے اختیار نعمان کی نظروں نے اس کا سٹپٹانا محسوس کیا تھا--- کیا یہ مجھ سے ڈرتی ہے اسے مجھ سے کیا خوف ہے--- بھنویں اپنی جگہ سے اوپر اٹھی تھیں---- یا سب کے ساتھ ہی ایسا سلوک کرتی ہے یہ--- نعمان کے چہرے پر بے زاری سی آئی تھی اس لڑکی سی کوفت سی ہونے لگے تھی اسے---

سر یہ تری لیک ---------- جواد نے سٹاک رجسٹر آگے کیا تھا--- جس میں عید کولیکیشن کے تمام آرٹیکل کا سٹاک مینٹینس موجود تھا----

وہ رجسٹر پر نظریں جھکا کر کھڑا تھا گردن سے نیچے بال تھے گھنی شیو سفید رنگت گہری غضب ڈھاتی گرے آنکھیں---وہ بہت مصروف انداز میں رجسٹر پر نظریں جھکائے جواد سے باتیں کر رہا تھا--- اور حسنیٰ اسے بے اختیار دیکھے جا رہی تھی--- کتنا پر سکون تھا اس کا چہرہ--- یہ تو کہتا تھا اسے محبت ہے مجھ سے تو اب تو جیسے میں اسے یاد بھی نہیں----

دل نے بے اختیار لا شعوری طور پر شکوہ کر ڈالا تھا--

ہمممم---یہ تمام سٹ کی آوٹ لِٹ پر روانہ ہو جانے چاہیے------ نعمان نے اچانک نظر اٹھائی تھی---

حسنیٰ نے فوراً نظر جھکائی تھی۔۔۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی نعمان کو اپنی آنکھوں میں جھانکنے نہیں دے رہی تھی ۔۔۔۔ نعمان کو غیر ارادی طور پر ہی یہ محسوسات آ چکی تھیں کہ وہ اسے دیکھ رہی تھی لیکن جیسے ہی اس نے نظر اٹھائی اس کی پلکوں کی چلمن فوراً گری تھی ۔۔۔۔

جی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جواد سٹاک رجسٹر نعمان کے ہاتھ سے پکڑ چکا تھا ۔۔۔

لیکن نعمان کچھ دیر خاموشی سے گاؤں میں اپنے آپکو قید کیئے ہوئے اس لڑکی کو دیکھتا رہا ۔۔۔۔ آخر کو اس کے ساتھ مسلہ کیا ہے ۔۔۔۔

نعمان تھوڑا سا آگے آیا۔۔۔

سب میری بات سنیں پلیز۔۔۔ نعمان نے گلا صاف کرنے کے بعد اونچی آواز میں کہہ کر سب کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا ۔۔۔

آپ سب نے بہت محنت کی ۔۔۔۔ میں نے جب یہ ٹارگٹ آپ سب کو دیا تھا مجھے یہ ناممکن سا لگ رہا تھا لیکن آپ لوگوں کی لگن اور انتھک محنت یہ رنگ لے آئی اور ٹارگٹ بلکل اپنے وقت پر ریڈی ہے مجھے بہت خوشی ہوئی اس سب سے ۔۔۔۔

سب لوگ تالیاں پیٹنے لگے تھے---- نعمان کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجی تھی جو اس کے خوبرو چہرے کو اور دلکشی دے رہی تھی----

ہمم اور آپ سب ---- آپ سب کو کل میری طرف سے لنچ پر دعوت دی جائے گی ---- نعمان نے گہری مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا---

سب لوگ اور تالیاں پیٹ رہے تھے --- تھنکیو سر---- تھنکیو سر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں ---

سب لوگ چہک رہے تھے ---- ایک وہ تھی ساکن تھی ---تو حسنیٰ عابد علی --- یہ وہ ہیرا تھا --- جس کو خدا نے کوئلے کی کان سے نکال کر تمہیں خام شکل میں دیا تھا پر تم نے اس کے خام سے ہیرا بننے تک کا انتظار تک نہ کیا----

آہ--------- میری قسمت ---- یہ ہیرا میرا تھا ---- مقدر تھا میرا--- اور میں کان کے پیچھے بھاگتی رہی اور پھر کالک سے بھرے چہرے کے ساتھ واپس آئی ----

سب لوگ خوش ہیں ایک بس وہ تھی جس نے نا تو تالی بجائی تھی اور نہ ہی اب باقی لوگوں کی طرح جوش دکھا رہی تھی --- نعمان نے کن اکھیوں سے بھنویں اچکا کر حسنیٰ کی طرف دیکھا اور پھر اپنے مخصوص پر وقار انداز میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا ھال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا---

****

حسنیٰ رونا بند کرو ---------فضا نے اس کے سر پر کھڑے ہو کر کہا---

حسنیٰ گھٹنوں میں منہ دیے بس روئے جا رہی تھی --- نکاح ہو چکا تھا لیکن اس کی حالت ایسی تھی کہ وہی اس دن کے ملگجے کپڑے ان پر چادر سر پر اوڑھ رکھی تھی--- آنکھوں کے کٹورے سوجے پڑے تھے --- ہونٹ بھی گہرے گلابی ہو رہے تھے جن کو وہ بار بار دانتوں سے کچل رہی تھی -----

نکاح ہو گیا ہے اب --- اور پاگل لڑکی اللہ جو کرتا بہتر کرتا ہے ------- فضا نے اس کے آنسو صاف کیے تھے---

روبن نے داور کے ساتھی عبداللہ کی مدد سے اسلام قبول کیا تھا---

اور اسلامی نام نعمان رکھا گیا تھا--- نعمان نے اسلام قبول تو حسنیٰ کے لیے ہی کیا تھا لیکن جیسے ہی مزہب تبدیل ہوا تھا اندر تک سکون اتر گیا تھا--- زندگی کا مقصد سمجھ آنے لگا تھا--- وہ بہت پر سکون ہو گیا تھا---

آنٹی --- آپ سمجھائیں نہ اسے --- فضا نے ایک نظر بلکتی حسنیٰ پر ڈال کر ایک نظر پلنگ پر لیٹی عفت پر ڈالی تھی ---

عفت نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ ویسے ہی ساکن لیٹی ہوئی تھیں -- فضا ان کے قریب ہوئی تھی --- اور پھر ماتھا ٹھنکا تھا وہ پرسکون انداز میں آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھیں ---

آنٹی---- آنٹی----- حسنیٰ آنٹی کو دیکھو---------- فضا عفت کو ہلاتے ہوئے گھبرا کر حسنیٰ کی طرف مڑی تھی ---

حسنیٰ تیر کی سی تیزی سے عفت کے پلنگ کی طرف لپکی ---

امی ---- حسنیٰ نے ہلکے سے عفت کے گال تھپتھپائے تھے----امی---- ---- حسنیٰ نے بے حال سی ہو کر عفت کے کندھے کو ہلایا تھا-----

لیکن وہاں کوئی جواب نہیں تھا--- خاموشی تھی بس --- حسنیٰ کے تو جیسے اوسان خطا ہوئے تھے --- عفت آنکھیں نہیں کھول رہی تھیں اور نہ ہی سانس لے رہی تھیں ---

امی۔ی----ی----ی---------- ایک ہولناک سی چیخ تھی جو حسنیٰ کے گلے سے برآمد ہوئی تھی-- اورے پورے ماتم کنعاں خاموش گھر میں گونج گ ئی تھی ---

عفت آرا --- اس دنیا فانی سے کوچ کر چکی تھیں ---- بس ان کی سانسیں جیسے کہ حسنیٰ کے نکاح کے دو بول سننے کی ہی منتظر تھیں جیسے ہی نکاح ہوا تھا انھوں نے پر سکون انداز میں آنکھیں موند لی تھیں --- اور آخری سفر کی تیاری پکڑی ---

****

جی ---- کیسے ہیں آپ سب ---- نعمان مسکراتا ہوا ہوٹل میں داخل ہوا تھا ---

سب لوگ جو آپس میں مصروف تھے فوراً مسکراتے ہوئے نعمان کی طرف لپکے تھے اور اس کے گرد جھمگٹا سا بنا لیا تھا--- پل بھر میں ہی وہ بہت سے ورکرز میں گھر گیا تھا--- آج ان سب ورکرز کو کو بہت ہی خوبصورت ہوٹل میں نعمان کی طرف سے لنچ دیا گیا تھا--نعمان تو جیسے سب کا ہیرو بن گیا تھا---ورکرز اس سے بہت خوش تھے--- سب لوگ اس کے گرد جمع ہو چکے تھے ایک وہ ہی تھی جو آج بھی اسی سیاہ گاؤن میں ملبوس کھڑی تھی نظریں ہنوز نعمان کے دیکھنے پر جھک گ ئی تھیں--- وہ اتنی پر سرار کیوں تھی آخر----

سر آئی ین نہ آپ بھی---- بہت سے لوگ اسے اپنی ٹیبل کی طرف مدعو کر رہے تھے --

لیکن اس کے قدم تو بے ساختہ سیاہ گاؤن میں ملبوس اس پرسرار سی لڑکی کی طرف بڑھ رہے تھے--- جیسے جیسے نعمان اس کے قریب جا رہا تھا ویسے اس کا گھبرانا بھی نوٹ کر رہا تھا--- اس کی پلکیں بری طرح گالوں پر لرزنے لگی تھیں ---- نعمان اب بلکل اس کے سامنے موجود تھا--- وہ ہلکی سی آسمانی رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے جینز زیب تن کیے ہوا تھا--- بالوں کی پونی بنا رکھی تھی--- گہری آنکھوں کے اوپر موجود بھنویں تجسس سے اچکائی ہوئی تھیں ---

آپ--- پارٹی نہیں انجوائے کر رہی ہیں ------- نعمان نے کن اکھیوں سے اس کا جائزہ لیا تھا---

وہ لمبے قد کی سمارٹ سی لڑکی معلوم ہوتی تھی--- نعمان کے قریب آتے ہی وہ اپنے مخصوص انداز میں اپنے ہاتھوں کو سیاہ سکارف میں چھپا چکی تھی --- جس پر نعمان کی ناگواری مزید بڑھ گ ئی تھی---

حسنیٰ خاموش ہی کھڑی تھی جب اچانک اسے کسی نے پاس آ کر پکارا تھا---

حسنیٰ----- آو نہ ہمارے ساتھ-------- لڑکی اس کا ہاتھ پکڑ چکی تھی ---

حسنیٰ نے گھبرا کر نظر اٹھا کر نعمان کی طرف دیکھا تھا---

حسنیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نعمان ابھی زیرلب اس کا نام ہی دہرا تھا جب نظریں اس کی نظروں سے ملی تھیں ۔۔۔۔

افف یہ آنکھیں۔۔۔۔ یہ آنکھیں تو کڑوڑوں میں پہچان سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ حسنیٰ تیزی سے لڑکی سے ہاتھ چھڑوا کر بھاگی تھی۔۔۔ نعمان تو جیسے ساکن ہوا تھا۔۔۔ پھر کرنٹ کھا کر اس کے پیچھے لپکا تھا تب تک وہ ہوٹل کے بیرونی دروازے سے باہر جا چکی تھی ۔۔۔

نعمان تیزی سے باہر نکلا تھا کمر پر ہاتھ دھر کر ارد گرد دیکھا وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔۔

وہ گاؤن میں لڑکی تھی کسی طرف گ ئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ہوٹل کے باہر بیٹھے گاڈ سے عجلت سے پوچھا۔۔۔

بہت تیز بھاگنے کی وجہ سے سانس چڑھا ہوا تھا۔۔۔

سر ابھی گیٹ سے باہر نکلی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ گارڈ نے مین گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔

نعمان اپنی پوری رفتار سے بھاگا تھا۔۔۔ جب وہ گیٹ تک پہنچا حسنیٰ سڑک عبور کرنے کی کوشش میں تھی۔۔۔ یہ بہت وسیع سڑک تھی جس میں تیز رفتار سے ٹریفک گزر رہی تھی۔۔۔۔

حسنیٰ۔۔۔۔ حسنیٰ۔۔۔۔۔ نعمان نے بے تابی سے آوازیں دی تھیں ۔۔۔

حسنیٰ اور تیز ہوئی تھی اور چلتی ٹریفک میں تیزی سے آگے بڑھی --- وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی --- اسی دوران سامنے سے آنے والی کار سے بری طرح ٹکرائی تھی اور کتنی ہی دور جا کر گری تھی----

حسنیٰ---آ----آ-----آ-----آ---- نعمان کی چیخ ابھری تھی ---

نکالو اس کو باہر --- اور کہو اس لڑکے سے لے جائے اسے--- عامر نے چیخ کر کہا ---

تو اور کیا حبا جوان ہو رہی ہے میں اس پر اس کا سایہ ہرگز نہیں پڑنے دے سکتی نکالو اسے ------

چھوٹے سے ٹی وی لاونج میں وہ سب جمع تھے عفت کو گزرے آج دوسرا دن تھا--
نعمان کچھ دیر پہلے ہی ادھر آیا تھا-- سر جھکائے شرمندہ سا---

تم اس کو لے کر چلے جاؤ --- حسن نے لب بھینچ کر نعمان کی طرف ناگواری سے کہا ---

اس سے کوئی تعلق نہیں ہمارا اب اور نہ ہم رکھنا چاہتے ہیں --- عامر نے دروازے پر بھاگ کر آتی حسنیٰ کو دیکھ کر کہا---

باہر سے آتی آوازوں پر وہ بے حال سی بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی دروازے کے پٹ پر بری طرح نعمان کو دیکھ کر رک گ ئی تھی ---

نعمان کی نظر ایک لمحے کے لیے ملی تھی حسنیٰ سے اور سب کچھ جیسے تھم سا گیا تھا---
ان چار دنوں میں وہ مرجھائے پھول جیسی ہو گ ئی تھی--- بڑی بڑی آنکھیں سرخ ہوئی پڑی تھیں تو ناک بار بار رگڑ رگڑ کر گلابی ہو رہا تھا--- ہونٹ سوجے ہوئے اور کٹ زدہ لگ رہے تھے صبح سے کمرے میں بند تھی --- کسی نے ڈھنگ سے پانی تک نہ پوچھا تھا بھابیوں سے کوئی توقع تھی نہیں اور بہنیں ویسے ہی ماں کے غم میں نڈھال تھیں ---

بھائی--------- حسنیٰ نے تڑپ کر عامر کی طرف دیکھا تھا ---

وہ کتنی لاڈلی تھی بھائی کی ---ہر فرمائ ش وہ اس کے ایک دفعہ کہنے پر پوری کرتے تھے -- لیکن آج ایسے نفرت سے منہ پھیرے بیٹھے تھے---

میں تمھارا بھائی نہیں ہوں سمجھی تم ---- ڈائ ن ہو تم --- کھا گ ئی ہمارے ماں کو اس گھر کی عزت کو ------ عامر روتے ہوئے کھڑا ہوا تھا--- بس نظریں حسنیٰ سے نہیں ملا رہا تھا---

بڑی دو کا گھر بھی تمھاری وجہ سے خطرے میں پڑ گیا ہے اب تم جان چھوڑو ہماری --- حسن نے حسنیٰ کے آگے ہاتھ جوڑے تھے---

حسن بھائی--- حسنیٰ نے بلکتے ہوئے کہا--- اور آگے بڑھ کر حسن کے کندھے کو تھام لیا---

حسن کے ساتھ تو مزاق اور چھیڑ چھاڑ کا بھی رشتہ تھا--- وہ بہت فرینڈلی حسن سے ہر بات کرتی تھی --- لیکن آج حسن کے چہرے پر بھی عامر سے کم نفرت نہیں تھی ---

ماہ رخ اور بختاور تو ویسے ہی اپنے شوہروں اور سسرال کی وجہ سے سر گدی سے نیچے گرائے بیٹھی تھیں ---

تم نے سر اٹھانے کے لائق نہیں چھوڑا ہمیں --- حسنیٰ------ حسن نے روتے ہوئے غصے سے کندھے کو جھٹکا دیا اور کچھ فاصلے پر جا کر کھڑا ہوا--

عامر غصے سے اٹھا حسنیٰ کو بازو سے پکڑ کر باہر کے دروازے کی طرف گھسیٹ رہا تھا---

وہ بلک رہی تھی ---چیخیں مار رہی تھی شزا نے ناگواری سے لبوں کو دائیں بائیں جنبش دی تھی --- ماہ رخ اور بختاور جلدی سے کمرے میں چلی گئی تھیں ---مہرین نے ایک اٹیچی نما بیگ لا کر نعمان کے حوالے کیا تھا--- اس میں شائید حسنیٰ کے کپڑے اور ضرورت کی چیزیں تھیں----

بھائی--- پلیز---- پلیز---------- بھائی --- مت نکالیں مجھے ----

امی------ امی----- آجاؤ کہیں سے بھائی مجھے نکال رہے ہیں ---- وہ اونچا اونچا رو رہی تھی---

نعمان سر جھکائے خاموشی سے ساتھ ساتھ چل رہا تھا--- عامر نے بے دردی سے دروازے پر لاکر حسنیٰ کو چھوڑ دیا تھا--- محلے کے کتنے پٹ آدھ کھلے تھے --- کھڑکیوں سے لوگ جھانک رہے تھے --- چھتوں سے بہت سے سر چھپ چھپ کر منظر دیکھ رہے تھے ---

لے جاؤ اسے ------ عامر نے ایک نظر خونخوار نعمان پر ڈالی اور دروازہ بند کر دیا---

حسنیٰ کتنی دیر کھڑی دروازے کو پیٹتی رہی --- بلک بلک کر روتی اور چلاتی رہی --- پر کوئی نہیں آیا تھا--- نعمان نے دھیرے سے جا کر اسے کندھے سے تھاما تھا ---- اور وہ بے حال سی ہو کر نعمان کے ساتھ لپٹ گ ئی تھی وہ مسلسل روئے جا رہی تھی --- نعمان ایک ہاتھ میں بیگ کو تھامے دوسرے ہاتھ سے اسے کندھے سے لگائے مین سڑک تک آیا تھا اور پھر بیگ نیچے رکھ کر رکشہ کو ہاتھ کا اشارہ کیا تھا----

حسنیٰ کو رکشے میں بیٹھانے کے بعد وہ خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ چکا تھا حسنیٰ کا رونا اب تھم گیا تھا---رکشہ عبداللہ کے گھر کی طرف رواں دواں تھا-- عبداللہ کے علاوہ اب اس کا یہاں کوئی سہارا نہیں تھا--- اسی محلے والے گھر میں وہ حسنیٰ کو نہیں رکھنا چاہتا تھا

اور ویسے بھی وہ داور کا اڈا تھا --- اور نکاح کرتے وقت ہی وہ ٹھان چکا تھا کہ اب وہ کبھی غلط کام نہیں کرے گا عزت کی روزی کمائے گا اور حسنیٰ کو کھلائے گا --- اس لیے داور کا وہ کسی بھی قسم کا کوئی احسان نہیں لینا چاہتا تھا ---

پر عبداللہ بہت الگ تھا --- وہ عبداللہ سے قران پڑھنا شروع کر چکا تھا -- اس نے دل سے اسلام قبول کیا تھا اور وہ نام کا مسلمان نہیں رہنا چاہتا تھا ---

آنسو تھم جانے پر حسنیٰ نے نکاح کے بعد پہلی دفعہ نعمان کی طرف دیکھا ---اور دیکھنا جوتے سے شروع کیا تھا --- اس کا جوتا بہت پرانا سا تھا --- پھیکی سی پینٹ اس پر بوسیدہ سی شرٹ --- شرٹ کے کالر کے پاس گردن پر گہرا جلے کا زخم تھا --- اور زخم کو دیکھ کر جیسے ابکائی سی آئی تھی ---

نعمان نے وہ سلیب کے ٹیٹو کو جلایا تھا ---اس کی گردن پر سلیب کا ٹیٹو تھا اور کان میں بالی تھی اور گردن میں چین --- عبداللہ نے اسے بتایا کہ اسلام میں یہ سب منع ہے اس نے لاکٹ اور بالی تو اتار دی تھی لیکن ٹیٹو کو ختم کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا---

حسنیٰ نے جلدی سے نظریں موڑ لی تھیں اور باہر کی طرف دیکھنا شروع کر دیا---

www.classicurdumaterial.com

****

اٹھنے کی ضرورت نہیں--- لیٹی رہو-- نعمان ایک دم سے کرسی سے اٹھ کر حسنیٰ کی طرف بڑھا تھا---

اس کو ابھی ہوش آیا تھا--- دھیرے سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتی ہوئی وہ اٹھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی --- گاڑی سے وہ بہت بری طرح ٹکرائی تھی اور پھر دھندلہ سا یہ یاد تھا نعمان اسے گود میں اٹھائے ہوئے تھا--- اس کے بعد کچھ یاد نہیں تھا--- دھیرے سے آنکھیں پوری کھلیں تھیں ---نعمان اس کے اوپر جھکا ہوا تھا--- حسنیٰ جھینپ سی گ ئی تھی----جلدی سے گردن کا رخ دوسری طرف موڑا تھا--

یہ کسی بہت ہی اچھے ہاسپٹل کا کمرہ تھا--- حسنیٰ کی ٹانگ بازو سر پر پٹیاں تھیں --- جیسے ہی ہوش تھوڑا بحال ہو رہا تھا جسم کے بہت سے حصوں میں تکلیف ہو رہی تھی ---

نعمان تھوڑا سا پیچھے ہوا تھا--- پھر گلاس میں جوس انڈیل رہا تھا--- پھر جوس کا گلاس پکڑ کر اس کے قریب آیا تھا---

یہ وقت نہیں اتنی نفرت کا--- جوس پیو---- نعمان نے بہت نرمی سے کہاتھا---

وہ حسنیٰ کی شرمندگی کو اس کی نفرت سمجھ رہا تھا۔۔۔ وہ تو اس لیے نظریں چرا رہی تھی کہ وہ اس کی ان محبت بھری نظروں کے اب کہاں قابل رہی تھی ۔۔۔ اُفف جس لمحے سے ڈرتی تھی وہ آ ہی گیا تھا آخر ۔۔۔ کیا کروں بھاگ جاؤں یہاں سے ۔۔۔ حسنیٰ نے زور سے آنکھیں بند کی تھیں ۔۔۔

نعمان اب بیڈ کے تکیے کے نیچے لگے ہینڈل بٹن کو پریس کر کے اسے سر سے تھوڑا اوپر کر رہا تھا۔۔۔ اب حسنیٰ کا سر کافی حد تک اوپر ہو چکا تھا۔۔۔ نعمان نے گلاس آگے کیا تھا۔۔

نہ۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔ حسنیٰ نے گھٹی سی آواز سے نظریں چراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیوں نہیں۔۔۔۔ ویکنس ہو گی ۔۔۔۔ نعمان نے مصنوعی غصہ دکھایا تھا۔۔۔۔

حسنیٰ نے پلکیں لرزائی تھیں ۔۔۔ پر لب نہیں کھولے تھے۔۔۔

شاباش۔۔۔۔پیو۔۔۔۔۔۔۔۔ نعمان اور قریب ہو چکا تھا۔۔۔

پینے میں ہی آفیت تھی وہ ہر انکار پر فاصلہ کم کر رہا تھا۔۔۔ حسنیٰ نے گلاس منہ کو لگا لیا تھا۔۔۔ نعمان نے بڑی نرمی سے ہاتھ کو پیچھے رکھا تھا۔۔ چند گھونٹ کے بعد ہی حسنیٰ نے چہرے کو پیچھے کیا تھا۔۔۔

تھوڑا سا اور --- ختم کرو اسے ------- نعمان نے رعب سے کہا ---

بس --- --- حسنیٰ کی شرمندہ سی آواز ابھری تھی ---

ہمممم------ نعمان نے زیادہ زور دینے کا منصوبہ رد کر دیا تھا کیونکہ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نظر آنے لگے تھے --- ٹانگ اور بازو پر بری طرح فریکچر ہوا تھا --- اس کے علاوہ بہت سی رگڑیں اور سر پر چوٹ تھی ---

سونا ہے --- سو جاؤ --- نعمان نے بچوں جیسی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا وہ اس سے کوئی سوال جواب اس حالت میں نہیں کرنا چاہتا تھا ---

اس کے لیے وہ خوشی اور سکون ہی بہت تھا جو اسے حسنیٰ کو زندہ سلامت دیکھ کر ملا تھا ---

بابا------- حسنیٰ نے مدھم سی پریشانی بھری آواز میں کہا ---

کون------- نعمان تجسس بھرے انداز میں ٹھٹھکا تھا

بابا--- وہ پریشان ہوں گے --- حسنیٰ نے پلکیں لرزاتے ہوئے آہستہ سی آواز میں کہا---

وہ کتنی تبدیل سی لگ رہی تھی اس دن ہوٹل میں اس پر چیختی ہوئی حسنیٰ اور اس حسنیٰ میں زمین آسمان کا فرق تھا --- نعمان الجھ سا گیا تھا ذہن میں ان گنت سوال تھے کیا

اسے اس سے اتنی ہی نفرت تھی کہ یوں ایک ہی شہر میں اس سے چھپ کر رہ رہی تھی --- اور اس سے طلاق کا مطالبہ پھر سے کیوں نہیں کیا تھا اس نے اس جیسے ڈھیروں الجھے ہوئے سوال جو ایک کے بعد ایک ذہن میں امڈ رہے تھے --- لیکن ابھی حسنیٰ کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اس سے وہ سوال پوچھتا اس کے سر میں بھی چوٹ تھی ---

کونسے بابا------- نعمان نے تجسس بھرے انداز میں پوچھا تھا --

ان کے ساتھ رہ رہی تھی میں --- وہ بہت پریشان ہوں گے --- حسنیٰ نے نظریں چرائی تھیں---

تمہیں دوسرا دن ہے یہاں --- ٹانگ اور بازو فریکچر ہیں --- نعمان نے مدھم سے لہجے میں اسے آگاہ کیا تھا کہ وہ کتنی دیر تک غنودگی میں رہی تھی ---

اوہ--- تو بابا کو --- حسنیٰ نے لب دانتوں میں دبا کر فکر مندی سے نعمان کی طرف دیکھا تھا---

فکر نہیں کرو ---ایڈریس دو --- وہی محبت بھرا نرم لہجا ----

جی--- لکھیں---- حسنیٰ نے اچانک بازو کو غلطی سے اٹھایا تھا --

www.classicurdumaterial.com

آہ-------- تکلیف سے آواز نکلی تھی --- تکلیف تھی ہی اتنی بری --- آنکھوں کے آگے سائے سے لہرا گئے تھے ---

نعمان تڑپ کر آگے ہوا تھا اور بازو سے پکڑ کر کمر کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہوئے اسے نیچے لیٹا رہا تھا --- نعمان کے کلون کی خوشبو ناک کے نتھنوں میں گھس گ ئی تھی---- سگریٹ اور کلون کی ملی جلی سی خوشبو لیے وہ اس کے اتنا قریب تھا----

کیا ہوا --- ہاں---- درد ہے ---- حسنیٰ کے بیڈ کے سر کو بٹن دبا کر نیچے کرتے ہوئے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا ---

ہممممم --- حسنیٰ نے تکلیف سے آنکھوں میں آنسو لا کر سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی

میں ابھی نرس کو پین کلر کا کہتا ہوں------ نعمان جلدی سے کمرے سے باہر گیا تھا---

اتنی محبت ------اتنا پیار------- اتنی تڑپ ------کیا وہ اس قابل بھی ہے --- کیا کیا نہیں کیا میں نے اس کے ساتھ --- آخری دفعہ ہوٹل میں افف---اور کیا کچھ نہیں کہا اسے --- کیسا عجیب شخص ہے یہ---کیا کوئی ایسے بھی چاہ سکتا---- دل میں ایک پھانس سی اٹکی تھی--- اور سینے میں درد ہونے لگا تھا--

****

اللہ جو کرتا ہے وہ بہتر کرتا ہے حسنٰی----- بابا نے سیب کا کش حسنٰی کی طرف بڑھایا تھا

وہ حسنٰی کے دائیں طرف بیڈ کے پاس کرسی پر بیٹھے تھے اور سیب کاٹ کر اسے دے رہے تھے --نعمان نے ایڈرس پر ڈرائیور بھیجا تھا جو ان کو ہاسپٹل لے آیا تھا۔

خدا کا شکر ہے --- اللہ نے تمہیں دوسری زندگی دی ہے بیٹی---- بابا نے مسکرا کر حسنٰی کی طرف دیکھا --

بابا---- یہ سب عارضی ہے ------- حسنٰی نے بددل ہو کر بے زاری سے چہرے کا رخ دوسری طرف کیا تھا---

ہاں تو یہ سب عارضی ہی تھا --- کہاں کوئی مرد یہ برداشت کرتا ہے جو اس کے ساتھ ہو چکا تھا --- سچائی پتا چلتے ہی نعمان کی بھی ساری محبت زمین بوس ہو جائے گی --- کچھ بھی نہیں بچے گا --

نہ---نہیں---- تم ---تم نعمان کو کچھ مت بتانا--- کچھ بھی نہیں --- بابا نے ڈرتے ہوئے ایک نظر کمرے کے بند دروازے کی طرف ڈالی اور پھر آواز کو مدھم رکھتے ہوئے کہا--

بابا------ حسنیٰ نے بے چارگی سے دیکھا تھا--

بس چپ-- ---انھوں نے اپنی انگلی کو لبوں پر رکھا تھا---

اب تمہیں اسی کے ساتھ رہنا ہے ---- پر اسے کچھ بھی مت بتانا--- بابا نے حسنیٰ کے آگے ہاتھ جوڑ لیے تھے---

پردہ پوشی خدا کو بہت پسند ہے --- وہ رحیم ہے کریم ہے ---نعمان کے دل میں تمھاری محبت کو یوں ہی قائم رکھے گا---

بابا--- حسنیٰ باقاعدہ رو دی تھی ان کی باتیں سن کر---

اچھا میں جاتا ہوں ---- پھر آؤں گا نعمان سے ملاقات بھی ہو جائے گی --- بابا گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر اٹھے تھے---

نعمان آفس میں تھا اس وقت --- اور شام کو پانچ بجے وہ یہاں آ جاتا تھا حسنیٰ کے پاس --- پھر وہ رات یہیں گزارتا تھا اس کے پاس---

جیتی رہو --- اللہ کی حفاظت میں رہو --- بابا نے محبت سے حسنیٰ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا اور پھر باہر نکل گئے تھے ---

لفٹ سے نیچے اتر کر وہ مین گیٹ کی طرف جا رہے تھے جب سامنے بہت سے لوگوں کے ساتھ ان کو ایک چہرہ نظر آیا تھا اور قدم ساکت ہوئے تھے ---بس منہ سے ایک ہی آواز نکلی تھی ---

حسن------ --- -----

وہ جب تک حواس میں آئے وہ لوگوں کی بھیڑ میں غائیب سا ہی ہو گیا تھا --- اور وہ بار بار گردن کو گھوما کر ارد گرد دیکھ رہے تھے ---- زیر لب وہ کسی کا نام دھرا رہے تھے ---

حسن----- حسن----

****

کم ان ----نعمان نے چہرہ اوپر اٹھایا تھا---

وہ اپنے آفس کی سیٹ پر بیٹھا کچھ فائلز پر دستخط کرنے میں مصروف تھا جب آفس کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی---

ہیر بڑے انداز سے آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی ---نعمان نے فائل پر جھکا سر اوپر اٹھایا---

تم ---- تم کیا کر رہی ہو میرے آفس میں ------ماتھے پر ایک لمحے میں ہی شکن آ گئے تھے----

"یہاں کیسے پہنچی --- " نعمان نے دانت پیس کر کہا

ہاتھ سامنے ٹیبل پر دھرے وہ غصے میں بھرا بیٹھا تھا --- ہلکے سے پرپل رنگ کی ڈریس شرٹ پر ٹائی لگائے وہ نکھرا نکھرا سا ہیر کے دل میں ہی تو اتر رہا تھا---

"مسٹر----- روبن----- اوہ سوری نعمان ---- " ہیر نے معنی خیز انداز میں کہا وہ لا پرواہ سے انداز میں چیونگم چبا رہی تھی گھنگرالے بال شانوں پر بکھرے تھے کمر تک بمشکل آتی ٹی شرٹ اور تنگ جینز زیب تن کیے کندھے پر بیگ لٹک رہا تھا جس کی لٹکن ڈور اتنی لمبی تھی کہ بیگ ٹانگوں تک آ کر جھول رہا تھا--

"تم یہاں سے جاؤ ابھی اور اسی وقت --- " نعمان ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا

اسے ہیر پر بلکل بھروسہ نہیں تھا وہ پتہ نہیں کہاں سے یہاں آٹپکی تھی نعمان کی اتنی محنت سے بنائی ہوئی عزت ایک پل میں اس کی وجہ سے ختم ہو سکتی تھی ---

"کیوں --- کیوں جاؤں---- سنو -- اس دن میرے گھر پر جو بھی ہوا تھا اس کا سچ تمھارے اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا سمجھے تم --- " ہیر نے اسے غصے میں آتا دیکھ کر ناک پھلا کر خبردار کیا تھا --

وہ بچپن سے ہی ایسی تھی جو پسند آجاتا تھا پا لینے تک دل سے جاتا ہی نہیں تھا روبن بھی دل میں ایسا بسا تھا کہ اب نعمان کو دیکھ کر وہ ضد سی بنتا جا رہا تھا ---اس دن اسے پارٹی میں دیکھنے کے بعد سے ایک پل کو بھی تو چین نہیں تھا --- لاکھ چاہا اس کو بھلا دے بات کو چھوڑ دے پر ماتھے پر لگے جس طرح تین سٹیچز کے نشان ابھی تک باقی تھے اسی طرح روبن کے لیے وہ کچی محبت کے ارمان بھی ابھی باقی تھے --- بلکہ اب تو پختہ ہو چکے تھے ---

www.classicurdumaterial.com

"زیادہ مجھے نخرے دکھاؤ گے تو کیس ری اوپن کروا دوں گی ---" وہ اپنی عمر سے بڑی دھمکی دے رہی تھی اسے ---انگلی بھی نعمان کی طرف اشارے کی شکل میں کر رکھی تھی---

اس کی انگلی اپنی طرف دیکھ کر نعمان کو تو جیسے طیش آ گیا تھا---

"ہمم--- دھمکی کیوں دے رہی ہو--- کروا دو---" نعمان نے دانت پیس کر ناک پھلایا تھا

خونخوار نظروں سے سامنے کھڑی ہیر کو کھاجانے والے انداز سے دیکھا--- وہ بڑے آرام سے کھڑی مسکرا رہی تھی اور دھیرے دھیرے ہل رہی تھی ---

"اچھا---" ہیر نے ہونٹ باہر نکال کر کہا تھا اور بڑے انداز سے کندھے اچکائے تھے --انداز ایسا تھا جیسے اسے کوئی پرواہ نہیں تھی ---

دروازے پر ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ کھلا تھا اور مسز واصف داخل ہوئی تھیں ---- ہیر کو یوں نعمان کے آفس میں دیکھ کر حیران سی ہو کر ہیر کی طرف پلٹی تھیں ---

"ہیر------ تم یہاں ---" شہروزی نے حیرت اور خوشگوار انداز میں کہا

"پھپھو --- آپکو ہی ڈھونڈ رہی تھی میں ---" ہیر نے خجل ہوتے ہوئے بات بنائی اور کن اکھیوں سے نعمان کو جتلانے والے انداز میں دیکھا ---

نعمان نے چونک کر دونوں کی طرف دیکھا تھا " پھپھو" زیر لب ہلکی سی خود سے سرگوشی کی تھی

" یاد نہیں آپ کے ساتھ شاپنگ پر جانا تھا ---رحیم کاکا کے ساتھ ادھر ہی آگ ئی میں--- " ہیر نے بڑے لاڈ سے شہوزی سے کہا

اور پھر ناک چڑھا کر بڑے ناز سے نعمان کی طرف دیکھا ---

وہ جان بوجھ کر شاپنگ سے چند گھنٹے پہلے آئی تھی اور پھر نعمان کے آفس کا پوچھ کر سیدھی یہاں ٹپک پڑی تھی ---

"اچھا کیا--- " شہوزی نے مسکرا کر ہیر کو اپنے ساتھ لگایا اور پھر نعمان کی طرف دیکھا ---

جو یہ جان لینے کے بعد تھوڑا پریشان سا ہو گیا تھا--- مسز واصف اسے کتنا پسند کرتی ہیں اور کتنی عزت کرتی ہیں --- ہیر یہ ساری عزت یہ ساری محنت پر ایک جھوٹ سے پانی پھیر سکتی ہے------- اور ایسی قسمت بار بار کہاں ملتی ہے ---

"نعمان---" شہروزی نے نعمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہیر کو اس سے متعارف کروایا تھا---

"نعمان یہ میری بھتیجی ہے ہیر---" مسکرا کر ہیر کے گال کو تھپکا تھا---

"جی--- ---" نعمان نے بمشکل آپنے آپ کو نارمل ظاہر کیا تھا---

ہیر شہروزی کے گلے لگی معنی خیز اندز میں مسکرا رہی تھی جیسے نعمان کو خبردار کر رہی ہو---

"نعمان وہ انٹرنیشنل آرڈر آیا تھا-- وہ ہوا پورا-----" شہروزی نے کچھ یاد آ جانے پر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا---

وہ نعمان سے یہی بات کرنے آئی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ مقصد نعمان کے دیدار سے اپنی ممتا کو ٹھنڈک پہنچانا بھی تھا---

"جی جی--- میم--- وہ ہو گیا ہے کمپلیٹ----" نعمان نے جلدی سے خود کو سنبھالا تھا--

اور پھر ٹیبل پر کھی فائل مہذب انداز میں شہروزی کی طرف بڑھائی تھی---

"گڈ---" شہروزی نے مسکراتے ہوئے فائل پر ایک نظر ڈالی اور فائل پھر سے نعمان کی طرف بڑھا دی ---

"چلو ہیر --- اپنے آفس میں لے کر چلتی ہوں---- " شہروزی نے ہیر کی طرف متوجہ ہو کر کہا--

وہ بہت محو تھی نعمان کو دیکھنے میں شہروزی کہ بلانے پر ایک دم سے چونکی تھی جسے شہروزی نے بھی نوٹس کیا تھا---

"نعمان کیسا ہے---- " شہروزی نے مدھم سی آواز میں کہا--

وہ اپنے آفس میں موجود اپنی کرسی پر بیٹھ رہی تھیں جبکہ ہیر بڑے پر سکون انداز میں سامنے لگے بڑے سا کاؤچ پر بیگ پھینک کر ڈھیر سی ہوئی تھی --- شہروزی کی بات پر اسے جیسے کرنٹ لگا تھا --- ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی ---

"ہاں--- کیا-- " اندز حیرت زدہ سا تھا---

پھپھو ایسا کیوں پوچھ رہی تھیں --- ایک دم سے گلا خشک ہوا تھا---

"مطلب کیسا ہے نعمان --- " شہروزی کے چہرے پر دلکش سی محبت بھری مسکراہٹ تھی ---

"پھپھو ایسے کیوں پوچھ رہی آپ مجھ سے ---" ہیر کی حیرت ہنوز قائم تھی رک رک کر استفسار کیا

"ویسے ہی ----" شہروزی نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا---

وہ بغور ہیر کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہی تھیں --- اور اس کے چہرے کے یہ بدلتے رنگ ان کے کتنے ہی مسائل کا حل ان کو سجھاؤ دے رہے تھے ---

"بہت ڈیشنگ ہے --- ویری چارمنگ پرسنلٹی ----" ہیر نے خجل ہوتے ہوئے نارمل انداز ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کندھے ایسے اچکائے جیسے نعمان اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے

"ہممممم----" شہروزی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں

"کیا ہوا آپکو---" ہیر نا سمجھی کے انداز میں ان کو دیکھ رہی تھی ---

وہ کیوں اس سے ایسے معنی خیز انداز میں نعمان کا پوچھ رہی تھیں ----

"مجھے بہت پسند ہے نعمان --- مطلب بہت اچھا محنتی بچہ---" شہروزی نے کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا---

ذہن بہت سے تانے بانے بن رہا تھا--- کرسی آہستہ آہستہ ہل رہی تھی ---

****

"اٹھو تو ۔۔ اٹھو۔۔۔ " نعمان بیڈ کو سر کی طرف سے اوپر کرنے کے بعد حسنیٰ کے سر کو اوپر کر رہا تھا

وہ لبوں کو ایک دوسرے سے ملاتے ہوئے تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے اٹھی تھی ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور اب تو اسے ہاسپٹل سے کوفت ہونے لگی تھی نعمان روز آفس سے واپسی پر یہاں آ جاتا تھا حسنیٰ حیران ہوتی تھی اس شخص کے ماتھے پر ایک شکن تک نہیں آتی تھی ۔۔۔ وہ اس کی محبت پر حیرانگی کا سفر طے کرتی رہتی تھی رات کو اکثر آنکھ کھلتی تو وہ کتاب کو سینے پر رکھے کرسی پر ہی سو رہا ہوتا تھا اور حسنیٰ اسے تکتی ہی رہتی تھی ۔۔ اسے دیکھنا دل کو اب بھلا سا لگتا تھا ۔۔۔ فضا سچ کہتی تھی وہ کتنا خوبرو تھا ہر ہر نقش خدا نے جیسے دل سے بنایا تھا ۔۔۔ وہ کتنی بد قسمت تھی جو یہ سب دھتکار کر چل دی تھی۔۔۔ وہ رات رات بھر یہی سوچتی رہتی تھی ۔۔۔ معلوم ہوتا تھا کہ صبح ہوتے ہی وہ گھر کے لیے نکل جائے گا اور پھر شام گئے واپس آئے گا اس لیے وہ جی بھر کر رات کو اسے دیکھتی رہتی تھی جیسے ہی اس کے اٹھنے کا خدشہ ہوتا فوراً آنکھیں بند کر لیتی تھی ۔۔۔ دل بھی عجیب بے ایمان ہونے لگا تھا کہ وہ نعمان کو کچھ بھی نہ بتائے بس وہ اس پر ایسے ہی محبتیں لٹاتا رہے ۔۔۔

"منہ کھولو۔۔۔" وہ سؤپ کا باؤل لیے اس کے بلکل قریب کھڑا تھا

حسنیٰ نے دھیرے سے سر کو اوپر کرتے ہوئے آگے کیا تھا اور منہ کھولا تھا۔۔ بال نیچے آنے کی وجہ سے کھنچے تھے ربڑ بینڈ ٹوٹ کر اس کے گھنے بال ایک دم سے پشت پر آبشار کی طرح بکھر گئے تھے۔۔۔ ایک ہفتے سے نرس اس کے بال بناتی تھی اور کھینچ کر ربڑ بینڈ سے بالوں کی پونی ٹیل بنا دیتی تھی ربڑ بینڈ کھنچنے کی وجہ سے کمزور ہوتا رہا اور آج ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ حسنیٰ نے گالوں پر آتے بالوں کو پیچھے کرنے کے لیے بے ساختہ بازو اٹھایا تو درد کی لہر اٹھی تھی اور تکلیف سے آنکھوں میں پانی آ گیا تھا۔۔۔

"ایک منٹ۔۔۔" نعمان نے نرمی سے کہتے ہوئے سؤپ کا باؤل ایک طرف رکھا۔۔ پھر اپنے بالوں سے ربڑ بینڈ کھینچ کر اتارا تھا۔۔۔ حسنیٰ کے بالوں کو اپنی انگلیوں سے پشت پر سے سمیٹا تھا۔۔۔ حسنیٰ نے جھینپ کر پلکیں گرائی ہیں تھیں۔۔۔

"اچھی کروں گا۔۔۔ اپنے کرتا رہتا ہوں۔۔۔" ۔۔۔۔ نعمان نے مسکراہٹ دبائی اور پھر اس کے بالوں کی مہارت سے پونی ٹیل بنا دی تھی۔۔۔

"حسنیٰ۔۔۔۔۔" سؤپ سے بھرا چمچ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے نعمان نے گہری سانس لیتے ہوئے اسے پکارا تھا

اور گہری نظروں سے اس کے چہرے کا طواف کیا۔۔ اس کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا وہ پہلے سے بہت زیادہ کمزور دکھائی دیتی تھی اب آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑے ہوئے تھے۔۔ ہونٹوں پر پپڑی سی جمی ہوئی تھی۔۔۔

حسنیٰ نے سپ لے کر نظریں تھوڑی سی اٹھا کر پھر سے جھکا دیں تھیں۔۔۔

"دیکھو۔۔۔ میں جانتا ہوں تم مجھے۔۔۔ قبول نہیں کر سکی حالات ایسے تھے۔۔۔ یوں شادی ہو جانا۔۔ اور میرا یوں اچانک تمھاری زندگی کا ایک اہم رکن بن جانا۔۔۔" نعمان مدھم لہجے میں رک رک کر اس سے بات کر رہا تھا۔۔

وہ کبھی بھی اس کی بات سننے کے لیے راضی ہی نہیں ہوئی تھی یہ وہ ساری باتیں تھی جو وہ ان دس دنوں میں ہی اس سے کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تو دروازہ تک نہیں کھولتی تھی اس دو کمروں کے چھوٹے سے فلیٹ میں وہ جب سارا دن نوکری کے لیے خوار ہو کر گھر لوٹتا تھا تو حسنیٰ کمرے میں بند ہو

23

جاتی تھی۔۔۔ لیکن اب اس کے اندر بہت زیادہ بدلاؤ نعمان کو بہت ہمت دے گیا تھا اسی ہمت کے زیر اثر وہ آج اس سے اپنے دل کی ہر بات کر دینا چاہتا تھا۔۔۔

"لیکن --- میری زندگی میں تم اچانک نہیں آئی تھی --- " نعمان نے سر جھکا کر کہا

حسنیٰ نے نا سمجھی کے انداز میں اسے دیکھا تھا ---نعمان کے سُوپ پلاتے ہاتھ بھی رک گئے تھے

"ہاں---- اس رات تم مجھے اچانک نہیں ملی تھی--- میں لاہور سے اسلام آباد تک تمھارے پیچھے گیا تھا--- " دھیرے سے سر اٹھا کر حسنیٰ کی بڑی بڑی کھلی آنکھوں میں دیکھا

"جس رات تم گھر سے باہر نکلی میں تمھارے گھر کے دروازے کہ آگے کھڑا تھا--- میں چار گھنٹوں سے نہیں پانچ مہینوں سے تمہیں جانتا تھا تمہیں اس کی خبر نہیں تھی ---" وہ پہلی دفعہ اتنی ہمت سے اپنی محبت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے حقیقت سے آشنا کر رہا تھا

"کہ---کیسے---- " حسنیٰ نے حیرانگی سے پوچھا

حیرت کی ہی تو بات تھی --- وہ ملا اسے اسلام آباد میں تھا پہلی دفعہ اور اسے کیسے وہ پہلے جانتا تھا عجیب سی کشمکش سی ہوئی تھی نعمان کی اس بات سے

"چھت پر--- ہاں چھت پر سے تمہیں دیکھا کرتا تھا روز شام کو---" نعمان پوری گفتگو کے دوارن پہلی دفعہ مسکرایا تھا---

لبوں پر محبت بھری دلکش سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی اور نظریں کچھ دیر کے لیے شرما کر جھکی تھیں آخر کو وہ پہلی دفعہ اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا

"کیا------ا-ا---ا-ا---" حسنیٰ کی آنکھیں اس عجیب وغریب انکشاف پر اپنے حجم سے بڑی ہوئی تھیں---

"ہاں---سچ ہے یہ----میں تم سے محبت کرنے لگا تھا یا پھر خدا نے کروا دی تھی یہ محبت------- میرے بس میں کچھ بھی نہیں تھا

تمہارے لیے یہ سب بہت عجیب ہو گا--- پر یہ سچ ہے جس کا آج میں دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے جان بوجھ کر تمہارے بھائیوں کو یہ نہیں بتایا تھا کہ میں وہ نہیں جس کے لیے تم گھر چھوڑ کر بھاگی تھی---" نعمان نے گردن مجرم کی طرح جھکا دی تھی---

ساری دنیا سے لڑ جانے والا سب کے گریبان کو پکڑ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والا نام نہاد داور کا گنڈا آج ایک دھان پان سی لڑکی کے آگے گردن جھکائے شرمندہ سا بیٹھا تھا--- ہاں اس کے آگے وہ اپنا سب کچھ ہی تو ہار بیٹھا تھا---

اپنا دل۔۔۔۔۔ اپنا غرور۔۔۔۔۔اپنا مزہب۔۔۔۔۔۔سب کچھ ۔۔۔ حسنٰی خاموش بیٹھی تھی ساکن منہ کھولے اسے جیسے یقین نہیں آ رہا تھا ان سب باتوں پر ۔۔۔

"حسنٰی تم مجھے ایک موقع تو دو گی نہ۔۔۔۔ " نعمان نے نظریں اٹھا کر التجائی انداز میں کہا

نعمان نے س ؤپ کا باؤل ایک طرف رکھا ۔۔۔ اور حسنٰی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا ۔۔۔

حسنٰی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا ۔۔ ایک عجیب سے ارتھ کی لہر ریڑھ کی ہڈی میں ہوئی تھی اور وہ جھینپ گ ئی تھی ۔۔۔

"دیکھو میں نے حازق کے لیے تمہیں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔۔۔ لیکن جب میں اس سے ملا ۔۔۔" نعمان نے خشک لبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا تھا۔۔۔

حسنٰی نے حازق کے نام پر تڑپ کر خوفزدہ آنکھوں سے نعمان کی طرف دیکھا ۔۔۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔۔ ملے تھے اس سے ۔۔۔ " گھٹی سی ڈری سہمی آواز تھی حسنٰی کی آنکھیں خوف سے پھٹنے کو تھیں

"ہاں تمہیں کہاں کہاں تلاش نہیں کیا میں نے ۔۔۔ " نعمان نے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تھی ۔۔۔

کتنے خوبصورت ہاتھ تھے ۔۔۔ نرم و نازک مخروطی انگلیوں والے ۔۔

"اس---اس نے کیا کہا---" حسنیٰ کا تو جیسے خون خشک ہوا تھا---

"یہی کہ اس نے تمہاری شادی کا سن کر تم سے شادی کا انکار کر دیا تھا---" آواز مزید آہستہ ہوئی تھی---اور نظریں پھر سے جھکی تھیں---

حازق کے ذکر پر حسنیٰ کا یوں ساکن ہو جانا جان ہی تو جلا گیا تھا نعمان کی---کیوں ---آخر کیوں اس گھٹیا شخص یہ اتنی محبت کرتی ہے---

"اور--- ------" حسنیٰ کا دل خوف سے مزید تیز ہوا تھا--

حازق جیسا گندا---گھناؤنا--- خواب وہ کیسے اتنی آسانی سے اپنے ذہن سے کھرچ سکتی تھی ابھی بھی اکثر وہ خواب میں حازق سے بچ کر بھاگ رہی ہوتی تھی اور کبھی کوئی بہت بڑا عجیب شکل کا جانور اس سے زنا کرنے کی کوشش میں ہوتا تھا---وہ خود کو اس سے بچا رہی ہوتی تھی---

"اور پھر تم وہاں سے کہاں گ ئی یہ اس کو بھی خبر نہیں تھی نہ فضا کو----" نعمان نے گہری سانس لی

"مجھے ایک موقع دو--- صرف ایک اگر پھر بھی تمھارا دل نہ مانے تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا---" نعمان نے نرمی سے حسنیٰ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کیا تھا

حسنیٰ نے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کیا تھا

"بولو دو گی ----" نعمان کے لہجے میں چاہت تھی ---تڑپ تھی ----

تو حازق نے نعمان کو کچھ بھی نہیں پتا چلنے دیا--- پسینے کے ننھی ننھی بوندیں ماتھے پر پھر سے ابھر رہی تھیں اس یخ سردی کے موسم میں بھی اس کے گال تپنے لگے تھے

"حسنیٰ اسے کچھ مت بتانا--- کچھ بھی نہیں --- خدا تمھاری پردہ پوشی کا بھرم قائ‌م رکھے گا" بابا کی آواز کانوں میں گونج رہی تھی ---

"حسنیٰ تمھارے جواب کا منتظر ہوں میں ----" نعمان کی بھاری سی آواز کانوں میں پڑی تھی ---

" پر میں ----" حسنیٰ نے گھٹی سی آواز میں بات شروع کی تھی ---

ہلکی سی دستک سے دروازہ کھلا تھا --- نرس مسکراتی ہوئی نعمان کے قریب آئی تھی ---

"سر آپ اپنی مسز کو گھر لے جا سکتے ہیں ---" ڈیوز لسٹ نعمان کی طرف بڑھاتے ہوئے سسٹر مسکرا رہی تھی ---

"میں ڈیوز کلیر کروا کر آتا ہوں پھر چلتے ہیں گھر" نعمان نے لبوں کو آپس میں ملایا پھر گہری سانس لیتا ہوا اٹھا تھا

****

"میم---- میڈیسن ---" رضیہ نے میڈیسن کی ٹرے آگے کی تھی۔

نفیس سا میرون رنگ کا نائٹ گاؤن زیب تن کئے شہروزی اپنے جہازی سائز بیڈ پر پر سوچ انداز میں نیم دراز تھیں -- یہ بہت بڑا نفیس چیزوں سے آرائستہ کمرہ تھا--- جس کی تقریباً ہر چیز ہلکے نیلے رنگ کی تھی --- رضیہ ان کا میڈیسن کا وقت ہوتے ہی ان کے کمرے میں پہنچی تھی --- اور اب ان کے بلکل پاس کھڑی تھی ---

"ہاں--- لیتی ہوں تم رکھو یہاں اور چلی جاؤ" شہروزی نے ہلکی سی آواز میں کہا تھا---

وہ پاس کھڑی رضیہ سے بلکل بے نیاز تھیں --- گم سم سی ---

"جی"--- رضیہ معدب انداز میں ٹرے کو بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے واپس مڑی تھی---

شہروزی اسی طرح غیر مرئی نقطے کو گھورتی ہوئی سوچے جا رہی تھیں وہ بہت دن سے اسی بات کو لے کر سوچ رہی تھیں --- دنیا کے سامنے نعمان کو اپنا بیٹا بنا کر لانا بہت مشکل تھا--- لیکن ہیر سے شادی کروا کر اسے اپنا داماد بنا کر وہ دنیا کے سامنے ضرور

انٹرڈیوز کروا سکتی ہے یہ آسان تھا--- لیکن ہیر کو اور نعمان کو کیسے اس بات کے لیے رضا مند کیا جائے اصل الجھن یہی تھی---

گھڑی کی ٹک ٹک کمرے کا سکوت توڑ رہی تھی--- اور شہروزی گہری سوچ میں ڈوبی بیٹھی تھی---

****

"یہ گھر ہے تمھارا---"نعمان نے دروازہ کھولا تھا

حسنیٰ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گ ئی تھیں--- یہ بہت ہی خوبصورت اپارٹمنٹ تھی جو بہت ہی قیمیتی فرنیچر اور چیزوں سے بھرا ہوا تھا--- چمکتی سفید ٹائی لز--- اور ہر آسائی ش سے آراستہ گھر تھا--- وہ حیران سی نعمان کے ساتھ چلتی ہوئی آرہی تھی--- اس سے چلنا بہت مشکل تھا نعمان اسے سہارا دے کر چلا رہا تھا--- لاونج سے آگے دو بیڈ روم اور ایک خوبصورت کچن تھا--- نعمان اب اسے اپنے بیڈ روم کی طرف لے کر جا رہا تھا---

روم بہت خوبصورت تھا--- بڑا سا بیڈ ایک خوبصورت کاوچ--- ڈریسنگ ٹیبل مختلف پینٹنگز دیواروں کی زینت بڑھا رہی تھیں-- نعمان کے کپڑوں سے اٹھنے والی سوندھی سی خوشبو

پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی --- جس سے وہ اب بہت حد تک مانوس ہو چکی تھی ---

"لیٹ جاؤ--- آرام سے میں س ؤپ نکال کر لاتا ہوں" نعمان اسے بیڈ پر بیٹھایا تھا-- اور کمبل اس کی ٹانگوں پر اوڑھا دیا تھا-- پھر کچھ دیر بعد وہ س ؤپ کے باؤل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا--- بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ کر سوپ میں ابھی چمچ ڈالا ہی تھا-- جب حسنیٰ کی آواز کانوں میں پڑی ---

"میں خود ٹرائی کرتی ہوں ---" مدھم سی مدھر آواز تھی ---

نعمان نے باؤل حسنیٰ کے طرف بڑھا دیا تھا-- حسنیٰ نے ابھی بازو کو جنبش ہی دی تھی کہ آہ--- نکل گ ئی تھی -

"نہیں ہو گا تم سے --- میں کر رہا ہوں نہ" نعمان نے نرمی سے کہتے ہوئے باؤل پیچھے کیا تھا---

" نہیں اب بہتر ہوں میں ---کھا سکتی ہوں" حسنیٰ نے زبردستی باؤل پکڑنے کی کوشش کی تھی

"اوکے---"--نعمان نے باول اس کے ہاتھ میں تھامایا ہی تھا کہ اس کی گرفت ڈھیلی ہونے کی وجہ سے سارا کمبل حسنیٰ کے سارے کپڑے س ئوپ میں لت پت ہو گئے تھے---

یہ تو شکر تھا اتنی سردی ہونے کی وجہ سے س ئوپ اتنا گرم نہیں رہا تھا--ورنہ وہ جل جاتی---

"بولا تھا نہ---- سارے کپڑے---" نعمان ایک دم سے کھڑا ہوا تھا---

"تمہارے پاس تو اب---" نعمان کے ذہن میں ایک دم سے آیا اس کے تو ابھی کپڑے بھی نہیں لایا تھا وہ بابا کے گھر سے اس دن بابا ہی اس کا ایک جوڑا لائے تھے جو اب اس نے ہاسپٹل گاؤن اتار کر پہنے تھے نرس کی مدد سے---

"رکو اپنی شرٹ دیتا ہوں" نعمان تیزی سے اپنی وارڈ روب کی طرف بڑھا تھا--

" ٹھیک ہے--- کچھ نہیں" حسنیٰ نے بے چارگی سے نعمان کی طرف دیکھا وہ الٹے ہاتھ سے بمشکل ٹشو اٹھا رہی تھی---

"کیا مطلب کچھ نہیں سارے کپڑے خراب ہو چکے ہیں--- اتنی سردی ہے ٹمپریچر ہو جائے گا--" نعمان نے جھاڑنے کے انداز میں کہا---

www.classicurdumaterial.com

"یہ شرٹ اور یہ ٹراؤزر پہن لو۔۔" نعمان اپنی ٹی شرٹ اور ٹروزر لے کر پاس آیا تھا۔۔

حسنیٰ نے بے چارگی سے دیکھا۔۔۔ اور پھر لب بھینچ کر کپڑے اٹھائے۔۔۔

"سنو میں کرتا ہوں۔۔۔" نعمان کی آواز بہت آہستہ تھی۔۔۔

"نہ۔۔۔نہیں۔۔۔ میں خود کر لیتی ہوں۔۔۔" حسنیٰ کو جیسے سو واٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔

"ہو پائے گا کیا تم سے" نعمان کی آواز سرگوشی جیسی تھی۔۔۔

"جی۔۔۔" وہ بری طرح پلکیں لرزا رہی تھی۔۔۔ دل تھا کہ یوں کبھی دھڑکا ہی نہیں تھا۔۔۔

"آہ۔۔ہ۔۔۔ہ۔۔۔" بازو اوپر کرتے ہی چیخ سی نکلی تھی۔۔۔

"کہا نہ نہیں ہو پائے گا تم سے میں کر دیتا ہوں اور کل سے نرس آ جائے گی"۔۔۔ نعمان نے تھوڑے رعب سے کہا تھا۔۔

"میں کر لوں گی آپ باہر جائیں پلیز" حسنیٰ نے تھوڑی سختی سے کہا

اپنے محسوسات نے اسے خود ہی پریشان کر رکھا تھا۔۔ نعمان خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

کپڑوں کو بائیں ہاتھ سے اتارنے کی کوشش میں وہ نڈھال سی ہو گئی تھی سوچا تھا کسی طرح ایک ہاتھ سے ہو ہی جائے گا پر بے کار تھا --- اتنے تو دن ہو گئے ہیں دائیاں بازو کچھ تو کام کرے گا ہی اسی سوچ کے آتے ہی اس نے دائیاں بازو زبردستی اوپر اٹھایا تھا-- بازو کو ایسا جھٹکا لگا تھا کہ ایک ہولناک چیخ ابھری تھی --- درد ایسا تھا کہ پل بھر میں ہی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا تھا --- اور پھر اسے نہیں خبر تھی وہ کہاں ہے ---

دھیرے سے آنکھیں کھلی تھیں ---- سر بھاری سا تھا ---- دھندلا دھندلا سے چھت پر لگا پنکھا جو ساکن تھا وہ نظر آیا تھا-- اور پھر دھندلاہٹ کم ہو رہی تھی --- وہ بیڈ پر چت لیٹی تھی اوپر کمبل تھا جو سینے تک اوڑھا ہوا تھا --- کمرہ روشن تھا --- گردن گھوما کر دیکھا -- نعمان کسی کتاب کے مطالعہ میں غرق تھا--- کیا ہوا تھا مجھے---- آنکھوں کو سکیڑ کر ذہن پر زور ڈالا---

اوہ--- سوپ سے لت پت کپڑوں سمیت ---- اپنا آپ نظروں میں گھوم گیا تھا

اوہ----- اچانک ذہن میں جھماکا ہوا---

جلدی سے بائیں بازو سے کمبل کو خود سے ہٹایا تھا---- وہ نعمان کی وہی شرٹ اور ٹریوزر پہنے ہوئے تھی---- جلدی سے گھڑی کی طرف دیکھا رات کے بارہ بج رہے تھے---

افف--- کان کی لو تک گرم ہو گ ئی تھیں --- نعمان نے اچانک کتاب پر سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا---

اوہ خدایا--- حسنٰی نے جلدی سے آنکھوں کو زور سے بند کیا تھا---

وہ شائد کرسی سے اٹھ کر پاس آ رہا تھا-- قدموں کی چاپ بلکل اس کے سر پر آ کر تھم گ ئی تھی----

افف ------ زمین پھٹے اس میں سما جاؤں یا پھر آسمان ہی نگل لے مجھے --- دل کے دھڑکنے کی رفتار اتنی تیز ہو چکی تھی--- کہ کچھ بی سنائی نہیں پڑ رہا تھا---

"میڈیسن لو ---" بہت قریب سے بھاری آواز آئی ---

حسنٰی نے دھیرے سے آنکھیں کھولی --- دیکھ کیسے لوں اس کو --- دماغ ماؤف سا ہو رہا تھا اس لمحے

پاگل لڑکی --- نعمان نے بمشکل لبوں پر امڈ آنے والی مسکراہٹ کو دبایا تھا---اچانک جگجیت کے بہت خوبصورت گانے کے بول ذہن میں بجنے لگے تھے--

"جسم کی بات نہیں تھی ان کے دل تک جانا تھا

www.classicurdumaterial.com

لمبی دوری طے کرنے میں وقت تو لگتا ہے ----

پیار کا پہلا خط لکھنے میں وقت تو لگتا ہے---"

وہ آنکھیں ہی نہیں ملا رہی تھی -- نعمان نے ٹیبلیٹ آگے بڑھائی تھیں جن کو جھکی آنکھوں سے ہی اٹھایا تھا اس نے --- میڈسن کے بعد پھر سے اسے لیٹا کر وہ کرسی پر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ حسنیٰ کی نظروں سے نظریں ملی تھیں اور حسنیٰ نے پھر سٹپٹا کر نظریں جھکا لی تھیں ---

"پریشان مت ہو --- کچھ دن جب تک تم مکمل ٹھیک نہیں ہو جاتی ادھر رہوں گا اس کے بعد ساتھ والے روم میں چلا جاؤں گا" نعمان نے مسکرا کر نرمی سے کہا---

حسنیٰ نے شرمندہ سا ہو کر دیکھا وہ غلط سوچ رہا تھا -- وہ یہ کب سوچ رہی تھی وہ تو کسی اور ہی سوچ میں اٹکی ہوئی تھی تب سے ------- اور اسی سوچ نے عجیب ہی احساسات سے روشناس کروایا تھا---ریڑھ کی ہڈی میں میٹھی سی چبھن تھی -- پلکیں بھاری ہو رہی تھیں --- دل کے تار ہلکے ہلکے سروں میں بج رہے تھے---

چور نظروں سے نعمان کی طرف دیکھا تو وہ کرسی پر ہی سونے کی کوشش میں اپنے سر کو کشن پر دائی یں بائی یں گھوما کر سیٹ کر رہا تھا --- وہ خود بھی اب دو گھنٹے پہلے والی ڈریس شرٹ اور پینٹ میں ملبوس نہیں تھا بلکہ ڈھیلے سے چیک ٹرپوزر کے اوپر ہلکی سی گرے رنگ کی ٹی شرٹ جس پر پیلے رنگ میں باس کے حروف لکھے ہوئے تھے زیب تن کیے بیٹھا تھا---

"بیڈ پر آجائی یں ----" بے ساختہ ہی وہ اسے بے آرام دیکھ کر کہہ گ ئی --

نعمان نے چونک کر حیرت سے اس کی طرف دیکھا--- جیسے کہ اپنے کانوں پر شک گزرا ہو ---

"کیا------"--- تھوڑی حیرت سے بھنوں کو اچکایا--- اور لبوں نے بھی گولائی کی شیپ لے لی ---

"بیڈ پر آجائی یں --- یہاں ساری رات کیسے------- " حسنیٰ نے رک رک کر گھٹی سی آواز میں کہا---

دل کی ڈب-- ڈب--- کی آواز اتنی اونچی تھی کہ اسے خود کچھ بھی نہیں سنائی دیا تھا کہ اس نے کیا کہا ہے ---

" حکم---- "---- نعمان نے لبوں پر گہرائی مسکراہٹ سجا کر کہا---

اور پھر یونہی خوشگوار مسکراہٹ سجائے دل میں وہی گانا گنگناتا وہ اس کی بائیں طرف ایک آ کر لیٹ چکا تھا---

جسم کی بات نہیں تھی------ ان کے دل تک جانا------تھا-----

ہلکے ہلکے سے خراٹوں کی آواز سے حسنیٰ نے آنکھیں کھلی تھیں --- اسے کہاں اب نیند آ رہی تھی نعمان کی مسحور کن خوشبو عجیب ہی حالت کر رہی تھی ---دھیرے سے گردن کو بائیں طرف موڑا تو جناب بچوں جیسی معصومیت چہرے پر سجائے سو رہے تھے--- گہری آنکھوں پر اب الجھی سی گھنی پلکوں کی جھالر گری تھی --- لب سگریٹ پینے کی وجہ سے کناروں سے اب اتنے گلابی نہیں تھے جتنے درمیان سے --- مونچھیں اوپری لب کو تھوڑا سا ڈھک رہی تھیں --- جب جاگ رہا ہوتا ہے تو یا چہرہ کتنا بارعب ہوتا اور اب جیسے کوئی بچہ ہو---

حسنیٰ کے لب بے ساختہ مسکرا دیے تھے---

افف---- کیا ہو گیا ہے مجھے---- دل ہی دل میں خود کو سرزنش کرتی وہ کب نیند کی وادیوں میں گ ئی خبر ہی نہ ہوئی---

****

"سر کوئی فائق صاحب ہیں تشریف لائے آپ سے ملنا چاہتے ہیں " انٹر کام سے باہر ریسپشن پر بیٹھی زیب کی آواز ابھری تھی ---

"ہاں ---ہاں--- بھیجو اندر ان کو" نعمان نے آنکھیں تھوڑی سکیڑیں اور پھر اچانک یاد آنے پر ماتھے پر دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو پھرتے ہوئے کہا

حسنیٰ نے اس سے بابا کا ذکر کیا تھا کہ ان کو اسی کمپنی کی کسی اچھی پوسٹ پر رکھ لیں وہ کوئی معمولی سی ملازمت کر رہے تھے جب کہ ان کی تعلیم اس سے کہیں زیادہ تھی --- بابا کا نام فائق رضا تھا ---

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی --- جس پر نعمان نے اندر آنے کی اجازت دی تھی -- ایک پچپن سال کے لگ بھگ شخص داخل ہوا تھا -- سر کے اور داڑھی کے بیشتر بال سفید تھے کمزور سا بدن زندگی کی سختیوں کی خبر دے رہا تھا --- وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی ٹھٹک کر رک گئے تھے --- اور حیرت سے نعمان کے چہرے کو دیکھ کر زیر لب کوئی نام دھرا رہے تھے ---

www.classicurdumaterial.com

"اسلام علیکم ---" بہت ہی نرم اور بااثر آواز میں وہ حیرت سے کھلی آنکھوں کے ساتھ آگے آئے تھے

"وعلیکم اسلام ---- بیٹھیں ---" نعمان نے خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ سامنے پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا ---

"نعمان-----------" فائق رضا نے انگلی کا اشارہ نعمان کی طرف کیا اور کھوئی سی آواز میں کہا

"جی میں ہی ہوں آپ کی حسنٰی کا نعمان " نعمان نے دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائی حسنٰی نے فائق رضا کے بارے میں نعمان سے یہ کہا تھا کہ وہ حازق سے انکار کے بعد اتنی دل برداشتہ ہو گئی تھی کہ زندگی کو ختم کرنے جا رہی تھی بابا نے اس کی جان بچائی تھی ---

"حسن------"---- فائق نے نعمان کی آواز سن کر پھر سے وہی نام دہرایا تھا---

"جی-------"--- نعمان نے کچھ نا سمجھی کے انداز میں تھوڑا سا آگے ہوتے ہوئے کہا

"کچھ نہیں " فائق رضا نے سر کو جھٹکتے ہوئے بات کو بدلہ تھا ---

www.classicurdumaterial.com

" بابا --- یہ آپ کی جاب کا آپائی نٹمنٹ لیٹر ہے آپ کل سے ہی آ جائیں " نعمان نے نٹنگ ڈپارٹمنٹ کی ایک مناسب پوسٹ پر ان کو ملازمت دی تھی ---

وہ لیٹر پکڑ کر بھی خاموش بیٹھے تھے --

"بابا --- کوئی پریشانی" نعمان نے ان کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا ---

"نہ --- نہیں بیٹا " وہ مسکرائے تھے لیکن چہرے پر ابھی بھی الجھن تھی ---

"تو کیا آپ خوش نہیں ہیں اس سب سے " نعمان نے پھر سے استفسار کیا ---

"میں بہت خوش ہوں بیٹا بہت خوش ہوں " وہ خوشدلی سے مسکرائے تھے ---

کوئی کسی سے اتنا کیسے مل سکتا ہے ---آواز نقش --- سب کچھ ---- نعمان ان کو کچھ رولز سمجھا رہا تھا اور وہ اپنے ذہن کی سوچوں کے زیر اثر پریشان سے بیٹھے تھے---

****

"کیسی ہو "نعمان نے کمرے میں داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا --

وہ ابھی آفس سے واپس آیا تھا رات کے آٹھ بج رہے تھے --- اور اب نرس کے جانے کا وقت تھا --- صبح آٹھ بجے سے لے کر رات آٹھ بجے تک نرس حسنیٰ کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ نرس کا اگلے ہی دن نعمان نے انتظام کر دیا تھا --- وہ سارا دن حسنیٰ کی دیکھ بھال

کرتی تھی اور پھر نعمان کے گھر آنے کے بعد چلی جاتی تھی ---نعمان کو کمرے میں دیکھتے ہی ثمرین اپنا بیگ پیک کرنا شروع ہو چکی تھی --

"ہمم ٹھیک ہوں " حسنیٰ نے ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی ---

"گڈ------ " نعمان نے دلکش مسکراہٹ لا کر آنکھوں کو جھپکا --

"سر میں جاؤں اب" ثمرین کندھے پر بیگ ڈالے پاس آئی --

نعمان جو حسنیٰ کو دیکھنے میں مصروف تھا وہ نیلے رنگ کے جوڑے میں نکھری نکھری سی بیٹھی تھی -- ثمرین نے آج اس کو شاور دیا تھا اور سلیقے سے بال بنائے وہ آج باقی دنوں سے بہت مختلف اور حسین لگ رہی تھی --- حسنیٰ نظریں جھکا گ ئی تھی ---چونک کر ثمرین کے بلانے پر اس کی طرف متوجہ ہوا ---

"اوہ ثمرین --- جی آپ جائیں کل صبح ٹائم پر آ جائے گا" نعمان نے خجل سا ہو کر ماتھے پر انگلیاں چلائیں

"جی ---- سر " وہ کہتے ہوئے باہر نکلی ---

نعمان اس کے پیچھے ہی مین ڈور بند کرنے کے لیے کمرے سے باہر نکل گیا اور پھر کچھ دیر بعد واپس لوٹا ---

" تو جناب بتائیں کیسا رہا دن --- خیال ٹھیک رکھا نہ اس نے کوئی تنگی تو نہیں ہوئی " وہ بہت خوشگوار موڈ میں حسنیٰ سے پوچھ رہا تھا ---

مقصد اس کی پرسوں رات والی شرمندگی دور کرنا بھی تھا جو ہنوز ابھی تک قائم تھی ---

" نہیں تو سب ٹھیک تھا " حسنیٰ نے لب آپس میں ملاتے ہوئے کہا ---

"بہت اچھی بات "--- نعمان نے مسکرا کر کہا اور کمرے سے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا ---

واپس آ کر وہ اسے فائق کا بتاتے بتاتے سو گیا تھا ---

24

ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز پر نعمان نے کسمسا کر آنکھیں کھولی تھیں وہ حسنیٰ کے بائیں طرف بیڈ پر سو رہا تھا جب رات کو رونے کی آواز پر اس کی آنکھیں کھلی تھیں ---

"حسنیٰ--- کیا ہوا" نعمان نے پریشان سا ہو کر کہا ---

www.classicurdumaterial.com

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھا تھا اور سائیڈ لیمپ آن کیا تھا --- کمرہ فوراً روشن ہوا تھا--- حسنیٰ کے گال آنسوؤں سے تر تھے وہ بری طرح رو رہی تھی اور بیڈ پر اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی ---

اٹھنے میں شائد اسے کوئی تکلیف ہوئی تھی

" رو کیوں رہی ہو"-- نعمان پریشان سا ہو کر قریب ہوا---

وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی نعمان بار بار پوچھ رہا تھا-- اور پھر اچانک اس کی نظروں کا تعاقب کرنے پر جیسے ذہن میں آیا ---

"اوہ--- تمہیں باتھ روم جانا ہے "

" تو میں ہوں نہ" نعمان نے نرمی سے کہا ---

"نہیں ----- " وہ پھر سے رو دی --- اور بایاں ہاتھ چہرے پر رکھ دیا --

"پاگل ہو گیا ---- نکاح میں ہو --- عبداللہ کہتا ہے جب دو لوگ نکاح میں ہوں وہ ایک دوسرے کے لباس کی طرح ہوتے ہیں -- ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھ " نعمان نے نرمی سے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی --

حسنیٰ بے بسی سے لب کچل رہی تھی ---

" میں جو بھی کروں گا تم پر احسان نہیں ------- یہ میرا فرض ہے " اس کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا ---

" چلو--------- " واش روم کے دروازے کے سامنے کھڑے وہ بری طرح خجل تھی ---

دونوں کے اندر جانے کے بعد دروازہ دھیرے سے بند ہوا تھا --- واش روم سے واپسی پر بھی وہ ویسے ہی رو رہی تھی ---

" لیٹو یہاں----- " بیڈ پر لیٹا کر نعمان نے اس کے سر کے نیچے تکیے کو درست کیا ---

" حسنیٰ ------- رو کیوں رہی ہو مجھے بھی کیوں یہ محسوس کروانے پر تلی ہو کہ یہ سب غلط ہے " نعمان نے بے چارگی سے کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا

" میں کتنی بے بس ہوں ----- " گھٹی سی آنسوؤں سے بھاری ہوتی آواز میں کہا

" بے بس وہ ہوتے ہیں جن کا کوئی اپنا نہیں ہوتا --- تم نہیں ہو میں ہوں نہ----- تمھارا ---- " اس کے اوپر کمبل درست کیا ---

"تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر تم سارے احسان اتار دینا میری خدمت کر کے"

نعمان نے شرارت سے نچلے لب کو دانتوں میں دبایا۔۔۔

حسنیٰ نے چونک کر نظر اٹھائی ۔۔۔ اور پھر اس کی نظروں میں موجود شوخی کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً جھکا دی ۔۔۔

"کھانے بنانا ۔۔۔۔ کپڑے پریس کرنا ۔۔۔۔ اور زیادہ ہی اگر گلٹی فیل ہو رہا ہے تو روز رات کو ٹانگیں دبا دیا کرنا منع نہیں کروں گا" نعمان نے ہلکا سا قہقہ لگایا

وہ بے ساختہ ہی مسکرا دی تھی ۔۔۔ مرجھائے سے چہرے پر اتنے دن بعد مسکراہٹ ابھری ۔۔۔

"شکر ہے اتنے دنوں میں تم ہنسی تو ۔۔۔۔" نعمان نے گہری سانس لی ۔۔۔

****

"کیسے ہیں آپ"۔۔۔۔ شہروزی نے مسکرا کر شفقت سے سامنے بیٹھے نعمان کی طرف دیکھا

نعمان --- شہروزی کے آفس میں ان کے سامنے بیٹھا تھا --- اور وہ لفظوں کو ترتیب دے رہی تھیں --- وہ نعمان کو ہیر سے انٹروڈیوز کروانے کے لیے اسے اپنے گھر ڈنر پر انوائیٹ کرنا چاہتی تھیں---

"میم بس آپکی دعا ---- اللہ پاک کا بہت کرم ہے" بڑے مہدب انداز میں ٹائی کی ناٹ درست کرتے ہوئے بولا ---

سامنے بیٹھی عورت اس کی زندگی میں بلکل ایسے تھی جیسے سنڈریلا کی زندگی میں آنے والی پری --- وہ بہت حقیقت پسند تھا اور کہیں نہ کہیں دل میں یہ بات بھی تھی کہ حسنیٰ کا یہ بدلہ رویہ اس کا یوں اب دولت مند ہو جانا تھا --- جب وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی اس کے پاس کچھ بھی تو نہیں تھا --- اور کون لڑکی آجکل کسی ایسے مرد کے ساتھ رہتی جس سے نہ تو اسے محبت ہو اور نہ ہی اس کے پاس دولت ہو ---- اس کے پاس کار تھی ایک لیگژری اپارٹمنٹ تھا -- اور اس سب خوش قسمتی کے پیچھے اللہ کے بعد صرف ایک ہی انسان کا ہاتھ تھا اور وہ مسز واصف تھیں ---

" نعمان --- ہفتے کی رات ڈنر پر انوائیٹ کر رہی ہوں آپکو میرے گھر" مسز واصف نے ٹیبل پر گلاسز اتار کر رکھتے ہوئے کہا

www.classicurdumaterial.com

چہرے پر بلا کی نرمی تھی --- اور وہی والہانہ محبت کا انداز جو نعمان کو ایک عجیب سا سکون دیتا تھا---

نعمان حیران ہوا تھا---

" میری خوش قسمتی میم---" دلکش مسکراہٹ لبوں کا حصار کیے ہوئے تھی

"تو آپ آ رہے ہیں اس کا مطلب " شہروزی کی خوشی اس کے چہرے پر واضح تھی--

اپنے خیالوں میں وہ ہیر کے ساتھ نعمان کو دیکھ رہی تھیں -- ہیر ہی وہ ایک ذریعہ تھا جس سے وہ چھپا کر نعمان کو وہ سب دینا چاہتی تھیں جو ان کی اولاد کا حق تھا--- نعمان اب انھیں کچھ فائلز کھول کھول کر کچھ بتا رہا تھا--- پر وہ تو اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھیں ---

" میم --- زاہد جبار کی آج پھر میل آئی تھیں --- کیا کرنا پھر ان کی آفر کا---" نعمان نے فائل سے نظر اٹھا کر دیکھا

"ہاں--- ہاں --- آپ دیکھ لیں --- آپکو کیا لگتا " شہروزی--- چونک کر خیالوں سے باہر آئی تھیں ---

" میم آفر اچھی ہے --- " نعمان نے لبوں کو بھینچ کر پرسوچ انداز میں کہا

اور پھر مختلف فائلز شہروزی کے آگے کی تھیں ---

****

"ثمرین---ثمرین-------" حسنیٰ نے کمرے کے درازے کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تھا--

تقریباً نو بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تھی --- لیکن آج ثمرین کمرے میں موجود نہیں تھی --- وہ اب اس قابل ہو چکی تھی کہ سٹک کے سہارے خود واش روم جانے لگی تھی --- اور اب فریش ہونے کے بعد وہ ثمرین کو کمرے میں نہ پا کر اسے پکار رہی تھی کیونکہ اس وقت تک وہ اس کا ناشتہ ریڈی کروا دیتی تھی --- اور لے کر کمرے میں آجاتی تھی --- دھیرے سے دروازہ کھلا تھا --- اور نعمان ناشتے کی ٹرالی کے ساتھ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا---

حسنیٰ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا وہ تو اس وقت تک آفس جا چکا ہوتا تھا اور وہ باقی سارا دن اس کے ساتھ گزارے ہوئے رات کے چند لمحوں کو یاد کر کر کے گزار دیتی تھی --- اب اسے اور اس کی باتیں کو یاد کرنا دل کو اچھا لگنے لگا تھا--- فضا ٹھیک ہی تو کہتی تھی جب تمہیں محبت ہو گی پتہ لگ جائے گا --- اور وہ سہی کہتی تھی یہ سارے احساس جو نعمان کو لے کر کے دل میں اٹھ رہے تھے یہ سب انوکھے تھے نئے تھے ---

جو وہ حازق سے کرتی تھی وہ محبت تو نہیں تھی ۔۔۔ وہ تو زبردستی کی خودشناسہ لگن تھی ۔۔۔

"مسز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ثمرین تو آج چھٹی پر ہے ۔۔۔" وہ اب ٹرالی اس کے بلکل سامنے کر چکا تھا۔۔۔۔

حسنیٰ خوشگوار حیرت میں مبتلا اسے دیکھ رہی تھی ۔۔۔ وہ ہر روز اسے اپنے ایک نئے ہی روپ کے ساتھ روشناس کروا رہا تھا۔۔۔ اور اس کے یہ سارے روپ تیروں کی طرح ایک ایک کر کے اس کی روح میں پیوست ہو رہے تھے

" تو یہ ۔۔جو آپ کے ایک عدد شوہر ہیں ۔۔۔ انھوں نے سوچا آپکی دیکھ بھال آج خود کریں گے" نعمان نے شرارتی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا

"یہ رہا میرے ہاتھ سے بنا ناشتہ" نعمان نے ٹوسٹ ۔۔ جیم ۔۔۔ اور چیز املیٹ کی طرف اشارہ کیا ۔۔۔

حسنیٰ نے نظریں جھکا کر کھانا شروع کیا ۔۔۔

" ہمم کیسا ہے ۔۔۔" نعمان نے بھنوؤں کو اوپر نیچے جنبش دے کر فخر سے پوچھا ۔۔۔

" میں ایسا ۔۔۔ بلکل نہیں بنا سکتی " حسنیٰ نے حیرت سے مسکراتے ہوئے کہا ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

نعمان نے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا۔۔۔

"مطلب ۔۔۔ مجھے کچن کا کام اتنا نہیں آتا ۔۔۔ پہلے بہنیں تھیں بڑی ۔۔۔ پھر بھابیاں آ گ ئ ی ں ۔۔۔" حسنیٰ نے شرمندہ سے انداز میں کہا۔۔۔

" اور اب شوہر اتنا شریف النفس مل گیا" نعمان نے شرارت سے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا

اور وہ نعمان کو اس انداز پر گلابی سی ہوتی نظریں جھکا گ ئ ی تھی ۔۔۔ وہ آج بھی کتنی خود غرض سی ہو گ ئ ی تھی ۔۔ ذہن کتنی دفعہ جھنجوڑ جھنجوڑ کر اسے کہتا تھا کہ اسے نعمان کو سب سچ بتا دینا چاہیے لیکن دل تھا کہ اس کی محبت کا طلبگار ہو کر خود غرضی پر اتر جاتا تھا۔۔۔

"آج میں نے یہ سوچا ہے کہ ۔۔۔۔ ہم کہیں باہر چلیں گے ۔۔۔ ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم گھر میں بند ہو ۔۔" نعمان نے آملیٹ کو فورک کے ساتھ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔۔

" باہر ۔۔۔۔۔ " حسنیٰ نے چائے کا سپ لے کر کہا۔۔۔

" ہاں ۔۔۔ ڈنر کے لیے چلیں گے وہاں میں تمہیں اپنی زندگی کے ایک اور بہت اہم رکن کے بارے میں بتاؤں گا" نعمان نے دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائی ۔۔

حسنیٰ نے گہری سانس لی تھی --- زخمی تڑپتے دل کو جیسے سکون اب ہی ملا تھا--- لیکن کیسے سامنے بیٹھے اس شخص کو بتا دے کہ وہ اس کے سحر کا شکار ہو چکی ہے ---

ہم نے علاجِ زخمِ دل تو ڈھونڈ لیا لیکن

گہرے زخموں کو بھرنے میں وقت تو لگتا ہے

پیار کا پہلا خط لکھنے میں وقت تو لگتا ہے ---

****

کوئی کیسے کسی سے اتنا مل سکتا تھا--- وہ حیرت میں مبتلا تھا --- سامنے کتنی تصاویر کھلی ہوئی تھیں --- وہ سامنے کھڑا تھا ----- ہو باہو بلکل نعمان جیسا ---

ایک اور تصویر سامنے آگ ئی تھی --- جس میں حسن شہروزی کے ساتھ کھڑا تھا---

وہ لمحہ آنکھوں کے سامنے گزر گیا تھا--- حسن کی اور شہروزی کی پہلی ملاقات تھی---

"وہ سامنے ---- کھڑا جو لڑکا ---- اسے کہنا جا کر" کرن نے آنکھوں میں شرارت بھر کر کہا ---

" ارے ---ارے --- دماغ ٹھیک ہے کیا تمھارا اتنا بد دماغ سا لڑکا ہے وہ " شہروزی نے آنکھیں سکیڑ کر کہا --

شہروزی کی ساری دوستیں اس کی طرح ہی امیر کبیر تھیں --- اور آئے دن کا میڈیکل کالج میں یہ ہی کھیل تماشا ہوتا تھا۔---1991 مئی کی چار تاریخ تھی --- اور اس دفعہ شرط پوری کرنے والی گیم میں شہروزی پھنسی تھی -- وہ ایک نامی گرامی سیاست دان ملک انور کی بیٹی تھی --- اسے اب شرط کے مطابق سامنے کھڑے اس لڑکے کو آئی لو یو بولنا تھا --

حسن عادل ---- پوری یونیورسٹی میں بد دماغ اور بلا کا ذہین کا لڑکا تھا وہ --- صرف چند دوستوں کے علاوہ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا ---

"اسی میں تو مزہ میری جان --- جا نہ اب --- " کرن نے شہروزی کو ہلکا سا دھکا لگایا تھا ---

اور پھر سب کا قہقہ گونج گیا تھا ---

" شہروزی ملک --- ایسے سوچنے والوں میں سے تو ہر گز نہیں تھی " نوشین نے آنکھوں میں شرارت بھر کر کہا

" اچھا --- جوش دلا رہی ہو ---- تو دیکھو پھر ---" شہروزی نے بالوں کو جھٹکا دیا ---

وہ بہت اعتماد سے چلتی ہوئی ان تین لڑکوں کے پاس آ رہی تھی --- جن میں سب سے لمبے قد والا اور بارعب چہرے والا وہی تھا حسن عادل -------

" سنیں --- " بڑے انداز میں وہ پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی ---

فائق رضا نے انگلی کا اشارہ اپنی طرف کر کے سوالیہ انداز میں دیکھا تھا ---

"آپ سے نہیں ان --- سے ---ان سے بات کرنی مجھے " شہروزی نے حسن کی طرف اشارہ کیا ---

حسن نے صرف بھنویں اچکا کر حیرت سے سامنے کھڑی اس ناک چڑھی حسینہ کو دیکھا تھا ---

" مجھے--- مجھے آپ سے محبت ہے ---" شہروزی نے عجلت میں کہا ---

حسن کے ساتھ کھڑے دونوں لڑکوں کے منہ کھل گئے تھے --- جبکہ حسن کچھ دیر یوں ہی کھڑا کن اکھیوں سے شہروزی کی طرف دیکھتا رہا پھر ہاتھ میں پکڑی کتاب فائق کی طرف بڑھاتا ہوا آگے بڑھا تھا ---

" ہمم اچھا --- تو چلو پھر میرے ساتھ " حسن نے ایک جست میں شہوزی کی کلائی کو تھاما تھا ---

ارد گرد کھڑے سب لوگوں کے منہ کھل گئے تھے --- حسن اس کی کلائی تھامے تیزی سے چل رہا تھا ---

" ارے ---ارے ---- رکو کہاں لے جا رہے ہو " شہوزی اپنی کلائی اس کے مضبوط ہاتھ سے چھڑوانے کی ناکام کوشش میں لگی تھی ---

" خودی تو بولا تم نے تمہیں پیار ہے مجھ سے ---تو مجھے بھی ہو گیا چلو پھر ---" حسن نے سپاٹ چہرے کے ساتھ رک کر کہا اور پھر اس کو لے کر چل دیا

" ارے ---- رکو --- میں --- تو میری فرینڈز کے ساتھ --- وہ شرط" شہوزی نے گڑ بڑا کر کہا ---

" اوہ---- تو اب میں اس دل کیا کروں --- جو لو ان فرسٹ سائٹ کر بیٹھا" حسن نے اس کی کلائی کو ایک جھٹکا دیا تھا

" کیا--- "

وہ لڑکھڑا کر رہ گ ئی تھی---

"ہاں ----" حسن نے لب بھینچے ---

" دیکھیں ---- چھوڑیں آپ حد سے بڑھ رہے ہیں --- " شہروزی بری طرح الجھ رہی تھی---

"آئی یں --- حد سے تو نہیں بڑھا ابھی ---" حسن نے مصنوعی حیرت دکھائی

" اے ---- مسٹر --- چھوڑو اس کو مزاق تھا یہ سب " کرن نے زور سے حسن کے کندھے کا جھٹکا تھا

" تو میڈیم مزاق کیا آپ امیر لڑکیوں کو ہم جیسے لڑکوں کے ساتھ ہی کرنا ہوتا" حسن نے دانت پیس کر کہا ---

وہ سکالر شپ پر اس کالج میں آیا تھا --- اور ایک بہت ہی لو متوسط طبقے کا محنتی لڑکا تھا --- اسے امیر لوگوں سے بے حد نفرت تھی ---

" اچھا --- نہ ہو گیا تو ہو گیا نہ --- لیو دس ٹاپک پلیز---" کرن نے شہروزی کے بازو کو چھڑوانے کی کوشش کی

" ہاتھ چھوڑو اس کا ---" کرن اور جوش سے بولی تھی

"آئی اپنی مرضی سے تھی جائے گی میری مرضی سے " حسن نے تمسخر بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائی

" دماغ درست ہے کیا---" شہروزی نے غصے سے کہا

" نہیں --- وہ تو سدا سے کسھکا ہوا ہے " حسن نے قہقہ لگایا---

" یہ ایسے نہیں مانے گا---- اریبہ چلو پرنسپل آفس چلتے ہیں ---" کرن نے پاس کھڑی لڑکی کو ناک پھلا کر کہا

"رکو---- لے جاؤ اپنی دوست " حسن نے بڑے اندز میں شہروزی کا بازو چھوڑا تھا

" اور سنو---نیکسٹ ٹائیم اگر ایسا کوئی گیم کھیلو تو یہ خیال رکھنا آگے جو کھڑا وہ بھی دل رکھتا " شہروزی کے کان لے قریب ہو کر سر گوشی کی اور تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا

****

" کرسٹن --- میری مام --- " نعمان نے موبائل حسن کے آگے کرتے ہوئے کہا

وہ ایک بہت ہی خوبصورت فائیو سٹار ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے --- حسنیٰ سہارے کے لیے سٹک ساتھ لیے ہوئے تھی --- وہ سیاہ رنگ کے شیفون کے جوڑے میں دودھیا رنگت لیے بالوں کا بے ترتیب جوڑا بنائے معمول سے بہت ہٹ کر لگ رہی تھی ---

" مام------" حسنیٰ نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر دیکھا---

وہ ایک گہری سانولی رنگت والی عورت تھی جس کے چہرے پر محبت بھری مسکراہٹ تھی اور اس کی آنکھیں معصوم تھیں ---

" ہاں --- اتنی حیران کیوں ہو رہی---" نعمان نے مسکرا کر موبائل پیچھے کیا --

اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے خود تصویر کو دیکھا---

" اس لیے کہ تم اب مسلم ہو تو " --- حسنیٰ نے بالوں کی ایک شریر سی لٹ جو بار بار اٹھکیلاں کرتی ہوئی اس کی گردن اور گال کو چوم رہی تھی اپنی انگلیوں کی پوروں سے کان کے پیچھے کیا---

" اوہ ---اچھا"---- نعمان نے گہری مسکراہٹ چہرے پر سجائی ---

" مام کہتی ہیں اٹس مائی رائٹ ٹو چوز مائی ریلیجن "---- لبوں کو بھینچا---

یہ ہوٹل کی چھت تھی ----- جہاں خنکی بڑھتی جا رہی تھی --- ویٹر اب ان کے سامنے سلیقے سے کھانا لگا رہا تھا--- حسنیٰ نے چور نظر سے اپنے سامنے بیٹھے اچانک یوں مل جانے والے ہیرو کی طرف دیکھا--- وہ کتنا مکمل شخص تھا اب --- پہلی ملاقات میں وہ منظر یاد آ گیا تھا جب چار لڑکے اس سے ڈر کر بھاگ گئے تھے ---

وہ کھانا کھا رہا تھا --- اور بار بار حسنیٰ کی پلیٹ میں مختلف ڈشز زبردستی ڈال رہا تھا--- -- آہ--- اور پھر جب حسن اور عامر نے اسے اتنا مارا بے قصور ہوتے ہوئے بھی اس نے اف تک نہ کی تھی --- حسنیٰ نے پھر سے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا--- فٹ سی سرخ اور سیاہ رنگ کی ٹو پاکٹس چیک شرٹ کے نیچے جینز پہنے وہ دنیا جہان کی معصومیت چہرے پر سجائے کھانا کھانے میں مصروف تھا --- وہ سوتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے اور اس کا خیال کرتے ہوئے اپنا سارا رعب بالائے طاق رکھ دیتا تھا---

وہ اب کھانے کا بل ادا کر رہا تھا--- اور ویٹر کو کسی بات پر چھیڑ کر کھلکھلا کر ہنسا تھا--- حسنیٰ کے دل کے تار بج اٹھے تھے --- ہاں یہی تھا وہ جس کے وہ خواب دیکھا کرتی تھی

اسکا فائٹر--- اسکا محافظ --- خوش شکل--- دنیا کے آگے سخت گیر --- اور اس کی محبت میں بچھ بچھ جانے والا ---

وہ حسنیٰ کو سہارا دے کر کھڑا کر رہا تھا۔۔۔ اور وہ گہرے گہرے سانس لیتی ہوئی اس کی سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جلی خوشبو کو اپنے اندر سمو رہی تھی ۔۔۔

آہ۔۔۔ جناب محبت ہو رہی تھی ۔۔۔ ایک انوکھا سا احساس جاگ رہا تھا۔۔۔ میٹھا میٹھا سا کرنٹ تھا جو پورے وجود کو لپیٹ میں لے لیتا تھا اس وقت جب وہ گہری محبت سے بھر پور نظر اس پر ڈالتا تھا۔۔۔

پہلی محبت ۔۔۔ ہمیشہ غلط انسان سے سہی وقت پر اور دوسری ہمیشہ غلط وقت پر سہی انسان سے ہوجاتی ہے ۔۔۔ گلے میں کانٹے سے چبھے تھے ۔۔ کیا اس جیسے شفاف انسان کے وہ قابل تھی ۔۔۔ دل اب دھڑکنا بند ہو گیا تھا اور اس پر بوجھ آ گیا تھا۔۔۔ میں کتنی خود غرض ہوں وہ مجھے کیا سمجھ رہا ہے اور میں کیا ہوں ۔۔۔ ایک۔۔۔۔۔ ایک۔۔۔۔ گھن زدہ وجود لیے ایسی لڑکی جس کو اس کے لالچ نے ڈس کر نیل و نیل کر دیا۔۔۔

اس کی طرف کے کار کے دروازہ کو کھول کر وہ اسے احتیاط سے بیٹھا رہا تھا۔۔۔ اور اس کا چہرہ اب شرمندگی اور دکھ سے زرد پڑ گیا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر پہلے والی دلکش سی مسکراہٹ اب چہرے پر سے غائ‌ب تھی ۔۔۔ میٹھے سے کرنٹ کی جگہ اب عجیب سی چبھن ہو رہی تھی ۔۔۔ اور جبار کے منہ سے اٹھنے والی گھن زدہ بدبو کے بھبھکے پھر سے اپنے وجود سے اٹھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے ۔۔۔

"آسکریم --- " نعمان نے کار ڈرائیور کرتے ہوئے مسکرا کر حسنیٰ کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا----

" ہمممم--- " اس نے دھیرے سے گردن ہاں میں ہلائی تھی وہ بمشکل آنسو روکے ہوئے تھی ---

" فلیور ----- " نعمان نے پھر سے پرسکون انداز میں پوچھا---

" چاکلیٹ ---- " گھٹی سی آواز تھی --- گلے میں آنسوؤں کا گولا پھنسا ہوا تھا----

" سیم ---- ابھی آیا بس---- " ہلکا سا قہقہ لگایا تھا نعمان نے اور پھر کار میں سے نکل کر وہ سامنے آسکریم پارلر میں گھس گیا تھا---

" سن ---- " کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھا---

وہ جو آسکریم کا آرڈر دے چکا تھا--- پلٹ کر دیکھا--- سامنے منب کھڑا تھا--- لب بھینچے ---سپاٹ چہرہ لیے ---

"منب---- تو یہاں " --- نعمان کا چہرہ کھل گیا تھا---

باہیں پھلا کر وہ جلدی سے منب سے بغل گیر ہونے کو آگے بڑھا تھا---

" ابے ---- اوئے --- " منب نے ہاتھ نعمان کے سینے پر رکھ کر حقارت سے روکا---

اس کی آنکھوں میں بس ایک چیز واضح تھی نفرت۔۔۔ صرف نفرت ۔۔۔ بے پناہ محبت سے پلٹا کھانے والی نفرت ۔۔۔

" کیا ہوا ہے تجھے ایسے کیوں کر رہا" نعمان نے نا سمجھی کے انداز میں کہا۔۔۔

اسکو لگتا تھا منب کا وقتی غصہ تھا اس کے مسلمان ہونے پر اب تک اتر گیا ہو گا ۔۔۔ لیکن آج ایک سال ہونے کو تھا پر وہ ہنوز ویسی ہی نفرت چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔۔۔

" ہوا ۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں تجھے ہے کچھ ۔۔۔ کب تک یہ مزہب تبدیل کا ڈھونگ رچائے گا " طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا۔۔۔

" یہ ڈھونگ نہیں ہے میں دل سے" نعمان نے اس کے گال پر محبت سے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

اسلام ایسی محبت کی تو تلقین کرتا تھا۔۔۔ منب جتنی بھی نفرت دیکھارہا تھا اسے بدلے میں بس محبت ہی دکھانی تھی ۔۔۔

" ابے چل ۔۔۔۔ آج اگر اس کو تیری سچائی پتا چلے نہ تو یوں ۔۔۔ منب نے نچلے لب پر دانت رکھ کر چٹکی بجائی ۔۔۔

یوں چھوڑ کر جائے گی " وہ نعمان کے سامنے چٹکی بجا رہا تھا۔۔

" یہ جو مسلے ہیں نہ ناجائز۔۔۔ " منب نے آنکھیں سکیڑ کر دانت پیستے ہوئے بات شروع کی تھی ۔۔۔

نعمان کی رگیں تن گ ئی تھیں ۔۔۔ ایک جست میں وہ منب کا گریبان دبوچے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔۔۔

" چپ۔۔۔۔ " غرانے کے انداز میں دانت پیس کرا کہا۔۔۔

" چپ ۔۔۔۔ سمجھا" آواز کو تھوڑا اور اونچا کیا۔۔۔

" کیوں چپ ۔۔۔۔ پورا کراچی جانتا ۔۔۔ کب تک چھپاؤ گے " منب کی آواز گلا گھٹنے کی وجہ سے کھردری سی ہوئی تھی ۔۔۔

"چپ۔۔۔ کر جا۔۔۔" نعمان کی ضبط سے بری حالت تھی ۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا۔۔۔ جبڑے مخصوص انداز میں پیوست تھے ۔۔۔ آنکھوں کے پتلے سکوڑے ناک پھلائے وہ بار بار منب کو چپ ہونے کے لیے کہہ رہا تھا۔۔

پر وہ تھا جیسے سال بھر کا غبار نکال رہا تھا۔۔۔

" یہ جو شریفوں کی زندگی گزار رہا ہے نہ ۔۔۔ یہ تیرے جیسا گنڈا زیادہ عرصہ گزار نہیں سکتا " منب نے دانت پیس کر اونچی آواز میں کہا۔۔۔

اور یہ آخری جملا تھا جو نعمان کا ضبط ختم کر چکا تھا۔۔۔ منب کے گال پر دائی یں طرف سے گھونسا پڑا تھا۔۔۔ وہ بری طرح لڑ کھڑا گیا تھا۔۔۔ منہ سے فوارے کی طرح پانی نکلا تھا۔۔۔

اور پھر بہت سے لوگ مل کر بھی منب کو چھڑوا نہیں پا رہے تھے۔۔۔ نعمان۔۔۔ روبن بن چکا تھا۔۔۔۔ ناجائی ز کے الفاظ ایسے گونج رہے تھے دماغ میں کہ کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ بڑی مشکل سے لوگوں نے منب کو نعمان سے بچایا تھا۔۔۔

کتنی ہی دیر ہو چکی تھی اچانک ذہن میں آتے ہی وہ جلدی سے آسکریم اٹھا کر باہر نکلا تھا۔۔۔

کپڑوں کو درست کرتا بوجھل دل سے وہ کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ جس میں وہ بیٹھی تھی اس کی محبت اس کی چاہت۔۔۔ پر اس نے اس سے کتنی بڑی سچائی چھپا رکھی تھی۔۔ اور منب ٹھیک کہہ رہا تھا یہ بات اتنی بڑی تھی کہ وہ واقعی شائی د اسے چھوڑ کر جا سکتی ہے۔۔۔۔

عجیب سی گھٹن ہونے لگی تھی۔۔۔ یخ سردی میں بھی۔۔۔ ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں سی بننے لگی تھیں۔۔۔ وہ کار میں بنا حسںٰ سے نظریں ملائے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے والی ہنسی کھو چکی تھی۔۔۔

حسنیٰ کھوئی کھوئی سی آسکریم کھا رہی تھی --- اور وہ کھویا کھویا سا ڈرائیو کر رہا تھا---

دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے --- اور دل میں ایک دوسرے سے بہت بڑا سچ چھپانے کی خلش تھی--- اور دماغ میں کھو دینے کا خدشہ---

****

" پھپھو کے آگے بہت عزت ہے تمہاری " چائے کے کپ کے کنارے پر دھیرے سے انگلیاں پھیرتے ہوئے ہیر نے آنکھیں اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے نعمان کی طرف دیکھا---

ڈنر کے بعد شہروزی کسی کام کا بہانہ بنا کر دونوں کو اکیلا چھوڑنے کی غرض سے یہاں سے اٹھ کر چلی گ ئی تھی --- اب لاونج میں لگے دل آویز صوفوں پر چائے کے کپ تھامے نعمان اور ہیر بیٹھے ہوئے تھے ---

نعمان نے ہیر کی بات پر ضبط کیا تھا جس کی وجہ سے ماتھے پر موجود رگیں تن سی گ ئی تھیں اور لب ایک دوسرے سے سختی سے ملے ہوئے تھے --- وہ یہاں مسز واصف کے لیے آیا تھا ---اور ان کی اس کے دل میں اتنی عزت تھی کہ وہ ہیر کے ہر طنز کو برداشت کرسکتا تھا ---

" شائد وہ داور کو نہیں جانتی----- "

ہیر نے زہریلی سی مسکراہٹ سجا کر سامنے بیٹھے اس مکمل شخصیت کے مالک کو دیکھا ---

وہ چارکول تھری پیس سوٹ میں ملبوس غضب ڈھا رہا تھا --- سفید رنگت اب ہیر کی باتوں کی وجہ سے تھوڑی لالی لے آئی تھی ---

افف ---- یہ غصہ --- یہ تو اور جان لیوا بنا دیتا تھا اسے --- ہیر نے مسکراہٹ دبا کر سوچا تھا ---

" تم ------" نعمان نے دانت پیس کر ارد گرد دیکھ کر کہا ---

"آں ---- ہاں ---- کچھ نہیں سر ---------"

ہیر نے بڑے دلربا انداز میں چائے کا کپ سامنے رکھا --

وہ آج پینٹ شرٹ کے بجائے بہت خوبصورت نیلے رنگ کی میکسی پہنے ہوئے تھی --- گھنگرالے بال مخصوص انداز میں

کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے --- اور چہرہ میک اپ سے لیس تھا --- وہ آج اپنی عمر سے کہیں بڑی دکھائی دے رہی تھی ---

"بس یہ زخم دیکھ رہے ہیں آپ -------"

ہیر نے ماتھے پر سے بال ہٹائے وہاں گہرے کٹ کا نشان تھا --- جو اس نے بالوں سے چھپا رکھا تھا ---

"اوپر سے تو بھر گیا ہے پر اندر سے ابھی بھرا نہیں ہے ---"

ہیر نے معنی خیز انداز میں کہا ---

"چاہتی کیا ہو"

نعمان نے دانت پیسے تھے --- اور چور نظروں سے ارد گرد شہروزی کا جائزہ لیا ---

ہیر بڑے انداز میں مسکرائی تھی --- سامنے پڑی پیسٹری کی پلیٹ نعمان کے آگے کی ---

"محبت -----" ہیر مسکرائی تھی ---

****

"یار یہ کون لوگ ہیں جو مار رہے اس کو۔" شبنم نے سینے پر ہاتھ دھر کر کہا---
آنکھیں سامنے کے منظر پر ٹکی تھیں -- حسن فائق اور وسیم کو سات آٹھ لڑکے ہاکی سے بری طرح پیٹ رہے تھے ---

" شہروزی کے بابا کے لوگ ہیں --- " کرن نے گہری سانس لی اور مزے سے سینے پر ہاتھ باندھے --

" یار--- اس دن والی بات پر مار رہے کیا اسے " شبنم نے آنکھیں خوف سے پھیلا کر شہروزی کی طرف دیکھا---

جو ناک پھلائے کھڑی دانت پیس رہی تھی----

" ہاں --- یہ خود کو سمجھتا کیا ہے --- بڑی چیز ہے یہ---" شہروزی نے طنز بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا---

اسی لمحے دیکھتے ہی دیکھتے کائے پلٹ ہوئی تھی --- پیٹنے والے لڑکے پٹنے لگے تھے --- اور اب کی بار مارنے والا صرف ایک تھا--- حسن ---- اس کے ناک سے بے تحاشہ خون بہہ رہا تھا لیکن ہاکیاں وہ ساری توڑ چکا تھا--- وسیم اور فائق ایک طرف بے حال سے کھڑے تھے ---

شہروزی اور کرن سمیت سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے --- ملک انور کے لڑکے دم دبا کر بھاگے تھے --- حسن اب ہونٹ سے نکلنے والے خون کو اپنی انگلی کی پور پر لگا کر یوں دیکھ رہا تھا جیسے اپنے خون کو پہلی دفعہ دیکھ رہا ہو --- اور پھر گھنی الجھی سی پلکیں اٹھیں تھیں اور گہری آنکھیں خونخوار انداز میں شہروزی پر پڑی تھیں ---

اس کا دیکھنا ہی ایسا تھا۔۔ شہروزی کی ریڑھی کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑ گ ئی تھی

" شہروزی ---- اب تم بچ کر رہنا اس سے --- "

شبنم نے تھوک نگلا تھا---

" سہی کہہ رہی ہے غصے کا بہت تیز ہے یہ " کرن کی سانس بھی اٹکی ہوئی تھی ---

ان کو تو لگتا تھا آج یہ سب کرنے کے بعد حسن کو ان سے خوف آنے لگے گا لیکن یہاں تو معملا ہی پلٹ گیا تھا۔۔ خوف تو ان سب کے چہرے پر تھا --- وہ پرسکون انداز میں کھڑا تھا ---

" بہت دیکھے اس جیسے ---- مائی فٹ " شہروزی نے خوف پر قابو پا کر کہا تھا۔۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملی تھیں دونوں میں نفرت تھی اور کچھ نہیں ---

****

" نہیں تم کچھ نہیں بتاؤ گی شوہر جیسا بھی ہو شوہر ہی ہوتا ہے " بابا کا وہی سمجھانے والا انداز تھا۔۔

www.classicurdumaterial.com

وہ کمرے میں بیڈ پر ٹانگیں پسارے بیٹھی تھی ۔۔۔ فون کے ہیڈ فون کانوں میں گھسائے چہرے پر بچارگی سجائے وہ فائ‌ق رضا سے بات کر رہی تھی ۔۔۔ وہ اس رات سے الجھ کر رہ گ‌ئی تھی ۔۔۔ جہاں ایک طرف نعمان سے شدید محبت ہو گ‌ئی تھی وہیں دوسری طرف اس سے اپنی سچائی چھپانے کا گلٹ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔ دل تھا کہ خود غرضی پر اترا ہوا تھا اور دماغ کہتا تھا جھوٹ پر اتنا بڑا رشتہ کیسے پنپنے گا۔۔۔

" بابا ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ " نچلے لب کو دانتوں نے دھیرے سے مسل ڈالا تھا۔۔۔

" لیکن ویکن کچھ نہیں دل سے اسے قبول کر چکی ہو نہ ۔۔۔۔ بس اب اس کی محبت کے جواب میں محبت دو اپنی اللہ تم سے خوش ہو " بابا نے محبت سے کہا۔۔۔

" جی بابا ۔۔۔ " حسنیٰ نے گہری سانس لی تھی ۔۔۔

دروزاے کا لاک کھلنے کی آواز پر اس نے بابا سے اجازت لی تھی اور فون ایک طرف رکھ دیا ..... نعمان آج لیٹ آیا تھا۔۔۔ ثمرین اسے ڈنر کروانے کے بعد جا چکی تھی ۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کے دل پر چند دنوں میں ہی بادشاہت کرنے والا وہ شخص اس کے سامنے تھا۔۔۔

تھکا سا انداز تھا۔۔۔ کوٹ کو بازو پر ڈال رکھا تھا۔۔۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی تھی ۔۔۔ لبوں پر دلکش مسکراہٹ موجود نہیں تھی ۔۔۔وہ کچھ دن سے ایسے ہی الجھا الجھا سا ہی تھا۔۔۔

"ثمرین چلی گ ئی کیا" گھمبیر انداز میں گویا ہوا---

"جی --- لیکن کوئی مس ئی لہ نہیں اب میں کافی بہتر ہوں" حسنیٰ نے مسکرا کر محبت سے کہا---

کمرے میں وہ جس طرف بھی جا رہا تھا حسنیٰ کی آنکھیں اس طرف ہی اس کا طواف کر رہی تھیں --- وہ موبائ ل بیڈ سائ ڈ میز پر رکھنے کے بعد کوٹ کو کرسی پر ڈال چکا تھا ---

"ہمم-----" مدھم سی آواز میں نعمان نے مختصر سا جواب دیا تھا

الجھا سا وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا-- اور پھر وہاں سے سلیپنگ ڈریس میں واپس لوٹا ---

"آج آپ --- لیٹ ہو گئے---- " حسنیٰ نے مدھم سی آواز میں کہا--

"ہاں --- وہ ڈنر تھا--- کہیں"

حسنیٰ کی مسکراہٹ کے بدلے زبر دستی مسکرا کر کہا--- جبکہ دل تو عجیب الجھن کا شکار تھا--- اس دن منب کی باتیں اور آج ہیر ----- ہیر نے اگر مسز واصف کو کچھ بھی الٹا سیدھا بتا دیا تو---- وہ تو ان کی بھتیجی ہے وہ اس کی بات پر ہی یقین کریں گی اور مجھے فائ ر کر دیں گی جاب سے ---اس سے پہلے کہ یہ سب ہو مجھے کہیں اور نوکری کی

تلاش شروع کر دینی چاہیے --- حسنیٰ کو پھر سے غربت نہیں دینا چاہتا ہوں وہ کتنی خوش ہے اس سب سے --- وہ الجھ کر رہ گیا تھا

حسنی اب کافی بہتر تھی --- نعمان نے چور سی نظر اس کے سراپے پر ڈالی تھی --- وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی --- اس کی رنگت زرد سے اب گلابی ہونے لگے تھی دن بدن ---

تو اس نے اپنے ٹھیک ہو جانے کی بات مجھے باور کروائی ہے --- نعمان نے گہری سانس لے کر سوچا--

مجھے دوسرے کمرے میں چلے جانا چاہیے --- وہ اپنے موبائل کو میز پر سے اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا تھا--

"کہاں ----- " حسنیٰ نے حیرت سے اسے جاتے دیکھ کر سوال کیا---

" ساتھ روم میں ---- تم کافی بہتر ہو گئی ہو تو ---" نعمان نے سنجیدہ سے انداز میں لبوں کو ملایا تھا---

اچانک لگا کہ وہ روک لے گی --- دل میں ایک امید سی جاگی --- اس کا رویہ بھی تو کتنا بدل چکا تھا--- اس کو دیکھنے کا انداز بھی بدل گیا تھا--- لگتا تھا وہ جیت کے بہت

قریب تھا --- اس کے دل تک رسائی بس ہونے کو تھی --- لیکن مس ئلہ یہ تھا وہ کچھ بھی تو نہیں کہتی تھی ---

"ہاں --- " مدھر سی گھٹی سی آواز حسنیٰ کی ابھری تھی ۔

دل تھا کہ اسے روک لے --- پر ہمت کہاں سے لاؤں --- لب ہی کچلتی رہ گ ئی تھی اور وہ باہر نکل گیا تھا---

ساری رات آنکھوں میں کٹی تھی --- عادت جو ہو چکی تھی رات تک نعمان کو دیکھ کر سونے کی ---گہرے گہرے سانس لے کر اس کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے کی --- اور آج وہ کمرے میں نہیں تھا سب کتنا اداس تھا--- دل نے گواہی دے دی تھی کہ وہ بری طرح نعمان کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہے ---

دل کی سرگوشی پر لب دھیرے سے مسکرا دیے تھے --- تو ایک میٹھی میٹھی سی چبھن سارے بدن میں رقص کرنے لگی تھی --- وہ پیارا لگنے لگا تھا--- بہت پیارا ---- اس کی آنکھیں --- اس کی پلکیں --- اس کے لب ---- سب کتنا پیارا تھا--- اس کا احساس --- اس کی محبت --- اس کا خیال کرنا-- ---- دھیرے دھیرے وہ اس کی دیوانی ہی تو ہو گ ئی تھی --- وہ اسکا تھا --- یہ احساس بہت پیارا تھا ----

****

" جا کر منہ توڑ دیتا اسکا" فائق نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا---

یہ ایک چھوٹے سے فلیٹ کا منظر تھا--- جہاں نیچے سڑک پر کھلتی کھڑکی کے ساتھ ٹیک لگائے حسن کھڑا تھا اور فائق ساتھ ساتھ لگے دو پلنگ میں سے ایک پلنگ سے اٹھ کر اس کے پاس آیا تھا--- کمرہ دو نفوس کے رہنے کے لیے بہت چھوٹا تھا-- لیکن بڑے طریقے سے اس میں دو پلنگ رکھے گئے تھے--- ایک طرف دیوار کے ساتھ بڑا سا زنگ آلودہ ریک تھا جس میں ان گنت کتابیں تھیں تو ایک طرف سمینٹ کی بنی الماری میں بہت سے کپڑوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے -- کمرے کی ابتری یہاں رہنے والوں کے چھڑے چھانٹ ہونے کی گواہ تھی --- حسن اور فائق حیدر آباد سے کراچی پڑھنے کے لیے آئے تھے --- اور یہاں چار لڑکوں نے مل کر یہ فلیٹ کرایہ پر لیا تھا---

حسن اس دن سے کھویا کھویا سا تھا--- فائق کو اس کی خاموشی عجیب طرح سے کھل رہی تھی --- وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اسے شہوزی پر بہت غصہ ہے پر وہ یہ غصہ اتار نہیں پایا--- جس کی وجہ سے وہ اندر ہی اندر گھلتا جا رہا ہے---

" نہیں --- وہ توڑنے والا چہرہ تو نہیں ہے ---" حسن نے --- ہاتھ کے زخم پر سے پٹی ہٹاتے ہوئے کہا

اسکا ہاتھ اس دن کی مار کٹائی میں بری طرح زخمی ہوا تھا آج تیسرا دن تھا اس واقعے کے بعد --

" کیا ہو گیا تجھے ---" فائق نے حیرت سے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے حسن کی طرف دیکھا---

" کچھ نہیں ----" حسن نے نظریں چرائی تھیں ---

" ارادے تو ٹھیک نہیں لگ رہے تمھارے" فائق نے بھنویں اچکا کر اس کی طرف دیکھا دوسری طرف ہنوز وہی کھویا سا انداز تھا---

" کہیں تجھے وہ ہٹلر پسند تو نہیں آ گئی " فائق نے افسوس سے ماتھے پر ہاتھ دھرتے ہوئے کہا---

" اپنی اوقات میں رہنا پسند ہے مجھے ---ایسا کچھ بھی نہیں ہے "

حسن نے گہری سانس لی اور بڑی مہارت سے جھوٹ بولا--- دراصل ابھی وہ اپنے دل کی حالت کو خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا---شہروزی نے اس کے ساتھ بہت برا کیا تھا اصولاً تو اسے اس سے بے پناہ نفرت محسوس کرنی چاہیے تھی لیکن ایسا ہو نہیں رہا تھا--- دل نفرت کے بجائے کچھ اور ہی محسوسات لیے ہوئے تھا--

" شکر ہے --- بھائی میں تو ڈر گیا تھا" فائق نے سکھ کا سانس لیا---

جبکہ وہ ہنوز نیچے سڑک پر چلتی ٹریفک پر نظریں جمائے کھڑا تھا---

****

" نہیں کچھ مت بتاؤ --- ابھی " عبداللہ نے رک رک کر پر سوچ انداز میں کہا

وہ فون کان کو لگائے بیڈ پر لیٹا تھا--- دوسرے کمرے میں اتنی تھکاوٹ کی وجہ سے بھی نیند نہیں آ رہی تھی --- اور اب اتنے دن سے اس کا یوں ایک ہی کمرے میں ہونا عادت سی بن گیا تھا اب کہاں نیند آ رہی تھی آج --- عبداللہ کو کال ملا کر اپنی منب والی پریشانی کا اظہار کر بیٹھا تھا---

"لیکن عبداللہ کیسے اس رشتے کی بنیاد میں جھوٹ پر رکھ دوں --- " چھت پر لگے پنکھے کی طرف گھورتے ہوئے ایک ہاتھ سے بالوں کو پیچھے کیا---

گہری آنکھوں میں برسوں کی تھکان کا عنصر تھا---

" پر مجھے یہ بھی یقین ہے وہ مجھے چھوڑ دے گی یہ جان کر --- پرت در پرت کھلتا جاؤں گا تو ---" لبوں کو ایک دوسرے سے ملا کر بے بسی سے سانس لی

"پہلے اسے میرے کرسچن ہونے کا معلوم ہوا تھا وہ چھوڑ کر چل دی تھی--- اب جب یہ حقیقت کھلے گی کہ میری کوئی شناخت نہیں --- اور پھر یہ کھلے گا کہ میں داور کے لیے کیا کام کرتا رہا ہوں ---"

وہ بے چارگی سے بولے چلے جا رہا تھا ---

"اللہ پر بھروسہ ہے ---"

عبد اللہ نے پر سکون لہجے میں کہا

"ہاں ---- اسی نے تو بن مانگے مجھے میری محبت دی ہے ---" وہ سیدھا ہوا تھا اور پاس بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑی سگریٹ کی ڈبی کو اٹھایا ---

"تو بس پھر وہی --- اس کے دل میں بھی ایسی محبت ڈالے گا کہ اسے تم ہر حال میں قبول ہو گے ---"

عبداللہ کا لہجہ ہنوز پر سکون تھا--- وہ ایسا ہی تھا اس سے بات کرنے کے بعد نعمان کو سکون مل جاتا تھا--- قران وہ ختم کر چکا تھا اب وہ ہر اتوار کو تفسیر کے لیے جاتا تھا --- اور اس سب سے جڑے رہنے میں بھی عبداللہ کا ہی ہاتھ تھا --- اس نے نعمان کو صرف اسلام قبول کرنے کی ہی حد تک نہیں رہنے دیا تھا ---

" مجھے لگتا ہے میں اس کے لائق نہیں ---"

نعمان کی آواز مدھم سی ہوئی تھی--- سگریٹ منہ میں سلگ رہی تھی ---

" غلط لگتا ہے تمہیں ------ یہ بھی تو سوچو --- وہ اس بھری دنیا میں بے سہارا ہے --- وہ کیسے کس حال میں رہ رہی تھی حازق کے دھتکارنے کے بعد اور تم نے کیسے کس حال میں رکھا ہوا ہے "

عبداللہ نے تھوڑے خفگی بھرے انداز میں کہا --- وہ کسی بھی کفر کے کلمات پر اسے ایسے ہی جھاڑ دیا کرتا تھا ---

" مجھے بھی لگتا ہے وہ اس سب کی وجہ سے مجھے قبول کر رہی ہے "

سگریٹ کو دھیرے سے ایش ٹرے پر مارا --- راکھ نرمی سے سگریٹ کے اوپری حصے سے الگ ہو کر ایش ٹرے میں گری تھی --- نعمان کی نظریں اب راکھ پر مرکوز تھیں

" کیسے لگا تجھے "

عبداللہ نے استفسار کیا

" نہیں میں محسوس کرتا ہوں "

سگریٹ کا دھواں منہ سے نکل کر ھواں میں گھل گیا تھا ---

" کیا محسوس کرتا ہے ---"

عبداللہ نے محبت سے پوچھا

" یہی کہ وہ اب ویسا سلوک نہیں کرتی مجھ سے غصہ نہیں کرتی --- مسکراتی ہے --- "

ماتھے پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا ---

" میں جب کسی کام میں مصروف ہوتا ہوں مجھے دیکھتی رہتی ہے --- "

وہ مسکراہٹ دبا گیا تھا --- ہاں وہ یہ سب بہت دن سے محسوس کر رہا تھا --- وہ اس کو بہت دیکھتی تھی --- اس کی آنکھوں کی تپش اسے اپنے چہرے پر ہر اس وقت محسوس ہوتی تھی جب وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہوتا تھا --- پر جیسے ہی وہ نظریں اٹھاتا تھا وہ فوراً نظریں جھکا لیتی تھی ---

" یہ تو بہت اچھی بات ہے بے شک نکاح میں بہت طاقت ہے یہ دلوں میں محبت کا بیج بو دیتا ہے "

عبداللہ نے خوشگوار لہجے میں کہا ---

" اللہ تم دونوں کے دل کی محبت کو یوں ہی قائم رکھے

بس تم صبح اس سے پوچھو کہ کیا وہ اب بھی علیحدگی کی طلبگار ہے "

"اگر اس نے ہاں بول دیا تو"

گہری آنکھوں کی پتلیوں میں خوف نمایاں تھا --- وہ کسی صورت حسنیٰ کو کھونا نہیں چاہتا تھا --- دل کی دھڑکن ایسا سوچنے پر ہی بند ہونے لگتی تھی ---

" محسوسات کبھی غلط نہیں ہوا کرتی میرے بھائی --- "

عبداللہ نے پر سکون لہجے میں کہا ---

فون بند ہونے کے بعد --- وہ --- اس کی سلگتی سگریٹ --- اور پر سوچ نگاہیں ایک غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں ---

****

"گڈ مارننگ ---" نعمان ہلکی سی دستک دینے کے بعد ٹرالی اندر کرتے ہوئے داخل ہوا تھا---

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اٹھی تھی اور اب واش روم سے باہر نکل کر کمرے کے درمیان میں پہنچی تھی جب نعمان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ نعمان کو یوں آج اس وقت گھر دیکھ کر اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی۔۔۔

"ناشتہ۔۔۔۔ مسز۔۔۔۔" نعمان نے ٹرالی کمرے میں موجود صوفے کے قریب کی تھی۔۔۔

وہ رات کی نسبت کافی خوشگوار موڈ میں تھا۔۔۔ رات بھر سوچنے کے بعد وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ کہیں اور ملازمت کی تلاش شروع کر دے گا۔۔۔ اور حسنیٰ کو کچھ نہیں بتائے گا سب اللہ توکل رکھے گا۔۔۔

"آج آپ گئے نہیں۔۔۔" حسنیٰ نے مسکرا کر کہا۔۔۔

وہ سٹک کی مدد سے چلتی ہوئی صوفے تک آئی تھی۔۔۔

"سنڈے میڈیم۔۔۔۔۔۔ کیا آپ چاہتی کہ میں سنڈے کو بھی آپکو یہاں نظر نہ آؤں" نعمان نے مصنوعی خفگی سے دیکھا۔۔۔

وہ ڈھلے ہوئے چہرے کے ساتھ دل میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ دل کو اب اپنی فتح کی امید ہونے لگی تھی۔۔۔ اس کی پہلی محبت تھی وہ ایک ایسی انجانی محبت جو

بن مانگے بن گڑ گڑائے خدا تعالیٰ نے اس کی جھولی میں ڈال دی تھی --- فرق صرف اتنا تھا -- لوگ پہلے دل جیتتے ہیں پھر نکاح کرتے --- اس نے پہلے نکاح کیا تھا--- اب دل جیتنے کی کوشش میں سر گرداں تھا---

" نہ--- نہیں ایسا کب کہا میں نے " حسنیٰ گڑ بڑا سی گ ئی تھی --

اسے کیا بتاتی کہ اسے کتنا اچھا لگ رہا ہے یوں اسے آج گھر پر دیکھ کر ---

وہ رات والے ٹراؤزر شرٹ میں ہی ملبوس تھا --- البتہ چہرہ بہت تازہ دم تھا --- حسنیٰ ناشتہ کرتے ہوئے چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی --- ناشتے کے بعد ثمرین کے آ جانے پر وہ تفسیر کے لیے نکل گیا تھا --- اور پھر شام گئے ثمرین کے جانے سے پہلے وہ گھر میں موجود تھا ---

حسنیٰ کے کمرے میں آیا تو وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی اس کو دیکھتے ہی اس نے ٹی وی بند کیا تھا ---

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ الجھا الجھا سا اس کے قریب آیا تھا ---رات والی بات ذہن میں تھی --- عبداللہ نے کہا تھا کہ اسے حسنیٰ سے پوچھنا تھا کہ اب اس کا کیا فیصلہ ہے ---

" حسنیٰ ---- "

اس کے قریب بیڈ کے پاس کھڑے ہو کر نعمان نے اپنے جوتے پر نظریں جما کر ہمت جتائی تھی ---

حسنیٰ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا --- اسے وہ کل رات سے ہی الجھا الجھا سا لگ رہا تھا ---

" تو ----- کیا فیصلہ کیا تم نے --- " بہت دھیرے سے گھمبیر آواز نے کمرے کے سکوت کو توڑا تھا ---

" کس --- کس بارے میں --- " حسنیٰ نے نظریں چرائی تھیں جبکہ دل کے تار ہلکی ہلکی سی دھن پر بجنے لگے تھے ---

" تمھارے اور میرے رشتے کے بارے میں --- تمہیں اب بھی کیا مجھ سے ڈائیورس چاہیے "

نعمان نے گہری سانس لیتے ہوئے پوچھا اور پھر چور سی نظر اس پر ڈالی ---

وہ جھینپ سی گ ئی تھی --- گال بلش کرنے لگے تھے --- دل کسی اور ہی طرز میں رقص کنعاں تھا --- اور جھوم جھوم کر محبت کے اقرار میں پاگل ہوا جا رہا تھا ---

"نہ۔۔نہیں ۔۔۔۔"

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد شرمائی لجائی سی مدھر سی آواز نعمان کے کانوں میں رس گھول گ ئی تھی ۔۔۔

نعمان نے دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اس کی طرف دیکھا تھا جو اب بلش ہوتے ہوئے پلکوں کو گال پر لرزا رہی تھی ۔۔۔ ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے ۔۔۔

"پکا۔۔۔۔۔" ۔۔۔ نعمان نے شریر سے لہجے میں اس کی حالت سے محزوز ہوتے ہوئے تھوڑا سا جھک کر پوچھا ۔۔۔

اور اب کی بار اس کی آواز نہیں نکل پائی تھی بس سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی ۔۔۔

"گڈ ۔۔۔" نعمان گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا ۔۔۔

اب اس کے بولنے کی باری ہے ۔۔۔ نعمان نے بھنویں اچکا کر حسنیٰ کی طرف دیکھا جو بس بے حال سی پلکیں ہی لرزا رہی تھی یہ خوبصورت لب کچل کچل کر ان پر ظلم کر رہی تھی ۔۔۔

کیا ہے اب کیا یوں دیکھتے ہی رہیں گے --- نعمان کی معنی خیز آنکھیں اور گہری خاموشی دل کی دنیا کو اتھل پتھل کیے ہوئے تھی وہ بمشکل بیٹھی تھی -- یوں لگتا تھا اس کی نظروں کی تاب نہ لا کر ڈھیر ہو جائے گی --

نعمان نے پاس پڑا تکیہ اٹھا کر سینے سے لگایا --- جب کے نظریں ابھی بھی اس کے سراپے پر ٹکی تھیں ---

" میں جاتا ہوں پھر سونے " نعمان نے ہلکے سے گلا صاف کر کے کہا ---

حسنیٰ نے چونک کر دیکھا --- کیوں آج کیوں جا رہے --- میں نے انکار کر تو دیا ہے علیحدگی سے ---

روک کیوں نہیں رہی --- نعمان نے قدم دروازے کی طرف بڑھائے تھے---

کیسے روکوں --- حسنیٰ نے بے چارگی سے نعمان کی چوڑی پشت کو دیکھا تھا ---

Part 2 Sobho jaldi post hoga...

بہت معزرت برے کمنٹس سے اجتناب برتیں --- چھٹیاں ختم ہو چکی ہیں اب قسط بڑی لکھا کروں گی --- لکھنا -- سوچنا --- بہت مشکل ہے --- میں دو عدد لڑکوں کی اماں

ہوں --- میرے لیے وقت نکالنا بہت مشکل ہوتا --- شوق سے لکھتی ہوں -- برے کمنٹس حوصلہ پست کرتے ہیں --- حوصلہ بڑھائیں گے تو زیادہ لکھ سکوں گی ---

ہما وقاص

وہ کمرے سے باہر جا چکا تھا--- نہیں روک سکی تھی وہ اسے اور وہ چلا گیا تھا دوسرے کمرے میں --- حسنیٰ نے لبوں کو بچوں کی طرح باہر نکالا تھا--- پلٹ کر دیکھتا تو سہی میں اسے روک لیتی ---

مریل سے قدم لے کر وہ کمرے میں داخل ہوا تھا---

تکیہ اچھال کر بیڈ پر پھینکا تھا--- چہرہ اترا سا تھا--- لیکن دل میں ایک انجانی سی خوشی بھی تھی --- اس نے اس کے ساتھ رہنا قبول کر لیا تھا---

اچھل کر بیڈ پر لیٹا-- پاس پڑا تکیہ تھوڑا سا اوپر اٹھا جسے نعمان نے باہوں میں لے لیا تھا--- اور سینے سے لگا کر زور سے بھینچ ڈالا --- لب مسکرا رہے تھے --- گہری گرے آنکھیں چمک رہی تھیں ---

جتنی دفعہ بھی دیکھوں تجھے

دھڑکے زوروں سے

ایسا تو کبھی ہوتا نہیں مل کے غیروں سے

دور جانا نہیں ----- تم کو ہے قسم -----

خود سے زیادہ تمہیں چاہتے ہیں صنم ----

****

"کیا مس ئی لہ ہو گیا یہاں" حسن نے بھنویں اچکائی تھیں --

وہ لوگ کنٹین سے واپس آ رہے تھے جب یونیورسٹی کے مین کوریڈور کے پاس بہت سے لڑکے اور لڑکیاں جمع تھیں --- وسیم تھوڑا سا آگے جا کر دیکھ کر کچھ دیر میں واپس پلٹا---

"وہی ---- مس شہروزی صاحبہ کو پرپوز کر بیٹھا باسط عباس" وسیم نے گردن کا اشارہ ہجوم کی طرف کرتے ہوئے کہا---

شہروزی بہت خوبصورت لڑکی تھی -- لیکن وہ بہت اکڑ والی تھی اس لیے کوئی عام لڑکا تو اس کی طرف پھٹکتا بھی نہ تھا-- باسط عباس اسی کی طرح بہت اچھی فیمیلی سے تعلق رکھتا تھا--- یونیورسٹی کے شروع دن سے ہی وہ شہروزی کے پیچھے تھا--- اور شہروزی اسے منہ تک نہ لگاتی تھی --- اور آج شائی د وہ ہمت کر کے شہروزی کو پرپوز کر بیٹھا تھا---

www.classicurdumaterial.com

حسن نے چونک کر وسیم کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن اپنے جزبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اس نے اس بات سے یکسر لاپرواہی برتی

" اوہ اچھا ۔۔۔ پھر کیا کیا اس نے ۔۔" فائ‌ق نے تجسس سے آگے بڑھ کر کہا

" صاف انکار بھئ ۔۔۔" وسیم نے ہونٹ باہر کو نکالے تھے ۔۔۔

" سنا ہے واصف بلال ۔۔۔ کی مینگتر ہے ۔۔۔ ملک انور کی بیٹی واصف ٹیکسٹائ‌ل کی اکلوتی بہو ۔۔۔۔ ارے بھئ اتنا بھاؤ تو بنتا ہے ۔۔" وسیم نے لبوں کو باہر نکالا تھا ۔۔۔

حسن دونوں کی باتوں سے بلکل بے نیاز اپنی کسی اسائ‌نمنٹ کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔ کان ان کی باتیں سن بھی رہے تھے اور دل میں چبھن بھی ہوئی تھی ۔۔۔ پر وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا ہنر جانتا تھا۔۔۔

شہروزی باسط عباس کی اچھی خاصی کلاس لینے کے بعد غصے میں بھری ہجوم سے نکلی تھی اسی لمحے وہ تینوں بھی پاس سے گزر رہے تھے جب شہروزی بری طرح حسن سے ٹکرائی تھی ۔۔۔ حسن نے بمشکل اسے تھام کر گرنے سے بچایا تھا ۔۔۔وہ نک چڑھی سی حسینہ ۔۔۔ اونچی شرٹ اور فلیپر میں ملبوس حسن کی باہوں کے سہارے پر ٹکی ہوئی تھی ۔۔۔

" تم دیکھ کر نہیں چل سکتے ---" شہروزی نے چھوٹی سی ناک چڑھا کر کہا --

حسن اپنے مخصوص رف ٹف سے حلیے میں تھا--- چیک شرٹ کے نیچے ڈھیلی سی ڈریس پینٹ پہنے --- ہلکی سی شیو --- سرخ و سفید سی رنگت --- بھرے لبوں پر گھری مونچھیں --- جو اس کے چہرے کو رعب اور دب دبا دیتی تھیں --- گرے رنگ کی آنکھوں پر مڑی الجھی سی پلکیں --- خوبصورت شیپ کی بھنویں --- وہ بہت حسین مردوں میں شمار ہوتا تھا--- لیکن وہ حد سے زیادہ سنجیدہ رہنے والا لڑکا تھا---

وہ پہلے سے ہی غصے میں بھری ہوئی تھی اوپر سے حسن کا ٹکراؤ ہو گیا تھا اسے تو وہ اس دن سے اپنے ذہن سے نہیں جھٹک پائی تھی --- کس طرح اس نے سات لڑکوں کی ہاکی سے گھونسوں اور ٹانگوں سے درگت بنا ڈالی تھی ---- اور آج پھر اس حالت میں ملاقات ہو گ ئی تھی ---

" ایکسکیوزمی ---- " حسن نے ایک جھٹکا دے کر اسے کھڑا کیا ---

تیوری چڑھائے وہ اب اس سے بھی زیادہ اکڑ کا مظاہرہ کر رہا تھا ---

" میں دیکھ کر ہی چل رہا تھا--- البتہ آپ کی آنکھیں ماتھے پر ہی ہوتی ہیں ہمیشہ " حسن نے دانت پیسے تھے جبکہ شہروزی کا ہاتھ ابھی بھی ہاتھ میں ہی تھا--- اور نظریں اس کے خوبصورت تیکھے سے نقوش والے چہرے کا طواف کر رہی تھیں ---

"ٹکرائے تم ہو سمجھے تم" شہروزی نے دانت پیس کر کہا---

ہاتھ ابھی بھی ہاتھ میں تھا---

وہ لڑ رہے تھے ایک دوسرے سے --- لیکن ہاتھ کا لمس دونوں کے دلوں میں میٹھا سا کرنٹ پیدا کر رہا تھا--- نہ حسن ہاتھ چھوڑ رہا تھا--- اور نہ وہ ہاتھ چھڑوا رہی تھی--- سب لوگ حیرت سے دونوں کو دیکھ رہے تھے --- وہ دونوں بلا وجہ بات کو طول دے رہے تھے --- اور ہاتھ تھامے ہوئے تھے --- دل کو دھوکا دے رہے تھے ---

" شہروزی کیا اس پاگل کے منہ لگتی ہو چلو یہاں سے " کرن نے شہروزی کا کندھا ہلایا تھا---

" ہاں --- چلو" شہروزی جیسے ایک دم سے ہوش میں آئی تھی ---

دھیرے سے حسن نے اپنے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی کی تھی--- شہروزی نے اپنا مخملی سا ہاتھ آہستہ سے اس کے ہتھیلی سے سر کاتے ہوئے الگ کیا تھا---

اور پھر یہ لمس دونوں کی روحوں میں گھل سا گیا تھا--- وہ الگ الگ سمت میں پیٹھ پھیر کے جا رہے تھے -- لیکن روحیں جسموں سے الگ رخ موڑے ایک دوسرے کی طرف دوڑے چلی آ رہی تھیں ---

****

"اسلام علیکم" مین ڈور کھلا تھا اور وہ مسکراتی ہوئی سامنے کھڑی تھی---

باٹل گرین فراک کو زیب تن کیے کھلتی گلابی رنگت لیے--- چہرے پر ہلک سا جاذب نظر میک اپ کیے--- بالوں کی درمیان مانگ نکالے اور دونوں اطراف سے ان کو ٹوسٹ دے کر کندھوں پر سیدھے بال بکھیرے وہ اتنے اہتمام سے آج صرف اس کے لیے تیار ہوئی تھی---

لبوں پر میٹھی سی مسکان سجائے--- پلکوں کو لرزاتی تھوڑی شرماتی گھبراتی وہ اسے حیرت کے سمندر میں دھکا دے چکی تھی--- وہ منہ وا کیے دروازے پر ہی کھڑا تھا-- چابی ہاتھ میں پکڑے ساکن سا--- وہ روز کے معمول کے مطابق مین ڈور کھولنے کے لیے ابھی جیب سے چابی نکال کر دروازے کی طرف ہاتھ بڑھا چکا تھا--جب دروازہ اندر سے کھل گیا تھا اور حسنیٰ اس کے سامنے کھڑی تھی----

"اسلام علیکم"--- حسنیٰ نے مسکراہٹ دبا کر پھر سے سلام کیا تھا---

اس کی ایسی حالت دیکھ کر دل میں گدگدی سی ہو گ ئی تھی--- ہاں یہ بات تو وہ اچھے سے جانتی تھی وہ بہت حسین ہے---لیکن کوئی ایسے دیوانہ وار اسے چاہ سکتا ہے یہ کبھی نہیں سوچا تھا--- کتنا انوکھا سا احساس تھا اس بات کو لے کر کے کہ وہ اسے تب

www.classicurdumaterial.com

سے چاہتا تھا جب اسے خبر بھی نہ تھی--- وہ اسے کسی بھی طلب کے بنا چاہتا تھا---

آج سارا دن ایسی باتیں دل کو گدگداتی رہیں وہ نعمان کی انوکھی سی محبت میں سرشار خود کو آج اس کے لیے سجانے سا نہ روک پائی تھی ---

سب کچھ اچھا لگنے لگا تھا --- یہ گھر اس کی ہر چیز -- نعمان کے الماری میں لٹکتے کپڑے --- ان سے اٹھتی مہک--- اس کی واش روم میں لٹکتی اترن ٹی شرٹ ---وہ کتنی دیر اسے سونگھتی رہی--- پھر شرما گ ئی ----

کبھی جو اس رات کا لمحہ یاد آتا تو پورے بدن میں سویاں چبھ جاتی --- ہاں یہی تو وہ محبت ہے جس کی بات فضا کیا کرتی تھی --- کہ جب ہوگی تو پتہ چلے گا تمہیں

" وعلیکم اسلام --- کیز تھیں میرے پاس---" نعمان نے اس کے حسن کے سحر میں کھوئے انداز میں کہا---

" معلوم ہے مجھے --- آج باہر ہی بیٹھی ہوئی تھی تو---" نعمان کے بازو پر لٹکتے کوٹ کو دھیرے سے تھام کر مسکراتی ہوئی آگے بڑھی ---

"گڈ ---" وہ ٹرانس میں اس کے پیچھے پیچھے گھر میں داخل ہوا تھا---

کمرے سے کپڑے تبدیل کرنے کے بعد وہ باہر کھانے کے لیے آیا تو وہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے کھانے کے میز پر برتن سجا رہی تھی --- اب وہ سٹک کے بنا چلتی تھی پر پاؤں پر کم وزن ڈالے --- دوپہر کو کک آتی تھی جو کھانا تیار کر کے چلی جاتی تھی--- وہ رات کو گھر آ کر گرم کر کے کھاتا تھا --- لیکن آج جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو حسنیٰ پہلے سے ہی کھانے کا میز سجا رہی تھی ---

یہ چار کرسیوں پر مشتمل چھوٹا سا گول ڈائی‌نگ ٹیبل تھا جو اوپن کچن کی شیلف سے کچھ ہی دوری پر موجود تھا ---

" میں لے لیتا تم نے تکلیف کی ---" بازو کے کف فولڈ کرتے ہوئے وہ حیرت زدہ کہہ رہا تھا ---

حسنیٰ اس سے محبت کرنے لگے گی یہ تو کبھی نہیں سوچا تھا ---وہ تو عاشق تھا اس کا اور عشق میں محبوب سے کچھ بھی طلب نہیں ہوتی --- وہ تو بس اسے چاہ رہا تھا اور ہمیشہ یوں ہی چاہتا رہتا چاہے وہ اس کی محبت میں گرفتار ہوتی یا نہ ہوتی ---

"آپ کی کی ہوئی تکلیفوں سے بہت کم تکلیف ہے یہ---" حسنیٰ نے ہلکے سے مسکرا کر کہا

نظریں جھکی ہوئی تھیں اب وہ پلیٹ میں سالن انڈیل رہی تھی --- اور نعمان کی محبت بھری نظروں کی میٹھی سی گرمی گالوں پر محسوس ہو رہی تھی جو دھیرے سے دل کو گدگدا رہی تھی ---

" مجھے تو کوئی تکلیف نہیں تھی --- میں تو سب محبت میں کرتا تھا---" نعمان نے بھاری سی کھوئی کھوئی آواز میں کہا --

حسنیٰ کا نچلا لب دانتوں میں دب گیا تھا --- ایک خوبصورت زندگی سے بھرپور مسکراہٹ چہرے کو دلکش بنا گئی تھی -----

" تو میں بھی تو---" مدھر سی مدھم آواز نکلی تھی حسنیٰ کی ---

نعمان جو اس کے ہوش روبا حسن اور اس شرماتے لجاتے انداز پر ڈھیر سا بیٹھا تھا -- محبت کے ادھورے سے اقرار پر جیسے سو واٹ کا جھٹکا لگا تھا ---

" تم بھی تو کیا---" خمار آلودہ آواز ہلکی سی سرگوشی نما انداز میں ابھری تھی----

افف---- اس کا یوں دیکھنا --- اب تو یہاں کھڑے رہنا محال تھا --- وہ دیکھ ہی یوں رہا تھا --- بدن دھیرے سے کانپنے لگا تھا --- ہر جگہ پر جیسے میٹھا میٹھا سا درد اٹھنے لگا تھا ---

" کچھ نہیں --- ---" گھٹی سی سرگوشی نما آواز میں کہہ کر وہ تیزی سے کمرے کی طرف بھاگنے کے انداز میں جتنا تیز چل سکتی تھی گ ئی تھی --

اور پھر کس کمبخت کا دل تھا کھانے کو ----

دیکھا ہزاروں دفعہ آپکو پھر بے قراری کیسی ہے

سنبھالے سنبھلتا نہیں یہ دل کچھ آپ میں بات ایسی ہے

لے کر اجازت اب آپ سے سانسیں یہ آتی جاتی ہیں

ڈھونڈے سے ملتے نہیں ہیں ہم بس آپ ہی آپ باقی ہیں

وہ اٹھ کر مسکراتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا--- وہ ہاتھوں کو گود میں دھرے بیٹھی مسکرا رہی تھی جیسے ہی نعمان کو اتنی جلدی کمرے میں دیکھا سٹپٹا سی گ ئی -- اور تیر کی طرح اٹھ کر کھڑی ہوئی ---

نعمان گہری جزبات میں ڈوبی آنکھوں کو اس پر گاڑے بلکل اس کے مقابل میں آ کر کھڑا ہوا ---

سانس -- اٹک سی گ ئی تھی --- حسنٰی کی ---

وہ اب اس کے ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں میں محبت سے تھام چکا تھا-- لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی --- آنکھیں انگنت ملنے والی خوشی سے سرشار تھیں ---

کہنے کو کچھ تھا ہی کہاں --- دونوں خاموش تھے بس دل باتیں کر رہے تھے ---

" دوسرے کمرے میں سردی بہت ہوتی ہے ---"

نعمان نے کان کھجا کر کہا-- جب کے لب آپس میں ملے تھے --- جو مسکراہٹ بمشکل روکے ہوئے تھے ---

" اچھا--- تو--- " گھٹی سی سرگوشی نما آواز تھی

حسنٰی کو دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا-- کانوں کی لو تک گرم ہو گ ئی تھی ---

" تو-و---و---و---و--------"

نعمان نے دو قدم کا فاصلہ بھی ختم کیا تھا-- اور کان کے قریب ہوا تھا--

" یہیں سو جانے دو نہ آج " کان کی لو کو جلاتی سرگوشی تھی

www.classicurdumaterial.com

حسنیٰ کی پلکوں پر جیسے کسی نے پتھر باندھ دیے ہوں --- پورا جسم کانپ رہا تھا-- ساری ہمت جواب دے گ ئی تھی ---

یہ وہی نعمان تھا جس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ چیختی تھی کچھ ماہ پہلے اور اب پلکیں اٹھ کر نہیں دے رہی تھیں ---

وہ اتنا ہی قریب تھا کہ اس کی دھڑکن کی آواز اپنی دھڑکن کی آواز کے ساتھ مکس ہوتی ہوئی سنائی دے رہی تھی---وہ تو مزے سے دیکھے جا رہا تھا--- اور وہ بے حال سی کھڑی تھی حالت ایسی تھی کہ وہ اگر ہلکے سے چھوتا بھی تو اس کی باہوں میں ہی ڈھلک جاتی ---

میری راہیں تیرے تک ہیں تجھ پر ہی تو میرا حق ہے

عشق میرا تو بے شک ہے تجھ پر ہی تو میرا حق ہے

سوں تیری میں قسم یہی کھاؤں گا

کیتے وعدے عمراں نبھاؤں گا

تجھے ہر واری اپنا بناؤں گا--

ہاتھوں کی جنبش سے سانس جیسے اٹک گ ئی تھی ---

چھوڑو مجھے ------ چھوڑو ---- مت کرو پلیز---- جبار نوچ رہا تھا--- اس کے قہقے کانوں میں گونج اٹھے تھے---

حسنیٰ نے دونوں ہاتھوں کو نعمان کے سینے پر رکھ کر اسے پوری قوت سے دھکا دیا تھا--- وہ بے خود سا اس لمحے کے لیے بلکل بھی تیار نہیں تھا-- دھکا اتنا زور کا تھا--- کہ وہ ایک طرف بیڈ پر گرا تھا---

وہ اب بیڈ پر بیٹھی گہری سانس لے رہی تھی ---- گردن پر آئے پسینے کو پونچھتی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی واش روم میں گھسی تھی--- اور پھر اس کے دروازے کے ساتھ پشت ٹکا کر بیٹھتی چلی گ ئی --- جسم اس بری طرح کانپ رہا تھا---

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ---- کتنے ہی لمحے ایسے گزر گئے --- پھر آنسو صاف کرتی وہ واش روم سے نکلی تھی ---

بیڈ پر نہ تو نعمان تھا اور نہ دوسرا تکیہ-----

****

" دیکھ دیکھ اس کو یہ نہیں سدھرے گا" فائق نے حسن کا کندھا ہلایا تھا---

حسن نے نظروں کا تعاقب کیا--- سامنے سیاہ جوڑے میں بجلیاں گراتی شہروزی ملک کھڑی تھی اور اس کے بلکل سامنے باسط عباس اس سے کوئی بات کر رہا تھا--- جس کی وجہ سے شہروزی کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے-- آج یونیورسٹی میں اینول ڈے تھا--- یونیورسٹی کا لان جگمگا رہا تھا قمقموں سے سجا لان اور تمام سٹوڈنٹس کی تیاری دیدنی تھی--- تیز موسیقی نے ماحول کو اور خوشگوار بنا رکھا تھا--- سب کے کھلتے چہروں میں ایک وہ ہی بیزار سا کھڑا تھا جسے وسیم اور فائق زبردستی اپنے ساتھ لے آئے تھے---

"اسکے باپ کے گنڈوں سے پٹے گا تب جا کر چین پڑے گا اسے" وسیم نے کولڈ ڈرنک کا سپ لگایا اور قہقہ لگاتے ہوئے فائق کی بات کی تائید کی---

شہروزی نے کسی بات پر سامنے کھڑے باسط کے منہ پر تھپڑ رسید کیا تھا--- ایک دم سے ماحول گرم ہو گیا تھا--- موسیقی بند ہوئی تھی--- تمام سٹوڈنٹس جھمگٹا بنائے ہوئے ان دونوں کے ارد گرد آ گئے تھے--- باسط کو بہت سے لڑکوں نے بازؤں سے تھام رکھا تھا وہ اچھل اچھل کر شہروزی کی طرف آ رہا تھا--- چہرہ زلت اور شرمندگی سے

www.classicurdumaterial.com

سرخ ہو رہا تھا --- بڑی مشکل سے دو تین پروفیسر حضرات نے معملا بیچ میں پڑ کر رفع دفع کروایا --- جھمگٹا ختم ہوا اور موسیقی پھر سے جلترنگ بجانے لگی ---

ہوا---ہوا---اے---ہوا--- خوشبو لٹا دے------

اونچی آواز میں گانا بڑے بڑے سپیکر پر لگا ہوا تھا----

" ویسے یہ بھی ڈھیٹ ہے پورا" فائق نے غصے سے بھرے باسط کی طرف دیکھ کر کہا ---

حسن نے کن اکھیوں سے باسط کی طرف دیکھا جو اب بار بار منہ پر ہاتھ پھیر کر بڑ بڑا رہا تھا--- حسن کی چھٹی حس نے آلارم دیا تھا---

تقریب اپنے اختتام پر تھی --- جب شہروزی کرن کو ہاتھ ہلاتی باہر کی طرف قدم بڑھا رہی تھی -- حسن شہروزی ہی کی طرف اس وقت چور نظروں سے دیکھ رہا تھا--- وہ سیاہ بڑا سا بنارسی دوپٹہ سنبھالتی یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف جا رہی تھی --- جب وہ باسط عباس کے گروپ کے پاس سے گزری تھی --- باسط بجلی کی سی تیزی سے اس کے پیچھے لپکا تھا--- اسی لمحے حسن کے قدم بھی اسی طرف بڑھ گئے تھے---

شہروزی کو اس کی گاڑی مین گیٹ سے باہر لینے آئی تھی جبکہ اسے مین گیٹ تک پہنچنے کے لیے ایک لمبی راہداری سے گزرتے ہوئے جانا تھا۔۔۔ وہ خراماں خراماں قدم اٹھاتی اردگرد درختوں کی قطار لیے رہداری پر مین گیٹ کی طرف رواں تھی جب کسی نے زور سے بازو دبوچ کر درختوں کی اوٹ میں کھینچ لیا تھا۔۔۔ حسن کچھ دوری پر تھا۔۔۔

تیز قدم اٹھاتا جب تک وہ وہاں پہنچا۔۔ باسط شہروزی کو زبردستی گاڑی میں ڈال چکا تھا ۔۔۔ اور گاڑی تیزی سے یونیورسٹی کے دوسرے گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔۔۔

حسن برق رفتاری سے اپنی بائیک کی طرف لپکا۔۔

" چھوڑو مجھے ۔۔۔۔ " شہروزی بری طرح مچل رہی تھی اور باسط اسے بازوؤں میں دبوچے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔۔۔

گاڑی کوئی اور چلا رہا تھا اور اس کے ساتھ ایک اور مرد بھی فرنٹ سیٹ پر موجود تھا۔۔۔

باسط نے اپنے ہاتھ کو مضبوطی سے شہروزی کے لبوں پر رکھا۔۔۔

" ایں۔۔۔ں۔۔۔۔ں۔۔۔۔۔ں۔۔۔۔ ایں۔۔۔ں۔۔۔ں۔۔۔۔ں۔۔۔" وہ گھٹی گھٹی آواز میں ٹانگیں مار رہی تھی۔۔۔

گاڑی بہت تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی --- اور اس سے کچھ فاصلے پر حسن بائیک کی فل سپیڈ کیے پیچھے تھا---

گاڑی ایک گھر کے کھلے گیٹ میں داخل ہو رہی تھی ---

باسط نے شہروزی کے منہ پر سے ہاتھ ہٹایا ---

" تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے --- چھوڑو مجھے ----" شہروزی بری طرح باسط کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی جو زبردستی اسے جیپ سے نیچے اتار رہا تھا---

گیٹ بند ہو رہا تھا ابھی ----

" چپ ----- ابھی --- بس ابھی آج کی انسلٹ کا بدلہ پہلے" باسط نے دانت پیسے تھے---

تھوڑے سے کھلے گیٹ میں سے جو ابھی گاڈ آہستہ آہستہ بند کر رہا تھا بائیک اڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور پھر اس کا اگلا پہیہ اوپر اٹھا --- جو سیدھا آ کر باسط سے ٹکرایا تھا --- باسط بری طرح اچھل کر لان کی باڑ میں گرا تھا ---- اور پھر وہاں سے نہیں اٹھ سکا شہروزی ایک طرف گری --

گاڑی میں سے دو لڑکے اور برآمد ہو کر حسن پر ٹوٹ پڑے تھے --- گاڈ بھی بھاگتا ہوا اور ایک ہاتھ سے بیلٹ پر بندھے پسٹل کو اس کے کیس میں سے نکالتا آگے بڑھ رہا ---

گارڈ نے ابھی پسٹل تاننے کے لیے بازو لمبا کیا ہی تھا کہ حسن نے ایک ہی جست میں ٹانگ گھومائی پسٹل ہوا میں معلق ہوا جسے بڑی مہارت سے حسن اپنے ہاتھ میں لیا ---

پھر تو گھبرا کر سب الٹے قدموں پیچھے ہونے لگے تھے---

شہروزی بھاگتی ہوئی حسن کے پیچھے آئی تھی وہ حسن کا کندھا تھامے گھبرائی سی اس کے پیچھے چھپ رہی تھی ---

حسن نے پسٹل کے اشارے سے سب کو ایک طرف ہونے کے لیے کہا ---

سب ہاتھ اوپر کیے ایک طرف ہو رہے تھے --- باسط شائی دبے ہوش ہو چکا تھا ---

" چلیں -----" حسن نے بائیک پر بیٹھ کر شہروزی کی طرف دیکھا ---

جو تیر کی طرح حسن کا کندھا تھامے اس کے پیچھے بیٹھ چکی تھی --- یونیورسٹی کے گیٹ کے آگے اب تک پولیس پہنچ چکی تھی ملک انور بے حال سے ٹہل رہے تھے--- حسن نے بائیک لے جا کر درمیان میں روکا تھا--- ملک انور بے تاب سے ہو کر آگے بڑھے ---

" تھنکیو ---- " شہزوری نے حسن کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی ---

اور پھر اتر کر ملک انور کے ساتھ جا لگی -- اب وہ انھیں کچھ بتا رہی تھی --- اشارے حسن کی طرف بھی کر رہی تھی---

پولیس والا حسن کی طرف رپورٹ لینے کے لیے بڑھ رہا تھا---

****

"ناشتہ--- " حسنیٰ نے نظریں چراتے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا آواز گھٹی سی مدھم سی شرمندہ سی تھی ---

نعمان کے کوٹ پہنتے ہوئے ہاتھ رک گئے تھے وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا جب حسنیٰ ناشتے کی ٹرالی دھکیلتی کمرے میں آئی تھی --

ہلکی سی پیچ پنک رنگ کی ڈریس شرٹ میں وہ نکھرا نکھرا سا گیلے بالوں میں دل کی دنیا کو ہلا رہا تھا--- حسنیٰ نے چور سی نظر اس پر ڈالی تھی --- بڑے سنجیدہ انداز میں پینٹ کی بیلٹ کو درست کر رہا تھا--- پورا کمرہ اس کے کلون کی مہک لیے ہوا تھا---

افففف---- کیا اب ناراض ہو گیا ہے --- حسنیٰ نے روہانسی سی شکل بنا کر دیکھا ---نعمان کوٹ کو ایک جھٹکا دے کر واپس پلٹا

" میں نکلتا ہوں آج لیٹ ہو گیا ہوں ---" سنجیدہ انداز--- نہ رات والی کوئی شوخی نہ محبت بھرا لہجہ---

حسنیٰ کے گلے میں کانٹے چبھ گئے تھے--- دھکا بھی تو بہت زور کا دیا تھا--- کتنی بری طرح گرا تھا وہ ---- موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے تھے---

"آفس سے کر لوں گا آج ---" اس کے پاس سے آہستہ سی آواز میں کہتا ہوا گزرا---

اس نے ابھی تک ایک نظر بھی حسنیٰ پر نہیں ڈالی تھی--- شرمندہ سا تھا دل -- رات اپنی بے قراری اتنی جلدی اس پر ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی بس یہی بات کھل رہی تھی -- کس بری طرح بہک گیا تھا--- وہ کیا سوچتی ہو گی --- ادھر اس نے محبت کا اظہار کیا اور ادھر میں حدیں پار کرنے پر آ گیا--- اسی لیے دھکا پڑا مجھے جو بھی ہے وہ حازق سے محبت کرتی تھی --- مجھے اس کے ذہن نے قبول کیا ہے دل نے تو نہیں --- کتنا غلط کیا میں نے --- وہ رات بھر نہیں سو سکا تھا---- آنکھیں تھکی تھکی سی تھیں ---الجھا سا وہ دروازے تک پہنچا تھا---

" نعمان -----"

آنسوؤں سے بھیگی آواز نے قدم روک دیے تھے---

وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا وہ رو رہی تھی --- گال آنسوؤں سے تر تھے--- ساری سنجیدگی ایک پل میں ہوا ہوئی تھی اور وہ بلکل اس کے سامنے پریشان حال کھڑا تھا---

" حسنیٰ ---- کیا ہوا" اسکے جھکے چہرے کو ہاتھ سے اوپر کیا

"رات کے لیے -----" حسنیٰ نے بمشکل الفاظ ادا کیے تھے --- آنسو اس تواتر سے بہہ رہے تھے کہ اس سے بولنا محال ہو رہا تھا---

" حسنیٰ ---- رونا نہیں ہے --- چپ کرو" نعمان اسے یوں دیکھ کر بوکھلا سا گیا تھا

ہاتھ کی پشت سے اس کے آنسوؤں کو صاف کیا--- وہ شرمندہ سی خاموش ہوئی تھی --- رونا کیوں آیا تھا کچھ سمجھ نہیں تھی --- شائد نعمان کی تھوڑی سی بے رخی بھی برداشت نہیں ہوئی تھی -- پر وہ کیا کرتی رات لمحہ ہی ایسا تھا--- اس کے حق سے لیے گئے لمس نے دل کے اندر دفن کی ہوئی اس بھیانک رات کے منظر کی یاد دلا دی تھی --- پھر سے وہ تکلیف روح تک جھنجوڑ گ ئی تھی ---

" ٹیک یور --- ٹائم ---- " نعمان نے نرمی سے اس کے چہرے کو اوپر اٹھایا تھا---

رات والے سبز جوڑے میں سادہ سے دھلے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ روئی روئی سی اس کے دل میں اتر گ ئی تھی ---

"آئی ---- لو یو --- مور دن ایوری تھنگ " بھاری سی جزبات میں ڈوبی آواز تھی جو حسنیٰ کے اندر سکون کی طرح اتر گ ئی تھی --- اس کا لہجہ اتنی اپنائی ت لیے ہوئے تھا جیسے ہمیشہ سے ہوتا --

دھیرے سے حسنیٰ کے گداز سے لب مسکرا دیے تھے --- نعمان قریب ہوا تھا--- دل کی دھڑکن تیز ہوئی ---

" محبت میں زبردستی کا قائ ل نہیں ہوں مسز --- تمہیں جیتنا ہے صرف پانا نہیں --- " سانسوں کی گرم ہوا کے ساتھ سرگوشی نے کانوں پر گدگدی کی تھی ---

وہ کمرے سے جا چکا تھا اور وہ یوں ہی کھڑی تھی --- اس کی مہک کو اپنے اندر اتارتی ہوئی

****

" میم --- یہ کچھ ڈاکیومنٹس --- " نعمان نے فائ ل سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے محبت بھری نظروں سے دیکھتی شہروزی کی طرف بڑھائی ---

نعمان کو کچھ اہم کاغزات پر مسز واصف کے دستخط لینے تھے ---- وہ آج آفس نہیں آئی تھیں --- اور انھوں نے نعمان کو گھر بلا لیا تھا --- 28

www.classicurdumaterial.com

" یہ کچھ نیو آؤٹ لٹس جہاں جہاں اوپن ہوئی ہیں ان کی ڈیٹیل " نعمان نے ایک اور فائل بڑھائی

" یہ سب تو میں دیکھ لیتی ہوں نعمان --- پہلے کھانا کھاتے ہیں بیٹا --- " شہروزی نے محبت بھرے لہجے میں کہا

" میم --- کھانا آپ نے کیوں تکلف کیا " نعمان نے گلے میں لگی ٹائی کی ناٹ کو گھمایا ---

" نہیں ---- تم کھانا کھا کر جاؤ گے ---- " شہروزی نے محبت بھری خفگی سے دیکھا ---

" رضیہ ---- ہیر کو بھی بلا لائیں --- " شہروزی نے چہرے کا رخ تھوڑا سا موڑ کر آواز لگائی ----

بہت ہی پیاری بچی ہے --- " نعمان کے چہرے پر کھوجتی سی نظر ڈالتے ہوئے شہروزی نے کہا ---

نعمان کو بار بار ہیر سے ملوانے کے لیے وہ جان بوجھ کر نہیں جاتی تھیں آفس اور نعمان کو گھر پر آنا پڑتا تھا ---

" جی ----- " رضیہ ہاتھ باندھ کر سر کو نیچے کی طرف جنبش دیتی ہوئی آگے بڑھ گ ئی تھی ---

کچھ دیر بعد ہی ہیر جدید طرز کے فیشن سے لیس زینہ اتر کر معنی خیز انداز میں مسکراتی ہوئی ان تک آئی ----

" ہیلو ----- " بڑے انداز سے مسکرا کر نعمان کی طرف دیکھا

" کیسے ہیں آپ ----" دلربا انداز میں گھنگرالے بالوں کو کندھے پر سے پیچھے کیا ---

" ٹھیک --- " نعمان نے سپاٹ چہرے سے لبوں کو بھینچ کر جواب دیا ---

وہ لوگ اب اٹھ کر کھانے کے میز پر آچکے تھے---

" پھپھو ---آپ نے میرے آیڈیا کو لے کر بات کی پھر نعمان سے " کھانے کے میز کی کرسی کو پیچھے کرتے ہوئے ہیر نے بڑے لاڈ سے کہا ---

" اوہ نہیں ---- بھول گ ئی تھی " شہروزی نے مسکرا کر ماتھے پر ہاتھ رکھا

نعمان نے سوالیہ انداز میں شہروزی کی طرف دیکھا --

" نعمان ہیر چاہتی ہے --- اس سال ہم اپنا ایک الگ سے فیشن میگا ایونٹ رکھیں ---" شہوزی کرسی پر بیٹھ چکی تھیں ---

" جس میں ماڈلز ہمارے فینسی ڈریسز کو پہنیں ریمپ پر چلیں ---" پیلٹ اپنے آگے کرتے ہوئے لاڈ سے ہیر کی طرف دیکھا اور پھر نعمان کی طرف

"آئیڈیا اچھا ہے میم --- پر یہ بہت بڑے لیول کا ایونٹ ہے" نعمان نے سنجیدہ سے انداز میں کہا ---

وہ ہیر سے اس طرح بے نیاز بیٹھا تھا جیسے وہ یہاں موجود نہیں ہے ---

" اوہ ڈونٹ وری --- بس اس کو آرگنائز کروائیں جلد از جلد" شہوزی نے محبت سے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" اوکے ---- " نعمان نے معدب سے انداز میں ہاں میں سر ہلایا ---

" ہیر ---- نعمان کو دیں" شہوزی نے کباب سے سجی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا ---

جسے بڑی ادا سے ہیر نے نعمان کی طرف بڑھایا تھا --

****

" یہ بڑا آجکل مسکرا کر دیکھتی رہتی ہے" فائق نے بھنویں اچکا کر کہا ---

شہروزی ان کے گروپ کے پاس سے گزری تھی جس کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی ---- حسن نے اسے دیکھ کر بڑی مشکل سے اپنی حالت کو سنبھالا تھا ---

اس دن کے بعد سے شہروزی ہر وقت حسن کے آس پاس ہی منڈلاتی رہتی تھی --- اور مسکرا کر دیکھنا ---

دل میں تو وہ پہلے سے ہی زبردستی قبضہ جما چکی تھی جسے حسن جھٹلاتا رہتا تھا لیکن اب اس کا مسکرانا اس کی دھڑکن کو بے ترتیب کر دیتا تھا ---

"پتہ --- نہیں ---" حسن نے کندھے اچکائے اور پھر سے کتاب میں مگن ہوا ---

" ارے یار ---- بچ کر رہنا ایسی لڑکیوں کا مسکرانا اچھا نہیں ہوتا " فائق نے خبردار کیا ---

" کیا مطلب---" حسن نے کان کھجائے ---

" مطلب یہ میری جان کہ یہ ٹھہری امیر کبیر باپ کی اولاد ہم کہاں اب ان کے لیول پر آنے کے ہم پر تو ہمارے پیرنٹس ساری جمع پونجی لگا کر ڈاکٹر بنا رہے " فائق نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا

" ہمم----- " حسن نے گہری سانس لی

" تو اس کے مسکرانے پر نہیں جانا کبھی " فائق نے اس کی نظروں کو دیکھتے ہوئے پھر سے ڈر کر کہا

****

"ارے ---ارے--- ایسے تھوڑی پیاز کاٹتے---" نعمان نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا---

حسنیٰ کچن کی شیلف پر کھڑی پیاز کے ساتھ کشتی کرنے میں مصروف تھی --- وہ پیاز کو ہاتھ میں پکڑ کر املیٹ کے لیے کاٹنے میں مصروف تھی -- لیکن پیاز اتنا موٹا کاٹ رہی تھی کہ نعمان کی نفاست پسند شخصیت کو گراں گزرا --- آج اتوار کا دن تھا ---وہ دس بجے سو کر اپنے کمرے سے باہر نکلا تو محترمہ کو آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسوؤ لیے پیاز کے ساتھ نا انصافی کرتے دیکھا تو رہ نہیں سکا---

ان دونوں کو الگ الگ کمروں میں رہتے ہوئے آج تیسرا دن تھا --- نعمان اسے وقت دے رہا تھا دل میں یہ سوچ کر کہ ابھی اسے اس رشتے کو مکمل طور پر قبول کرنے میں وقت درکار ہے --- اور حسنیٰ روز رات کو اپنے اندر کے اس خوف پر غالب آنے کی کوشش میں روہانسی ہو جاتی تھی --- نعمان سے محبت ہو چکی تھی -- لیکن اس حق کو لے کر کے

دل میں عجیب سی وحشت تھی ۔۔۔ جب بھی سوچ اس حد تک جاتی تو نعمان جبار میں تبدیل ہونے لگتا ۔۔۔ اور پھر اس دن کا دھکا یاد آ جاتا۔۔۔

" ہٹو۔۔۔ ہٹو ذرا" نعمان نے اس کے قریب جا کر اس کے ہاتھ سے نائف کو لیتے ہوئے کہا ۔۔۔

وہ ناک اور گال صاف کرتی روہانسی سی شرمندہ سی ایک طرف ہوئی ۔۔۔ کچن کی شیلف سے پشت ٹکا کر کھڑی ہوئی ۔۔۔

" لگتا ہے کبھی کام نہیں کیا" نعمان نے کٹنگ بورڈ کو شیلف پر رکھتے ہوئے کہا اور کن اکھیوں سے اس کا جائزہ لیا ۔۔۔ جامنی رنگ کے جوڑے میں ایپرن باندھے بالوں کا الجھا سا جوڑا بنائے اب وہ شرمندہ سی شکل بنا کر کھڑی تھی ۔۔۔ پیاز کاٹنے کی وجہ سے آنسو آنکھوں کو لال کیے ہوئے تھے۔۔۔ اسی وجہ سے ناک بھی بار بار صاف کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی ۔۔۔

" ہاں ۔۔۔۔ بڑی دو بہنیں تھیں ۔۔۔۔ ان کی شادی ہوئی تو ۔۔۔ بھابیاں گھر میں آ گئیں۔۔ کچن کا کام بلکل نہیں کیا کبھی ۔۔۔" حسنیٰ نے خجل ہوتے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا۔۔۔

جبکہ نظریں مہارت سے پیاز کاٹتے نعمان کے ہاتھوں پر مرکوز تھیں --- وہ کٹنگ بورڈ پر پیاز کو رکھ کر بڑے سلیقے سے کاٹ رہا تھا --- ہاتھ اتنی تیزی سے چل رہے تھے اور پیاز بھی بلکل باریک کٹ کٹ کر کٹنگ بورڈ پر گر رہا تھا ----

" تو پھر --- محترمہ نے کونسا کام کیا " نعمان نے مصروف سے انداز میں مسکرا کر اس کی طرف دیکھا ---

وہ ہاف بازو کی سفید رنگ ٹی شرٹ کے نیچے سبز اور سفید چیک دار ڈھیلا سا ہاف ٹرپوزر پہنے بالوں کی مخصوص انداز میں پونی بنائے کھڑا تھا ---

" ڈسٹنگ ---- " حسنیٰ نے شرمندہ سی آواز میں جواب دیا ---

نعمان کا جاندار قہقہ فضا میں گونجا --- اتنا تو پیاز کاٹنے پر آنکھ میں آنسو نہیں تھے جتنا اب اس کی بات پر ہنسنے کی وجہ سے آئے تھے --- حسنیٰ نے خفگی سے دیکھا ---

نعمان نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ دبائی ----

" اچھا ---- یہ تو بہت مشکل کام کیا کرتی تھیں آپ بھئی --- " مسکراہٹ کو دباتے ہوئے لبوں کو باہر نکال کر کہا ---

" شرمندہ کر رہے ہیں آپ ----" حسنیٰ نے چھوٹی سی ناک اوپر چڑھا کر خفگی سے کہا

اب وہ سبز مرچ کو کٹنگ بورڈ پر رکھ کر کاٹ رہا تھا---- حسنیٰ اس کے مضبوط ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی --- انگلیوں پر ہلکے ہلکے بال تھے بازو پر بھی بال تھے --- کندھے بہت مضبوط اور چوڑے تھے --- شرٹ کے بازو اوپری کسرتی حصے میں پھنسے ہوئے تھے --- جہاں سے رگیں تنی ہوئی تھیں --- نظریں جھکی ہوئی تھیں اور لبوں کو وہ پیاز کاٹتے ہوئے بڑے پیارے انداز میں گول کر رہا تھا--- اسے نہیں خبر تھی وہ اس کے ہر انداز کو اتنے غور سے دیکھ رہی ہے ---وہ مصروف سا اس کے دل میں اتر رہا تھا---

وہ اب ٹماٹر پیاز --- اور مرچ کو باؤل میں ڈال کر اس کے اوپر تین انڈے توڑ کر ڈال چکا تھا --- انڈے توڑنے کا انداز بھی بڑی مہارت لیے ہوئے تھا -- حسنیٰ کو خیال آیا کہ اس سے تو ابھی تک انڈا بھی سہی سے نہیں ٹوٹتا تھا -- جب بھی توڑتی تھی تو انڈے کے چھلکے کا کوئی نہ کوئی ذرا انڈے میں ضرور گر جاتا تھا جسے وہ بعد میں نکالنے میں الجھن کا شکار ہوتی تھی ---

" واؤ ---کیا بات ہے --- آپ کو کیسے آتا یہ سب " ستائی شی نظروں سے نعمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بے ساختہ کہہ گ ئی

" جناب-------" نعمان نے فرائی پین کو چولہے پر چڑھاتے ہوئے گہری سانس لے کر کہا---

" میری مام کا میں ایک ہی بیٹا ہوں --- اور وہ اکثر بیمار رہتی تھیں --- میں انھیں کام نہیں کرنے دیتا تھا پھر --- " لبوں پر اپنی مخصوص جاذب نظر مسکراہٹ سجا کر کہا---

آئی ل کی بائل اٹھا کر تھوڑا سا آئی ل فرائی پین میں انڈیلا --- اور املیٹ کے مواد کو پھر سے پھینٹنا شروع کیا---

"ایسے --- ان کو دیکھتا رہتا تھا کام کرتے ہوئے ان کی ہیلپ کرتا تھا " باؤل کے اندر فورک چلاتے ہوئے وہ مصروف سے انداز میں کہہ رہا تھا---

امیلٹ کو فرائی پین میں انڈیلا---

" اس کا مطلب ہے آپ بہت اچھے بیٹے بھی ہیں " حسنیٰ نے شیلف کے سہارے پیچھے بازو دھر کر ہلکا سا جسم کو دائیں بائیں جنبش دے کر کہا---

نعمان نے بھنویں اچکا کر اس کی طرف دیکھا--- چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے وہ اس کے جزبات کو اجاگر کر گ ئی

نعمان ایک دم سے اس کے ارد گرد بازو دھر کر اسے حصار میں لے چکا تھا --- وہ اس طرح کی کسی بھی قسم کی حرکت کے لیے تیار نہیں تھی سٹپٹا سی گ ئی --- اس کا چہرہ اتنا قریب تھا کہ پلکوں کی جھالر ایک دم سے گالوں پر گری --- اور سانس تیز ہوتی دھڑکنوں میں اٹک سا گیا ---

" اور ---- -------اور کیا ہوں میں بہت اچھا --- " بھاری سی بے خود سرگوشی تھی

" شو-----شوہر ----- " حسنٰی نے مدھم سی آواز میں بمشکل کہا --

حسنٰی کی گھبرائی سی حالت لرزتی پلکیں -- بلش ہوتے گال اور دل کے دھڑکنے کی آواز نعمان کے دماغ کی پھرکی گھومانے کا سبب بن رہی تھی --

نعمان کا چہرہ کان کے قریب ہوا تھا --- گرم سانسیں گردن تک جلا گ ئی تھیں ---

" ابھی بننے کب دیا --- سہی سے ---" ہلکی سی سرگوشی حسنٰی کے پورے بدن میں ارتھ کی لہر کا کام کر گ ئی تھی ---

عجیب سا ہی کرنٹ تھا یہ --- میٹھا سا -- دل جیسے ایک دم سے اپنی جگہ سے نیچے جاتا اور ڈبکی لگا کر واپس آ جاتا--- افف یہ احساس کبھی حازق کی کسی جسارت پر تو نہیں محسوس ہوا تھا ---

" املیٹ ----- ---- املیٹ جل جائے گا --" حسنیٰ نے جھینپ کر نعمان کو ہوش دلایا

وہ جو اس کی اس شرمائی سی حالت سے بے خود سا ہو کر محزوز ہو رہا تھا -- اس کے ایسے کہنے پر جیسے ایک دم سے ہوش کی دنیا میں واپسی ہوئی ---

" اوہ ------ پلیٹ دو ---- " جلدی سے املیٹ کو فرائی پین میں ہی فولڈ کیا --- حسنیٰ نے بروقت یاد دلا دیا تھا --- ورنہ املیٹ واقعی ہی میں جل جاتا ---

حسنیٰ نے شکر کی سانس لیتے ہوئے --- جلدی سے پلیٹ اس کی طرف بڑھائی --- اس کی اتنی بے باک قربت سے حالت غیر ہو جاتی تھی ---

اپنی سانسوں کی حالت بحال کرتے ہوئے حسنیٰ نے ٹوسٹر میں سے ٹوسٹ نکال کر پلیٹ میں رکھے ---

" چلیں بیٹھیں ---- " امیلٹ کی پلیٹ کھانے کے میز پر رکھتے ہوئے نعمان نے بھنویں اچکا کر کہا ---

تھوڑی دیر پہلے والی خماری اب نعمان کی آنکھوں میں نہ دیکھ کر حسنیٰ نے سکھ کا سانس لیا

www.classicurdumaterial.com

وہ حسنیٰ کے لیے کھانے کے میز کی کرسی کو پیچھے دھیکل کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا --- وہ مسکراتی ہوئی کرسی پر بیٹھی اور میز پر کہنیوں کے بل چہرے کو ہاتھوں میں سجا کر دلچسپ انداز میں نعمان کو دیکھا ---

کیا تھا--- یہ شخص ----- ایک تحفہ --- خدا کا ---- اللہ ---- اللہ--- کون سی نیکی --- کون سی بات میری ایسی تھی جو یہ محبتیں مل رہی مجھے --- میں تو گناہ گار ہوں --- خود غرض --- پتہ نہیں کتنے اپنوں کا دل دکھایا میں نے --- بھائیوں کو رسوائی دی ---ماں کی موت کا سبب بنی --- بہنوں کے لیے طعنوں کی وجہ بنی --- عصمت لٹائی ---- اور یہ شخص --- یہ مجھے میری کس نیکی کے صلے میں ملا ہے ---

" کھا خود لیں گی یا وہ کام بھی میں کروں ---" نعمان نے بھنویں اچکا کر دیکھا ---

وہ جو کھوئی سی بیٹھی تھی چونک کر ہوش میں آئی --- نعمان ناشتہ کرنے میں مصروف تھا--- وہ بھی بریڈ اپنی پلیٹ میں رکھنے لگی ---

****

" سنو ----" شہروزی نے جھجکتے ہوئے کہا ---

"جی ---- کہیں ---" فائق نے چونک کر دیکھا اور پھر بھنویں حیرانگی کے انداز میں اچکا کر شہروزی کی طرف دیکھا ---

وہ لیکچر کے کے بعد کلاس روم سے باہر نکل رہے تھے جب شہروزی نے فائق کو روکا ---

"حسن ---- حسن کیوں نہیں آرہا یونیورسٹی ---" شہروزی نے پریشان سے لہجے میں لب کچلتے ہوئے سامنے کھڑے فائق سے پوچھا ---

ایک ہفتہ ہو گیا تھا --- حسن یونیورسٹی نہیں آرہا تھا -- اس رات سے وہ بری طرح حسن کے بارے میں سوچنے لگی تھی --- باسط کو اور اس کے دوستوں کو پولیس گرفتار کر چکی تھی یونیورسٹی سے انھیں سپل کر دیا گیا تھا--- اور یہ سب صرف حسن کی بدولت ممکن ہوا تھا -- وہ نہ چاہتے ہوئے بھی حسن کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی --- روز یونیورسٹی میں اس دیکھنا شہروزی کو سکون دے جاتا تھا --- لیکن اب ایک ہفتے سے وہ نظر نہیں آیا تھا تو وہ پاگل سی ہو گئی تھی --- خود اپنی حالت ہی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی ---

"وہ --- حیدر آباد گیا ہے اپنے گھر" فائق نے سنجیدہ سے لہجے میں مختصر جواب دیا ---

"کب آئے گا ---- " شہروزی کا وہی پریشان لہجہ تھا ---

"اس کے فادر کی ڈیتھ ہو گ ئی ہے --- کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں ابھی" فائ ق نے ماتھے پر بل ڈال کہا ---

وسیم کی طرف دیکھا اور گردن ہلا کر اسے جانے کا اشارہ کیا --- انداز شہروزی سے بے زاری برتنے جیسا تھا ---

"رکیں ------" شہروزی نے تیز تیز قدم ساتھ ملاتے ہوئے پھر سے کہا ---

"مجھے ان کے گھر کا فون نمبر چاہیے ----" بے چینی سے فائ ق کی طرف دیکھا اور التجائی انداز میں کہا ---

فائ ق نے ناک پھلا کر دیکھا --- اسے یہ شہروزی اور کرن جیسی امیر کبیر لڑکیوں سے سخت نفرت تھی --- اسے لگتا تھا یہ لوگ غریب لوگوں کو انسان نہیں کیڑے مکوڑے سمجھتی ہیں --- جب چاہا سر پر بیٹھا لیا جب چاہا زمین پر پٹخ ڈالا

"پلیز ------" شہروزی نے پھر سے منت کرنے کے انداز میں کہا

www.classicurdumaterial.com

" میڈیم --- بات سنیں ---- وہ ایک انتہائی شریف انسان ہے --- آپ اسے کسی مشکل میں ڈال دیں گی --- بہت اچھا ہو گا اگر آپ اس سے دور ہی رہیں گی تو --- "

فائق نے دانت پیستے ہوئے کہا

" چلو وسیم ----- " ماتھے پر بل ڈال کر وسیم کی طرف دیکھا اور اسے جانے کا اشارہ کیا

شہروزی وہیں ہونق سی بنی انھیں جاتا دیکھ رہی تھی --- اب کہاں سے لوں نمبر ----

****

" بہت ہیلپ کر رہی ہے ویسے " شہروزی نے مسکرا کر کہا--

ایک نظر کچھ دور فائزہ پر جھکی اور اپنے سامنے بیٹھی لڑکیوں کو ہدایت کرتی ہوئی ہیر پر ڈالی اور پھر گہری سانس لے کر سامنے بیٹھے نعمان کی طرف دیکھا---

نعمان نے کسمسا کر پہلو بدلہ---- کوٹ کو اطراف سے پکڑ کر درست کیا جب کے لب ضبط کی وجہ سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے---

" جی--- " زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اس نے ہیر کی تعریف کی تائید کی ---

ہیر کو کالج سے چھٹیاں تھیں اور وہ میگا فیشن ایونٹ کی تیاری کے سلسلے میں روز ہی شہروزی کی ساتھ آفس آ جاتی تھی --- نعمان اس سے چڑنے لگا تھا--- وہ ہر وقت معنی خیز مسکراہٹ سجائے نعمان کو دیکھتی رہتی تھی ۔ --- اور مختلف جملے کس کر اس کے صبر کو آزماتی تھی

" نعمان ----- آپ نے اپنی شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے پھر ---" شہروزی نے گلا صاف کرتے ہوئے نرم آواز میں کہا---

وہ اب ہیر کو نعمان کے بہت قریب کرنے کی تمام کوششیں کر چکی تھی --- اب نعمان سے بات آگے بڑھانے کا وقت آ چکا تھا--- تو آج ہمت کر کے وہ نعمان سے اپنے دل کی بات کر ہی بیٹھیں تھی ---

" میم----- میں میرڈ ہوں ----" نعمان نے مسکرا کر کہا---

وہ بلا وجہ اپنی پرسنل لائف کسی سے ڈسکس کرنے کا روادار نہیں تھا--- اس لیے آج سے پہلے اس نے مسز واصف کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا---

" واٹ ----ٹ---ٹ-----ٹ----" شہروزی کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں ---

یہ کیسے ہو سکتا ہے --- زبیر نے کبھی ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی ---کہ نعمان شادی شدہ ہے --- تو کیا اس نے ابھی ابھی شادی کی ہے --- اگر کی تو پھر بتایا کیوں نہیں --- ان گنت سوالات دماغ میں بھونچال مچانے لگے تھے ---

" جی---- میری شادی کو ایک سال ہو چکا ہے " نعمان نے مسکراتے ہوئے اگلا انکشاف کیا---

" یہ کیسے ہو سکتا ہے --- مطلب تم تو اکیلے ---" شہروزی نے عجیب سے انداز میں پریشان ہوتے ہوئے سوال کیا---

چہرے ہر حیرت کے آثار ہنوز قائم تھے ---

" نہیں ---- میری مسز میرے ساتھ ہوتی ہیں ---" نعمان نے سنجیدہ سے انداز میں جواب دیا---

" کب سے ----" ٹرانس میں شہروزی نے اگلا سوال کیا---

سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا تھا--- کتنا کچھ انھوں نے سوچا تھا کہ وہ ہیر سے شادی کروا کر نعمان کو گھر داماد بنا لیں گی اور پھر آہستہ آہستہ سب کچھ اس کو سونپ دیں گی --- لیکن آج سب پر پانی پھر گیا تھا--- دل عجیب سی اداسی کا شکار ہوا تھا---

"وہ اپنے پیرنٹس کی طرف تھی ---ابھی لاسٹ منتھ سے میرے ساتھ ہے" نعمان کو ان کا کھویا کھویا سا انداز سمجھ میں نہیں آیا تھا--- وہ ایسا کیوں کر رہی تھیں ---

"آپ نے کبھی --- ذکر ----" شہوزی کی آواز گھٹی گھٹی سی تھی --

اچانک شہوزی کی نظر نعمان کے بلکل پیچھے ساکن کھڑی ہیر پر پڑی --- وہ کچھ کہتے کہتے رک سی گ ئی تھیں --- وہ ان کی باتیں شائ دسن چکی تھی ---

" میم----- ضرورت محسوس نہیں ہوئی ---" نعمان نے معدب انداز میں کہا---

اچانک رخ موڑ کر دیکھا تو ہیر ایسے کھڑی تھی جیسے جسم میں جان نہ ہو---- زرد چہرہ لیے --- وہ اپنے مخصوص انداز میں تھی --- گھنگرالے بال کندھوں پے بکھیرے --- چھوٹی سی ٹی شرٹ کے نیچے تنگ جینز زیب تن کیے ----

نعمان نے آنکھیں چرا کر شہوزی کی طرف دیکھا---

" میم میں جاؤں ---" فائلز اور اپنے موبائ ل کو اٹھاتے ہوئے نعمان نے اجازت طلب نظروں سے شہوزی کی طرف دیکھا---

" جی---- جی---- آپ جا سکتے ہیں ----" شہوزی نے مسکرا کر کہا----

اور گہری سانس لی ---- اب کیا کروں گی میں ---

نعمان ہیر کے چہرے پر ایک بھی نظر ڈالے بنا--- بے نیازی سے پاس سے گزر گیا تھا---

اور وہ ساکت سی کھڑی تھی--- یہ جھوٹ بول رہا ہے --- صرف مجھے سنا رہا ہے --- اس کی شادی کیسے ہو سکتی ہے -- ہیر کا ذہن الجھ کر رہ گیا تھا---

اور سامنے کرسی کو گول گول گھماتی شہوزی اپنی جگہ سوچ میں ڈوبی تھی --- جو بھی تھا نعمان ان کا بیٹا تھا--- اور اب ان کے دل میں نعمان کی بیوی کو دیکھنے کی خواہش امڈ آئی تھی ---

****

" ہیلو ---" خوبصورت سی مردانہ آواز فون میں سے ابھری تھی ---

" ہیلو ------" شہوزی نے دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے مدھر سی آواز میں کہا---

فائق کے بجائے --- وسیم کی منت کرنے پر شہوزی کو حسن کے گھر کا نمبر مل ہی چکا تھا--- اور اب دوسری طرف سے تین دفعہ نمبر ملانے کے بعد کہیں جا کر حسن کی

آواز سنائی دی تھی --- پہلے دو دفعہ کسی لڑکی نے فون اٹھایا تھا -- جس کی آواز سنتے ہی اس نے فون بند کر دیا تھا ---

اس کی آواز سننے کے بعد دوسری طرف خاموشی چھا گ ئی تھی --- حسن نے اس کی آواز پہچان لی تھی ---

" میں شہروزی---- بات کر رہی ہوں " شہروزی نے خاموشی کے سکوت کو توڑا---

وہ اپنی حویلی کے شاندار لاونج میں سنہری رنگ کے فون کے ریسور کو کان سے لگائے پاس پڑے صوفے پر بیٹھی تھی ---

"آپ ---- آپ کو کہاں سے ملا میرا نمبر ----" حسن کی آواز حیرت لیے ہوئے تھے ---

"آپ کے فادر کا سن کر بہت افسوس ہوا" بہت آہستہ سی آواز میں شہروزی نے کہا

" جی------ " گہری سانس لی تھی حسن نے ---

" حسن ---- آپ کب واپس آئیں گے ----" لب کچلتے روہانسی سی آواز میں پوچھا ---

دوسری طرف پھر خاموشی تھی --- شہروزی کی ہلکی سی سسکی کی آواز ابھری تھی --- وہ دل کے ہاتھوں بری طرح مجبور ہو چکی تھی ---

" شہروزی----- شہروزی---- رو کیوں رہی ہیں----" حسن کی بے چین سی آواز ابھری تھی---

وہ جتنا بھی مضبوط تھا--- لیکن دل تو مضبوط مرد کا بھی اسی مٹی سے سینچا ہوتا ہے جس سے عورت کا--- وہ نا چاہتے ہوئے بھی شہروزی کی محبت میں گرفتار تھا---

" معلوم ---- نہیں ---- " شہروزی نے آنسوؤں میں رندھی بھاری آواز میں کہا---

" پلیز ---- رونا بند کریں ---- مجھے پریشانی ہو رہی ہے ---" حسن کی آواز میں اس کے اندر کی گھبراہٹ صاف واضح تھی ---

"آپ واپس کب --- آئیں گے ---" وہ باقاعدہ رو رہی تھی ---

" کچھ پرابلمز ہیں گھر میں --- " وہ شہروزی کے جزبات سے گھبرا گیا تھا---

بے شک وہ اپنے دل میں اس کے لیے جزبات پنپنے لگا تھا لیکن وہ اتنا مضبوط ضرور تھا کہ اپنے جزبات پر قابو پا سکتا تھا--- وہ جانتا تھا--- کہ اس میں اور شہروزی میں زمین آسمان کا فرق ہے --- اور وہ چاہ کر بھی ایک نہیں ہو سکتے تو بے کار میں اس رشتے کو بڑھا کر تکلیف میں آنا عقل مندی نہیں تھی ---

" کیا پرابلمز ہیں جو سولو نہیں ہو رہی --- پلیز جلدی آ جائیں ---" شہروزی نے آنسو صاف کرتے ہوئے حق جتانے جیسے انداز میں کہا --

یہ حق جتانے کا احساس اسے شائد حسن کی نظروں میں سے جھلکتی محبت نے دیا تھا ---

" دیکھیں میں تین بہنوں کا اکلوتا بھائی ہوں --- میرے ابو کی ڈیتھ ہوئی ہے ریسنٹلی " حسن نے زبردستی لہجے میں سختی لا کر کہا ---

دوسری طرف حسن کے اتنے سخت رویے پر خاموشی سی چھا گئی تھی ----

" میں سمجھ سکتی ہوں ---- پر --- " آہستہ سی روہانسی آواز میں کہا

" پر کیا ---- " حسن نے سخت لہجہ اپنایا ---

" ---آئی --- مس یو --- " شہروزی نے روتے ہوئے کہا ---

حسن نے فوراً ریسیور فون پر پٹخ دیا تھا ---

****

" اف ----- " نعمان نے بے ساختہ ہاتھ کو دل پر رکھ کر ڈھنے کے سے انداز میں کہا ---

آنکھوں میں شرارت اور لبوں پر دلکش مسکراہٹ دبائے وہ حسنی کے بلکل سامنے آ کر کھڑا ہوا تھا --- رائل بلیو لمبی فراک کو زیب تن کیے وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی سنہری چھوٹی چھوٹی جھمکیاں کانوں میں پہن رہی تھی جب نعمان گہرے گرے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں غضب ڈھاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا---

" کیا ہوا----" نعمان کے والہانہ پن پر جھینپ کر گھٹی سی آواز ہی نکل پائی تھی---

" مار ڈالنے کا ارادہ ہے کیا---" سنگھار میز سے پشت ٹکا کر سینے پر ہاتھ باندھے اور گہری سانس لیتے ہوئے کہا---

جبکہ گہری بے خود سی آنکھیں حسنٰی کے جان لیوا سراپے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں---

" نعمان---- میرا جانا کیا بہت ضروری ہے ---" کانوں میں جھمکی ڈالتے ہوئے صبح سے سو دفعہ پوچھا ہوا سوال وہ پھر سے نعمان سے پوچھ رہی تھی---

نعمان نے آگے بڑھ کر جھمکی اس کے ہاتھ سے لے لی تھی جسے وہ پچھلے پانچ منٹ سے کانوں میں پہننے کے لیے کوشاں تھی ---

آج واصف ٹیکسٹائل میں میگا فیشن ایونٹ تھا جو بہت بڑے پیمانے پر منعقد کیا گیا تھا --- جس میں پورے پاکستان اور کچھ فارنرز بڑے بڑے لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ شہروزی کو جس دن سے حسنیٰ کا معلوم ہوا تھا وہ اس دن سے نعمان کے ساتھ بضد تھیں کہ وہ اس تقریب پر اسے ضرور لے کر آئے ---

"مسز واصف ---- بہت اسرار کر رہی ہیں ---- وہ روز مجھے کہتی تھیں ---" نعمان نے نرمی سے کان کے پیچھے جھمکی کے لاک کو بند کیا---

حسنیٰ نے اس کی انگلیوں کی پوروں کے نرم لمس پر دھیرے سے آنکھیں بند کی تھیں ---

"تمہیں بتا رکھا ہے نہ کتنے احسانات ہیں ان کے مجھ پر ---" نعمان نے اس کے اور اپنے سراپے کو ستائشی نظروں سے سامنے لگے شیشے میں دیکھا---

"ہمممم----" حسنیٰ مسکرا دی تھی ---

"چلیں اب ----" نعمان نے ہاتھ کا اشارہ دروازے کی طرف کیا---

"جی -----" وہ سمٹی سی اس کے ساتھ چل پڑی تھی ---

کتنے عرصے بعد وہ اتنا تیار ہوئی تھی --- خود کو ہی عجیب سا لگ رہا تھا---لیکن نعمان کا بار بار پر شوق نگاہوں سے دیکھنا دل کو بھا گیا تھا---

کار ایک بہت ہی خوبصورت ہوٹل کے لیگژری پنڈال کے آگے رکی تھی --- وہ بڑے پرسکون انداز میں اپنے محافظ کے بغل میں چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی ---

قہقے جلترنگ ہر جگہ روشنیاں اور خوشبویں تھیں --- بڑے سے ریمپ پر کچھ ماڈل رہیلسل کر رہی تھیں --- نعمان حسنیٰ کا ہاتھ تھامے مسز واصف کے بلکل سامنے آ گیا تھا ---

" اسلام علیکم ----- " نعمان نے قریب جا کر مہذب انداز میں کہا ---

شہروزی کسی سے بات کرنے میں مصروف تھیں چونک کر متوجہ ہوئیں ---

" وعلیکم سلام ----- یہ ---- حسنیٰ ---" ان کی آنکھیں خوشگوار حیرت لیے ہوئے تھیں --- اور انگلی کا اشارہ حیران ہوتے ہوئے حسنیٰ کی طرف کیا ---

" جی ---- " نعمان نے لبوں کو منہ کے اندر کرتے ہوئے مسکراہٹ دبائی ---

اور ایک شریر سی نظر اپنے ساتھ کھڑی حسنیٰ پر ڈالی ---

اور تھوڑا سا خجل ہو کر کان کھجایا---

"آئی ---ایم --- سرپرائزڈ نعمان ---- شی از ---- پریٹی ---- " شہروزی کی آنکھیں چمک رہی تھیں ---

حسنیٰ نے مسکرا کر نظریں جھکا لیں تھیں۔۔۔ نعمان کا قہقہ فضا میں گونج کر اس کی دل کی خوشی کی گواہی دے گیا تھا۔۔۔

" جی۔۔۔۔ " وہ کِھل ہی تو اٹھا تھا حسنیٰ کی تعریف شہروزی سے سن کر۔۔۔

" حسنیٰ۔۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔ سب سے ملواتی ہوں تمہیں۔۔۔" شہروزی نے پر شوق انداز میں حسنیٰ کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

ایک انوکھا سا احساس تھا اس کے لیے۔۔۔ نعمان سے جڑی ہر چیز اسے پیاری تھی۔۔۔ بہت پیاری تھی۔۔۔ وہ حسنیٰ کو مختلف لوگوں سے ملوانے کے لیے ہاتھ پکڑے نعمان سے دور لے گ ئی تھیں۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی شہروزی کے ساتھ سب کو مل رہی تھی۔۔۔

کتنی عجیب بات تھی اسی کمپنی میں وہ ورکر تھی۔۔۔ جس کی کوئی حثیت نہیں تھی اور آج وہ اس کمپنی کے ایم ڈی کی مسز تھی اور لوگ اسے ستائی شی نظروں سے دیکھتے ہوئے سراہا رہے تھے۔۔۔

" حسنیٰ۔۔۔ تم رکو میں آتی ہوں۔۔۔" شہروزی اسے ایک صوفے پر بیٹھا کر ساڑھی کا پلو سنبھالتی کسی آدمی کی طرف بڑھ گ ئی تھیں جو کچھ فائی لز ان کو دکھا رہا تھا۔۔۔

" واٹ ---آا--- --- پلیزنٹ سر پرائی یز ٹو سی یو --- ہیر ---" کھردری سی مردانہ آواز حسنیٰ کے اطراف سے ابھری تھی ---

حسنیٰ نے آواز کے تعاقب میں گردن موڑی تھی --- اور آنکھیں پھٹنے کے انداز میں کھل گ ئی تھیں ---

جبار اپنے بھیانک سراپے کے ساتھ سامنے کھڑا تھا--- --- وہی گندے سے دانت اور عجیب گھن زدہ وجود---

حسنیٰ نے تڑپ کر ارد گرد نظر دوڑائی --- اور خون جیسے خشک ہوا--- نعمان مسکراتا ہوا اس کی طرف ہی آ رہا تھا---

" یہاں آج کیسے--- حازق وہاب نظر نہیں آ رہا" جبار نے قریب ہو کر خباثت سے کہا---

اس کی آنکھیں غلاظت سے بھری ہوئی تھیں --- لب مسکرا رہے تھے --- حسنیٰ کی آنکھوں کے آگے سے سارے لمحے گزر گئے ---

وہ لرز گ ئی تھی--- چہرہ زرد اور قدم جامد ہوئے تھے---نعمان مسکراتا ہوا آ رہا تھا اس کا ہر اٹھتا قدم حسنیٰ کی روح فنا کررہا تھا--- گلابی سے گال سفید ہوئے تھے --- وہ چند قدم کی دوری پر تھا اور اسے لگ رہا تھا وہ یہیں گر جائے گی ---

" یا کسی کے کنٹرکیٹ میں ہو آجکل---میں ایک اور ڈیل فائی نل کرنے جا رہا ہوں وہاب پسٹی سائیڈز کے ساتھ " جبار نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو خباثت سے لبوں کے نیچے پھیرا---

وہ نعمان کی آمد سے بلکل انجان حسنیٰ پر غلیظ نظریں گاڑے کھڑا تھا---

نعمان قریب پہنچ چکا تھا--- اور حسنیٰ کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا------

ایک دم سے دل میں حبس سا ہوا--- ایسے جیسے کوئی گلا گھونٹ رہا ہو--- ماتھے پر پسینے کے قطرے ابھر گئے تھے---

" حسنیٰ-----" نعمان دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائے ان کے بلکل سامنے آ کر کھڑا ہوا---

" اوہ ------ تو اس کے ساتھ--- " جبار نے معنی خیز انداز میں کہا اور شیطانی انداز میں ایک آنکھ کے آبرو کو اوپر چڑھایا---

حسنیٰ نے چونک کر نعمان کی طرف دیکھا --- دماغ میں سیٹی بجی ------نعمان نے نا سمجھی کے انداز میں اس کے پریشان چہرے کی طرف دیکھا اور پھر جبار کی طرف دیکھا ---

حسنیٰ حواس باختہ ہو چکی تھی --- بس ختم سب کچھ ---ذہن کی یہ آخری بازگشت تھی --- اس کے بعد وہ ماؤف ہو گیا بس پھر تو ایک انجان سی طاقت آئی تھی جس کے زیر اثر وہ بھاگی تھی وہاں سے ---

حسنیٰ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی تھی ---- وہ پنڈال کی رہداری سے باہر کی طرف قدم اٹھا رہی تھی----

" حسنیٰ--------- حسنیٰ ----- " نعمان نے نا سمجھی کے انداز میں ایک نظر جبار پر ڈالی جو اب کسی اور آدمی کے آنے پر اس کے گلے مل رہا تھا ---

نعمان حیران سا کھڑا رہ گیا تھا---- بازو ہوا میں معلق تھا جو اس نے حسنیٰ کو روکنے کے لیے بڑھایا تھا--

اتنی دیر میں حسنیٰ پنڈال کے داخلی حصے تک پہنچ چکی تھی --- نعمان نے پریشان سا ہو کر اس کے پیچھے دوڑ لگائی تھی ---

www.classicurdumaterial.com

"روکو---- کیا ہوا ---- حسنیٰ---- " وہ اسے آوازیں دے رہا تھا لیکن وہ تو جیسے دیوانہ وار بھاگی جا رہی تھی ---

پنڈال سے نکل کر وہ ہوٹل کے کوریڈور کی طرف بھاگ رہی تھی --- یہ بہت بڑا فائیو سٹار ہوٹل تھا جو سات منزلہ عمارت پر مشتمل تھا ---

"کہاں جارہی ہو یہ----" نعمان نے اونچی آواز میں کہا --- اور اپنے قدم اور تیز کیے ---

حسنیٰ پیچھے مڑ کر دیکھ تک نہیں رہی تھی ---وہ پاگلوں کی طرح آوازیں دے رہا تھا--- لیکن حسنیٰ کو اس لمحے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا--- یہ بلکل وہی کیفیت تھی جو اس رات اس پر مونال میں طاری ہوئی تھی--- وہ ایسے تھی جیسے کسی نے ہپنوٹائیز کر رکھا ہو----

کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر کو اسے ہوا کیا -- وہ کیوں اس طرح انجان جگہ پر بھاگ رہی تھی اور ہوٹل سے باہر جانے کے بجائے اندر کی طرف کیوں بھاگ رہی تھی --- جیسے ہی نعمان اس کے پیچھے کوریڈور میں پہنچا وہ مین ہال کی لفٹ کی طرف بڑھ رہی تھی ---

" حسنیٰ کیا ہوا ہے تمہیں ---- " نعمان نے کوریڈور کے داخلی دروازے کے پاس کھڑے ہو کر آواز لگائی

وہ جتنی قوت سے بول سکتا تھا اتنی قوت لگا رہا تھا۔۔۔۔

لکین وہ تو جیسے ٹرانس میں تھی ۔۔۔ اسے سن ہی نہیں رہی تھی ۔۔۔ لفٹ بند ہو چکی تھی جب تک نعمان لفٹ تک پہنچا ۔۔۔ تیزی سے سیڑھیوں کا رخ کیا۔۔۔ ہر منزل پر لفٹ رکنے کے بجائے اوپر جا رہی تھی ۔۔۔ نعمان ہانپتا ہوا سیڑھیاں چڑھ رہا تھا ۔۔۔

وہ بے حال تھا۔۔۔۔ ذہن پریشان تھا تو دل کی حالت عجیب ہوئی تھی ۔۔۔۔

وہ اتنی رفتار سے چڑھ رہا تھا ۔۔۔ کہ اس کا سانس بری طرح پھولنے لگا تھا ۔۔۔

آخری منزل پر لفٹ رکنے کے بعد وہ ہوٹل کے چھت پر آ چکی تھی ۔۔۔ ساکن چہرہ ۔۔۔ زرد رنگت لیے ہوئے ۔۔ جبار کے قہقے ۔۔۔ ذہن میں گونج رہے تھے ۔۔۔۔ حازق کے الفاظ ۔۔۔۔۔ اس کی ہنسی ۔۔۔۔۔ مونال کی اونچائی ۔۔۔۔ اس کی درد بھری چیخیں ۔۔۔۔

بدبو کے بھبکے ۔۔۔۔ گھن زدہ لمس ۔۔۔۔ روح کی بے حرمتی ۔۔۔ بند کمرہ۔۔۔۔۔۔ کمرہ کے باہر گارڈ۔۔۔ پارلر کا چینجنگ روم ۔۔۔۔۔ سیاہ گاؤن۔۔ تیزی سے آتی گاڑی ۔۔۔۔ اور اس کا اچھل کر ایک طرف گرنا۔۔۔۔

مجھے زندہ نہیں رہنا ۔۔۔۔ وہ چھت کی چھوٹی سی چار دیواری کی طرف بڑھ رہی تھی ۔۔۔

www.classicurdumaterial.com

سب ختم ہو گیا ---- سوچا تھا نعمان سے سب چھپا کر نئے سرے سے ایک زندگی شروع کروں گی لیکن ---- نہیں ---- مجھ جیسی لڑکی کی سزا اتنی کم کیسے ہو سکتی ہے ---- کیسے ----- آج اس شخص کی نظر میں بھی میرے لیے نفرت ہو گی جس کی آنکھوں میں میں نے بے پناہ پیار دیکھا اپنے لیے ----

نہیں ---- نہیں ----- مجھے یہ سب دیکھنے سے پہلے ہی مر جانا چاہیے ---- وہ دیوار کے کنارے کے بلکل پاس آ چکی تھی ----

چھت ہر ہوا کا دباؤ بہت زیادہ تھا ---بال بری طرح اڑ رہے تھے ----

" حسنیٰ ------- کیا ---- کیا کر رہی ہو یہ --- کیا ہوا ہے تمہیں " نعمان پوری قوت سے چیخا تھا ---

وہ بے حال سا پیٹ پر ہاتھ رکھے کچھ فاصلے پر کھڑا ہانپ رہا تھا --- حسنیٰ ایک لمحے کو ساکن ہوئی تھی لیکن اس کے بعد وہ ایک پاوں دیوار پر رکھ چکی تھی ---

نعمان کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے ----- حیرت سے آنکھیں باہر تھیں ---- وہ بری طرح پسینے میں بھیگا ہوا تھا --- ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا وہ حسنیٰ کے کودنے سے پہلے اس کے بازو کو دبوچ کر پوری قوت سے اپنی طرف کھینچ چکا تھا ---

" مجھے مرنا ہے ------- مجھے مرنا ہے -----" وہ پاگلوں کی طرح چیخی تھی ----

اور اپنی پوری قوت لگا کر نعمان سے اپنا بازو چھڑوا رہی تھی ---

نعمان کی پینٹ کی جیب میں رکھا فون بل بجا رہا تھا-----

" حسنیٰ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے --- کیوں کہہ رہی ایسے " نعمان اسے پکڑ کر دیوار سے دور لے کر جا رہا تھا ----

وہ پاگلوں کی طرح بازو چھڑوانے میں کوشاں تھی --- بال بکھر گئے تھے --- آنسو سے کاجل پھیل چکا تھا ---

فون کی رنگ بند ہوئی تھی بج بج کر ----

" مجھے مر جانے دو ------ میں اس قابل نہیں کہ میں زندہ رہوں ---" بھاری آواز میں بلکتے ہوئے حسنیٰ نے کہا --

وہ اس وقت کسی ذہنی مریض کی سی لگ رہی تھی --- نعمان حیرت اور پریشانی کی حالت میں بری طرح اسے قابو کرتے ہوئے دیوار سے دور لے آیا تھا---

" اس دن بابا نے کیوں بچایا مجھے -----" وہ بلک رہی تھی -----اور بری طرح بازو کھینچ رہی تھی ---

اس کے رونے کی آواز بلکل ایسے تھے جیسے کوئی جانور زبح کرنے کے وقت آواز نکالتا ہے ----

نعمان نے بازو چھوڑ کر اس کو کمر سے جکڑ لیا تھا--- وہ پاگلوں کی طرح رو رہی تھی اونچا اونچا---- نعمان کا دل دہل گیا---

" حسنیٰ------ پلیز---- پلیز---- مجھے بتاؤ سب ٹھیک تھا اچانک کیا ہوا " پریشان حال آواز میں کہا----

وہ رو رہی تھی اونچا----اونچا---- جیسے کوئی بچہ بلک رہا ہو--- گلے سے آواز پھٹنے جیسی نکل رہی تھی --- نعمان خوف زدہ ہوا---

اسے جھنجوڑنے پر بھی وہ ہوش میں نہیں آ رہی تھی ---اسی انداز میں روئے چلی جا رہی تھی --- نعمان بے حال سا ہو چلا تھا اسے سنبھالتے ہوئے -------وہ مسلسل اپنے آپ کو چھڑوانے کی کوشش میں تھی ---

نعمان کی جیب میں فون کی رنگ پھر بجنے لگی تھی-----

نعمان کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا-- ایک جھٹکے سے اس کی کمر چھوڑ کر اس کو بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا---

" حسنیٰ---------- " اپنی پوری قوت سے اس نے تھپڑ لگایا تھا---

یہ آخری حل تھا اس کو اس حالت سے باہر لانے کا---وہ ایک دم سے ساکن ہوئی تھی --- تڑپتا جسم جیسے مجسمے میں تبدیل ہوا ہو---

نعمان کا تھپڑ اتنا زور دور تھا حسنیٰ کا کان بند ہو گیا تھا اور ایک سیٹی جیسی آواز گونج رہی تھی بس

" بتاؤ مجھے ----- " نعمان پوری قوت سے دھاڑا تھا---

وہ لرز کر ہوش میں آئی ----

" میں آپ کے قابل نہیں ہوں ------ میں ----- کسی کے قابل نہیں ہوں ----"
وہ بھی اسی انداز میں چیخی تھی----

آواز پھٹ رہی تھی---آنکھیں سرخ تھیں بال چھت پر چلنے والی ہوا کی وجہ سے بکھر گئے تھے کاجل بری طرح گالوں پر بہہ رہا تھا---

" ایسے کیوں کہہ رہی ہو---" نعمان نے حیرت زدہ انداز میں کہا---

اور ذہن عجیب کشمکش کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔ حسنیٰ مردہ جیسی حالت میں آ گ ئی تھی ۔۔۔ اب وہ رو نہیں رہی تھی چیخ نہیں رہی تھی ۔۔۔ نعمان حیرت اور نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ خاموشی جیسے وحشت کا منظر پیدا کر رہی تھی ۔۔۔

چھت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی ۔۔۔ اور حسنیٰ اس وقت عجیب سی بد روح جیسی لگ رہی تھی ۔۔۔

" جب میں آپ سے طلاق کا کہہ کر واپس حازق کے پاس گ ئی ۔۔۔ " وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو جیسے چھن سے خاموشی کا سکوت ٹوٹا ۔۔۔

نعمان جو خیالات کے تانے بانے میں الجھا کھڑا تھا چونک کر ہم تن گوش ہوا۔۔۔

" تو وہ مجھے ایک بہت بڑی بزنس پارٹی میں لے کر گیا ۔۔۔۔ اور " حسنیٰ کی آواز گھٹ گ ئی تھی ۔۔۔۔۔

" اور کیا۔۔۔۔ " نعمان کی آواز کسی کنویں سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

حسنیٰ پھر سے اونچا اونچا رونے لگی تھی ۔۔۔اتنا اونچا کہ نعمان کے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔

" اور کیا--- حسنیٰ----- بولو------- اور کیا--- " وہ بری طرح حسنیٰ کو جھنجوڑ رہا تھا---

" اس نے ایک ڈیل کے بدلے مجھ--- مجھے---- " بلکتے ہوئے بچوں کی طرح کہا---

" مجھے جبار کے حوالے کر دیا تھا---- " آخری جملہ بولتے ہی نعمانکے ہاتھ کی اس کے بازو پر سے گرفت ڈھیلی ہوئی تھی---

اور وہ تو جیسے اس کے پکڑنے کی وجہ سے ہی کھڑی تھی جیسے ہی گرفت ڈھیلی ہوئی وہ بے جان کپڑے کے پتلے کی طرح زمین پر گری تھی---

30

" ------ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی---- میں خود سے بھی نظر ملانے کے قابل نہیں رہی" وہ بڑ بڑائی تھی اور پھر چت زمین پر ایک طرف کو لڑھک گ ئی تھی---

نعمان جو ساکن کھڑا تھا--- اس کے یوں ایک دم سے ڈھیر ہونے پر تڑپ کر گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا--

" حسنیٰ---- " اس کے گال تھپتھپائے ---

وہ بے ہوش ہو چکی تھی شائ‌د --- نعمان کی ریڑھ کی ہڈی میں جیسے خوف کی لہر دوڑ گ‌ئی تھی ---

فون پھر سے بج اٹھا تھا---- اس نے عجلت میں پینٹ کی جیب سے فون نکال کر کان کو لگایا----

" ہیلو" --- پریشان سی گھٹی سی آواز میں کہا

" میم ---- میری مسز کی طبیعت کچھ اپ سیٹ ہو گ‌ئی ہے--- معزرت مجھے جانا ہو گا" جلدی سے کہہ کر فون بند کیا----

دوسری طرف شائ‌د شہروزی تھی جو اس کے یوں اچانک سے غائ‌ب ہو جانے پر استفسار کر رہی تھی ---

نعمان کو خود نہیں پتا چل رہا تھا وہ کیا بول رہا ہے --- موبائ‌ل کو پھر سے جیب میں رکھنے کے بعد حسنیٰ کو گود میں اٹھائے وہ لفٹ کی طرف بڑھ رہا تھا ---

****

" شہوزی--- یہ پاگل پن ہے صرف" حسن نے ایک جھٹکے سے کتاب پر سے شہوزی کے ہاتھ کو جھٹکا تھا--- چور نظر سے ارد گرد دیکھا---

اور دانت پیستے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا---

وہ اس وقت لائبریری میں بیٹھا تھا--- جب شہوزی اس کے سر پر آ کر کھڑی ہو چکی تھی --- اور اس کی کتاب جو وہ اپنے سامنے کھولے بیٹھا تھا اس پر شہوزی نے ہاتھ رکھ کر اسے بند کر دیا تھا--- لائبریری میں اس وقت بہت کم طالب علم موجود تھے اس لیے خاموشی بھی زیادہ تھی --- شہوزی سفید رنگ کے جوڑے میں زرد سی رنگت لیے اس کے سامنے کھڑی تھی --- باریک سانیٹ کا دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا--- جس یکسر بے نیاز وہ بے حال سی کتاب پر ہاتھ دھرے حسن کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش میں تھی جبکہ وہ نظریں مسلسل چرا رہا تھا---

حسن کو حیدر آباد سے واپس یونیورسٹی آئے آج چار دن ہو چکے تھے اور شہوزی اس کے آگے پیچھے گھوم رہی تھی جبکہ وہ اس سے بلکل بے زاری ظاہر کر رہا تھا--

اب بھی وہ لائبریری میں اس سے چھپ کر ہی بیٹھا تھا---لیکن وہ یہاں بھی پہنچ چکی تھی ---

" اتنی محبت اگر پاگل پن ہے تو ہاں میں پاگل ہوں " شہوزی نے روہانسی آواز میں کہا

وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی ۔۔۔ عشق میں ڈوبی ترسی نگاہوں سے سامنے بیٹھے اس پتھر کے صنم کو دیکھا جس سے سر پھوڑ پھوڑ کر وہ تھکنے لگی تھی ۔۔۔۔وہ لب بھینچے نیلے رنگ کی سادہ سی شرٹ میں نظریں چراتا اسے تڑپا رہا تھا ۔۔۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی حسن تیزی سے اٹھا تھا ۔۔۔ شہروزی بھی تیر کی سی تیزی سے اٹھ کر اس کے بلکل سامنے آ چکی تھی ۔۔۔

حسن نے زچ آ جانے والے انداز میں گہری سانس لی تھی ۔۔۔ وہ اس سے نظریں چرا رہا تھا ۔۔۔ اور اپنے جزبات کو اس سے چھپا رہا تھا۔۔۔ جو شہروزی کے گڑ گڑانے پر دل کو نرم کر رہے تھے ۔۔۔ جو بھی تھا ۔۔۔ شہروزی وہ پہلی لڑکی تھی جو اس کی دل کی زمین پر اتری تھی ۔۔۔ وہ لاکھ چاہ کر بھی اس نازک سی تیکھے نقوش رکھنے والی مغرور حسینہ کو اپنے دل سے نہیں نکال پایا تھا ۔۔۔ پر ذہن حقیقت کو تسلیم کرتا تھا ۔۔۔ اور فائق کی باتیں دل کے جزبات پر پانی پھیر دیتی تھیں ۔۔۔ اور دل جیتتے جیتتے پھر ہار جاتا تھا

" راستہ چھوڑو میرا ۔۔۔" حسن نے لب بھینچ کر کہا ۔۔۔

وہ نازک سا سراپا لیے اس کے بلکل سامنے کھڑی تھی ۔۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں ۔۔۔۔

"پلیز----- پلیز----- حسن مجھے اس تکلیف سے نکالو---" وہ ہاتھ جوڑ کر رو دی تھی--

وہ پژمردہ سی بیمار سی لگ رہی تھی --- چہرہ زرد --- دھلا ہوا --- آنکھوں کے نیچے حلقے اور لب خشک تھے --- جن پر پپڑی جمی ہوئی تھی ---اس کی یہ حالت ہی اس کے عشق کے سچے ہونے کی گواہ تھی ---

"یہ تکلیف تمھاری خود کی پیدا کی ہوئی ہے ---- تم خود ہی اس میں سے نکل سکتی ہو" حسن نے چہرے کا رخ موڑ لیا تھا---

اس سے اتنی سختی برتنے پر تکلیف اپنے دل میں بھی اٹھ رہی تھی ---

اس سے شہوزی کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی تھی -- وہ کب کیسے اس کے عشق میں اتنی بری طرح گرفتار ہوئی اسے خبر تک نہیں ہوئی تھی ---

" نہیں ---- تمہیں پیار ہے مجھ سے --- میں نے تمھاری آنکھوں میں دیکھا ہے ---" شہوزی نے پاگلوں کی طرح حسن کا بازو تھاما تھا---

" نہیں مجھے نہیں ہے --- اور اب میرا راستہ چھوڑو ----" اس کے یوں بازو پکڑنے پر حسن سٹپٹا گیا تھا---

چور نظر سے ارد گرد بیٹھے لوگوں کو دیکھا ---اور پھر ماتھے پر مصنوعی بل سجا کر سامنے کھڑی شہروزی کی طرف دیکھا ---

ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ ہٹا کر اسے ایک طرف کرتا ہوا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا لائی بریری سے باہر جا رہا تھا---

اور وہ ویران سی آنکھیں لیے --- اسے جاتا دیکھ رہی تھی ---

****

" مجھے ----- مرنا ہے ----- مجھے" حسنیٰ نے نیم بے ہوشی کی حالت میں سرگوشی کی ---

وہ جو کرسی کی پشت سے بے حال سا سر ٹکائے بیٹھا تھا تڑپ کر آگے ہوا تھا---

حسنیٰ کو بریک ڈاؤن ہوا تھا--- اس کے اعصاب شل ہوئے تھے --- اب پورے ایک دن بعد اس کو ہوش آیا تھا---نعمان نے ایک رات اور ایک دن کتنا سوچا تھا اس بات کو لے کر --- وہ کس عزاب سے گزری تھی --- کتنی تکلیف میں رہی تھی --- اس کی اذیت پر دل خون کے آنسو تک رو دیا تھا---

وہ حسنیٰ سے بے انتہا پیار کرتا تھا -- اور یہی وہ وقت تھا جب اسے اپنا سچا پیار ثابت کرنا تھا ---

مرد جان بوجھ کر بھی باہر کسی عورت سے تعلق رکھے اس سے زنا کا مرتکب تک ہو جائے بیوی تب بھی اسے معاف کرتی ہے --- اس کے لوٹ آنے پر اسے سینے سے لگاتی ہے -- تو کیا شوہر بیوی کی اسی غلطی کو معاف نہیں کر سکتا جو اس نے جان بوجھ کر بھی نہ کی ہو--- ---

اگر ہم خود سے جوڑی عورتوں کو ان غلطیوں پر معاف کر کے نئے سرے سے جینے کا حوصلہ نہیں دیں گے تو ہر عورت کے ساتھ ساتھ ایک نسل بھی تباہ ہو گی -- کچھ تو دل برداشتہ ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں اور کچھ اپنے دھتکار دینے پر باغی ہو کر غلط راستے پر چل پڑتی ہیں --- ایک لمحے کے لیے اگر ہم اسے صرف عورت سمجھنے کے ساتھ ساتھ انسان بھی سمجھ لیں تو شائد - شائد -- مردوں کے بڑے سے بڑے گناہ معاف کر دینے کی طرح ہم اپنی عورتوں کو بھی معاف کر کے گلے لگا سکیں-- ان کو سب بھلا کر نئے عزم سے جینے کا حوصلہ دے سکتے ہیں --- اس طرح ہمیں رات کے اندھیروں میں بچوں کو کوڑے کے ڈھیروں پر پھینکنے نہیں جانا پڑے گا ---

ایک دفعہ ٹھوکر کھائی ہوئی عورت کو اگر اور پستی میں دھکیلنے کے بجائے ہم گلے سے لگا لیں تو وہ مضبوط ہو جاتی ہے --- اور مضبوط عورت ایک مضبوط نسل بناتی ہے ---

دھتکاری ہوئی عورتیں --- ذلت کی پستی میں روز روز مرتی عورتیں کمزور اور ڈرپوک نسل دیتی ہیں ---

نعمان کو پتہ بھی نہ چلا کب اس کے آنسو اس کے گال بھگو گئے تھے--- حسنیٰ نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں --- نعمان جلدی سے آنسو صاف کرتا ہوا اس کے قریب ہوا تھا ---

" حسنیٰ---- " نعمان نے دھیرے سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا ---

حسنیٰ نے سوجی ہوئی آنکھیں کھولی تھیں اور پھر تڑپ کر چہرے کا رخ موڑ لیا تھا ---

" حسنیٰ------ ادھر ---- میری طرف دیکھو --- " نعمان نے نرمی سے اس کے چہرے کا رخ اپنے ہاتھ کی مدد سے اپنی طرف کیا تھا ---

حسنیٰ نے زور سے آنکھیں بند کی تھیں --- اس کے ہونٹ پھر رونے کے سے انداز میں بچوں کی طرح باہر کو نکلے تھے ---

" تمہیں کیا لگتا ہے --- تم بہت گندی ہو ---" نعمان نے روہانسی آواز میں اس کے چہرے کو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں لیا تھا ---

اس کے گال پھر سے آنسوؤں سے بھیگ گئے تھے --- پر آج وہ بے آواز رو رہی تھی --- لیکن اس کے اندر ہونے والی توڑ پھوڑ کی تکلیف اس کے چہرے سے واضح تھی ---

" میری ---- طرف دیکھو ---- میں ---- میں تم سے بھی زیادہ گندہ ہوں " نعمان کی آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہوئی تھی --

" تمہیں ---- تمہیں پتہ ہے میری حقیقت کیا ہے " وہ رو رہا تھا ---

حسنیٰ ---- پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی --- اس کا گلا بیٹھا ہوا تھا ---

" سنو---- مجھے ---- سنو --- ڈیمڈ " نعمان نے جھنجوڑ دیا تھا اسے ---

" میں ----- کسی کی ناجائز اولاد ہوں----- " وہ چیخا ہی تو تھا---

حسنیٰ کے رونے کو بریک لگی تھی--- اتنی بڑی بات وہ جھوٹ تو نہیں کہہ سکتا تھا ---

" ایسی ناجائز اولاد ------ جسے لوگ رات کے اندھیرے میں کوڑے کے ڈھیر پر پھینک جاتے ہیں ----" وہ رو رہا تھا--- اور بمشکل بول رہا تھا--

www.classicurdumaterial.com

حسنیٰ حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی -- ایک لمحے کو وہ اپنا غم بھول گ ئی تھی -- نعمان جیسا مضبوط مرد اس کے سامنے رو رہا تھا--

" تم کیا میرے قابل ہو گی ----- میں تمھارے قابل نہیں ---- " شرمندہ سے انداز میں کہتے ہوئے وہ نظریں جھکا گیا تھا---

" ہمیشہ تم سے یہ سچ چھپاتا رہا--- " گھٹی سی آواز تھی ---

" لیکن اب ڈر گیا---- تھا---- " اپنے مضبوط ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے تھے ---

وہ بلکل چھوٹا سا بچہ لگ رہا تھا--- حسنیٰ کو اس کے رونے سے تکلیف ہو رہی تھی -- سامنے بیٹھے اس شخص سے اس کا دل بے پناہ محبت کرنے لگا تھا--- اور جس سے محبت ہو جائے اس کا دکھ اپنا دکھ لگنے لگتا ہے ---

" تمھارے ساتھ جو بھی ہوا--- انجانے میں ہوا---- میرے ساتھ جو بھی ہوا --- اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا" وہ اب حسنیٰ کے ہاتھ کو پکڑ کر اس کی انگلیوں کو اوپر نیچے کر رہا تھا--

جب کے نظریں جھکی ہوئی تھیں ---

" جب مجھے میری زندگی کے بیس سال گزر جانے کے بعد یہ سچ معلوم پڑا تو --- میں ٹوٹ گیا تھا مکمل طور پر " ہلکی سی نرم آنسوؤں میں بھیگی آواز میں کہا ---

" میں اگر چاہتا تو ---- تو --- میں بھی تمھاری طرح سوسائیڈ ایٹمپٹ کر سکتا تھا --- " وہ بول رہا تھا ---

اور وہ سن کر گرم گرم آنسوؤں سے گال بھگو رہی تھی ----

" تمھارا راز تو ساری دنیا کو معلوم نہیں ---- پر --- میرا قصہ تو میرے اپنوں نے ہی عام کر ڈالا تھا " نعمان کی آنکھ سے پھر سے آنسو ٹپکا تھا ---

" لیکن میں ---- میں نے اپنے آپ کو ختم کر دینا اس کا حل نہیں سمجھا " بچوں کی طرح گال کو رگڑا ---

حسنیٰ کے لب پھر سے باہر کو نکل آئے تھے --- اب وہ اپنے لیے نہیں اپنے سامنے بیٹھے اس شخص کے لیے رو رہی تھی ---

" میں مضبوط بنا ۔۔۔۔ لوگوں کا اس سچائی کے ساتھ سامنا کیا " نعمان نے آنسوؤں کو نگلا تھا ۔۔۔۔

اور پہلی دفعہ نظر اٹھا کر حسنیٰ کی آنکھوں میں دیکھا ۔۔۔ وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی ۔۔۔ محبت سے ۔۔۔ پیار سے ۔۔۔۔ تڑپ سے ۔۔۔۔ دکھ سے ۔۔۔

" ہاں ۔۔۔۔ اس وقت ۔۔۔ خود کو سنبھالنے کے لیے میں کچھ لوگوں کے ہاتھوں غلط استعمال ہوا ۔۔۔"

اب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہا تھا ۔۔۔ جب کے ہاتھ ویسے ہی حسنیٰ کی ملائم مخروطی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں الجھا الجھا کر چھوڑ رہے تھے ۔۔۔

" کیونکہ ہر کوئی تمہاری طرح خوش قسمت نہیں ہوتا کہ اسے فائق انکل جیسے انسان مل جائیں ۔۔۔۔ "

" میں ایک سیاسی پارٹی کے لیے گنڈا گردی کا کام کرتا رہا ہوں ۔۔۔ دو سال تک ۔۔۔ "

نظریں پھر سے جھک گئی تھیں ۔۔۔۔

" مجھے ۔۔۔۔ تم ۔۔۔۔ ہر حال میں ۔۔۔ " پھر سے نظر اٹھا کر حسنیٰ کی طرف دیکھا ۔۔۔

لب بھینچے ۔۔۔ تھوک نگلا ۔۔۔

" ہر صورت میں قبول ہو--- مجھے تمھاری روح ---- تمھارے دل --- اور اس صورت سے پیار ہے ----" محبت میں ڈوبے الفاظ تھے---

حسنیٰ --- رو دی تھی ---

" مجھے تم سے بہت پیار ہے ------" نعمان نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے گال سے لگایا تھا---

" میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا ہوں ------" وہ رو دیا تھا---

سر اس کے ہاتھ کی پشت سے ٹکا کر چہرہ نیچے جھکا لیا---

" پلیز------- پلیز----- خود کو دور مت کرو مجھ سے -----"

آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ---

" میں --- تمہیں چھوڑنا نہیں چاہتا اس سچ کے بعد بھی--- لیکن "

وہ رکا تھا--- نظریں چرائی ---

" کیا --- تم میری سچائی جان لینے کے بعد میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو--- " حسنیٰ کی طرف دیکھا---

www.classicurdumaterial.com

حسنیٰ نے دھیرے سے سر ہاں میں ہلایا تھا۔۔ نعمان نے بے اختیار اس کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگایا تھا۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔۔۔ اپنے لیے نہیں۔۔۔ اپنے سامنے بیٹھے اس پیارے سے شخص کے لیے ۔۔۔

****

" وہ بہت بیمار ہے ۔۔۔۔ " کرن نے روہانسی صورت بنا کر کہا۔۔۔

حسن نے چونک کر آنکھیں اوپر اٹھائی تھیں ۔۔ شہروزی دس دن سے یونیورسٹی نہیں آ رہی تھی ۔۔۔ حسن بری طرح یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس دن بہت ڈانٹنے کے بعد سے وہ نہیں آ رہی ہے لیکن وہ خود پر اور اپنے جزبات پر جبر کیے ہوئے تھا۔۔۔ لیکن آج کرن بے حال سی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی ۔۔۔ شہروزی بہت بیمار تھی اور ہاسپٹلائز تھی ۔۔۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا ویکنس بہت زیادہ ہو گئی ہے ۔۔۔ وہ کھانا پینا چھوڑ چکی تھی

--- اور اب کرن حسن سے ہاسپٹل جانے کی ریکوسٹ کر رہی تھی کہ ایک دفعہ اس سے جا کر مل لے --- وہ بار بار حسن سے ملنے کا کہتی تھی ---

" ہاسپٹل میں ہے ---- تم سے ملنا چاہتی ہے ---" کرن نے التجائی نظر ڈالتے ہوئے کہا ---

حسن خاموش کھڑا تھا --- دل شہروزی کی حالت سن کر تڑپ اٹھا تھا--- وہ آخر کو اس کی محبت تھی --- لاکھ چاہنے کے باوجود اسے دل سے تو نہیں نکال پایا تھا وہ ---

"آپ چلیں میرے ساتھ --- پلیز---" کرن نے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے پیوست کر کے حسن کے آگے کیے --

حسن نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا -- فائق نے کچھ بولنے کی کوشش کی تھی جسے حسن نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا - ..وہ لب بھینچ کر ہی رہ گیا --- اور حسن کرن کے ساتھ چل دیا ---

وہ جب ہاسپٹل پہنچا تو کرن اور اس کی دوستیں پہلے اسے کمرے کے باہر چھوڑ گیں پھر کرن شہروزی کی امی کو بہانے سے کمرے سے باہر لے آئی تھی --- وہ ان کے ساتھ ریسپشن کی طرف چلی گ ئی تھی--- حسن کمرے میں اکیلا گیا تھا---

شہروزی آنکھیں موندے زرد رنگت لیے بیڈ پر لیٹی تھی--- وہ بہت کمزور لگ رہی تھی ---

زرد رنگت خشک ہونٹ -- بے رونق چہرہ ---

" شہروزی----- " حسن نے اس کے پاس جا کر مدھم سی آواز میں کہا

وہ دائیں طرف بلکل شہروزی کے سر پر کھڑا تھا---شہروزی نے اس کی آواز پر تڑپ کر آنکھیں کھولی ---

وہ ساکن سی ہوئی --- ایسے جیسے کسی پیاسے کو برسوں بعد بارش مل جائے ---

"آپ --- خود کے ساتھ یہ سب بہت غلط کر رہی ہیں " حسن نے نرم لہجے سے کہا

جبکہ دل شہروزی کی اس حالت پر کٹ گیا تھا-- دل کو عجیب سی گھٹن ہونے لگی تھی -- ہنستی کھیلتی اس پیاری سی لڑکی کی اس حالت کا نا چاہتے ہوئے بھی وہ زمہ دار تھا --

" کچھ نہیں جانتی ---- میرے بس میں کچھ نہیں ہے " شہروزی کی آنکھیں فوراً ڈبڈبا گئی تھیں ---

" میں تھک گئی ہوں ---- " وہ رو رہی تھی --- اپنے دانتوں سے لب کاٹ رہی تھی --- ایسے جیسے تکلیف کو برداشت کر رہی ہو

" میں نہیں بھول پا رہی ہوں ---- میں نے بہت کوشش کی ہے ---" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی --- حسن تڑپ گیا تھا -- ضبط ٹوٹ گیا تھا--- اور جزبات کا لاوا پورے بدن میں سارے بندھن توڑ کر بہنے لگا تھا --- وہ اس سے اتنی محبت کرتی تھی ---اس کے بار بار دھتکار دینے کے باوجود وہ دل سے اسے نہیں نکال پائی تھی ---

" مجھ سے شادی کریں گی ---- " حسن نے بھاری آواز میں کمرے کی خاموشی توڑ دی تھی---

****

" کھانا---- " نعمان ٹرالی کو گھسیٹتا کمرے میں داخل ہوا --- اور لبوں پر نرم سی مسکراہٹ سجا کر سامنے بیڈ پر ساکت سی بیٹھی حسنٰی کی طرف دیکھا ----

وہ نظریں فوراً جھکا کر اپنے ہاتھوں پر مرکوز کر چکی تھی--- نعمان نے ٹرالی بیڈ کے پاس کی --- اور خود کرسی پر آ گیا--- وہ کچھ دیر پہلے آفس سے آیا تھا --- ڈھیلی سی ٹی شرٹ کے نیچے ٹراوزر پہنے دھلے چہرے کے ساتھ وہ آج پچھلے دو دونوں کی نسبت تھوڑا پر سکون لگ رہا تھا ---

" کھاؤ ---- " بہت نرم سی آواز میں کہا ----

اور بھنویں اچکا کر سامنے بیٹھی حسنیٰ کا جائزہ لیا--- زرد سے چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے بیٹھی تھی --- شرمندہ سی --- پریشان سی ---

ذہن میں تو دو دن سے بہت کچھ ٹھان چکا تھا وہ -- لیکن سب سے پہلے حسنیٰ کی حالت کو نارمل کرنا تھا -- اور اس کا حل صرف محبت کا احساس دلانا تھا-- میاں بیوی کی قربت بہت سی رنجشیں مٹا دیتی ہے --- اور اب پہلے یہی کرنا تھا --

حسنیٰ نے خاموشی سے ٹرے میں رکھے چاول پلیٹ میں ڈالے تھے --- آج دوسرا دن تھا اس خاموشی کو --- ایک دوسرے سے نظریں چرانے کو --- وہ چپ چاپ اٹھ کر آفس چلا جاتا تھا اور رات کو دیر سے تھکا سا آ کر اپنے کمرے میں چلا جاتا تھا --- حسنیٰ کی خود سے ہمت ہی نہیں ہوتی تھی کہ کوئی بات کرے اور وہ ہمت بھی آج نعمان نے ہی کی تھی ---

کھانا کھا لینے کے بعد وہ ٹرالی کو کمرے سے باہر لے گیا تھا--- حسنیٰ واش روم جانے کے لیے اٹھی تو عجیب سا چکر آیا --- کمزوری ہو رہی تھی شائد --- وجہ شائد ان دنوں میں کم کھانا تھا ۔

جب واپس آئی تو نعمان بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا--- بالوں کو جوڑے کی شکل میں فولڈ کرتے حسنیٰ کے ہاتھ رک گئے تھے--- اور نظریں نعمان کی گہری نظروں سے ملی تھیں --- وہ دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجائے بڑے پر سکون انداز میں بیٹھا تھا---

" ادھر---- میرے پاس آؤ ---- " نعمان نے سر بیڈ کی پشت سے ٹکا کر گہری سانس لی تھی---

کشن کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور اپنے ایک طرف اشارے سے آنے کو کہا---

ایک لمحے میں جیسے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی--- نعمان کی نظریں عجیب ہی تاثر لیے ہوئے تھیں --- اور لبوں کی مسکراہٹ معنی خیز تھی ---

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بیڈ کی دوسری طرف بیٹھ چکی تھی ---وہ بیڈ پر بچھی چادر پہ بنے پھول پر انگلی پھیر رہی تھی نظریں بھی جھکی ہوئی تھیں ---

نعمان نے کہنی کے بل تھوڑا سا آگے ہو کر چادر پر انگلی کے ساتھ رقص کرتے ہوئے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھام لیا ---

" تم ----- میرے لیے آج بھی ---- ویسی ہو--- جیسی پہلی تھی " اپنی انگلیوں سے اس کی انگلیوں کو الجھا کر نرم سے لہجے میں کہا---

www.classicurdumaterial.com

"

" ان سب ---- لمحات کو--- ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ --- " دونوں کی نظریں اب اپنے جڑے ہوئے ہاتھوں پر مرکوز تھیں

" سنو ---" نعمان کی آواز نے خاموشی کو توڑا ---

" جی ----- " ہلکی سی مدھر آواز---

" مجھے بدلنا ہے سب ---- " بے خود سی آواز تھی ---

حسنیٰ نے نا سمجھی کے انداز میں نظر اٹھائی اور پھر آنکھوں میں موجود چاہت کی تاب نا لا سکی فوراً سے نظریں جھکا دیں---

"آج دھکا دیا--- تو ماروں گا بھی " بے خود سی سرگوشی تھی

****

" مجھے ---- اغوا ہی کروانا ہے ---- " نعمان نے لب بھینچے ---

کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آفس کی چھت کی طرف دیکھا--- اپنے مخصوص انداز میں ٹائی کی ناٹ کو دائیں بائیں غصے سے جنبش دی ---

" سیدھا سیدھا مروا ہی دیتے ہیں --- حکم کر جگر--- " داور نے قہقہ لگایا تھا---

" نہیں ----- مجھے زندہ چاہیے----" نعمان نے جبڑے ایک دوسرے میں پیوست کیے تھے ---

دماغ کی رگیں پھولی ہوئی تھیں --- چہرہ سرخ ہو رہا تھا --- ہاتھ میں پکڑا قلم مضبوط ہاتھوں کے ظلم کا شکار تھا---

" ٹھیک ہے --- کتنا وقت " داور نے گہری سانس خارج کی تھی ---

" جتنا جلدی ہو سکے " ایک دم سے سیدھا ہو کر سامنے میز پر کہنیاں ٹکائی تھیں ---

"آہاں------ چل بے فکر ہو جا--- " داور نے تسلی دی

" ہمممم ----- " پرسوچ انداز میں لبوں کو منہ کے اندر کیا---

سگریٹ کی ڈبی اٹھائی --- اور آفس سے ملحق چھوٹے سے ٹیرس پر آ گیا تھا---

ماتھے کے شکن گہری سوچ کا پتہ دے رہے تھے --- اور ٹیرس کی گرل پر ہاتھ اپنی گرفت اور مضبوط کر رہے تھے ----

****

" تو --- پاگل ہے کیا --- چھپ کر نکاح کر لے گا " فائق نے دانت پیس کر غصے سے گھورا ---

" ہاں----- " سر جھکا کر ہلکی سی آواز میں کہا---

" ----ارے حسن مت مار کلہاڑی اپنے پاؤں پر --- جانتا ہے نا ان ملک لوگوں کو ---" فائق نے چڑ کر اس کے سامنے آتے ہوئے کہا---

چھوٹے بوسیدہ سے فلیٹ کے کمرے میں حسن دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا--- اور فائق اس کے بلکل سامنے سر پر افسوس کے انداز میں ہاتھ کو دھر کر کھڑا تھا--- حسن اور شہروزی چھپ کر نکاح کر رہے تھے--- شہروزی کی نسبت بہت پہلے سے پاکستان کے بہت بڑی ٹیکسٹائل کمپنی کے اونر کے اکلوتے بیٹے سے ہو چکی تھی --- اور شہروزی کا کہنا تھا کہ ایک دفعہ جب نکاح ہو جائے گا وہ اپنے باپ کو خود رضا مند کر لے گی --- حسن سے اس کی حالت اب دیکھی نہیں جاتی تھی اور پھر اس کی اس حالت نے ایسا اثر چھوڑا تھا کہ سب بند ٹوٹ کر اب بس اس کے اندر محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا تھا---

" بہت اچھے سے ---" حسن نے گہری سانس لے کر جواب دیا---

" تو پھر --- یہ پاگل پن کیوں---" فائق نے دانت پیسے اور غصے سے دیکھا

" وہ مر رہی ہے پل---پل---- اور میں گھل رہا ہوں پل پل---" گھٹی سی تھکی سی آواز

" سب بکواس ---- سب بکواس--- یہ ایک دماغی بیماری ہے --- علاج کر اس کا ڈاکٹر بن رہا ہے " فائق نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اس کے آگے بے چینی سے چکر لگائے ---

" وہ علاج ہے میرا---" حسن نے ٹھان لی تھی اب کہاں محبت کا پڑا ہوا پردہ چاک ہو سکتا تھا

" بس ---- بس---- ہو گیا نہ پاگل --- گیا اب تو کام سے بچہ" فائق نے ہوا میں ہاتھ چلا کر افسوس سے کہا

حسن کے لبوں پر اس کے انداز سے بے ساختہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی --- آگے ہو کر محبت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا --- فائق کی اس کے لیے یہ بے لوث محبت بہت انعمول تھی --- وہ جانتا تھا وہ یہ سب بھی اس کی محبت میں کر رہا ہے --- لیکن وہ ہر حال میں ہر قدم پر حسن کا ساتھ دے گا ---

" چل اب بس کر --- کرن کے گھر جانا ہے --- چل انتظام کر گواہان کا --" حسن نے لبوں پر مسکراہٹ گہری کی

پھر اس کا رخ موڑ کر اسے زور سے گلے لگا کر بھینچ ڈالا --- کچھ دیر فائق کے ہاتھ نیچے بے جان سے لٹکتے رہے پھر آہستہ سے اٹھے تھے اور اس نے بھی حسن کے گرد بازؤں کو مضبوطی سے باندھ لیا تھا

****

" یہ تیسرا دھکا تھا ہاں " نعمان نے شرارت سے مصنوعی خفگی دکھائی اور کچن کی شیلف سے ہاتھ ٹکا کر خود کو گرنے سے بچایا ---

" تو کیوں کر رہے تنگ پھر --- نظر نہیں آ رہا کام کر رہی ہوں " حسنیٰ نے لبوں کو منہ کے اندر کیا اور بمشکل نعمان کی اس حالت پر ہنسی کو دبایا ---

وہ کچن کی شیلف پر آلو کاٹنے میں مصروف تھی --- جب پیچھے سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی اس سے پہلے کہ بازو اس کی کمر کے گرد حائل ہوتے حسنیٰ نے اسی

لمحے شرارت سے مڑ کر دھکا دیا تھا۔۔۔ سامنے والا بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا پھر آگے بڑھا ۔۔ اور حسنیٰ نے قہقہ لگاتا ہوئے پھر دھکا دیا تھا۔۔۔

وہ منہ ہاتھ دھوئے بکھرے سے بالوں میں نیند کے خمار سے آدھ کھلی آنکھیں لیے ہی باہر آ گیا تھا۔۔۔ آنکھ کھلی تو حسنیٰ کمرے میں نہیں تھی ۔۔۔اتوار کی چھٹی ہونے کے وجہ سے وہ آج فجر کی نماز کے بعد پھر سے سو گیا تھا اور اب بارہ بجے اٹھ کر باہر آیا تھا۔۔۔

"یار۔۔۔۔ سبزی تو ڈھنگ سے کاٹو۔۔۔ کک کو کیوں فارغ کیا" نعمان نے شیلف سے کمر ٹکا کر سبزی پر ہوتے ظلم کو دیکھتے ہوئے روٹھے سے انداز میں کہا۔۔۔

حسنیٰ نے گھور کر خفگی سے دیکھا۔۔۔ آنکھوں کو سکیڑ کر چھوٹی سی ناک پھلائی۔۔۔ ایک ہفتے میں ہی وہ کتنی پر سکون اور مضبوط ہو گ ئی تھی۔۔۔ نعمان کی بے انتہا محبت ہر خوف پر غالب آ گ ئی تھی۔۔

"میں کل سوچ رہی تھی ۔۔۔ کہ میرے مزے ہیں بھ ئی ۔۔۔ نا ساس ادھر ہے ۔۔ نہ کوئی نند ہے" چھری کو ہوا میں گھوماتے ہوئے حسنیٰ نے بڑے انداز سے کندھے اچکائے

نعمان لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کچن ایپرن پہنے بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بنائے وہ پر سکون سی اس کے اندر تک سکون اتار رہی تھی۔۔۔ مکمل وہ ہوئی تھی تو سرشار وہ بھی تھا۔۔۔

" پر میں غلط تھی ۔۔۔ آپ ہی میری ساس ہیں ۔۔ ہر کام میں نقص " حسنیٰ نے خفگی سے کہا

سامنے کھڑا یہ شخص اس پر جان تک لٹا سکتا ہے یہ احساس ہی اسکی زندگی کی سب سے بڑی خوشی بن گیا تھا۔۔۔اور جب آپکو یہ پتہ ہو کہ اس شخص کی زندگی آپ سے شروع ہو کر آپ پر ہی ختم ہے تو سکون خود بخود آ جاتا ہے

" تو مت کرو نہ ۔۔۔ کام تمہیں کام کرنے کے لیے تھوڑی لایا ہوں " نعمان نے شرارت اور محبت بھرے لہجے میں کہا

اور پھر سے باہیں پھیلا کر آگے ہوا ۔۔۔ چہرہ بلکل بچوں کی طرح بنایا ہوا تھا جیسے یہ لیے بنا جائے گا نہیں ۔۔۔

" پر مجھے اچھا لگتا ہے ۔۔۔ " ایک اور دھکا ۔۔۔۔ حسنیٰ نے دانت نکالے اور ناک چڑھائی

نعمان تھوڑا سا پیچھے ہو کر خود کو سنبھالا --- اور پھر کسی سوچ کے زیر اثر آنکھوں میں شرارت امڈ آئی اور لب مسکراہٹ دبانے لگے ---

" اچھا سنو -- میرے کپڑے بھی تم پریس کر رہی ہو کیا آجکل " نعمان نے کان کھجایا

" جی ---- " بڑے فخر سے مسکرا کہا

اور لاڈ سے نعمان کی طرف دیکھا --- کتنا اچھا لگتا تھا اسے نعمان کا ہر کام خود کرنا -- کک ---- دھوبی سب کو فارغ کر دیا تھا --- اور گھر کے کاموں میں مصروف رکھنا اپنے آپکو اب اسے اچھا لگتا تھا ---

" تو --- کالر تو اچھی طرح پریس کیا کرو " نعمان نے ہنسی دباتے ہوئے کہا

جبکہ وہ جو تعریف سننے کے غرض سے کھڑی مسکرا رہی تھی ایک دم سے منہ کھلا تھا اور ماتھے پر بل پڑ گئے تھے --

" کل سے دھوبی ہی کرے گا " ناک پھلا کر بچوں کی طرح خفا ہوتے ہوئے کہا

نعمان کا جاندار قہقہ گونجا تھا --- اور وہ مزید منہ پھلا چکی تھی ---

" ارے ---ارے ---- غصہ مت کرو سیکھو ---- " نعمان نے بمشکل قہقے کو قابو کیا ---

وہ اب ناراض سی سبزی پر اور ظلم ڈھانے لگی تھی ---

****

" چھوڑو ----- چھوڑو مجھے---- کون ہو تم لوگ --- یہاں کیوں لائے مجھے" حازق بری طرح اپنے بازو چھڑوا رہا تھا---

منہ پر سے پٹی اترنے کے کی تکلیف ابھی بھی تھی --- دو ہٹے کٹے سے آدمی اب اسے کار کی ڈگی میں سے نکال کر بازؤں سے پکڑتے ایک ویران سے گھر میں لے جا رہے تھے --- اسے نہیں معلوم وہ تقریباً چار سے پانچ گھنٹے مسلسل سفر میں رہا تھا---

اب وہ دو لوگ بت کی طرح اس کی کوئی بھی بات سنے بنا اسے ایک کرسی کے ساتھ باندھ رہے تھے --- اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھے گئے تھے --- وہ بس مسلسل یہی پوچھے جا رہا تھا کون ہو تم لوگ اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو--- پر وہ ایسے کام میں مصروف تھے جیسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا ہو--

وہ اسے باندھ کر اس چھوٹے سے کمرے سے باہر جا چکے تھے --- وہ بڑے عجیب طریقے سے اغوا ہوا تھا--- وہ ہر وقت سکیورٹی میں ہی رہتا تھا--- لیکن رات جب وہ اپنے دوستوں کے ساتھ لیٹ نائٹ سنیما میں گیا تو اس کے گارڈز باہر ہی تھے --- سنیما میں

www.classicurdumaterial.com

موی انٹرول میں وہ واش روم گیا تھا۔۔ اور جیسے ہی وہ اس سے باہر نکلا کسی نے منہ پر رومال رکھ دیا تھا۔۔۔

اور جب اسے ہوش آیا وہ کسی کار کی ڈگی میں بند تھا۔۔۔ ہاتھ بندھے ہوئے تھے منہ پر ٹیپ تھی۔۔۔ اور اسی حالت میں مسلسل سفر کے بعد اب وہ یہاں اس ویران سے گھر میں باندھ گئے تھے۔۔۔

دروازہ کھلا تھا اور اندھیرا کمرہ پھر سے روشن ہو گیا تھا۔۔۔ کوئی بہت ہی لمبے قد کا آدمی تھا۔۔ سخت سپاٹ چہرہ لیے اس کے قریب آیا۔۔۔

" کون ہو تم لوگ۔۔۔۔ کہ۔۔۔کیا چاہتے ہو " حازق نے سامنے کھڑے شخص کا اوپر سے نیچے جائزہ لیا تھا۔۔

اس نے زور سے کرسی پر اس کے بازو پر ٹانگ رکھی اور حازق کے منہ کو اپنے بھاری سے ہاتھ میں دبوچ لیا۔۔۔

" حسنیٰ۔۔۔۔ چاہیے۔۔۔ " کھردری سی بھاری آواز میں کہا۔۔

حازق نے تڑپ کر نظر اٹھائی

****

" تم --- کیسے یہاں--- " حسن نے جلدی سے پاس پڑی شرٹ اٹھا کر پہنی تھی---- حیرت سے منہ بھی کھلا تھا اور آنکھیں بھی ---

شہروزی نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبائی --- حسن کی اس کو یوں اچانک دیکھ کر امڈ آنے والی گھبراہٹ دلچسپ تھی ---

حسن فلیٹ پر اس وقت اکیلا تھا --- گرمی کی وجہ سے شرٹ اتار کر ایک طرف رکھے وہ بنیان اور شلوار پہنے ملگجے سے حلیے میں پڑھ رہا تھا جب اچانک شہروزی آ کر سامنے کھڑی ہوئی --- وہ سرشار سی دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑی تھی ---

ان کے نکاح کو دو ہفتے ہو چلے تھے --- آج کل سب طلبہ پڑھائی میں مصروف رہتے تھے--- آج یونیورسٹی آف تھی تو حسن پڑھنے میں مصروف تھا--- وہ پڑھنے میں اتنا مگن تھا کہ خبر ہی نہیں ہوئی کب شہروزی بلکل پاس آ کر کھڑی ہوئی ---

" کیوں --- منع ہے کیا میرا آنا ---" شہروزی نے شریر سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا تھا --- نچلا لب دانتوں میں دبائے زمانے بھر کی خوشی چہرے پر سجائے وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی تھی---

حسن کا مل جانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی--- اور ابھی تو اس کے مل جانے اور اسکا ہو جانے کا احساس اتنا خوشگوار تھا کہ کچھ بھی آگے کا اور سوچنے کا خیال

تک نہیں آتا تھا۔۔۔ اس نے جو کہا حسن مان گیا تھا۔۔۔ اب بھی یونیورسٹی میں بظاہر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ الگ رہتے تھے ۔۔۔ پر ایک دوسرے کے سے محبت بھری نظروں کا تبادلہ سرشار کر دیتا تھا ۔۔۔

شہروزی کی دوستوں میں سے کرن اور حسن کی طرف سے فائق اور وسیم ان کے نکاح کے بارے میں جانتے تھے۔۔۔۔

" نہیں تو۔۔۔۔ " حسن نے گہری جزب کرتی نظریں شہروزی پر گاڑ کر کہا ۔۔

وہ موتیا رنگ کے جوڑے میں گلابی سی شرمائی سی شرارت بھری آنکھیں لیے اس کا دل کی دھڑکن کو بے ترتیب کر رہی تھی ۔۔۔ شہروزی اس کے یوں دیکھنے پر جھینپ سی گئی ۔۔۔ نظریں چرا کر ارد گرد دیکھا ۔۔۔ نکاح کے بعد وہ دونوں آج پہلی دفعہ یوں کسی دوست کی موجودگی کے بنا مل رہے تھے ۔۔۔

" فائق اور وسیم۔۔۔۔ " شہروزی نے اس کی محبت برساتی نظروں سے خجل ہوتے ہوئے لبوں کو دانتوں میں دبا کر ارد گرد دیکھا ۔۔۔

چھوٹا سا فلیٹ بے ترتیب سا کمرہ تھا۔۔۔ اس پورے منظر میں اس کو پر شوق محبت بھری نظروں سے دیکھتا حسن ہی سب سے حسین تھا۔۔۔

" فائق --- اپنے گھر گیا ہے ---اور وسیم جاب پر رات کو آئے گا" حسن نے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے ہوئے دونوں کے درمیان کا فاصلہ عبور کیا تھا---

زلف راتوں سی ھے رنگت ھے اُجالوں جیسی

پر طبیعت ھے وھی بھولنے والوں جیسی

اک زمانے کی رفاقت پہ بھی رم خوردہ ھے

اس کم آمیز کی خوشبو ھے غزالوں جیسی

ڈھونڈتا پھرتا ھوں لوگوں میں شباھت اسکی

کہ خوابوں میں بھی لگتی ھے خیالوں جیسی

کس دل آزار مسافت سے میں لوٹا ھوں کہ ھے

آنسوؤں میں بھی تپک پاؤں کے چھالوں جیسی

اسکی باتیں بھی دل آویز ہیں صورت کی طرح

میری سوچیں بھی پریشاں ہیں میرے بالوں جیسی

اسکی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ھے فراز

رونے والوں کی طرح جاگنے والوں جیسی

" حسن ---- بہت ڈر لگتا ہے اگر بابا نہ مانے تو " حسن کے ہاتھ کو اپنے گال سے تھام کر اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا ---

" یہ سب تو پہلے سوچنے کی باتیں تھیں --- محترمہ " حسن نے شہوزی کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی ---

آنکھوں میں آنکھیں ڈالی ---

" ایسے تو دل مت جلائیں ---" شہوزی نے روہانسی آواز میں خفگی سے دیکھا ---

" ہمممم--------- تو چلو پھر ---- اس جلتے دل پر مرہم رکھ دیتے ہیں" حسن نے کان کے قریب سرگوشی کی تھی ---

****

" کتنی دفعہ بتا چکا ہوں میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے --- " حازق نے لڑھکا ہوا سر پھر سے اٹھایا -- چیخنے کے انداز میں سامنے کھڑے آدمی سے کہا ---

حازق کے منہ پر ان گنت نیل کے نشان تھے جو اس بات کے گواہ تھے کہ اس پر بہت تشدد ہوتا رہا ہے--- لمبے قد بھاری جسامت اور خوفناک شکل کا مالک آدمی اس کے سر پر کھڑا بار بار کل سے دہرایا ہوا سوال دہرا رہا تھا----

حسنیٰ کہاں ہے ---- حسنیٰ کہاں ہے -----

" کیوں--- تو نے تو کہا تھا کہ تیری ہونے والی بیوی ہے " سامنے کھڑے آدمی نے پھر سے حازق کے منہ کو دبوچ کر اوپر اٹھایا تھا---

" ہاں کہا تھا---- پر ---- پر ---- میری شادی نہیں ہوئی تھی اس سے " حازق نے پریشان سا ہو کر اس آدمی کی طرف دیکھا---

" پھر کہاں ہے وہ --- چاہیے باس کو دوبارہ " سامنے کھڑے آدمی نے پھر سے بری طرح حازق کے گریبان کو پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا تھا----

حازق نے حواس باختہ ہو کر دیکھا--- اور پھر اس کے ذہن میں جیسے جھماکہ ہوا تھا--- جبار کا چہرہ سامنے آ گیا تھا--- تو کیا جبار نے مجھے ---- لیکن کیوں ---- حسنیٰ -----

حازق کے ذہن میں حسنیٰ کا دلکش سراپا گھوم گیا---- ہاں وہ ایسی تھی کہ اس کو پانے کے لیے کوئی ایسے پاگل ہو جائے---

"دوبارہ ---- مطلب ---- تم لوگ جبار کے آدمی ہو"

حازق نے تھوک نگل کر خوف سے سامنے کھڑے آدمی کی طرف دیکھا ---

"چپ---- ایک لفظ بھی زبان سے نکالا نا تو ----" آدمی نے حازق کے بال پیچھے سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا ---

"اپنے ---- باپ سے بات کرے گا" آدمی نے طنز بھرے لہجے میں کہا ---

حازق نے ترسی سی نگاہیں اٹھائی تھیں ---

"رک ----- ذرا" وہ اب جیب سے چھوٹا سا موبائل نکال کر نمبر ملا رہا تھا ---

"ابے----- او---- بڈھے ---- اپنے بیٹے کی آواز سنے گا" رعب سے کہا دوسری طرف سے وہاب نے شائد فون اٹھا لیا تھا ---

"کہاں ہے میرا بیٹا ----- کون ہو تم --- لوگ" وہاب کی تڑپتی آواز ابھری تھی---

"پکڑ ---- باپ تیرا --" آدمی نے وہاب کی کسی بھی بات کا جواب دینے کے بجائے فون حازق کے کان سے لگایا ---

"بابا -----" حازق نے تڑپ کر کہا ---

اس کے ہاتھ کرسی سے باندھے ہوئے تھے ---

" حازق---- کہاں ہو--- تم ---- بیٹا--- کون لوگ ہیں یہ---- " دوسری طرف سے وہاب نے سوالوں کی بوچھاڑ کر ڈالی---

" بابا--- جبار-------------- " حازق نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ آدمی نے فوراً فون بند کر دیا اور پوری قوت سے حازق کی گردن پر ایک تھپڑ لگایا تھا---

" ابے-----اوئے------ سالے----- شان پتی کرتا مارے ساتھ---- "

فون ایک طرف اتنی زور سے پھینکا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا---

" مارو اس کو خبیث کی اولاد کو--- اور اگلواؤ سارا کہاں ہے حسنی " پاس کھڑے آدمیوں کو غصے سے کہتا ہوا وہ باہر آ گیا---

جیب سے دوسرا موبائل نکالا نمبر ملایا--- اور کان کو لگایا---

" سلام----- صاب --- کام ہو گیا--- جے ---- " دوسری طرف سے فون اٹھاتے ہی کہا

" گڈ--- بھوکا رکھو اس کو ---- " بھاری آواز اور سپاٹ لہجہ---

" جو حکم " آدمی نے آنکھوں کو بند کیا---

****

" ہیر ---- ہیر --- کیا حالت بنا لی ہے اپنی تم نے ---- " شہروزی نے کمبل ایک طرف کرتے ہوئے کہا ---

ہیر نے سوجی ہوئی آنکھوں کے ساتھ نظر اوپر اٹھائی --- پژمردہ سا چہرہ تھا اس کا --- وہ کمرے میں اندھیرا کیے لیٹی ہوئی تھی وہ نعمان کی شادی کا پتہ چلنے کے بعد سے کمرے تک محدود ہو گ ئی تھی --- بس کالج جاتی تھی پھر واپس آ کر کمرے بند نا اب شہروزی کے ساتھ آ کر بیٹھتی تھی اور نہ ہی کوئی بات کرتی تھی ----

" کیا ہوا ہے --- بے بی ---- تمہیں --- " شہروزی نے محبت سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا ---

وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ چکی تھیں --- آنکھوں میں ہیر کی اس حالت کو لے کر بے حد پریشانی تھی ---

" ایونٹ اتنے شوق سے آرگنائز کروایا تھا تم نے اتنی محنت کی لیکن اس پر بھی تم نہیں گ ئی " شہروزی نے خفگی سے دیکھا ----

ہیر تکیے کے سہارے اٹھ کر بیٹھی تھی --- اور بالوں کو سمیٹا --- چہرہ ویسا ہی تھا --- سپاٹ سا --- بے رونق سا --- جس پر جینے کی کوئی رمق نہیں دکھائی پڑتی تھی ---- وہ نظریں چرا رہی تھی ---

" تمہیں کیا ہو گیا ہے --- کیوں اس طرح خود کو کمرے میں بند کر لیا ہے ---- "

شہروزی نے پھر سے اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا---

" کل اطہر اور فواد آ رہے ہیں لاہور تمہیں ایسے دیکھے گا اطہر تو کیا سوچے گا میں نے تمہیں اس حال میں رکھا ہوا ہے --- "

شہروزی نے ڈانٹنے کے انداز میں کہا---

ہیر نے نظر اٹھا کر شہروزی کی طرف دیکھا --- وہ ویسی ہی تھیں خوش خوش تازہ دم --- یہ تو کہتی تھیں نعمان کی مجھ سے شادی کروائیں گی --- اب اس کی شادی کا ان کو کوئی دکھ نہیں جیسے مجھے دکھ ہے --- ایک پل کو بھی چین نہیں تھا--- ہیر کو عجیب سی کیفیت تھی --- گھٹن تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی--- دل کرتا تھا نعمان کو چھین کر کہیں لے جائے اور چھپا لے بس ---

وہ بے زاری سے شہروزی کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی ---

" پھپھو---- بس دل نہیں چاہ رہا--- " ہیر نے لب کاٹتے ہوئے نظریں جھکا لی تھیں ---

" ہوا کیا --- بتاؤ مجھے ---" شہروزی نے کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا

کچھ دن تک تو ویسے ہی یہ سمجھتی رہی تھیں کہ وہ سٹڈی میں بزی ہے اس لیے یوں ہے لیکن اب تین ہفتے ہونے کو آئے تھے اور ہیر کمرے سے باہر نہیں آ رہی تھی ---

ہیر کی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا--- شہروزی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اس بری طرح نعمان کی بات کو لے کر سنجیدہ ہو جائے گی ---

" نعمان--------- " ہیر کی گھٹی سی آواز نکلی ----

شہروزی ایک دم سے ساکن ہوئی --- افففف خدا ---

ہیر کی آنکھوں میں نعمان کے لیے بے پناہ محبت دیکھ کر شہروزی خوف سے کانپ گ ئی تھی ----

****

" یہ کیا کر رہی ہو----- ہاں---" نعمان نے نیند سے بوجھل آنکھیں دھیرے سے کھولتے ہوئے بھاری ہوتی ہوئی آواز میں کہا---

نعمان کی گردن کے پاس کچھ گدگدی سی ہونے پر اس کی

آنکھ کھلی تھی --- حسنیٰ اس کے سر کے بلکل پاس بیٹھی تھی ---رخ بھی نعمان کی طرف تھا ---

"کہ---کچھ نہیں ---- " حسنیٰ نے جلدی سے بازو پیچھے کیے ایسے جیسے کچھ چھپایا ہو ----

" کچھ------ تو ----- ہے---" نعمان نے بھنویں اچکا کر اس کی طرف دیکھا

وہ مسکراہٹ دبا رہی تھی ----گلابی چہرہ شرارت سے اور گلابی ہو رہا تھا --- چہرہ دھلا ہوا اور تازہ دم تھا مطلب وہ روز کی طرح فجر کے بعد نہیں سوئی تھی جبکہ وہ مسجد سے آ کر سو جاتا تھا ---

نا سمجھی کے انداز میں اٹھ کر بیٹھا تو عجیب سا احساس ہوا --- چونک کر اپنے سر کے پیچھے ہاتھ رکھا--- اس کی پونی بالوں سمیت غاۓب تھی ---

" حسنیٰ----ا---ا----ا---" وہ چیخا تھا ------ چیخ ہولناک تھی --- دکھ سے بھری ---

وہ اچھل کر بیڈ سے اتر گ ئی تھی ---- اور اب بچوں کی طرح شرارت سے دیکھ رہی تھی ---

نعمان تیزی سے سنگھار میز کی طرف ننگے پاؤں بھاگا -- اور پھر صدمے کی حالت میں کھڑا رہ گیا --- حسنیٰ اس کے سارے بال کاٹ چکی تھی --- ظالم نے پونی ہی پکڑ کر کاٹ ڈالی تھی --- نعمان کے بال بہت سیدھے تھے اور بڑھتے بھی جلدی تھے --- وہ بچپن سے ہی بڑے بڑے بال رکھنے کا شوقین تھا --- سکول اور کالج میں تو سختی بہت ہوتی تھی جس کی وجہ سے وہ بال بڑھا نہیں سکتا تھا --- لیکن یونیورسٹی جاتے ہی اس نے اپنے بال بڑھانا شروع کر دیے تھے اور اب تک تو وہ کندھوں تک آنے لگے تھے ---

لیکن آج حسنیٰ نے گردن سے پکڑ کر کاٹ ڈالے تھے --- بالوں کو کاٹنے کی بات تو اس نے عبداللہ کی نہیں مانی تھی لیکن آج ------

" یہ --- یہ --- کیا ---- کیا ---- تم --- " دانت پیس کر کہا اور نعمان نے لب بھینچ کر حسنیٰ کی طرف دیکھا ---

غصہ جیسے ایک دم سے ہوا ہو گیا تھا ---

جو اب بیڈ کی دوسری طرف کھڑی مجرم سی بنی لبوں کو کاٹ رہی تھی --- آنکھوں میں شرارت تھی --- پتہ تھا نعمان اس سے اتنی محبت کرتا ہے اس لیے نڈر ہو کر آرام سے اس کے بال کاٹ دیے تھے --- اور اب معصوم سی شکل بنائے کھڑی تھی ---

" نہیں اچھے لگتے تھے ---- مجھے ---- " ہاتھ میں پکڑی پونی کو ہوا میں لہرایا ---

"ابے----- یار--------- " نعمان روہانسی شکل بنا کر رہ گیا---

کچھ دیر یوں ہی کمر پر ہاتھ دھر کر حسنیٰ کی طرف دیکھتا رہا--- پھر اسے پکڑنے آنے کے انداز میں آگے بڑھا--- حسنیٰ نے چیخ ماری اور ایک طرف بھاگی----

"کیا ہے ----- " وہ قہقہ لگا رہی تھی --- اور نعمان جس طرف کو بھی آنے کی کوشش کرتا وہ دوسری طرف کو ہنستی ہوئی بھاگتی ---

"کیا----- ہے ----- " خفگی سے نعمان کی طرف دیکھا جو اب بیڈ پر چڑھ کر کھڑا تھا ---

مسکراہٹ دبائے شرارت سے اب اسے پکڑنے کے لیے وہ بیڈ پر گھوم رہا تھا--- حسنیٰ نے شریر نظر سے واش روم کی طرف دیکھا--- ہاں یہاں جا کر جان بچا سکتی ہوں ---وہ قہقہ لگاتی اس طرف کو بھاگی تھی جب نعمان بیڈ سے چھلانگ لگا کر بلکل سامنے آ گیا تھا ---

"رکو---ذرا---- بتاتا--- ہوں کیا ہے ----" نعمان نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کلائی کو پکڑا تھا--- اور دوسرا ہاتھ کمر کے گرد حائل کیا---

وہ ہنس رہی تھی --- زیادہ ہنسی نعمان کو چھوٹے بالوں میں دیکھ کر بھی آ رہی تھی --- وہ اور بھی ہینڈسم لگنے لگا تھا ---

"تمھاری ---- اس ہنسی پر ----" نعمان نے محبت سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا ---

حسنیٰ کی ہنسی کو یک دم بریک لگی --- آنکھیں نعمان کی آنکھوں سے ملی تھیں ---

"یہ ----- بال کیا ---- جان بھی قربان ---" حسنیٰ کی چھوٹی سی ناک کو پکڑ کر کھینچا ---

ہاں ---- اس نے تو یہ سوچا نہیں تھا وہ کتنے عرصے بعد یوں کُھل کر ہنسی تھی --- اتنا اونچا قہقہ لگائے تو پتہ نہیں سال سے اوپر ہونے کو تھا --
محبت سے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا اور پھر دونوں کھلکھلا کر ہنسے تھے ----

****

"پکڑ ----- پکڑ ---- اس کو -----" ملک انور نے دھاڑنے کے انداز میں کہا اور گھوما کر شہروزی کو بیڈ پر صابرہ کے سامنے پھینکا---

شہروزی اوندھے منہ بری طرح بیڈ پر گری تھی --- صابرہ سینے پر ہاتھ دھر کر فوراً کھڑی ہوئی تھیں---

باسط کو نا جانے کیسے شہروزی اور حسن کی محبت کا علم ہوا تھا--- نکاح کا تو اسے نہیں پتہ چلا تھا ہاں البتہ اس کے دوستوں نے شہروزی کو حسن کے فلیٹ پر اکثر جاتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر وہ باہر بھی ملنے لگے تھے ---اور باسط نے یہ بات ملک انور تک پہنچا دی تھی --- وہ شہروزی کو یونیورسٹی سے زبردستی گھر لے آئے تھے ---

" بابا---- پلیز--- پلیز میری بات سنیں ---- " شہروزی بالوں کو سمیٹتی ہچکیوں میں روتی ملک انور کی ٹانگوں سے چمٹ گ ئی تھی ---

" نہ--- نہیں سننی---- سمجھی---" ملک انور نے ٹانگ کو اتنی زور سے مارا تھا کہ وہ لڑھک کر ایک طرف گری

وہ گاڑی میں فون کر کے حسن کو اٹھوانے کا کہہ چکے تھے --- جس سے شہروزی اور خوف زدہ ہو چکی تھی ---

" بابا--- اسے چھوڑ دیں---- " شہروزی نے ہاتھ جوڑے ---- وہ بلک رہی تھی چیخ رہی تھی --- حسن سے بے پناہ محبت اس کی تڑپ سے واضح تھی ---

" گھر -- رکھ اس کو --- نہیں تو -------- بس بہت ہوا نہیں بنانا مجھے اسے کوئی بھی ڈاکٹر "

ملک انور نے انگلی ہوا میں کھڑی کی اور غصے سے صابرہ کی طرف دیکھا

صابرہ ہونق بنی کھڑی تھی --- دھک سی رہ گ ئی یں اور بے یقینی سے شہروزی کی طرف دیکھا ---

" میر اسفند کو کہتا ہوں اس سال ہی رکھے اس کی اور واصف کی شادی --- " ملک انور نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے

اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے ---

" امی ---- امی --- مجھے واصف سے شادی نہیں کرنی ہے ---- " شہروزی تڑپ کر فرش پر سے اٹھی اور بھاگتی ہوئی صابرہ کے سامنے آ گ ئی ---

" چپ کر پاگل لڑکی ---- پتا ہے نہ اپنے باپ کا ---- " صابرہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر سانبھالنے کے انداز میں کہا

بیٹی کا یہ روپ دل کو تکلیف دینے لگا تھا --- وہ بے حال ہو رہی تھی رو رو کر ---

"امی۔۔۔۔۔ امی۔۔۔۔ پلیز مجھے جانے دو۔۔۔۔ میں ۔۔۔ میں۔۔۔۔۔۔ حسن کے بنا نہیں رہ سکتی ۔۔۔" شہروزی تو جیسے پاگل ہو چکی تھی ۔۔۔

بلکتے ہوئے صابرہ کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔

" شہروزی ۔۔۔۔ پاگل مت بن ۔۔۔ " صابرہ نے تڑپ کر اس کے کانپتے بلکتے وجود کو اپنے ساتھ لگایا تھا ۔۔۔

"امی۔۔۔۔۔امی۔۔۔۔ بابا ۔۔۔ حسن کو مار دیں گے ۔۔۔۔ پلیز ۔۔۔۔ انھیں کہیں چھوڑ دیں اسے ۔۔۔ " شہروزی چیخ رہی تھی ۔۔۔

"میں کسی صورت واصف سے شادی نہیں کر سکتی ہوں میں حسن کے نکاح ہو ہوں " ۔۔۔۔۔ شہروزی نے پیچھے ہو کر سپاٹ لہجے نیں کہا

صابرہ کا منہ کھل گیا تھا ۔۔۔ اور آنکھیں حیرت سے ابل پڑی تھیں ۔۔۔

****

" کیا ۔۔۔ کر رہے ہو یہ۔۔۔" جبار نے غصے سے ہاتھ جھٹکا ۔۔۔

"آپ کے خلاف اریسٹ وارنٹ ہے " پولیس انسپکٹر نے بھنویں اوپر چڑھائی ین ۔۔۔

" کیا مطلب ---- کیوں " جبار نے نا سمجھی کے انداز میں ارد گرد دیکھا ---

" وہاب حیدر کے بیٹے کے اغوا کے شک میں " پولیس انسپکٹر نے گہری سانس لے کر کہا ---

" واٹ ----- نان سنس------ " جبار غصے سے چیختا ہوا پیچھے ہوا---

وہ سکون سے اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب اچانک سے پولیس نے دھاوا بول دیا تھا --- اور اس پر الزام ایسا لگ رہا تھا جس کی اس کے فرشتوں تک کو خبر نہیں تھی --- اپنے آفس کی میز پر ہاتھ دھرے ماتھے پر ناگواری کے بل سجائے وہ پریشان حال کھڑا تھا ---

" چلیں ---- باقی بات وہاں جا کر کریں گے ---" پولیس انسپیکٹر نے مونچھوں کو تاؤ دیا تھا ---

" ویٹ ----اے ----منٹ ---- مجھے اپنے وکیل سے بات کرنی ہے ---" جبار نے بڑے رعب سے ہاتھ کا اشارہ کیا اور اپنی طرف بڑھتے ہوئے پولیس والے کو روک دیا--

جلدی سے میز پر پڑے فون کو اٹھایا --- اور نمبر ملانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ---

"نہیں ---- یہ سب اب پولیس سٹیشن جا کر ہی دیکھتے ہیں---" انسپیکٹر نے لب بھینچ کر کہا اور گردن ہلا کر پھر سے ہتھکڑی ہاتھ میں پکڑے پولیس والے کو اشارہ کیا

”گرفتار ---- کرو سر کو ----“ رعب سے کہا ---

ایک پولیس والے نے آگے بڑھ کر موبائ‌ل ہاتھ سے پکڑا تو دوسرے نے ہتھکڑی پہنانا شروع کر دی ---

” دیکھیں ---- یہ کوئی بہت ہی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے اسے--- میں بھلا کیوں حازق وہاب کو اغوا کروں گا“ پولیس والے کو ہتھکڑی لگانے سے روکتے ہوئے کہا ---

لیکن وہ تو جیسے کچھ بھی سننے سمجھنے سے قاصر تھے --- جبار اگر بہت اونچا انڈسٹریل تھا تو وہاب حیدر کا اپنا ایک نام تھا پورے پاکستان میں --- دونوں اپنی اپنی جگہ اونچی آسامی تھے--- جن پر کوئی عام بندہ ایسے نہ تو الزام لگوا سکتا تھا اور نہ ہی گرفتار کروا سکتا تھا --

” واٹ آ ربیش---- آپ میری بات تک نہیں سن رہے---“ جبار نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا---

پولیس جبار کو اس کے آفس کے مین حال سے لے کر گزر رہی تھی --- اور جہاں جہاں سے وہ گزر رہے تھے لوگ منہ کھولے دیکھ رہے تھے ---اور اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے ---

****

" ملک ---- صاب بات سنیں --- یہ سب ایسے ٹھیک نہیں ہے الیکشن بھی قریب ہیں " جمشید عوان پاس ہوا اور ملک انور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کان کے قریب ہو کر کہا ---

ملک انور نے بھنویں اچکا کر آنکھ اوپر اٹھائی --- کلف لگی اکڑی ہوئی سفید قمیض شلوار پہنے بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیے وہ حویلی کے بڑے سے مہمان خانے میں لگے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے تھے --- حسن کو کل سے سر عام پکڑ کر قید میں رکھا ہوا تھا اور اب ملک انور اسے مارنے کا کہہ رہے تھے ---

" اس لڑکے کو ایسے مار دینا ٹھیک نہیں ہے ---" جمشید نے ملک انور کی گھوری پر سر ہلاتے ہوئے اپنی بات کی تائید کی ---

اور اردگرد بہت کھڑے گارڈز کی طرف دیکھا --- جو بتوں کی طرح گردن اکڑائے --- ہاتھوں میں رائفل لیے کھڑے تھے ---

" تو ---- میں اسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتا ---" ملک انور نے دانت پیس کرکہا---

آنکھوں میں ایسے تھا جیسے خون اتر رہا ہو--- وہ ایک سیاسی پارٹی کے لیڈر تھے --- اور الیکشن بہت نزدیک تھے -- جمشید کو اب اس بات کی ہی فکر پڑ گ ئی تھی کہ یہ بات

کبھی چھپی نہیں رہے گی اگر انھوں نے ان دنوں میں کسی طالب علم کو مروا دیا۔۔۔ وجہ چاہے کوئی بھی ہو۔۔

" میں سمجھ سکتا ہوں ۔۔۔۔" جمشید نے گہری سانس لی اور صوفے پر ساتھ رازدانہ انداز میں براجمان ہوا ۔۔۔ اور کان کے قریب ہوا۔۔۔

" پر اسکو اور انداز سے بھی تو حل کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ آپ فلحال لڑکے کو تھوڑی پھینٹی شینٹی لگا کر تو چھوڑ دیں ۔۔" جمشید نے مشورہ دیا۔۔۔

ملک انور نے پر سوچ انداز میں آنکھوں کو خم دے کر جمشید کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ان کا اہم رکن تھا بلکل مشیر خاص کی طرح وہ جمشید سے کوئی بات نہیں چھپاتے تھے ۔۔۔

" بچی کی شادی کر دیں جلدی " جمشید نے پھر سے سرگوشی کی ۔۔۔

" ہمممم۔۔۔ " ملک انور کی آنکھیں تھوڑی سکڑ گ ئی تھیں۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھے ۔۔۔

****

" بابا ۔۔۔۔ وہ سب جھوٹ تھا اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا " ہیر نے نظریں ہاتھوں پر جھکا کر کہا ۔۔

اتنے عرصے کے جھوٹ کو سچ میں بدلتے ہوئے ہیر کے ہاتھ دھیرے سے کانپ رہے تھے --- تب تو اطہر کے عتاب سے بچنے کے لیے اس نے سارا الزام روبن پر دھر دیا تھا یہ سوچے سمجھے بنا کہ ایک دن ایسا آئے گا وہ خود بیٹھ کر اپنے بولے گے جھوٹ کو سچ میں بدل رہی ہو گی ---

اطہر نے زور سے سر پر ہاتھ مارا تھا --- اور اپنی مٹھیاں ضبط سے بھینچی تھی دل تو کر رہ تھا ایک زور کا چماٹا اپنے سامنے بیٹھی اپنی اس بیٹی کے منہ پر رسید کر دے

ہیر کے بیڈ روم میں لگی کرسیوں پر اطہر اور شہروزی بیٹھے تھے --- اور وہ خود ان کے بلکل سامنے ٹانگیں جوڑے سر جھکائے ہاتھوں کو گود میں دھر کر بیٹھی ہوئی تھی ---

ہیر نے شہروزی کو اپنی اور نعمان کی ساری کہانی بتا دی تھی --کہ وہ اب سے نہیں بہت پہلے سے جانتی ہے نعمان کو اور اس پر وہ جھوٹا الزام بھی لگا چکی ہے جس کی وجہ سے وہ اب اس سے شدید نفرت کرتا ہے --- پر وہ کیا کرے جو اب اس کی شادی کا معلوم ہونے کے بعد بھی اسے بھول نہیں پا رہی تھی --- شہروزی نے اسے سمجھایا کہ سب سے پہلے تو وہ اطہر کو نعمان کی سچائی بتائے کہ وہ معصوم تھا اس وقت سارا قصور اس کا اپنا تھا---

" سہی کہہ رہی ہے یہ ---- وہ اتنا اچھا ہے اس کے ساتھ ایسا کر ہی نہیں سکتا تھا"

شہروزی نے جھجکتے ہوئے کہا---

اطہر سرخ چہرہ لیے بیٹھا تھا--- گھور کر شہروزی کو دیکھا انداز ایسا تھا جیسے کھا جائے گا دونوں کو---

" پر ----شہروزی --- تم کچھ نہیں جانتی اس کے بارے میں --- وہ تو اس چھوٹی سی عمر میں بھی گنڈا تھا پورا" اطہر نے دانت پیس کر کہا

" لیکن اب ایسا نہیں ہے وہ سب چھوڑ چکا ہے ---" شہروزی نے سر جھکا کر مدھم سی آواز میں کہا---

اندر کی ممتا اس کو گنڈا کہنے پر تڑپ ہی تو گ ئی تھی --- ہاں یہ سب حقیقت اسے آج اطہر سے معلوم ہوئی تھی --- اور دل پھٹنے کو تھا --- اور جب بچے بن ماں باپ یوں در بدر ہوتے ہیں تو ایسا ہی انجام ہوتا ہے ---

" پھر بھی ----" اطہر نے اونچی آواز میں غصے سے کہا--

ہیر اپنی جگہ سے اٹھی اور زور زور سے پیر پٹختی کمرے سے باہر نکل گ ئی تھی ---

" اب مس ئ لہ کیا ہے اس کا ۔۔۔ " اطہر نے ماتھے پر ناگواری کے بل ڈال کر شہروزی کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔۔۔

" شادی کرنا چاہتی اس سے ۔۔۔" شہروزی نے گھٹی سی آواز میں کہا۔۔۔

جبکہ نظریں اب بھی اپنے ہاتھوں پر جھکی تھیں ۔۔۔ اطہر کی آنکھیں حیرت سے باہر کو آئی تھیں اور چہرہ مزید سرخ ہوا تھا

" پاگل ہے کیا ۔۔۔۔ یہ ۔۔۔اور تم ۔۔۔۔۔ تم تو ہمیشہ سے عقل سے پیدل رہی ہو ۔۔۔ " اطہر گرجا ہی تو تھا

" اس لڑکے کا نہ کوئی خاندان ۔۔۔ نہ کوئی پہچان ۔۔۔ " وہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا

شہروزی کا سانس خشک ہوا ۔۔ وہ بلکل ملک انور کی ہی کاپی تھا۔۔۔ اسی طرح کا غصہ ۔۔۔ دھاڑنا ۔۔۔ رعب دبدبا

" اس کو سمجھانے کے بجائے تم مجھے یہ کہہ رہی ہو کہ میں ۔۔۔۔ دماغ درست رکھو اپنا بھی اور اس کا بھی رہنے دو یہ سب تمھارے وجہ سے ابھی تک پتہ نہیں کہاں کہاں سر جھکانا پڑتا ہے ۔۔۔" ملک اطہر ایک دم سے کھڑا ہوا لہجہ ناگواری سے بھرا تھا

www.classicurdumaterial.com

" پڑھنے بھیجا اسے میں نے یہاں --- پڑھے اور واپس آئے ---" اطہر نے کلف لگی کاٹن کی قمیض کے دامن کو جھٹکا دیا اور باہر نکل گیا ---

شہروزی وہیں شرمندہ سی شکل لیے بیٹھی رہ گ ئی تھی --- ممتا اور ہیر کی محبت بار بار خود غرض کر رہی تھی ---

****

" حسنیٰ ---- کھاؤ نہ ---" نعمان نے محبت سے نرم آواز میں سامنے سپاٹ بیٹھی حسنیٰ کو دیکھ کر کہا --

مدھم سی روشنی میں نہائے خوبصورت ہوٹل میں وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے--- درمیان میں لگے میز پر کھانا سجا تھا--- آرڈر کو آئے پانچ منٹ ہو چکے تھے اور حسنیٰ ویسے ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی --- وہ سیاہ گاؤن میں--- نقاب کیے بیٹھی تھی ----

" کیسے ---- کھاؤں --- نقاب میں ---" معصوم سی روہانسی آواز میں کہا---

کھانا کھاتے نعمان کے ہاتھ رک گئے تھے --- اوہ یہ تو سوچا ہی نہیں--- لا کر اسے اتنے بڑے ہوٹل میں بٹھا دیا -- نعمان نے پر سوچ انداز میں ماتھے پر تین انگلیاں دھریں

"کہا تھا مجھے نہیں جانا باہر --- " حسنیٰ نے بے چارگی سے ارد گرد دیکھا ---

نعمان نے ارد گرد نظر دوڑائی --- جدید فیشن سے لیس لوگ ہنستے مسکراتے باتوں میں مصروف تھے --- ہلکے ہلکے برتنوں اور چمچ کی آوازیں اور مدھم سی موسیقی ماحول کو پرفسوں بنا رہی تھی ---

"رکو ------- " نعمان نے لب بھینچ کر ہاتھ سے اشارہ کیا۔

پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر بلکل حسنیٰ کے برابر کرسی پر آکر اسے تھوڑا سا خم دیا اور حسنیٰ کے اتنا قریب ہو گیا کہ اس کے چہرے کے بلکل آگے ہو کر بیٹھا تا کہ اس کا چہرہ اب کسی کو نظر نہ آئے ---

" اتارو نقاب --- " مدھم سی آواز میں کہا ---

"آپ بھی --- نہ ----" حسنیٰ نے ہلکا سا قہقہ لگایا --

ہاتھ سے پکڑ کر نقاب نیچے کیا --- اور محبت سے اپنے سامنے بیٹھے اس پیارے سے شخص کو دیکھا جو اتنا لمبا اور چوڑا تھا کہ اس کا چہرہ واقعی میں اب کوئی نہیں دیکھ پا رہا تھا --

اس دن جبار سے ملاقات ہو جانے کے بعد وہ کبھی بھی بے پردہ ہو کر باہر نہیں نکلی تھی --بلکہ نکلنا ہی کم کر دیا تھا--- آج زبردستی نعمان اسے ساتھ لے آیا تھا--- اور اب اسے کھانے میں دقت ہو رہی تھی جسے بہت خوبصورتی سے وہ حل کر چکا تھا---

" کھلاؤں --- اپنے ہاتھ سے ---- " نعمان نے شرارت سے کہا---

"آرام ---- سے ---" حسنیٰ نے ہنسی دبائی اور چور نظر سے ارد گرد دیکھا---

"آرام سے --- ہی کھلاؤں گا--- " نعمان نے دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجائی---

33

وہ چھوٹے بالوں میں اب اور بھی خوبرو لگنے لگا تھا--- براؤن رنگ کی ڈریس شرٹ میں کھلا کھلا سا وہ حسنیٰ کے دل میں اتر رہا تھا---

" ارے ---- بابا--- گھر نہیں ہے یہ---" حسنیٰ نے شرما کر شرارت سے ہنسی دبائی --

گھر میں اکثر نعمان محبت سے اسے اپنے ہاتھ سے نوالہ کھلاتا تھا--- اور پھر اسے کھلانے کے لیے کہتا تھا---

" چلو کھا -- لو --- " نعمان نے تنگ کرنے کا ارداہ ترک کیا اور مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا ---

" اتنے دن --- بعد تو کچھ ڈھنگ کا کھا رہے ہیں ہم دونوں ---- " شرارت سے کہا اور فوراً منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر ہنسی کو روکا ---

" مطلب کیا ------اس بات کا------ ہاں --- " حسنیٰ کے ہاتھ ایک دم سے رکے تھے ---

آنکھوں کو سکیڑ کر چھوٹا کیا اور گھور کر نعمان کی طرف دیکھا جو بڑی دلچسپی سے شرارتی انداز میں اپنے قہقے کو کنٹرول کر کے بیٹھا ہوا تھا --- جیسے ہی حسنیٰ کا یہ ردعمل دیکھا بے ساختہ ہلکا سا قہقہ لگایا --

" کچھ --- کچھ --- نہیں--- " ہنسی کو بمشکل کنٹرول کیا ---

" میں نہیں --- پکا رہی کل سے --- واپس رکھ لیں --- اپنی وہ کک--- " حسنیٰ نے ناک اور منہ پھلا کر کہا ---

اور بچوں کی طرح روٹھے سے انداز میں پلیٹ پر چمچ دائیں بائیں گھومایا ---

وہ بہت محنت اور محبت سے کھانا پکاتی تھی --- سارا دن نیٹ سے ویڈیوز دیکھ دیکھ کر ہلکان ہو جاتی تھی --- اور نعمان ہمیشہ اس معاملے میں تنگ کرتا تھا --- اور وہ روہانسی سی ہو جاتی تھی --- کیونکہ مسلسل تین ہفتے سے وہ یہ سب کام صرف نعمان کی محبت میں کرتی تھی لیکن پھر بھی دل چاہتا وہ اس کے ہر کام کی تعریف کرے --

" ارے---- جنِدم میری----- مزاق کر رہا تھا --- ایکچولی --- یہ جو پھولا سا کیوٹ سا فیس بناتی ہو نہ--- " نعمان نے بچوں کو پیار کرنے کے سے انداز میں دانت کچکچائے --

حسنیٰ نے اور خفگی سے دیکھا --- دل تو کر رہا تھا کچھ اٹھا کر ہی دے مارے ---

" ھائے-----ے-----ے---" نعمان نے اس کے ایسے دیکھنے پر دل پر ہاتھ رکھا

وہ اسے اکثر پیار سے جندم کہتا تھا -- ایک دن اس کے ہاتھ کو تھامے اس نے پہلی دفعہ جب حسنیٰ کو اس نام سے پکارا تو اس نے چونک کر دیکھا --- جس پر ہلکا سا قہقہ لگا کر وہ بولا تھا---

اپنی محبت کو اپنی بیوی کو ---کوئی جان کہتا -- کوئی جانو کہتا -- کوئی جند کہتا --- تو کوئی جانم کہتا --- لیکن میں ان سب کو ملا کر ایک لفظ بنا کر تمھیں پکارؤں گا --- اور

www.classicurdumaterial.com

وہ ہے جنِدم --- تم میری جندم ہو--- نعمان نے محبت میں کہتے ہوئے اسے لقب دیا تھا-- جس پر پہلے تو وہ جی بھر کر ہنسی تھی --- پھر بار بار اس لفظ کو زیر لب دہرانے سے وہ اچھا لگنے لگا تھا-- کچھ الگ ہی تھا جس سے کبھی کسی نے اپنے پیار کو نہیں پکارا تھا---

جن--دم----- جنِدم -----

" بس --- بس --- پتہ ہے سب اب مسکے لگانا شروع جناب --- " حسیٰ نے پانی کا گلاس منہ کو لگایا---

اور سر کو روٹھے سے انداز میں ہوا میں مارا

نعمان اس کے اس خفا سے انداز سے محظوظ ہوتے ہوئے - بس مسکرائے جا رہا تھا---

حسیٰ اس طرح قہقہ لگانے اور ہنسنے کی وجہ سے اور چڑ رہی تھی---

" جلدی کھائیں --- اور اب جا کر نوابوں کی طرح بیڈ پر ڈھیر مت ہو جائیے گا--- کپڑے پریس کر لینا اپنے --- " حسیٰ نے خفگی سے منہ چڑاتے ہوئے کہا---

" جندم----- اب سزا دے رہی ہو --- " نعمان نے بچوں کی طرح لاڈ سے کہا اور مسکراہٹ دبائی

" ایسے ہی دوں گی ---- " حسنیٰ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے ---

" سوچ لو ----- " نعمان نے شرارت سے قریب ہو کر کہا ---

" کیا ---- سوچ لوں ---- " غصے سے ناک چڑھا کر جتانے کے انداز میں کہا

" سونے کے لیے کہاں آنا ---- " شرارت بھری آنکھوں اور مسکراہٹ دباتے لبوں کے ساتھ مدھم سی سرگوشی کی

" خوش فہمی ---- دوسرا کمرہ ہے ---" حسنیٰ نے زبان باہر نکال کر چڑانے کے انداز میں کہا

" یہ ظلم نہ کرنا ---- مر جائے گا شوہر تمھارا----" نعمان نے ڈرامائی انداز میں شرارت سے کہا

" نہیں آپ --- ساس بن لیں پہلے ----" حسنیٰ نے خفگی سے کہا---

پھر نعمان کی شکل دیکھ کر مسکرا دی ---

****

" اس نے خود کہا ہے --- مجھے ---" وہاب نے پھٹنے کے سے انداز میں چیخ کر کہا ---

اور خونخوار نظروں سے سامنے بیٹھے جبار کو دیکھا --- جو اب ضمانت کے کاغزات پر دستخط کر رہا تھا --- وہ وہاب کا الزام بار بار مسترد کر رہا تھا --- اس کے بلکل پاس اس کا وکیل معدب انداز میں کھڑا تھا --- جبار نے پانچ گھنٹوں میں ہی ضمانت کا انتظام کروا لیا تھا اور جب وہاب کو اس بات کا علم ہوا تو بپھرتا ہوا پولیس سٹیشن پہچ چکا تھا ---

" دیکھو ---- وہاب یہ غلط کر رہے ہو تم ---- میں کہہ رہا ہوں --- میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کروایا ---" جبار نے آواز کو تھوڑا دھیما رکھتے ہوئے وہاب کی طرف رخ کیا --

" میں پتا --- لگوا لوں گا --- سب ---" وہاب ہنوز غصے سے چیخا ---

آج پورا ہفتہ ہونے کا آیا تھا --- اور حازق کا کوئی اتہ پتا نہیں تھا -- اور نہ ہی اس دن کے بعد کوئی کال ہی آئی تھی --- وہاب حیدر پاگل سا ہو گیا تھا --- اسے کچھ بھی نہیں سمجھ آ رہا تھا -- ہر طرح کی کھوج کروا چکا تھا --- کون ہو سکتا تھا اگر جبار نہیں تو --- پھر اس دن حازق نے جبار کا نام کیوں لیا تھا اور جیسے ہی لیا تھا فون بند کیوں ہو گیا تھا-- اور بنا کسی وجہ کوئی ڈیمانڈ کیے بنا کوئی کیوں اسے اپنے پاس رکھے گا ---

جبار اب کوٹ سیدھا کرتا ہوا اٹھا تھا --- چہرے پر وہی خبیث مسکراہٹ تھی وکیل نے جلدی سے فائل اٹھا کر جبار کو ہاتھ کے اشارے سے باہر کی طرف جانے کے لیے کہا ---

وہاب جھٹکے سے اٹھ کر جبار کے سامنے آیا ---

" تمہیں چھوڑوں گا نہیں --- " جبار کا کوٹ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر پاگلوں کی طرح چیخ کر کہا ----

وہ ایسا ہی تو ہو گیا تھا --- بیوی الگ بیٹے کے غم میں نڈھال تھی تو -- بہو کے بچے کی پیدائی‌ش کے دن قریب تھے --- وہ الگ سے برے حال میں تھی ----

****

" حازق وہاب ---- ایک ہفتے سے لاپتہ ----" ٹی وی سکرین پر سرخ رنگ کا سٹیں ربن چل رہا تھا --

جس پر نظر پڑتے ہی وہ لرز کر رکی تھی --- عجیب سا احساس ہوا تھا حازق کا نام یوں ٹی وی پر دیکھ کر ---

" مشہور --- پیسٹی سائیڈز --- کمپنی کے مالک وہاب حیدر کے صاحب زادے حازق وہاب ایک ہفتے سے لاپتہ --" نیوز کاسٹر ہیڈ لائنز پڑھ رہی تھی ---

لاونج میں لگے ٹی وی پر نظریں جمائے نعمان لبوں پر انگلی دھرے بیٹھا خبریں سن رہا تھا --- رات کو اچانک آنکھ کھلنے پر اسے احساس ہوا نعمان ساتھ نہیں لیٹا ہوا ہے ---

بوجھل سی آنکھیں کھولتے ہوئے موبائل پر وقت دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے ---

نعمان کو ہی تلاش کرتی جب وہ لاونج میں آئی تو سامنے کے منظر نے قدم جما دیے تھے --- نعمان کو اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ بلکل اس کے پیچھے کھڑی ہے ---

" وہاب حیدر --- کے شک کی بنا پر مشہور انڈسٹریل جبار کو حراست میں لیا گیا تھا ---"

اگلی خبر پر حسنیٰ کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی تھیں ---

آپکو بتاتے چلیں --- جبار مشہور کلاتھ برینڈ شمی لان کے مالک زاہد جبار کے والد ہیں --- ابھی وہ آج ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں --- لیکن وہاب حیدر نے ان کے خلاف کیس فائل کیا ہے -- ان کا کہنا ہے کے انھیں سچ نہیں یقین ہے اغواکاران کی طرف سے موصول ہونے والی کال میں ان کے بیٹے نے بزات خود جبار کا نام لیا تھا --- اور اس دن کے بعد سے نا تو ان کی طرف سے کوئی کال آئی نہ ان کے بیٹے کی کوئی خبر " نیوز کاسٹر روانی سے خبریں پڑھنے میں مصروف تھی اور وہ حیرت سے گنگ کھڑی دیکھ رہی تھی ---

نعمان کو شائد اچانک کسی کی موجودگی کا احساس ہوا --- مڑ کر پیچھے اسے دیکھا اور فوراً ٹی وی ریموٹ سے بند کیا ---

" --- ہمممم۔ کیا ہوا جندم --- " بڑے پر سکون انداز میں پوچھا ---

"یہ---- سب---- " حسنیٰ نے گھٹی سی آواز میں ٹی وی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا---

نعمان فوراً صوفے سے اٹھ کر اب اس کے پاس آیا--- رات کے ڈھیلے سے ٹرائی یوزر اور ٹی شرٹ میں ملبوس وہ لب ایک دوسرے میں پیوست کیے نارمل سے انداز میں اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا---

" ٹی وی---آن کریں---- " حسنیٰ نے حیرت میں ڈوبی مدھم سی آواز میں کہا---

" میرا--- موڈ نہیں---- چلو سوتے ہیں ---" حسنیٰ کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے گہری سانس لے کر کہا

حسنیٰ نے حیران ہو کر نعمان کی طرف دیکھا--- جو اپنے مخصوص انداز میں محبت سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا---

" نعمان ---- " گھٹی سی حیرت میں ڈوبی آواز میں پکارا۔

نہیں یہ شخص ابھی نہیں پوری طرح کھلا مجھ پر--- پرت در پرت --- پرت در پرت---

وہ کیا تھا--- کیوں تھا وہ -- اور یہ سب --- وہ الجھ کر رہ گئی تھی----

www.classicurdumaterial.com

"یہ جو چہرہ ہے نہ---- اس پر پریشانی نہیں --- چاہیے --- سمجھی --- برے لوگوں کا انجام برا ہی ہوتا" نعمان نے دھیرے سے حسنیٰ کے ناک کو ہاتھ میں پکڑ کر دائیں بائیں جنبش دی

"بس --- تمہیں کچھ نہیں سوچنا میرے علاوہ سمجھی تم --- " بازو کی گرفت اس کے گرد مضبوط کی

" سمجھی---" حسنیٰ نے کھوئی سی آواز میں کہا اور سینے پر سر رکھا---

سکون سے آنکھیں موند لیں تھیں --- نعمان کے کلون کی مہک ناک سے گھستی ہوئی دل کو سکون دے گئی تھی --- گہری سانس لی ---

****

" خبیث ---- انسان ---- تو نے بدلے میں میرا بیٹا اغوا کروا لیا--- " جبار پوری قوت سے چیخا تھا

وہاب ایک دم سے سیٹ پر سے اٹھا --- اور حیرت سے جبار کی طرف دیکھا --- جبار سرخ چہرہ لیے اس کے آفس کے بیچ و بیچ کھڑا اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا ---

" نہیں --- کیا میں نے یہ --- " وہاب نے حیرت میں ڈوبے الفاظ ادا کیے ---

www.classicurdumaterial.com

گارڈز نے بھاگ کر جبار کو گرفت میں لیا--- جبار دندناتا ہوا آفس میں گھس آیا تھا ---رات سے زاہد جبار گھر نہیں آیا تھا--- ہر جگہ سے لاپتہ تھا--- نہ اس کا فون لگ رہا تھا اور نہ ہی اس کی کار ٹریس ہو رہی تھی --- جبار بوکھلا گیا تھا-- اور اسی بوکھلاہٹ میں وہ وہاب تک پہنچ چکا تھا---

" میں--- نہیں --- چھوڑوں گا تمہیں---" جبار نے گارڈز سے بازو چھڑوانے کی کوشش میں کہا---

" میں نے تمہارے بیٹے کو غائب نہیں کروایا---" وہاب نے غصے سے سامنے پڑے میز پر ہاتھ مارے ---

دماغ شل ہو رہا تھا--- آخر کو یہ ہو کیا رہا تھا--- کونسا ایسا دشمن پیدا ہو گیا تھا جس کے بارے میں علم نہیں تھا-- ہر طرح سے وہ کھوج کروا چکا تھا--- اور اب آج یہ جبار ایک نیا ڈرامہ بنا چکا تھا---

" جھوٹ ---- تم جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہو--- میں تمہیں بتا بتا کر تھک چکا ہوں میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا میں نے حازق وہاب کو اغوا نہیں کروایا--- " جبار غصے میں چیخ رہا تھا---

www.classicurdumaterial.com

گارڈز مسلسل اسے گھسیٹتے ہوئے اب آفس کے دروازے تک لا چکے تھے ---

" اور تم نے میرا بچے کو ----" جبار نے روہانسی آواز میں کہا ---

" اب تو دیکھنا میں کیا کرتا ہوں " جبار نے جھٹکے سے بازو چھڑوائے --- اور رعب سے کہا ---

پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر جا چکا تھا --- جبکہ وہاب حیدر گرنے کے سے انداز میں کرسی پر بیٹھا تھا --- آخر کو یہ کیسی آفت تھی ----

****

" صاب ---- دوسرے والے --- کو کھانا دینا ہے نہ ----" آدمی کی آواز فون میں سے ابھری ---

نعمان نے چونک کر کچن میں کھڑی حسنیٰ کی طرف دیکھا --- وہ مصروف سے انداز میں مسکراتی ہوئی اس کے لیے ڈنر بنا رہی تھی ---

" ہاں ---- دینا ہے --- دونوں کو ایک دوسرے کی بھنک نہیں پڑنی چاہیے -- " نعمان نے آواز کو مدھم رکھا ---

" حکم ----" آدمی کی تسلی بخش آواز آئی ---

www.classicurdumaterial.com

" نعمان آجائیں اب "

حسنیٰ نے کھانے کے میز پر باؤل رکھتے ہوئے دور سے ہی پکارا تھا۔

" ہمممم آیا بس "

نعمان نے فون پر ہاتھ رکھ کر کہا ۔ اور پھر سے کان سے لگایا

" پرسوں پہلے والے کو چھوڑنا ہے "

نعمان نے لبوں کے قریب دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو چلاتے ہوئے پرسوچ انداز میں کہا۔۔آنکھیں سکیڑ کر گہری سانس لی ۔ ایک نظر حسنیٰ پر ڈالی ۔ وہ آفس سے آنے کے بعد کپڑے تبدیل کر کے لاونج میں آیا تھا تو فون آ گیا تھا

" کیا سر ایسے ہی "

فون کی دوسری طرف سے حیران سی آواز ابھری تھی ---

" ہمممم جتنا کہا بس اتنا ہی کرو پہلے والے کو چھوڑنا ہے "

نعمان نے حسنیٰ کو اپنی طرف آتا دیکھ کر آواز کو تھوڑا دھیما رکھ کر دانت پیستے ہوئے کہا ۔ وہ پر جوش انداز میں مسکراتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی ۔ سیاہ رنگ کے جوڑے میں

دلکتی رنگت لیے بڑے سلیقے سے ہلکے سے بناؤ سنگھار کے ساتھ وہ غضب ڈھا رہی تھی وہ ہر روز اس کے آنے سے پہلے یوں ہی اہتمام سے تیار ہوتی تھی ۔

" جی سر "

دوسری طرف شرمندہ سی آواز ابھری تھی ۔ داور نے پوری غنڈوں کی ٹولی اس کی مدد کو روانہ کر دی تھی۔ جو بھرپور طریقے سے نعمان کے اشاروں پر کام کر رہی تھی ۔

" پھر بات ہوتی ہے "

نعمان نے عجلت میں کہہ کر فون بند کیا ۔اس وقت تک حسنیٰ مسکراتی قریب پہنچ چکی تھی ۔جسے جوابی مسکراہٹ دے کر وہ جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

وہ بازو سے کھینچتی کھانے کے میز پر لے آئی تھی ۔آج اس نے کچھ سپیشل اٹیلین ڈیش تیار کی تھی جس کے لیے وہ بہت پر جوش ہو رہی تھی

" کیسا بنا ہے "

نعمان کے پہلے چمچ پر ہی وہ جوش سے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے بچوں کی طرح پوچھ رہی تھی۔۔

چمچ منہ میں جاتے ہی عجیب سے ٹیسٹ سے زبان ہمکنار ہوئی تھی ۔ ایسا ٹیسٹ نعمان کی بے چاری زبان نے زنگی میں کبھی نہیں چکھا تھا ۔ اٹیلین کھانوں کا وہ بہت شوقین تھا ۔ کرسٹن بہترین کھانے بناتی تھی لیکن آج جو وہ کھا رہا تھا کیا یہ واقعی کوئی اٹیلین ڈش ہی تھی وہ ہلکے ہلکے منہ چلاتے ہوئے سوچ رہا تھا

نعمان نے حسنیٰ کے سوال پر بچارگی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا وہ گلابی ہلکی سی سرخی سے مزین کیے لبوں کو بڑے پرجوش انداز میں دانتوں میں دبائے بڑے خوشگوار موڈ میں بیٹھی ہوئی تھی ۔

نعمان نے بمشکل تھوک نگلنے کے انداز میں اس عجیب سے مواد کو گلے سے نیچے کیا اور پھر زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر دانتوں کی نمائش کی ۔۔۔

" ہا ۔۔۔ہاں بہترین بہت اچھا "

گھٹی سی آواز سرخ ہوتا چہرہ اور زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر اس نے سامنے بیٹھی حسنیٰ کی طرف دیکھا۔

" شکر ہے اتنی محنت سے بنایا "

www.classicurdumaterial.com

حسنیٰ نے فوراً تھوڑی کے نیچے ہاتھوں کو پر جوش انداز میں اٹھایا اور تالی کی شکل میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر جوش اور محبت سے نعمان کی طرف دیکھا

" تم محنت کرو اور وہ اچھا نہ بنے یہ کیسے ہو سکتا ہے "

نعمان نے بمشکل ہنسی کو دبایا اور کھانا زہر مار کیا۔۔ وہ بڑے مزے سے اب صوفے پر دونوں ٹانگوں کو سمیٹے ٹی وی کے آگے بیٹھ چکی تھی ۔ نعمان نے بھی باقی کا اٹلین نامی عجیب غریب مواد چھوڑا پانی کے دو گلاس پیے اور سگریٹ کی ڈبی کو جیب سے نکالتا ہوا ٹیرس کی طرف بڑھا

" وہاب حیدر میرے ساتھ گیم کر رہا ہے ۔ میں نے اس کے بیٹے کو غائب نہیں کروایا لیکن اب میرا بیٹا لاپتہ ہونے میں سرا سر اسی کا ہاتھ ہے "

ٹی وی سکرین پر جبار مائک کے آگے بول رہا تھا۔ اور سامنے صوفے پر حسنیٰ کا ہاتھ ریموٹ پکڑے جامد ہوا تھا چہرے پر وہی خوف اور گھن موجود تھی ۔

" سر لیکن ان کے بیٹے کی فون کال ریکارڈنگ میں وہ آپکا نام لے رہا ہے "

اینکر نے جبار سے سوال کیا ۔ وہ عدالت کے سامنے بہت سے اینکرز کے درمیان پریشان حال سا کھڑا تھا۔

" جھوٹ سرا سر جھوٹ ----- "

جبار چیخ اٹھا. حسنؔ نے حیران سی صورت بنا کر ایک نظر نعمان پر ڈالی جو بھنویں اچکائے سگریٹ کو انگلیوں میں گھما رہا تھا حسنؔ کے دیکھنے پر فوراً اپنا انداز بدلہ۔

" بے بنیاد سب اس نے ابھی میرا نام ہی لیا آگے کوئی بات تک نہیں کی اور اس بنا پر مجھ پر شک کیسے "

جبار نے ماتھے پر بل ڈال کر غصے میں اینکر کو جواب دیا

" میری اپیل یہی ہے ۔ وہاب حیدر سے میرا بیٹا بازیاب کروایا جائے میں بے قصور ہوں "

جبار نے مائیک کو ہاتھ میں لے کر کیمرہ سکرین کی طرف دیکھ کر کہا نعمان نے آگے بڑھ کر حسنؔ کے ہاتھ سے ریموٹ لیا اور ٹی وی کو آف کر دیا -- حسنؔ نے چونک کر سر اوپر اٹھا کر نعمان کی طرف کھوجتی نظروں سے دیکھا اسے کے چہرے پر عجیب سا سکون تھا

" ایسے ہی دونوں پاگل بڈھے "

نعمان نے ہاتھ میں پکڑا سگریٹ لبوں میں دبایا ۔ سگریٹ لبوں میں ہونے کی وجہ سے آواز تھوڑی تبدیل ہوئی ۔ حسن نے بے یقینی سے نعمان کی طرف دیکھا

www.classicurdumaterial.com

"مجھے تو لگتا اپنی ہی کوئی گیم ان دونوں کی ایویں دنیا کو الو بنا رہے"

نعمان نے اس کے بے یقین چہرے کو دیکھ کر کندھے اچکائے ۔ لبوں کو اس انداز سے باہر نکالا جیسے اس سے بڑا انجان اور کوئی نہ ہو

"لیکن مجھے کچھ اور لگتا ہے"

حسنیٰ نے پھیکی سی آواز میں کہا۔۔ اور کھوجتی نظر اپنے سامنے کھڑے اس اداکار پر ڈالی جو وہ بات شائد بھول چکا تھا کہ وہ حسنیٰ کو بتا چکا ہے کہ وہ ایک نامی گرامی غنڈا بھی رہ چکا ہے۔ حسنیٰ کے دل میں عجیب سا خوف سرائیت کر رہا تھا ۔ نعمان اگر یہ سب کر رہا ہے تو یہ لوگ بہت خطرناک اور امیر کبیر ہیں ۔

"کیا۔۔۔۔۔"

بڑے انداز میں بھنویں اچکا کر حسنیٰ سے سوال کیا۔ حسنیٰ کی عجیب شاکی سی نظروں میں نظریں گاڑیں

"کچھ نہیں"

حسنیٰ نے گہری سانس لی ۔ اور ٹی وی پھر سے آن کر کے چینل تبدیل کیا نعمان مسکراتا ہوا سیٹی بجاتا ٹیرس کی طرف چل دیا ۔ وہ روز رات کے کھانے کے بعد ٹیرس پر کھلی ہوا

میں سگریٹ پیتا تھا۔ وہ اپنے ہر انداز سے حسنیٰ کو یہ باور کروانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسکا اس سب معاملے جوئی تعلق نہیں ہے

حسنیٰ بھی سر جھٹک کر کھانے کے میز سے برتن اٹھانے کے لیے اٹھ چکی تھی --

****

"کیا بکواس کر رہی ہو یہ"

ملک انور نے غصے سے دھاڑتے ہوئے اپنے سامنے کھڑی صابرہ کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا جس نے نکاح کا بتا کر ملک انور کے سر پر بم پھوڑ ڈالا تھا۔

"ملک صاب ------"

صابرہ نے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے روہانسی آواز میں کہا۔ التجائی نظر اپنے شوہر پر ڈالی کہ شائیدنکاح کا سن کر ان کو شہروزی پر رحم آجائے ۔ شہروزی کو کمرے میں بند کیے تین ہفتے ہو چلے تھے ۔ اور اس کی حالت اب رو رو کر غیر ہو چکی تھی ۔ صابرہ کی ممتا کا دل پھٹنے کو آتا تھا۔ وہ چاہتی تھیں کہ شہروزی نے غلطی تو کر ہی لی ہے لیکن اب ملک انور ہی اپنا غصہ تھوک کر اس لڑکے کو قبول کر لیں ۔

www.classicurdumaterial.com

وہ اپنے وسیع عریض کمرے کے وسط میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔

ملک انور اپنے مخصوص انداز میں سفید رنگ کے کلف لگے قمیض شلوار میں اکڑے کھڑے تھے۔ اور صابرہ سر پر دوپٹہ اوڑھے ان کے غصے کے آگے چھوئی موئی سی بنی کھڑی تھیں۔

" بکواس نہیں ہے یہ سچ ہے "

گھٹی سی شرمندہ سی آواز میں کہتے ہوئے صابرہ نے اپنی آنکھیں اپنے کانپتے ہاتھوں پر مرکوز کیں

" گلا دبا دوں اس لڑکی کا میں "

ملک انور چیختے ہوئے آگے بڑھے آواز اتنی اونچی تھی کہ کمرے کی در و دیوار ہلنے کو آ گ ئی تھیں۔ صابرہ کا سارا وجود ان کے غصے کے خوف سے کانپ گیا

" ملک صاب ------ خدارا ملک صاب ایسا کچھ نہیں کریں "

وہ تیزی سے ہاتھ جوڑتیں ان کے سامنے آ گ ئی

" میں اس نکاح کو نہیں مانتا اور جھوٹ بول رہی ہے یہ کوئی نکاح نہیں ہوا ہے اس کا "

ملک انور نے بپھر کر کہا ماتھے پر ہزاروں بل تھے اور ضبط سے چہرہ سرخ ہو چلا تھا

" ملک صاب نکاح کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ہے "

صابرہ نے سر جھکا کر کہا ۔

" جب وہ لڑکا ہی نہیں رہے گا تو کیسا نکاح "

ملک انور نے ہاتھوں کو ملتے ہوئے پر سوچ انداز میں کہا۔ صابرہ دھک سے رہ گ ئی تھی

--

****

" فائ ق صاحب آپ میرے ساتھ چلیں گے "

نعمان نے فائ ل سے نظر اٹھا کر سامنے کھڑے فائ ق رضا سے کہا ۔

" جی سر "

فائ ق رضا نے معدب انداز میں نعمان کی بات پر سر کو ہاں میں جنبش دی ۔ نعمان اپنے آفس میں پانچ آدمیوں کے سامنے بیٹھا تھا جن میں سے ایک فائ ق رضا تھے ۔

" اور آپ باقی لوگ آپ لوگوں سے پھر بات ہوتی ونٹر آرٹیکل پر "

نعمان نے مسکرا کر فائل بند کی اور ان میں سے ایک آدمی کی طرف فائل کو بڑھایا۔ سب لوگ سر کو ہلاتے ہوئے باری باری اٹھ کر آفس سے باہر نکلے۔

" فائق صاحب آپ کچھ آرٹیکل ساتھ لے آئیں میں باہر آپکا انتظار کر رہا ہوں واصف ولاز جانا ہے "

نعمان نے کھڑے ہوئے کر کار کی چابی کو میز پر سے اٹھایا۔ اور مسکرا کر فائق کی طرف دیکھا۔

" جی سر ابھی آیا میں "

فائق مہذب انداز میں کہتے ہوئے اٹھے۔

"آپ مجھے سر مت کہا کریں بیٹا کہا کریں مجھے اچھا لگے گا"

نعمان نے مسکرا کر محبت سے فائق کی طرف دیکھا۔ وہ چونک کر رکے محبت سے نعمان کی طرف دیکھا اور نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اثبات میں سر ہلاتے باہر نکل گئے۔

نعمان کو گاڑی میں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی جب وہ ایک ملازم کے ساتھ ایک باکس سمیت کار کی طرف آئے۔ ملازم نے باکس کار میں رکھا اور پچھلی سیٹ پر جبکہ فائق اگلی سیٹ پر نعمان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

" حسنیٰ کیسی ہے "

فائق نے محبت سے نعمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ نعمان کے چہرے پر فوراً دلکش مسکراہٹ ابھر آئی ۔ آنکھیں چمک اٹھی ۔

" بلکل ٹھیک آپ نے تو چکر ہی نہیں لگایا پھر "

لب بھینچ کر فائق کی طرف دیکھا اور پھر نظریں سامنے جمائی یں

" بس بیٹا تھک جاتا ہوں بہت گھر جا کر آرام بس "

" چلیں پھر میں حسنیٰ کو لے کر آ جاؤں گا کسی دن آپ کی طرف "

نعمان نے مسکراہٹ گہری کرتے ہوئے کہا۔ سٹیرنگ کو موڑتے ہوئے محبت بھرے انداز میں فائق کی طرف دیکھا

" تمھارا ہی گھر ہے بیٹا "

گاڑی واصف ولاز کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی ۔ وسیع عریض گیٹ گارڈ نے کھولا تھا اور نعمان کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی ۔

"آئی یں ------- "

نعمان نے فائق کی طرف کا دروازہ کھولا اور بہت عزت سے ان کو باہر آنے کے لیے کہا۔

دونوں کو مہمان خانے میں بیٹھے ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے جب شہروزی سلیقے سے کندھے پر دوپٹہ سنبھالتی داخلی دروازے سے اندر آئی ۔

فائق نے نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں ۔ سامنے سے آتی ہوئی عورت کا چہرہ وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ یہ وہ چہرہ تھا جس نے اس کی ہنستی کھیلتی زندگی میں آگ لگا دی تھی دنیا میں اگر اس نے کسی سے نفرت کی تھی تو وہ سامنے مسکراتی ہوئی آتی عورت تھی ۔

اس کو واصف ٹیکسٹائل میں کام کرتے ہوئے تیسرا ماہ جا رہا تھا لیکن مسز واصف شہروزی ہے یہ حقیقت آج سامنے آئی تھی ۔ اور بہت سے الجھتے ہوئے سوال حل کر گئی ۔

" میم یہ کچھ آرٹیکل "

نعمان نے فائل شہروزی کی طرف بڑھائی جسے وہ مسکراتی ہوئی پکڑ رہی تھی دونوں فائق کی حالت سے یکسر بے خبر تھے ۔ شہروزی نے فائق کو بلکل نہیں پہچانا تھا۔ اس کے

چہرے پر موجود داڑھی اور اتنے سالوں کی کٹھن جیل کی مشقت کے آثار نے چہرے کو بدل کر رکھ دیا تھا۔

" میم یہ مینول ایمبرائیڈری ڈیپارٹمنٹ کے مینجر ہیں "

نعمان نے مسکرا کر فائق کی طرف دیکھا اور پھر سامنے بیٹھی شہروزی کی طرف ۔ شہروزی نے بڑی دلکش مسکراہٹ سجا کر زرد سپاٹ چہرہ لیے بیٹھے فائق کی طرف دیکھا

" فائق رضا "

نعمان نے نام لیا۔ شہروزی نے چونک کر اچٹتی نظر اپنے سامنے بیٹھے شخص پر ڈالی کچھ لمحے کے لیے آنکھوں کی پتلیاں سکڑی تھیں اور پھر پھیل گئی تھیں چہرہ زرد ہوا ۔۔اب حیران ہونے کے باری شہروزی کی تھی یہ نام کیسے بھول سکتی تھی وہ اور پھر فائق کے چہرے پر موجود سارے بدلے ہوئے آثار کے باوجود وہ پہچان چکی تھیں کہ ان کے سامنے بیٹھا فائق رضا کوئی اور نہیں وہی فائق رضا ہے ۔

" میم شہروزی ! کسی تعریف کی محتاج نہیں ہیں آپ "

فائق نے آنکھوں کی حیرت پہچانتے ہوئے ۔ معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائی ۔

" جی !!!!!" شہروزی نے تھوک نگلا ۔۔

اس کے بعد شہوزی کا وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا تھا۔ فائق کی زہر خندہ مسکراہٹ اور سپاٹ چہرہ ماضی کی ریل کو گھوما گیا تھا۔ وہ جلدی سے کام نمٹا کر وہاں سے گھبرائی سے اجازت لے کر چل دی تھیں۔ جبکہ فائق کی خاموش نظروں نے بہت دور تک اس کا تعاقب کیا۔

****

"کون ہو تم لوگ"

وہاب نے گھبرا کر سر پر تانی پسٹل کی طرف دیکھا اس کا چہرہ پل بھر میں ہی فق ہوا تھا۔ وہ آفس سے نکل کر اپنی کار میں پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ نڈھال سا حازق کے بارے میں سوچ رہا تھا جب کار ایک سنسان سڑک پر رکی۔ وہاب نے چونک کر ڈرائیور کی طرف دیکھا۔ اور جیسے ہی ڈرائیور نے یونیفارم کیپ اتار کر گردن موڑی وہاب حیدر کی ریڑھی کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وہ اس کا ڈرائیور نہیں تھا اسی لمحے ایک آدمی گن لے کر پچھلی سیٹ پر وہاب کے ساتھ جبکہ دوسرا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

"اور۔۔۔اور یہ کیا کر ہو تم لوگ"

وہاب کی لرزتی آواز نکلی۔ گاڑی عجیب سی سنسان سڑک پر تیزی سے رواں تھی۔

"منہ بند سمجھا"

وہاب کے ساتھ بیٹھے آدمی نے پسٹل کو وہاب کے سر پر رکھا ۔

وہاب کا سانس خشک ہوا ۔ اور اس کے بعد کوئی آواز نہیں نکلی۔ گاڑی مسلسل تین گھنٹے سڑک پر رواں رہی اور وہاب حیدر پسینے میں نہائے بیٹھا تھا۔۔ گاڑی اب پھر سے شہر میں آچکی تھی آدمی نے پسٹل اب چھپا کر وہاب کی پسلی پر تان لی تھی

گاڑی اے ون پسٹی سائیڈ کے سامنے رکی۔ آفس کے آگے موجود گارڈ بے ہوش حالت میں پڑا تھا۔ پسٹل سر پر تانے وہ تینوں آدمی وہاب کو اس کے آفس میں ہی لے آئے تھے ۔ آفس سنسان تھا۔ سب لوگ جا چکے تھے ۔ اور جتنے لوگ وہاں اس وقت موجود ہوتے تھے سب کے سب بے ہوش تھے ۔

سر پر پسٹل تانے شخص اس کو اسی کے آفس میں لے آیا تھا جہاں پہلے سے ہی کوئی میز پر ٹانگیں کراس شکل میں رکھے کرسی پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا ۔

آدمی نے جھنجوڑتے ہوئے وہاب کو لا کر اسی کی کرسی پر بیٹھایا تھا ۔ وہاب نے گھبرا کر سامنے بیٹھے شخص کی طرف دیکھا۔

وہ چھبیس سال کے لگ بھگ خوبصورت نقش کے چہرے کا مالک شخص تھا۔ سفید رنگت گہری گرے آنکھیں۔ مڑی ہوئی لمبی گھنی پلکیں ماتھے پر پڑے بلوں سے بل کھاتی بھنویں کھڑی ستواں ناک بڑھی شیو اور بھرے ہوئے لبوں کے اوپر گھنی رعب دار مونچھیں۔۔ چوڑی جسامت گھنے بال

"کیسے ہیں آپ"

وہ کھردری بھاری آواز میں بولا۔۔ وہاب رضا کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ حالت رحم کے قابل تھی۔ زبان گنگ ہو چکی تھی۔

"گھبرائیں نہیں بلکل بھی"

نعمان نے جسم کو تھوڑا سا خم دیا اور جیب سے پسٹل نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھا۔ ٹانگوں کو میز پر سے گھوما کر باری باری اتارا اور گہری سانس لی۔ پسٹل تانے آدمی کو ہاتھ سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ فوراً سر کو ہاں میں ہلاتا باہر نکل گیا۔ وہاب نے خوف سے باہر جاتے آدمی کو دیکھا اور پھر سامنے بیٹھے نعمان کو جسے وہ اپنی زندگی میں پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا

نعمان نے سگریٹ کو منہ میں دبایا اور پاس پڑے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا کر ایک ہاتھ سے بڑے انداز میں گھومایا۔ سکرین اب وہاب کے سامنے تھی

" یہ دیکھیں "

نعمان نے سگریٹ کو ہاتھ سے پکڑ کر منہ سے باہر نکالا اور دھویں کو ہوا میں چھوڑا ۔ وہاب کی آنکھیں پھٹ کر باہر آئی تھیں ۔ سکرین پر انیس سال کے لگ بھگ لڑکی رو رہی تھی اسے کرسی سے باندھا ہوا تھا۔

" یہ -----یہ ----- میری بیٹی "

وہاب کی گھٹی سی بے یقین آواز نکلی۔

" معلوم ہے آپکی بیٹی ہے اگلی باری اس کی ہے وہ کیا ہے نہ جبار کو اس کی اگلی ڈیل کے بدلے----- "

نعمان نے بھنویں اچکا کر فقرہ ادھورا چھوڑا ۔

" جسٹ شٹ اپ بیٹی ہے یہ میری "

وہاب نے کھولتے ہوئے میز پر ہاتھ مارے -- نعمان نے غصے سے سامنے پڑی پسٹل اٹھا کر تانی

" تو وہ بھی کسی کی بیٹی ہی تھی جس کو آپ نے پچھلی ڈیل کے بدلے جبار کے آگے پیش کیا تھا "

نعمان اتنی زور سے دھاڑا کہ وہاب کانپ گیا۔ اور ڈھنے کے سے انداز میں خوف سے کرسی ہر گرا

"کہ---کہ---- کون ہو تم اور کیسے جانتے ہو یہ سب میری دوسری شادی اور یہ سب "

وہاب کی زبان لڑکھڑا گ ئی --- ماتھا گردن چہرہ سب پسینے سے شرابور تھے۔

"وہ بھی بتاؤں گا کہ میں کون ہوں ۔ پر پہلے تو یہ بتا دوں کہ میں کیسے اتنا کچھ جانتا ہوں "

نعمان نے پسٹل سے ماتھے پر خارش کی۔ لبوں کو بھینچ کر خونخوار نظر سامنے بیٹھے شخص کے مکروہ چہرے پر ڈالی

"کوئی بھی شخص اپنے بیٹے کو ایک عدد رکھیل بیوی رکھنے کا مشورہ ایسے ہی تو نہیں دے سکتا نہ"

نعمان نے دانت پیس کر کہا ---

"تجربہ ہو گا تو ہی ایسی بات کر سکتا ہے "

نعمان نے معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر سجائی ۔ وہ ہمیشہ سے بہت ذہانت سے ہوم ورک کر کے چلنے والا انسان تھا ۔ اور وہاب کی دوسری شادی کا پتہ چلانا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا ۔ وہاب کی ایک عدد بیوی اور تھی جسے وہ بزنس ڈیلز کے لیے پیش کرتا رہا تھا اس میں سے وہاب کی ایک عدد انیس سال کی خوبصورت بیٹی تھی ۔ دنوں ماں بیٹی اسلام آباد کے ایک روہ پوش علاقے میں عیش کی زندگی گزار رہی تھیں ۔

" اب بتاتا ہوں میں کون ہوں "

نعمان نے پسٹل پھر سے میز پر رکھا ۔ وہاب نے تھوک نگلا

" مسئلہ یہ ہے کہ تم لوگوں جیسے امیر بھیڑیے امارات کی آڑ میں یہ جو گھناؤنے کھیل کھیلتے ہو تم لوگوں کو یہ سب تمہاری سوسائٹی کا حصہ لگتا ہو گا "

" حسنیٰ کی طرح بہت سی لڑکیوں کو شرعی رشتے میں رکھ کر اپنی بزنس ڈیل کے عوض رات گزارنے کے لیے پیش بھی کرتے ہو گے کیونکہ تم لوگوں کو یہ کوئی غلط کام نہیں لگتا "

نعمان نے دانت پیس کر ماتھے پر بل ڈال کر لفظ چبا چبا کر ادا کیے

" لیکن حسنیٰ کی دفعہ تھوڑا مسئلہ ہو گیا حسنیٰ غلط چوز کی آپ نے "

نعمان نے پسٹل کو دھیرے سے گھومایا --- پسٹل میز پر چکر کھانے لگی۔

"حسنیٰ کے ساتھ جو بھی کیا اس میں جتنے لوگ انولو تھے ان کی سزا موت ہے صرف "

نعمان نے پسٹل پر نظریں جما کر پر سکون لہجے میں کہا ۔ وہاب کا خون خشک ہوا-- دھل کر سامنے بیٹھے نعمان کی طرف دیکھا ۔

" کیوں مت کرو ایسا جتنا پیسا لینا ہے لے لو "

وہاب نے لرزتے ہوئے ہاتھ جوڑے وہ بری طرح کانپ رہا تھا ---

"پیسہ اس کی عزت اور میرا سکون واپس نہیں لا سکتا "

نعمان ہنوز ویسے ہی گھومتی پسٹل پر نظر جمائے بول رہا تھا ۔

"کون ہو تم "

وہاب کی رونے جیسے آواز نکلی ---

" حسنیٰ کا شوہر "

نعمان نے پسٹل اٹھا کر ۔ وہاب کی طرف بڑھائی

" شوٹ یور سیلف رائیٹ ناؤ "

بڑے نڈر انداز میں کہا ۔ وہاب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو پسٹل اس کی طرف بڑھا رہا تھا

" نہیں ---- میں یہ نہیں کر سکتا ہوں "

وہاب نے حیرت سے اس کے ہاتھ ہر رکھی پسٹل کی طرف دیکھا۔

" ٹھیک ہے پھر تم اپنی بیٹی کے ساتھ وہی کچھ ہوتا دیکھ سکتے ہو کیا"

نعمان نے تھوڑا آگے ہو کر طنز بھرے لہجے میں کہا ۔

" نہ نہیں پلیز میری بیٹی کے ساتھ کچھ بھی نہ کرنا میرے بیٹے کو بھی چھوڑ دو "

وہاب نے ہاتھ جوڑے---

" ٹھیک ہے تمھاری بیٹی کو کچھ نہیں کروں گا۔ شوٹ کرو خود کو "

نعمان نے پسٹل وہاب کے منہ میں رکھی ----اور ہاتھ زبردستی پکڑکر ٹرگر پر وہ کانپ رہا تھا --- ٹانگیں اتنی تیزی سے کانپ رہی تھیں کہ ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں--

حسنیٰ مونال کی اونچائی پر کھڑی نظر آ رہی تھی--

" شوٹ یور سیلف ------"

نعمان نے اس کے کان کے قریب ہو کر سر گوشی کی --- وہ جوں کا توں کانپ رہا تھا منہ سے تھوک رال کی شکل میں ٹپک رہا تھا

حسنی نے کودنے کے لیے قدم آگے بڑھائے وہ ہوٹل کی چھت پر کھڑی تھی---

" شوٹ۔ٹ۔ٹ۔ٹ۔ٹٹ-----------------"

نعمان اتنی زور سے چیخا کہ وہاب کا ہاتھ لرز کر ٹرگر کو دبا گیا اور پھر دھماکے کی آواز کے ساتھ چھینٹے دور دور تک پڑے تھے ---

****

" شہوزی اپنا حلیہ درست کرو واصف کی امی ملنا چاہتی تم سے "

صابرہ نے کمبل شہوزی کے اوپر سے اٹھایا تھا وہ بے حال اپنے بستر میں زندہ لاش کی طرح پڑی تھی ۔ حسن کی موت کا صدمہ اس کے لیے جان لیوا تھا چار ماہ ہونے کے آئے تھے لیکن وہ ایسے ہی بے حال لیٹی رہتی تھی نہ کسی سے بات کرتی تھی ۔ ملک انور نے اس کا کہیں بھی آنا جانا اور کسی کا بھی اس سے ملنا سب بند کروا دیا تھا۔

" بھول جاؤ اب اسے اور سوگ منانا بند کر دو تمھاری شادی کی تاریخ رکھ دیں گے آج تمھارے بابا"

صابرہ نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ پھیرا تھا۔ مخملی سی جلد اب ویسی نہیں لگ رہی تھی مرجھائی سی تھی ۔ ملک انور تو سرے سے اس کے نکاح کو مانتے نہیں تھے لیکن صابرہ کے بہت اسرار پر انھوں نے عدت تک کے وقت کا انتظار کیا تھا اور اب جب عدت کو دس دن باقی تھے تو وہ جلد از جلد شادی کی تاریخ رکھ دینا چاہتے تھے

شہروزی نے سوزش سے بھاری ہوئی پلکیں اوپر اٹھائی تھیں اداسی سے بھری بے رونق آنکھیں تھیں جن میں رو رو کر اب زخم سے سرخ سرخ لکیریں واضح تھیں ۔۔

وہ سامنے بیٹھی صابرہ کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے سب سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکی ہو ۔

" شادی ہو جائے ایک دفعہ بس پھر سب ٹھیک ہو جئے گا"

صابرہ نے مسکراتے ہوئے اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹا تھا ۔ وہ پاگلوں کی طرح صابرہ کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی ۔۔ایک دم سے دل پھر سے خراب ہونے لگا تھا ۔۔ ابکائی اور عجیب سا من بوجھل ہو رہا تھا ۔۔ اٹھتی تھی تو بڑے بڑے چکر آتے تھے اور اب تو دس دن سے بری طرح ابکائی آتی کچھ بھی کھاتی متلی سی محسوس ہوتی اور پھر سب کھایا پیا باہر ہو جاتا ۔۔۔ وہ ڈاکٹر بن رہی تھی اور چار ماہ پہلے ہی اسے خبر ہو چکی تھی کہ

اس کے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ پر سب سے چھپاتی رہی پر اب حالت زیادہ خراب ہونے کو تھی لگ بھگ پانچ ماہ ہونے کو تھے ۔

وہ جلدی سے کمبل کو کونے سے پکڑ کر خود سے اچھالتی کمرے سے ملحقہ واش روم کی طرف بھاگی تھی ۔ وہ بری طرح ابکائی کر رہی تھی ۔ صابرہ کا چہرہ زرد ہوا ۔۔ بھاگ کر واش روم تک آئی یں ۔اور پھر جو وہ پچھلے پانچ ماہ سے چھپا رہی تھی اپنی ماں سے پل بھر میں واضح ہو گیا۔ صابرہ دم بخودہ کھڑی کی کھڑی رہ گ ئی پھر تیزی سے اس کے سر پر پہنچیں

" شہروزی ۔۔۔ شہروزی ۔۔۔۔ کیا ہوا تمہیں "

صابرہ نے جھکی ہوئی شہروزی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تھا ۔ جبکہ آواز انجانے سے خوف سے کانپ رہی تھی شہروزی کی حالت بہت کچھ باور کروا رہی تھی ۔ وہ اب منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھی۔ صابرہ کی ہر بات کو ان سنی کرتے ہوئے

" میری طرف دیکھو ۔۔"

صابرہ نے بازو سے پکڑ کر اسے سیدھا کیا تھا۔ وہ چہرے کا رخ ابھی بھی دوسری طرف کیے ہوئے تھی

" ادھر دیکھو میری طرف "

صابرہ نے غصے سے شہروزی کے چہرے کو پکڑ کر اپنی طرف کیا۔ اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

" تم اس کے ساتھ ----"

صابرہ کی آواز کسی کھائی میں سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ شہروزی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اثبات میں سر ہلا دیا

" اوہ !!!! خدایا "

صابرہ سر پر ہاتھ رکھ کر ڈھنے کے سے انداز میں دیوار کے ساتھ لگی تھیں--- چہرہ زرد ہوا۔ اور خوف سے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ پھر پاگلوں کی طرح شہروزی پر جھپٹی تھیں

"کتنا عرصہ گزر چکا ہے --- بول "

صابرہ نے جھنجوڑ دیا تھا اسے بازؤں سے پکڑ کر

"پانچ ماہ "

شہروزی نے بڑے پر سکون لہجے میں کہا۔ صابرہ کا ہاتھ مخصوص انداز میں سینے پر گیا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھیں تیز تیز قدم اٹھاتی مہمان خانے تک آئی یں اور پھولتے سانس کے ساتھ کواڑ پکڑ کر ہمت جمع کی

"ملک صاب ------"

گھٹی سی آواز میں کہا ۔ ملک انور جو میر اسفند سے باتوں میں مگن تھے ۔ رعب سے نظر اٹھا کر دیکھا ۔

****

"کب آئے آپ ؟"

آنکھوں کو ملتی وہ اٹھ کر بیٹھی تھی۔ نعمان شائد وضو کے بعد واش روم سے نکلا تھا ۔ نہانے کی وجہ سے بال گیلے تھے۔ آسمانی رنگ کے کرتے کے ساتھ سفید شلوار پہنے تھکی سی آنکھیں اور سنجیدہ چہرا لیے وہ چلتا ہوا سنگھار میز تک آیا ۔

رات کو حسنی کو آفس کے لیٹ نائٹ کام کا فون آ جانے کے باوجود وہ تین بجے تک نعمان کا انتظار کرتی رہی تھی۔ اور اب پانچ بجے آنکھ کھلی تو وہ نماز کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

"رات کو"

www.classicurdumaterial.com

نعمان نے کرتے کے وضو کے لیے موڑے ہوئے بازو نیچے کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔ پلکیں تک ابھی بھیگی ہوئی تھیں -- گیلے بالوں سے ننھی ننھی بوندیں گردن پر اور شیو پر لگی تھیں ۔

" کب ؟ تین بجے تک تو میں جاگتی رہی آپکا انتظار کرتی رہی "

حسنیٰ نے خفگی کے سے انداز میں کہا ۔ کمبل کو ایک ہاتھ سے خود سے اتارا اور سفید پنڈلیوں کو ٹراوزر نیچے کھینچ کر ڈھکا

" تو جندم --- میں نے تو کہا تھا نہ سو جانا میں لیٹ ہوں آج "

نعمان نے سر پر ٹوپی رکھ کر مسکراہٹ سجا کر دیکھا ۔ خود کو حسنیٰ کے سامنے نارمل ہی رکھنا تھا ۔

" ڈر لگ رہا تھا ۔ نہیں آرہی تھی نیند مجھے "

بچوں کی طرح لاڈ جیسی آواز نکالی ۔ نعمان نے محبت سے اس کے شفاف نیند کے خمار سے ہلکی سی سوزش لیے چہرے کو دیکھا وہ جب بھی سو کر اٹھتی تھی اس کی آنکھیں ناک گال سب پر ہلکی سی سوزش آجاتی تھی جس سے وہ نعمان کو اور حسین لگنے لگتی تھی ۔جاذب نظر مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ قریب آگیا تھا

" مجھے ڈرپوک بیوی نہیں چاہیے "

اپنے مخصوص انداز میں اس کی چھوٹی سی ناک کو دو انگلیوں میں لے کر کھینچا

" مطلب ------"

حسنیٰ نے نا سمجھی کے انداز میں کہا اور دوپٹہ سینے پر پھیلاتی اپنی جگہ سے اٹھی ۔ مخملی سفید گداز سے پاؤں بن دیکھے چپل آڑس رہے تھے

" مطلب مجھے بہادر بیوی چاہیے مضبوط کسی سے بھی نہ ڈرنے والی زندگی کی ہر مشکل ہر پریشانی کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی "

نعمان نے نرم سی آواز میں کہا اور کندھوں سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔

"آپ ہیں نہ مجھے ایسا بننے کی کیا ضرورت ہے پھر"

حسنیٰ نے محبت سے کندھوں پر رکھے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ مضبوط ہاتھوں کو اپنے نازک سے ہاتھوں میں لیا کتنا تحافظ کا احساس تھا ۔ سامنے کھڑا یہ شخص اس کا سب کچھ تھا۔ اس کی روح اس کا دل اس کی جان سب

"اگر میں نہ رہا ---"

نعمان نے ہلکی سی آواز میں کہا ۔ لہجہ سنجیدہ تھا حسنیٰ نے تڑپ کر دیکھا۔ ایسا لگا اس بات پر جیسے کسی نے دل مٹھی میں لیا ہو۔ یہ وہ بات تھی جس کا تصور بھی اب اس کے لیے سوہان روح تھا۔

" نعمان --------"

حسنیٰ نے چیخنے جیسے انداز میں کہا اور صورت روہانسی بنائی۔ سپاٹ چہرے کے ساتھ نعمان کے ہاتھ چھوڑ کر ماتھے پر بل ڈال کر بیڈ پر ڈھنے کے سے انداز میں بیٹھی ۔

" اچھا اچھا ---سنو ! "

نعمان نے اس کے اس انداز پر ہلکا سا قہقہ لگایا اور اس کے چہرے کو محبت سے اوپر کیا -- حسنیٰ نے غصے سے ہاتھ جھٹکا۔

" مجھے مت بلائیں -- آپکو پتہ بھی ہے آپکے سوا میرا دنیا میں ہے کون آپ ایسی باتیں کریں گے تو !!!!"

وہ باقاعدہ رو دی تھی ۔ موٹے موٹے آنسو گال بھگو رہے تھے ۔ نعمان جلدی سے ساتھ بیڈ پر بیٹھا ۔ لبوں پر اس کی اتنی محبت کی سر شاری میں گہری مسکراہٹ تھی ۔ گہرا سانس لیا

" اچھا --- اچھا بابا آئندہ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی پرامس "

ایک بازو کو حسنیٰ کے گرد حائل کیا اور اپنے ساتھ لگا کر گرفت مضبوط کی ۔ حسنیٰ نے خفگی سے دیکھ کر کندھے پر سر رکھا۔

****

" فائق مجھے معاف کر دو "

شہروزی نے ہاتھ جوڑ کر سر نیچے جھکایا۔ فائق سپاٹ چہرہ لیے واصف ٹیکسٹائل کے شاندار آفس میں کھڑا تھا ۔ وہ آفس میں لگے میز کے ایک طرف جبکہ شہروزی دوسری طرف کھڑی تھی زرد بنا میک اپ کے چہرہ لیے پریشان حال سی صورت ایسی تھی جیسے ساری رات سو نہ سکی ہو ۔ آنکھیں ویران سی تھیں جن کے کونوں میں آج بے تحاشہ جھریاں واضح ہو رہی تھیں ۔

شہروزی نے آج آفس آتے ہی فائق کو اپنے آفس میں بلایا تھا اور وہ تو پہلے ہی جیسے اس سے بات کرنے کے لیے تیار تھا اپنے ساتھ اپنا ریگزینیشن لیٹر کا لفافہ تھامے وہ آفس میں داخل ہوا تھا۔

معاف کر دوں --ہن-ہ-ہ-ہ "

www.classicurdumaterial.com

ماتھے پر بل ڈال کر چہرے پر ناگواری سجائے فائق نے دانت پیسے تھے ۔

"کتنا آسان ہے تمھارے لیے یہ کہہ دینا کہ میں تمہیں معاف کر دوں "

"آج تک میں وہ رات نہیں بھول پایا ہوں جب میں فائر کی آواز سے اٹھا "

فائق کی آواز میں درد در آیا تھا۔ اور آنکھیں کھو سی گئی تھیں ماضی کی اس رات کی یاد میں جس نے اس کی پر سکون زندگی کا رخ ہی بدل ڈالا تھا۔ شہروزی آنسوؤں سے چہرہ بھگوئے شرمندہ سی سر جھکائے مجرم بن کر کھڑی تھی

" میں نے دیکھا ---- "

فائق نے کھوئے سے انداز میں مدھم سی آواز میں بات جاری رکھی

" میں نے دیکھا حسن خون میں لت پت پڑا ہے "

فائق کی آنکھیں اس دن کی یاد میں سکڑ رہی تھیں اور گلے سے گھٹی سی آواز نکل رہی تھی ۔

" میں اس کے قریب گیا اسے ہلایا --- اسے بلایا حسن ---- حسن میری جان ---- حسن آنکھیں کھول -- "

وہ روہانسی آواز میں کہہ رہا تھا۔ شہروزی نے تکلیف سے آنکھیں زور سے بند کیں ۔ پلکوں میں اٹکے آنسو تیزی سے گالوں پر لکیر بنانے لگے

" اسی لمحے میرے گھٹنے سے کوئی چیز ٹکرائی جیسے ہی میں نے اسے اٹھایا "

فائق کی آواز کانپ رہی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایک دفعہ پھر سے وہی لمحہ جی رہا ہو۔

"اسی لمحے پولیس دروازہ توڑتی میرے سر پر تھی ۔ میں نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔۔"

فائق نے کھوئے سے انداز میں اپنے بوڑھے ہاتھوں کی طرف دیکھا ۔ جو اُس وقت جوان مضبوط تھے اوپری جلد ہڈیوں کے ساتھ پیوست تھی۔ لیکن اب جلد ہڈیوں کو بے آسرا چھوڑے نیچے کو ڈھلک رہی تھی

"اور میرے ہاتھ میں آنے والی چیز پسٹل تھی۔۔۔"

www.classicurdumaterial.com

گھبرائی سی آواز میں کہا اور شہوزی کی طرف حواسوں کی دنیا میں واپس آتے ہوئے دیکھا۔
وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ۔ وہ بلک رہی تھی ۔ روز میک اپ سے جوان نظر آنے والے چہرے پر آج بیتی عمر کے آثار ہلکی ہلکی جھریوں کی شکل میں واضح ہو رہے تھے ۔

"اب ---اب رونے کا کیا فائدہ جب اس وقت تم اسے بچا نہیں سکی اور بیان نہیں دے سکی میرے لیے "

"کہتا تھا اسے میں ---کہتا تھا--- اس کی مسکراہٹ پر مت جا---مت جا"

فائق نے چبا چبا کر لفظ ادا کیے اور سامنے رکھی میز پر زور سے ہاتھ مارے ۔ جیسے بے بس ہو بیتے وقت کو واپس نہ لانے کے لیے شہوزی کو اس کے ہاتھوں کی آواز سے ہلکا سا جھٹکا لگا تھا اور پھر اس کے رونے کی رفتار اور بڑھ گئی تھی

لیکن فائق تو جیسے پتھر بنا کھڑا تھا ۔ اپنے جان سے بھی پیارے دوست کے قتل کے الزام میں اس نے اپنی ساری جوانی جیل میں کاٹ دی تھی ۔ وہ پتھر نا بنتا تو کیا بنتا ۔ اس پر شہوزی کے رونے کا کوئی اثر نہیں تھا ۔ وہ بلک رہی تھی لیکن فائق ہنوز سپاٹ ناگوار چہرہ لیے کھڑا تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

ملک انور نے سیاست کھیلی تھی ۔ بڑی آسانی سے اس نے حسن کو اپنے رستے سے نہ صرف ہٹایا تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فائق پر اس کی موت کا الزام لگوا کر وہ ہر طرح سے اس معاملے سے بری الزمہ ہو گیا تھا ۔

کمرے میں ہلکی ہلکی سی شہروزی کے سسکنے کی آواز تھی ۔ فائق اپنے سامنے رکھے میز پر آہستہ سے انگلیاں پھیر رہا تھا ۔ ایک ہاتھ میں خاکی رنگ کا لفافہ تھا

" فائق یقین جانو مجھے کچھ علم نہیں تھا میں قید میں تھی "

شہروزی کی روہانسی بھیگی کانپتی آواز نے کمرے کا سکوت توڑا ۔

" جھوٹ ہے یہ سب جھوٹ "

فائق نے سپاٹ لہجے میں کہا ناگواری سے شہروزی کی طرف دیکھا۔ جو لبوں کو ملائے آنسو ضبط کرنے کی ناکام کوشش میں لگی تھی

" یہ میرا ریگزنیشن لیٹر میں اب یہاں مزید ملازمت نہیں کر سکتا "

فائق نے لفافہ دھیرے سے میز پر رکھا ۔اور نظر جھکا کر گہری سانس لی ۔ شہروزی نے چونک کر لفافے کی طرف دیکھا اور پھر فائق کی طرف جس نے اب قدم آفس کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا دیے تھے ۔

" فائق --- فائق ۔میری بات سنو "

شہروزی ایک دم سے اپنی جگہ سے نکل کر فائق کی طرف آئی ۔ جبکہ وہ سنی ان سنی کرتا تیزی سے آفس سے باہر جا چکا تھا۔ شہروزی کا بازو جو فائق کو روکنے کے لیے اس نے بڑھایا تھا ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا

****

" وہاب حیدر کی کل رات پرسرار موت "

نیوز ہیڈ لائنز پر اس کے ہاتھ کانپ کر رکے تھے۔ وہ کچن کے سنک پر برتن دھو رہی تھی نعمان کے آنے کا وقت تھا وہ ڈنر تیار کر چکی تھی ٹی وی پر نیوز چینل لگاتی وہ سنک میں پڑے برتن دھونے کی غرض سے کچن میں آئی تھی لیکن کانوں میں پڑتی آواز نے اچانک اپنی طرف متوجہ کیا۔گیلے ہاتھوں کو دوپٹے سے پونچھتی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی لاونج میں لگے بڑے سے فلیٹ پینل ٹی وی کے سامنے آئی ۔ ٹی وی سکرین پر وہاب حیدر کی تصویر کے ساتھ ہیڈ لائنز بار بار دہرائی جا رہی تھیں ۔ اے ون پیسٹی سائیڈز کی عمارت کے ارد گرد جگہ جگہ پولیس کھڑی تھی ۔

" نعمان !!!! "

حسنیٰ کے منہ سے ہلکی سی سرگوشی نما آواز نکلی تھی ۔ دماغ می أیک دم سے سائی رن بجا ۔

جندم آج آفس میں کچھ کام ہے لیٹ آوں گا -------------

نعمان کی آواز کی باز گشت ذہن میں گونجی تھی اور اس کے بازو کے مسام ابھر کر دانوں کی طرح پورے بازو پر واضح ہوئے تھے۔

" حازق وہاب بہت بری حالت میں کل اپنے گھر کے سامنے ملے ۔ وہ ابھی ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہونے کی وجہ سے تا حال کوئی سٹیمنٹ دینے سے قاصر ہیں ۔ البتہ مسز وہاب کے کہنے پر جبار کو حراست میں لے لیا گیا ہے "

نیوز کاسٹر روانی سے بول رہی تھی۔ اور وہ ساکن سی ٹی وی سکرین کے آگے بیٹھی تھی ۔ موٹی موٹی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں لب تھوڑے سے کھلے ہوئے تھے اور ماتھے کے درمیان میں شکن کی لکیریں تھیں۔ ذہن الجھ رہا تھا بہت سے سوچیں خود بخود آ رہی تھیں

اور اگر میں نہ رہا ---

نعمان کی صبح کی گ ئی بات کی بازگشت نے دل کو مٹھی میں دبوچ لیا۔ حسنیٰ کو ایسا لگا جیسے کوئی گلا دبا رہا ہو ۔ تیز تیز سانس لیتی وہ کانپتے وجود کے ساتھ خود کو سنبھالتی اٹھی

اور کھانے کے میز پر پڑے جگ میں سے پانی ساتھ پڑے گلاس میں انڈیلا ۔ اور تیزی سے گلاس کو لبوں سے لگا کر پانی حلق کے اندر اتارا جبکہ نظریں ابھی بھی سکرین پر جمی تھیں اور کان ٹی وی میں سے آنے والی آواز پر جمے تھے ۔

کانپتے ہاتھوں سے چینل بدلہ۔ لگلے چینل پر کوئی آدمی مائی‌ک ہاتھ میں پکڑے وہاب حیدر کے گھر کے باہر کھڑا تھا

" دیکھیں جی موت بہت برے طریقے سے ہوئی ہے وہاب حیدر کے منہ میں پسٹل رکھ کر گولی اوپر طرف کی چلائی گ‌ئی ہے "

وہ روانی سے بولتے ہوئے کمیرے کے آگے کھڑا تھا۔ حسنیٰ نے جھرجھری لے کر اگلا چینل بدلہ۔

" بہت بری طرح پھسایا جا رہا ہے جبار کو ان کے خود کے بیٹے ابھی تک لاپتہ ہیں "

تجزیہ کار گرم جوشی سے بول رہا تھا۔ ہر چینل پر اس وقت یہی خبر گردش میں تھی ۔ حسنیٰ نے کانپتے ہاتھوں سے چینل پھر سے بدلہ

" حازق وہاب پر بہت زیادہ تشدد کیا گیا ہے ۔ ان کے جسم پر جگہ جگہ نشان ہیں اور بہت دن تک کھانا نہ ملنے کی وجہ سے وہ بہت لاغر ہیں ابھی کوئی بھی سٹیمنٹ نہیں دے سکتے "

ہاسپٹل کے سامنے اینکر کھڑا بول رہا تھا ۔

مین ڈور کے لاک کھلنے کی آواز پر حسنیٰ نے تیزی سے ٹی وی کو بند کیا ۔ نظر اٹھا کر گھڑی کی طرف دیکھا شام کے سات بج رہے تھے ۔ یہ نعمان کے گھر آنے کا وقت تھا ۔ آج وہ بھاگ کر روز کی طرح دروازے پر نہیں گ ئی تھی بلکہ وہیں ساکن صوفے پر گود میں ہاتھ دھرے بیٹھی تھی ۔ سفید بازو کے مسام ابھی بھی دانوں کی شکل میں ہی ابھرے ہوئے تھے ۔ جن پر وہ دھیرے دھیرے آنکھوں میں خوف بھر کر ہاتھ پھیر رہی تھی ۔

نعمان آہستہ آہستہ چلتا ہوا بلکل سامنے آیا ۔

کوٹ کو بازو میں ڈال رکھا تھا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی ہوئی تھی جو گلے میں جھول رہی تھی آنکھوں میں نا سمجھی سی تھی اس بات پر کہ وہ آج بھاگ کر مسکراتی ہوئی اس کا کوٹ لینے کیوں نہیں آئی ۔

" کیا ہوا حسنیٰ !!! از ایوری تھنگ اوکے جندم ؟"

پریشان سے لہجے میں پوچھتا وہ کوٹ ایک طرف رکھ کر اب حسنیٰ کے بلکل سامنے نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

"آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں نعمان "

گھٹی سی خوف زدہ آواز نکلی تھی ۔ نعمان نے چونک کر انجان بنتے ہوئے بھنویں اچکائی ہیں ۔

" کیا کر رہا ہوں میں ؟ "

بھنوں کو اوپر اٹھا کر رک رک کر پوچھا۔ حسنیٰ نے آنکھیں اوپر اٹھائی ہیں اور نعمان کی آنکھوں میں جھانکا۔

" کل رات وہاب حیدر کو آپ نے مارا ہے نہ ؟"

کانپتی سی آواز تھی ۔ نعمان نے گہری سانس لی گھٹنوں پر ہاتھ مارے اور اٹھ کر صوفے پر بیٹھ کر حسنیٰ کو اپنے ساتھ لگایا۔ حسنیٰ کا جسم لرز رہا تھا۔

" نہیں تو میں نے نہیں مارا اسے "

پرسکون لہجے میں حسنیٰ کے کان کے قریب ہو کر کہا۔ اور دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھوں سے مساج کیا۔ جیسے اس کے کانپتے وجود کو سکون دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کھائی یں ---کھائی یں میری قسم "

حسنیٰ نے روہانسی آواز میں کہا اور جھکی گردن پھر سے اٹھا کر نعمان کی آنکھوں میں دیکھا ۔

"تمھاری قسم اسے گولی میں نے نہیں ماری جندم "

نعمان نے گہری سانس لی اور حسنیٰ کے سر کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا۔

"مت سوچو کچھ بھی یہ سب ان کا آپس کا کوئی چکر ہے جبار کا اور وہاب کا"

حسنیٰ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ حسنیٰ نے بے یقینی سے نعمان کی طرف دیکھا۔ اچانک آنکھوں کے آگے اندھیرا سا آیا تھا-۔ اور سر جیسے گھوم سا گیا اس کے بعد ہوش نہیں رہا۔ سامنے بیٹھے نعمان کا سراپا گہرے اندھیرے نے لیا تھا

وہ نعمان کی گود میں ڈھے گ ئی تھی --وہ جو اس کے چہرے کے بدلتے آثار اور زرد ہوتی رنگت کو بغور دیکھ رہا تھا اچانک اس کے یوں لڑھک جانے پر بوکھلا کر رہ گیا۔

" حسنی !! حسنی!!! "

حسنی کے گالوں کو تھپتھپایا پر سب بے سود تھا ۔ وہ بے ہوش تھی

****

" جی بلکل مجھے جبار نے ہی اغوا کروایا تھا۔ اور اب میرے والد کے قتل کا بھی وہی زمہ دار ہے "

حازق نے مائک کو ہاتھ سے پکڑ کر آگے کیا ۔ وہ پریس کانفرنس میں بیٹھا تھا ۔کمرے میں میڈیا کے تمام لوگ کرسیاں لگا کر اس کے سامنے بیٹھے تھے اور وہ بہت سے مائک میں نقاہت سے اپنا بیان دے رہا تھا ۔ جیسے ہی وہ اس قابل ہوا کہ وہ کچھ بیان دے سکے تو پولیس تو پہنچی ہی تھی ساتھ میڈیا والے بھی ہاسپٹل پہنچ چکے تھے ۔ اس کی آنکھیں اور ہونٹ ابھی بھی سوجے ہوئے تھے بازو پر پلستر تھا اور سر پر بینڈیج تھی ۔

" جبار کا کہنا ہے کہ اس کا بیٹا آپ کے والد صاحب نے اغوا کروایا تھا "

سامنے بیٹھے ایک اینکر نے پن کو ہاتھوں میں گھوماتے ہوئے ۔ حازق سے سوال کیا۔

"اس بات کا مجھے علم نہیں "

حازق نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ وہ حسنٰی کی بات میڈیا پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا ۔ اس نے کوئی بھی وجہ نہ معلوم ہونے کا کہا ۔ کیونکہ حسنٰی کی بات سامنے آتے ہی وہ اور بری طرح پھنس سکتا تھا ۔ جبکہ وہ یہ تک نہیں جانتا تھا کہ حسنٰی زندہ ہے بھی یا نہیں ۔

سامنے بیٹھے صحافی سوال پر سوال کر رہے تھے اور وہ بے حال سا بیٹھا جواب دے رہا تھا ۔

****

" ڈاکٹر ---- میری مسز ؟"

نعمان تیزی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھا تھا ۔ حسنٰی کو ایمرجنسی میں گئے دو گھنٹے گزرے تھے ۔ نعمان باہر پریشان حال چکر لگا رہا تھا ۔

حسنٰی کا نروس سسٹم بہت ویک تھا تھوڑا سا سٹریس لینے سے وہ بے ہوش ہو جاتی تھی انھی سوچوں میں الجھا وہ کب سے باہر چکر لگارہا تھا جب ڈاکٹر کو اپنی طرف آتا دیکھا۔۔

"مبارک ہو شی از ایکسپکٹنگ "

ڈاکٹر پاس آکر مسکرائی تھی ۔ نعمان کا منہ بے ساختہ کھلا ۔ آنکھیں تھوڑی سی پھیل گ ئی تھیں ۔ اس کو جیسے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا ۔

"جی ۔ ی ۔ ی ۔ ی ۔ ی ۔"

حیرانگی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا ۔ بات سمجھ آنے پر اب منہ تو بند ہو گیا تھا پر دانت سارے باہر آ چکے تھے ۔ باچھیں کھل گ ئی تھیں اور آنکھیں اس انوکھی سی اچانک ملنے والی خوشی سے چمکنے لگی تھیں ۔

”آپ باپ بننے والے ہیں ڈاکٹر پھر سے مسکرائی تھی “

نعمان کا دل کیا اس ڈاکٹر کو ہی پکڑ کر گول گول گھما ڈالے ۔ وہ بے ساختہ ہلکا سا قہقہ لگا گیا تھا آنکھیں اس خوشی پر ہلکی سی نم ہوئی ہیں ۔ اب بے تابی سے دل اس جان سے عزیز ہستی کو اپنے اندر سمانے کے لیے مچلنے لگا تھا جس نے اسے اس انمول خوشی سے ہمکنار کیا تھا ۔ ڈاکٹر نے شائ د بے تابی بھانپ لی تھی ۔

”آپ مل سکتے ہیں ہوش آ گیا ہے انھیں اندر ہیں وہ تھوڑی سی ویکنس تھی میڈیسن لکھ دی ہے “

ڈاکٹر نے پری کا شانز پیچ نعمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ نعمان نے لبوں کی مسکراہٹ کو قابو میں لاتے ہوئے سنجیدہ سے انداز میں کاغز ڈاکٹر کے ہاتھ سے لیا ۔

” گھر لے جا سکتے ہیں آپ انھیں “

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی اور نعمان جوش سے سر ہلا رہا تھا۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی وہ پر جوش ہو کر وارڈ کی طرف بڑھا تھا۔ بے تابی سے اندر جا کر نظریں چاروں اور گھوما کر حسنیٰ کو تلاش کیا وہ سامنے ہی بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ اور نعمان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر موجود مسکراہٹ اور شرمایا سا انداز یہ باور کروا رہا تھا کہ ڈاکٹر اسے یہ خبر پہلے سے بتا چکی ہے۔ کچھ دیر پہلے والی پریشانی اب اس کے چہرے پر بلکل موجود نہیں تھی۔

نعمان مسکراہٹ دباتا گہری نظروں سے دیکھتا بیڈ کے قریب آیا۔ حسنیٰ نے جھینپ کر مسکراہٹ دبائی اور پلکوں کو لرزاتے ہوئے لبوں کو دانتوں میں دبا کر نظر جھکا دی ایک انوکھی سی خوشی تھی دونوں طرف۔ بس ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے جا رہے تھے دونوں۔ ایک لمحہ اسی خاموش سی انوکھی خوشی کی سرشاری میں گزر گیا۔

”چلیں گھر؟“

نعمان نے محبت سے گہری مسکراہٹ لبوں پر سجائے ہاتھ آگے کیا۔ دل تو چاہ رہا تھا ہاتھ پکڑے اور کھینچ کر خود سے لگا کر اپنی خوشی کا اظہار کر ڈالے۔ اسے بتائے کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے ایسی خوشی زندگی میں پہلی بار ملی تھی۔ لیکن یہ گھر نہیں تھا اس لیے جزبات کو قابو میں رکھتے ہوئے وہ بس سرشار سا مسکرا ہی رہا تھا

" جی "

حسنیٰ نے خوشگوار سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا نازک ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ پر رکھ دیا۔ جسے تھام کر وہ اسے اپنے ساتھ ہاسپٹل سے باہر گاڑی تک لے آیا تھا ۔

گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی وہ بار بار نعمان کے ہنسنے پر اور گہری نظروں سے دیکھنے پر جھینپ رہی تھی وہ گاڑی چلا رہا تھا اور محبت سے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی حسنیٰ پر ڈالتا اور پھر سامنے دیکھ کر مسکرانے لگتا -۔ دونوں کے درمیان خوشگوار سی خاموشی تھی ۔ جسے حسنیٰ نے توڑا ۔ مسکرا مسکرا کر جبڑے دکھنے لگے تھے اب تو بولتے ہی بنتی تھی ۔

" کیا ہے ایسے کیا دیکھے جا رہے ہیں مجھے شرم آ رہی ہے "

حسنیٰ نے لاڈ سے کہتے ہوئے نعمان کے کندھے پر مکے کی شکل میں ہاتھ مارا۔ اور خفگی کے سے انداز میں شرما کر دیکھا

نعمان نے اس کے انداز سے محظوظ ہو کر جاندار قہقہ لگایا۔ وہ گلابی سی ہوتی ہوئی اس کے دل میں اتر رہی تھی ۔

" ارے بھئی میں خوش ہو رہا ہوں پاگل میری "

نعمان نے ہنسی کو قابو میں کرتے ہوئے کہا ۔ گاڑی ایک جگہ روک کر وہ اب سیٹ بیلٹ اتار رہا تھا ۔

" اب کہاں ؟"

حسنٰی نے مسکراتے ہوتے ہوئے حیرت سے پوچھا اور ارد گرد نظر دوڑائی گاڑی ایک پھولوں کی دوکان کے سامنے رکی تھی ۔ نعمان اب گاڑی سے اتر کر دوکان کے اندر جا چکا تھا ۔ حسنٰی نے مسکرا کر ہوا میں سر مارا انداز ایسا تھا جیسے خود سے کہہ رہی ہو یہ نہیں سدھرنے والے ۔

کچھ دیر میں نعمان بہت بڑے سے خوبصورت بکے کے ساتھ دوکان سے باہر نکلا تھا ۔ بکے میں مختلف رنگوں کے پھول بڑی مہارت سے سجائے گئے تھے جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو ایک نظر میں لبھا دیں ۔ مسکراتے ہوئے حسنٰی کی طرف کا دروازہ کھولا اور تھوڑا جھکتے ہوئے اسے بکے پیش کیا ۔

" نعمان ۔ ن ۔ ن ۔ ن ۔ ن "

حسنٰی نے مصنوعی خفگی سے دیکھا اور کھلکھلاتے ہوئے بکے کو اس کے ہاتھ سے تھاما۔ محبت سے پھولوں کو چھو کر دیکھا

" اٹس فار یو جندم مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دینے کے لیے "

نعمان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور سینے پر ہاتھ باندھ کر پر سکون انداز میں اپنے سامنے بیٹھی اس خوبصورت عورت کو دیکھا جو اس کے دل کے نہاں خانوں میں بستی تھی ۔

" تھنکیو۔و۔و۔و۔و۔و "

حسنیٰ نے محبت سے ایک نظر بکے کو دیکھا اور پھر ایک نظر سامنے سرشار سے کھڑے نعمان پر ڈالی۔ اس کا یوں خوش ہونا کتنا اچھا لگ رہا تھا بچہ سا لگ رہا تھا وہ یوں چہکتے ہوئے وہ اب گھوم کر بچوں کی طرح چہکتا ہوا دوسری طرف سے گاڑی میں آ چکا تھا ۔ حسنیٰ کو اس کے اس انداز پر ہنسی بھی آ رہی تھی اور خوشی بھی ہو رہی تھی ۔

" اور کچھ چاہیے ؟"

نعمان نے مسکراتے ہوئے محبت سے کہا ۔ لبوں کو منہ کے اندر کیا اور پر جوش انداز میں ایسے پوچھا جیسے آج اگر وہ کچھ بھی مانگے گی تو وہ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔

"آسکریم "

حسنیٰ نے لاڈ سے زبان تھوڑی سی باہر نکال کر کہا ۔ نعمان نے اس کے انداز پر قہقہ لگایا ۔ حسنیٰ نے بھی قہقہے کا بھرپور ساتھ دیا۔

" اوکے حکم حکم "

نعمان نے گاڑی کا سٹیرنگ آسکریم پارلر کی طرف گھوماتے ہوئے شرارت سے کہا۔

****

" کیسے ہو "

نعمان نے سامنے میز پر رکھے پیپر ویٹ کو دھیرے سے میز پر گھومایا تھا۔ فون کان کو لگائے وہ آفس میں بیٹھا تھا۔ اگلی چال چلنے کا وقت ہو چکا تھا۔ جبار ضمانت لیے گھر آچکا تھا حازق نے اپنے اغوا اور وہاب کی موت کا کیس کر رکھا تھا تو جبار نے اس پر زاہد جبار کے لاپتہ ہونے کا کیس کر رکھا تھا۔

" کون ---؟ پہچانا نہیں میں نے "

جبار نے نا سمجھی کے انداز میں استفسار کیا تھا۔ نعمان نے گہری سانس لی پیپر ویٹ کو چھوڑا اور سگریٹ کی ڈبی میں سے سگریٹ نکالا۔

" ضرورت نہیں پہچاننے کی "

سپاٹ لہجے میں کہا ۔ کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔ اور سگریٹ کو منہ میں دبایا دوسری طرف اب جبار خاموش تھا ۔

" حازق نے اچھی گیم کھیلی واہ "

نعمان نے طنز بھرے انداز میں کہا اور قہقہ لگایا ۔ سگریٹ کو لائیٹر کے شعلے سے جلایا تو لائیٹر سے نکلنے والی آگ کے شعلے کا عکس نعمان کی آنکھ میں واضح ہوا ۔

" مطلب ---؟"

دوسری طرف ہنوز جبار الجھن کا شکار ہی تھا ۔

" مطلب یہ کہ ---- اپنے باپ کو بھی رستے سے ہٹا دیا اور تمہیں بھی پھنسا دیا"

بڑے انداز میں کہا۔ اور سگریٹ کا کش لگایا ۔ آفس کا وقت ختم ہو چکا تھا ۔ باہر خاموشی تھی ۔ وہ گہری نیلے رنگ کی شرٹ کے اوپر سیاہ کوٹ پہنے پر سکون انداز میں بیٹھا تھا ۔

" وہ کیوں کرے گا اپنے باپ کے ساتھ ایسا "

جبار نے حیرانگی سے سوال پوچھا ۔

" جب آپ کو یہ پتہ چلے کہ آپ کے باپ کی یہ ڈھیر ساری دولت کے آپ اکیلے حق دار نہیں ہیں کوئی اور بھی ہے تو کیا کریں گے آپ "

نعمان نے لب بھینچے ۔ پر سکون انداز میں کہا ۔ سگریٹ کو ایش ٹرے کے کنارے سے پیار سے ٹکرایا ۔

"میں سمجھا نہیں "

جبار کی وہی نا سمجھی قائم تھی ۔ الجھن نعمان کے انداز سے اس کی باتوں سے بڑھ رہی تھی ۔

حازق وہاب کو اپنے باپ کی دوسری شادی کا علم ہو گیا تھا جو اس نے ساری دنیا سے چھپا کر رکھی ہوئی تھی دولت کو بانٹنے کا حوصلہ نہ ہو تو حقیقت ڈسکلوز ہونے سے پہلے اس جڑ کو ختم کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے دولت دوسری طرف لٹائی جا رہی ہو "

نعمان روانی سے بول رہا تھا اور جبار ہمہ تن گوش تھا ۔

" اوہ ---- لیکن تم کون ہو یہ سب کیسے جانتے "

دوسری طرف جبار کی حیرت میں ڈوبی آواز کے ساتھ ساتھ بے چینی تھی

"یوں سمجھ لو تمہارا خیر خواہ ہوں جو یہ سب جانتا ہے "

نعمان نے گہری سانس لی ۔ لبوں پر طنز بھری مسکراہٹ تھی اور سگریٹ کے دھواں تھا ۔

www.classicurdumaterial.com

" میں اسے ---اسے چھوڑوں گا نہیں "

جبار نے دانت پیس کر کہا۔ اس کا خون کھول اٹھا تھا ۔ اسے تاپانے کے بعد اب اگلا کام ٹھنڈا کرنے کا تھا ۔

" ہممممم ---- پر ذرا آرام سے سوچ سمجھ کر تمھارا بیٹا ابھی اس کے قبضے میں ہے "

نعمان نے رازدار انداز میں اس کا خیر خواہ بنتے ہوئے کہا ۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی سوال کرتا اسے یوں ہی انتظار میں چھوڑ کر فون بند کرنا تھا اور اس سم کو ڈسٹرائے ۔

نعمان نے فون بند کیا اور فون سے سم نکال کر پر سوچ انداز میں مضبوط انگلیوں میں سم کو گھومایا ۔

****

" مام آ رہی ہیں کل "

نعمان نے جوس کا گلاس حسنیٰ کی طرف بڑھایا ۔ حسنیٰ نے مسکرا کر گلاس کو تھاما تھا ۔ نعمان آفس سے آنے کے بعد اپنے ٹرپوزر اور ٹی شرٹ کو پہنے ہوئے تھا ۔

" اچھا پر "

حسنیٰ نے حیران ہوتے ہوئے نعمان کی طرف دیکھا ۔وہ سمجھتی تھی کہ نعمان کے مسلمان ہونے کے بعد شائی داب کرسٹن اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھیں ۔ اسے کیا پتہ تھا کہ نعمان نے ان کو ولسم سے چھپا کر سندھ میں رکھا ہوا ہے۔ اور وہاں ان کی ہر ضرورت و ہی پورا کرتا تھا ۔ لیکن اب اسے لگتا تھا کہ حسنیٰ کا اس حالت میں گھر میں اکیلے رہنا بلکل بھی ٹھیک نہیں اور جب اس نے کرسٹن سے اپنی خوشی بانٹی تھی وہ خود ہی آنا چا رہی تھیں

" جندم میری اب تمہیں آرام کرنا ہے تمھیں ایکسٹرا کیر کی ضرورت ہے "

حسنیٰ کی ناک کو پکڑ کر کھینچا اور بیڈ پر اس کے پاس بیٹھا ۔ حسنیٰ نے سر شار سا ہو کر گلاس کو منہ لگا کر آنکھوں

36

کو اوپر اٹھا کر نعمان کی طرف دیکھا ۔ جو محبت سے اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی انوکھی ہی ماں بننے والی ہو ۔

" اور میری مام ایک گریٹ لیڈی ہیں ۔ تم ان سے ملو گی تمہیں بہت اچھا لگے گا "

www.classicurdumaterial.com

مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور دیوار کی طرف دیکھ کر کھوئے سے انداز میں تصور میں کرسٹن کا معصوم سا چہرہ دیکھا

"آپ کی تربیت سے اندازہ ہوتا ہے"

حسنیٰ نے جوس کے گلاس کو منہ سے لگا کر محبت بھرے لہجے میں کہا ۔ اور پھر گلاس نعمان کی طرف بڑھایا گلاس میں ابھی آدھے سے کم حصے میں جوس موجود تھا ۔ نعمان نے آنکھیں سکیڑ کر پہلے گلاس کی طرف اور پھر گھور کر ناک پھلا کر حسنیٰ کی طرف دیکھا جس نے فوراً دانتوں کی نمائش کی ۔

"پورا ختم کرو بھئی"

نعمان نے خفگی سے گھورا۔ اور ڈانٹنے کے انداز میں کہا ۔ حسنیٰ نے برا سامنہ بنا کر ایسے دیکھا جیسے تھوڑا سا جوس بھی اور پیے گی تو باہر نکل آئے گا سب ۔ دو دن سے نعمان یہی سب کر رہا تھا اس کے ساتھ ۔ باورچی واپس رکھ لی تھی ۔ کپڑے دھوبی کے پاس جانے لگے تھے فریج پھلوں سے بھر گیا تھا جن کو وہ زبردستی حسنیٰ کے سامنے بیٹھ کر اسے کھلاتا تھا ۔ اور اب بھی آفس سے واپس آکر کپڑے تبدیل کرتے ساتھ ہی فریش جوس نکال کر خود اسے اپنی سخت نگرانی میں پلا رہا تھا ۔ حسنیٰ کے برا سا منہ بنانے کی باوجود زبردستی پکڑ

کر گلاس اس کے منہ کو لگا دیا وہ بچوں کی طرح منہ ادھر اُدھر کر رہی تھی اور وہ سختی سے ڈانٹتے ہوئے پینے کے لیے کہہ رہا تھا۔

" نعمان آپ نے تو !!! کیا ہے سب کے بچے ہوتے ہیں ایسے تھوڑی کوئی کرتا ہے "

جوس زہر مار کرنے کے بعد حسنیٰ نے خفگی سے ماتھے پر بل ڈال کر کہا نعمان نے مسکرا کر محبت سے دیکھا اور گلاس بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

" سب کے بچے ہوتے ہوں گے ان کے لیے یہ بات اس لیے نارمل ہو گی کہ ان کے پاس پہلے سے بہت سے خونی رشتے ہوں گے "

بیڈ پر بلکل اس کے سامنے بیٹھ کر وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر محبت سے کہہ رہا تھا۔

" پر میرا یہ واحد خونی رشتہ ہو گا تم کیا جانو تم مجھے زندگی کی کتنی بڑی خوشی دینے جا رہی ہو "

وہ جزب کے عالم میں سر شار سا بول رہا تھا آنکھیں چمک رہی تھیں۔ انداز کھویا کھویا سا تھا لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی اچانک حسنیٰ کی طرف دیکھا تو وہ رو رہی تھی ۔ موٹی موٹی آنکھیں پانی سے بھری پڑی تھیں ۔

" حسنی! "

پیار سے اس کی گال پر ہاتھ کیا رکھا وہ تو پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ۔ نعمان گھبرا سا گیا تھا اس کے یوں رونے سے -- وہ اونچی آواز میں رو رہی تھی ۔

" کیا ہوا جندم ایسے کیوں رو رہی ہو "

محبت سے آگے ہو کر اس کے کندھوں پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اور دھیرے سے ہاتھوں سے اس کے کندھوں پر تھپکی دی ۔

" امی ---- بھائی--- اور بہنیں یاد آ رہی ہیں "

وہ بری طرح روتے ہوئے کبھی گال صاف کر رہی تھی تو کبھی ناک رگڑ رہی تھی ۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ بہتے آنسو کی ایک لکیر کو رگڑتی دوسری لڑھکنا شروع ہو جاتی ۔

" میرا بھی تو کوئی بھی خونی رشتہ میرے ساتھ نہیں ہے "

وہ ہچکیوں میں رو دی تھی ۔ لبوں کو باہر نکال کر آنکھوں کو سکیڑے وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

" میں ہوں نہ تمھارا "

نعمان نے نرمی سے اس کے گال پر سے آنسو صاف کیے تھے۔ اس کا یوں رونا تکلیف دے رہا تھا۔ لیکن وہ سمجھ سکتا تھا وہ اس وقت کس کیفیت سے گزر رہی ہے ۔ جس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے خون کے رشتے اس دنیا میں موجود ہیں لیکن وہ پھر بھی ان سے مل نا سکتا ہو اس سے بڑا کیا دکھ ہو سکتا تھا ۔

" نعمان جب ہم لڑکیاں کسی غیر محرم سے محبت میں مبتلہ ہو جاتی ہیں تو سمجھتی ہیں سب کچھ یہ ہے اور پھر میری طرح اس ناجائز رشتے کے پیچھے "

روتے ہوئے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا ۔ وہ بری طرح ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مسل رہی تھی ۔

" اپنے سارے پیاروں کو کھو دیتی ہیں ۔ میرے بھائی میری بہنیں مجھ سے بہت بہت محبت کرتی تھیں "

"پتا ہے عمر بھائی نے تو ابو کے بعد مجھے اتنا پیار دیا کہ میں ابو کو یاد کر کے روتی نہ رہوں "

وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے نعمان کو بتا رہی تھی ۔ بار بار ہاتھ کی پشت سے گال رگڑ رہی تھی ۔

"امی کی میں جان تھی تو دونوں بہنیں جب گھر آتی تو مجھے ایسے لاڈ کرتی تھیں جیسے میں کوئی شہزادی ہوتی ہوں "

وہ کھوئی کھوئی سی کہہ رہی تھی ۔ آواز بھیگی سی تھی مدھم سی تھی۔ آنسو نکل نکل کر گال تر ہوئے پڑے تھے ۔

" حسن بھائی کا اور میرا اتنا مزاق تھا ۔ اتنا پیار تھا دونوں بھائی‌یوں کو مجھ سے کہ میرے لیے اپنی بیوؤں سے لڑ پڑتے تھے "

پھیکی سی مسکراہٹ حسنٰ کے لبوں پر تھی ۔ سر کو ہلکا سا جھٹکا دیا ایسے جیسے اس سے بڑھ کر بد نصیب کوئی نہ ہو ۔ ہاں بد نصیب ہی ہوتی ہیں وہ لڑکیاں جو مہینوں کی محبت پر ساری عمر کی محبت قربان کرنے چل پڑتی ہیں ۔ تف ہے ان پر جو یہ سمجھتی ہیں کہ اس کے جسم سے چاہت کرنے والا اس کے خونی رشتوں سے زیادہ اس سے محبت کرتا ہے ۔ خونی رشتوں کی محبت تو ایسی ہوتی ہے جو آپ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی آپکی روح سے قائ‌م رہتی ہے ۔ وہ یاد کرتے ہیں بخشش کے لیے دعا کرتے ہیں روح کے سکون کی دعائ‌یں کرتے ہیں ۔ تو جسموں سے محبت کرنے والے رحوؤں سے محبت کرنے والوں سے زیادہ معتبر کیونکر ہو جاتے ہیں ۔ نہیں ہونے چاہیے ----- کبھی نہیں ہونے چاہیے ----

" نعمان کیا ان کو بھی میری یاد آتی ہو گی "

لبوں کو باہر نکال کر وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ عقل آئی تھی پر بہت دیر کے بعد ۔ ٹھوکر کھا کر ذلت اور رسوائی کے پھندے کے ساتھ ۔

نعمان نے کھینچ کر اسے سینے سے لگایا تھا ۔ غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں ۔ انسان خطا کا پتلا ہے ۔ وہ دھیرے سے حسنیٰ کے لرزتے جسم کو محسوس کر رہا تھا

" کیا اب کبھی زندگی میں ۔۔۔ میں ان پیارے خون کے رشتوں سے نہیں مل پاؤں گی "

نعمان کے سینے میں منہ چھپا کر وہ گھٹی سی آواز میں کہہ رہی تھی ۔ نعمان اس کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا بلکہ اسے رونے دے رہا تھا اس کے اندر کا غبار شرمندگی نکالنے دے رہا تھا ۔

****

" کیا کہنا ہے اسے مجھ سے "

حازق کی تجسس بھری آواز ابھری تھی ۔

" سر بات ہی کرنی ہے آپ سے تو آ جائیں کل پھر آپ ان کے آفس میں "

آدمی نے مہذب لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔ سامنے بیٹھے نعمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے کرسی پر بیٹھا تھا۔

" پہنچ جاؤں گا میں "

حازق نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ جبار سے بہت سی باتوں کا حساب کتاب کرنا ضروری تھا۔

نعمان نے ہاتھ کے اشارے سے سامنے کھڑے آدمی کو فون بند کرنے کا کہا۔ نعمان کا اشارہ ملتے ہی اس نے فون بند کیا۔

وہ آدمی اب دوسرے فون کو جیب سے نکال کر ایک اور نمبر ملا رہا تھا۔ فون کان کو لگائے ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا۔

" ہیلو ----- "

جبار کی کھردری سی آواز فون سے ابھری تھی۔

" حازق ملنا چاہتا آپ سے "

آدمی نے کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ نعمان کی طرف ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو ٹھیک ہے سب نعمان نے لب بھینچ کر ہاتھ کے اشارے سے اوکے کیا۔

www.classicurdumaterial.com

" ملنا تو میں بھی چاہتا ہوں اس سے "

جبار نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے تھے --

" تو کل سر آپ کے آفس آ رہے ہیں تین بجے "

" ٹھیک ہے "

جبار نے مختصر کہا آدمی نے اشارہ ملتے ہی فون بند کیا۔

نعمان نے گہری سانس لی اور آنکھیں سکیڑ کر پر سوچ انداز میں سامنے کھڑے آدمی کی طرف دیکھا۔

" زہریلی ریپڈ ٹوتھ پکس تیار کرواؤ بوٹولیم ٹاکسن زہر سے تیار شدہ "

نعمان نے رعب سے سامنے کھڑے آدمی سے کہا ۔ جبڑے سختی سے بند کیے وہ پر سوچ انداز میں بول رہا تھا ۔ یہ زہر دنیا کا سب سے خطرناک ترین زہر تھا جو پنتالیس منٹ کے اندر اندر شخص کو ڈھیر کر دیتا تھا۔

یہ والا ریپ پیپر ہونا چاہیے ۔ آدمی نے لیپ ٹاپ سے ایک تصویر اس آدمی کے سامنے کی ۔ تصویر میں کسی میز پر ریپ کی ہوئی ٹوتھ پک کی کلوز تصویر تھی ۔

******

"آپ نے جاب سے رائی زائی ن کر دیا پر کیوں انکل "

نعمان نے فائی ق کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا ۔وہ سر جھکائے آگے آگے چل رہے تھے

آج نعمان کو جب پتا چلا کہ تین دن سے فائی ق رضا واصف ٹیکسٹائی ل نہیں آ رہے اور وہ ملازمت چھوڑ چکے ہیں تو وہ آج گھر جانے کے بجائے سیدھا ان کے گھر آیا تھا ۔ وہ دروازہ کھول کر اسے دیکھ کر خاموشی سے گہری سانس لیتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئے تھے اور نعمان وجہ جاننے کے لیے سوال کرتا ہوا ان کے پیچھے آ رہا تھا ۔

" تمھاری ماں کی وجہ سے "

فائی ق نے مڑ کر سپاٹ لہجے میں کہا ۔ فائی ق کی آنکھوں میں آج نعمان کے لیے کوئی محبت نہیں تھی وہ ساکن آنکھوں اور سپاٹ چہرے سے نعمان کو تک رہے تھے نعمان نے ماتھے پر نا سمجھی کے بل ڈالے ۔

" میری ماں "

حیرانگی سے الجھ کر کہا۔ فائی ق کی بات سمجھ سے باہر تھی وہ کیا کہہ رہے تھے ۔ کون سی ماں

" ہاں میں اس کی کمپنی میں اسکے انڈر کام نہیں کر سکتا ہوں "

فائق نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔ لہجہ تلخی لیے ہوئے تھا انداز بے حد سنجیدہ تھا نعمان حیرت زدہ سا الجھا سا ان کو دیکھتا ہوا صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

" مجھے نہیں پتا تھا وہ اونر ہے "

فائق نے ضبط سے لبوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا ۔چہرے پر ابھی بھی ناگواری موجود تھی ۔

"آپ کہہ کیا رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے مسز واصف کی وجہ سے آپ نے رائی یزائن دیا ؟"

نعمان نے الجھتے ہوئے حیرت زدہ انداز میں پوچھا ۔ماتھا ابھی بھی سمجھنے کی کوشش سے دوچار ہوتے ہوئے شکن آلودہ تھا

" ہاں اسی شہروزی کی وجہ سے سوری ٹو سے تمہیں برا لگا ہو گا کیونکہ تمھاری ماں ہے پر میرے ساتھ اس کی بہت سی تلخ یادیں جڑی ہیں "

فائق نے ناگواری سے کہا ۔ ہاتھ اٹھا کر نعمان کی طرف اشارہ کیا انداز روکھا سا تھا ۔

" واٹ !!!!!! "

نعمان نے حیرت سے منہ کھولا ۔ یہ کیا سمجھ بیٹھے تھے انکل نعمان نے سر کو افسوس کے انداز میں ہوا میں مارا

" کیا کہہ رہے ہیں آپ مسز واصف اور میری مدر ---- انکل آپکو کوئی بہت ہی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے میں ان کا بیٹا کہاں ہوں "

نعمان نے کھولا منہ بند کیا اور بازو ہوا میں اٹھاتے ہوئے سر کو ایسے جھٹکا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ آپ کیا سمجھ بیٹھے ہیں

" میں تو ان کی کمپنی میں ملازمت کر رہا ہوں پچھلے ایک سال سے "

پر سکون سے لہجے میں کہا ۔ اور کندھے اچکائے فائق نے چونک کر دیکھا ۔ اچھا تو شہروزی نے آج تک اسے الگ رکھا خود سے اور نہیں بتایا کہ یہ اسکا اور حسن کا بیٹا ہے ۔ فائق نے سوچتے ہوئے آنکھوں کی پتلیوں کو سکیڑا

" کیا مطلب تمہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ تمہاری ماں ہے ---- "

فائق نے پریشان سا ہو کر انگلی ہوا میں اٹھائی

" انکل مجھے تو آپ کی سمجھ نہیں آ رہی آپ کیا کہہ رہے ہیں "

نعمان نے افسوس اور حیرت کے ملے جلے تاثر میں کہا۔

"رکو ---- رکو ---- ایک منٹ "

فائق ہاتھ کے اشارے سے نعمان کو رکنے کا کہہ کر صوفے سے اٹھے تھے اور پھر سامنے موجود دو کمروں میں سے ایک کمرے میں گم ہوئے ۔ کچھ دیر بعد وہ کچھ تصاویر ہاتھ میں پکڑے واپس آئے ----۔ نعمان عجیب سی الجھن کا شکار حیرت زدہ سا وہیں بیٹھا تھا ۔

" یہ دیکھو "

حسن کی تصویر نعمان کی طرف بڑھائی ۔

" یہ باپ تمھارا حسن میرا دوست "

فائق نے مدھم سی آواز میں کہا ۔ اور وہ تو جیسے تصویر ہاتھ میں پکڑے جامد ہوا تھا ۔ سب کچھ رک گیا تھا۔ صرف دل کے دھڑکنے کی آواز تھی ۔ وہ تصویر میں اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ہو بہو ان کی کاپی تھا ۔وہی چہرہ ماتھا بال آنکھیں موچھیں جسامت قدرت نے یہ رنگ و روپ شائد آج کے دن کے لیے ہی اتنا متشابہ رکھا تھا ۔ نعمان نے تصویر پر انگلیوں

کی پوروں سے حسن کے چہرے کو چھوا تھا ۔ عجیب سی کیفیت تھی دل پھٹنے کی حد تک دھڑک رہا تھا ۔

" اور یہ حسن اور شہروزی کی نکاح کی تصویر "

فائق نے اگلی تصویر نعمان کی طرف بڑھائی جسے ایک ٹرانس میں وہ تھام چکا تھا ۔ تصویر میں گلاب کے ہار گلے میں پہنے شہروزی اور حسن کھڑے مسکرا رہے تھے ۔ گلے میں کوئی گولہ سا اٹکا تھا ۔ گھٹن کا احساس تھا نعمان نے لبوں پر زبان پھیری اور گلے میں بندھی ٹائی کو بے دردی سے دائیں بائیں گھما کر ڈھیلا کیا تھا کہ شائد اس کو ڈھیلا کرنے سے ہی سانس آئے شہروزی آج بھی ویسی ہی تھی ۔ بس عمر کے آثار تھے جو تھوڑے سے اب چہرے پر واضح تھے ۔ یہ دولت مند لوگ تو وقت کو بھی دھوکا دے دیتے ہیں اتنی آسائیشوں میں زنگی گزارتے ہیں کہ وقت کی دھول ان کے چہرے پر پڑتی ہی نہیں ۔

" تمھارے نانا سے چھپ کر نکاح کیا تھا ان دونوں نے "

فائق نے گہری سانس لی اور ایک اور تصویر نعمان کی طرف بڑھائی جس میں فائق حسن کے ساتھ کھڑا تھا ۔ دونوں ہنس رہے تھے فائق نے حسن کے گرد بازو حائل کیے ہوئے تھے اور دونوں پورا منہ کھولے کسی بات پر قہقہ لگا رہے تھے ۔ چہرے پر آنے والی آفتوں کے کوئی آثار نہیں تھے ۔

www.classicurdumaterial.com

" اور جب ملک انور کو خبر ہوئی تو بس پھر "

فائق کی آواز میں درد تھا۔ تکلیف تھی جس دوست کے گرد وہ بازو حائل کیے محبت سے ہنس رہا تھا اس دوستوں نے انہی بازوؤں میں زنگی کی بازی ہار دی تھی ۔

" حسن کو جان سے ہی مار دیا ظالموں نے "

فائق نے روہانسی آواز میں کہا۔ وہ جو ابھی تک بے یقینی کی سی کفیت میں کھڑا تھا ۔ ایک دم سے جیسے ہوش میں آیا تھا ۔ چونک کر نم آنکھوں پھٹتے دل سے فائق کی طرف دیکھا ۔ بولنے کی کوشش کی پر آواز نکل نہیں رہی تھی۔ تھوک نگل کر گلے میں پھنسے گولے کو نگلا ۔

" مہ ---- میں ان کا "

گھٹی سی بے یقین آواز تھی ۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اس لمحے وہ ماتم منائے یا خوش ہو کیسا لمحہ تھا جس نے اس کے اندر کی دنیا ہلا کر رکھ دی تھی ۔ وہ جو ساری عمر یہی سمجھتا رہا وہ ناجائز اولاد ہے کسی کی ۔ ایسی اولاد جو شرمندگی کا باعث بنتی ہے جسے غیرت مند لوگ رات کے اندھیروں میں پھینک دیتے ہیں ۔ پر آج یہ حقیقت سوہان روح تھی کہ لوگ جائز اولاد کو بھی پھینک دیا کرتے ہیں ۔

"ہاں تم ان دونوں کے بیٹے ہو حسن کے گزر جانے کے بعد تم پیدا ہوئے میں جیل میں تھا تب تمہارے والد کے قتل کا الزام ان ظالموں نے میرے سر تھوپ دیا تھا"

فائق نے سر جھکا کر کہا۔ وہ نعمان کو شہوزی اور حسن کی داستان سنا رہے تھے ۔ حسن کی زندگی کے آخری دن کے بارے میں بتا رہے تھے اور وہ سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ ساکن سپاٹ زرد چہرہ لیے کھڑا تھا ۔

" شہوزی نے کیا تمہیں کبھی نہیں بتایا کہ تم اس کے بیٹے ہو؟ "

فائق نے سر اٹھا کر نعمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ وہ خاموش کھڑا تھا بلکل خاموش۔۔۔ساکن ۔۔۔۔ زرد۔۔۔۔ بے حس و حرکت۔

" کیا تمہیں الگ رکھا ہمیشہ اس نے "

فائق کچھ نہیں جانتا تھا کہ اس کی زندگی میں اس نے کیا کچھ دیکھا اور کیسے وہ شہوزی سے ملا ۔ اور کن حالات میں ملا ۔ وہ تو یہ سوچ رہا تھا کہ شائد شہوزی اسے الگ رکھ کر پالتی رہی اور بتایا نہیں کہ وہ اسی کا بیٹا ہے نعمان نے تصویروں کو دھیرے سے میز پر رکھا اور داخلی دروازے کی طرف قدم بڑھائے ۔

" نعمان ۔۔۔۔۔۔"

فائق نے اسے پیچھے سے آواز دی تھی ۔ وہ ابھی اسے حسن کی فیملی کے بارے میں آگاہی دے رہے تھے ۔ اسے بتا رہے تھے کہ اس کی دادی یعنی حسن کی ماں زندہ ہے اس کی تین عدد پھپھو ہیں ۔ لیکن نعمان ان کو بولتا چھوڑ کر ربوٹ کی طرح آگے بڑھا تھا ۔

" نعمان رکو تو "

فائق دروازے تک اس کے پیچھے گئے تھے ۔ لیکن وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل چکا تھا ۔ یہ رات اس پر بہت بھاری تھی ۔ جو اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا تھا ۔ دل بھاری تھا آنکھیں نم تھیں ۔ ذہن انگنت بازگشت سے پھٹ رہا تھا ۔ وہ گاڑی سے ٹیک لگائے سنسان سی جگہ پر کھڑا تھا ۔ ہاتھ میں سگریٹ تھی جو جل رہی تھی ۔

"رکو -- کون ہو تم --- "

"آپ کل سے ہی واصف ٹیکسٹائل میں جوائننگ دیں "

" یہ فلیٹ آپکو کمپنی کی طرف سے دیا جا رہا ہے "

"آپ ڈیزرو کرتے ہیں کار آپ کو بونس کی طور پر دی جا رہی ہے "

" میں آپکو کمپنی کا ایم ڈی بنا رہی ہوں "

سگریٹ سلگ رہی تھی ۔ دل بھی سلگ رہا تھا کتنے ہی جملوں کی بازگشت ذہن میں گڈ مڈ ہو رہی تھی ۔ کیا ایسی بھی کوئی ماں ہوتی ہے جو اپنے بچے کو پھینک دے ۔ دل پھٹ رہا تھا ۔ اور جب پھر خود کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تو مجھ پر محبتیں لٹا دیں ۔ یہ محبت تب کہاں تھی ۔ وہ رو رہا تھا۔

بازو کے آستین سے بچوں کی طرح گال رگڑ ڈالے تھے جن پر آنسو آنکھ کے کونے سے لڑھک کر نیچے آ گئے تھے ۔

****

" ہاں بڑا گیم کھیلا تم نے "

جبار نے کن اکھیوں سے اپنے سامنے بیٹھے حازق کی طرف دیکھا ۔ حازق تین بجے سے پہلے ہی اپنے دو عدد سکیورٹی گارڈز کے ہمراہ جبار کے آفس میں موجود تھا ۔ حازق کے گارڈز نے جبار کی اور جبار کے گارڈز نے حازق کی تلاشی لی تھی اور پھر آفس میں وہ دنوں آمنے سامنے موجود تھے ۔ دونوں کے گارڈز اب باہر موجود تھے جو ہر طرح کی سچویشن کے لیے چوکنا تھے ۔

" مطلب --- گیم تو تم کھیل رہے ہو "

حازق نے ماتھے پر بل ڈال کر دانت پیستے ہوئے ناگواری سے کہا۔ خونخوار نظر سے سامنے بیٹھے اپنے باپ کے قاتل کو دیکھا۔ وہ اپنی مکروہ شکل لیے اپنے خوبصورت نام کا کوئی پاس نہ رکھے ہوئے بیٹھا تھا۔

"اپنے بیٹے کو خود چھپا رکھا ہے تم نے"

حازق نے ناک پھلا کر سامنے میز پر ہاتھ مارا تھا۔ دل تو کر رہا تھا کہ گریبان سے پکڑ کر اس شخص کا سر میز پر پٹخ ڈالے۔ لیکن وہ ضبط کرتے ہوئے مٹھی بھینچ کر بیٹھا ہوا تھا۔ باپ کی اچانک موت اور اتنے دن قید کی تکلیف نے بے حال سا کر دیا تھا۔ شیو بڑھی ہوئی تھی آنکھیں رتجگوں کی چغلی کھا رہی تھیں وہ بے سکون تھا۔

"تم اپنی چال مجھ پر مت تھوپو اپنے باپ کو خود مروایا ہے تم نے اور الزام میرے سر تھوپ دیا"

جبار نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ بیٹے کا لاپتہ ہونا ذہنی اذیت بن چکا تھا وہ کہاں ہے کس حال میں ہے۔ سارا سارا دن یہ سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو گیا تھا۔ ایک پل کا چین نہیں تھا۔ حازق ماننے کو تیار نہیں تھا اور وہاب کی ناگہانی اچانک موت سب راز ساتھ لے ڈوبی تھی۔

کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی ۔ دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ سے کھلا تھا۔ سفید یونیفارم پہنے نپکن پہنے ہاتھوں پر دستانے پہنے ایک چھوٹی سی ٹرے ہاتھ میں پکڑے ایک آدمی اندر داخل ہوا تھا ۔ وہ شائی دآفس کے کچن میں کام کرنے والا کوئی ملازم تھا ۔ ہاتھ میں پکڑی ٹرے میں ایک عدد سافٹ ڈرنک اور کچھ ٹوتھ پکس پڑے تھے ۔

(بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی نعمان کے آگے کمر پر ہاتھ دھر کر کھڑا تھا ۔ اور نعمان کے سامنے لیپ ٹاپ پڑا تھا ۔

" جبار کی مخصوص عادات میں سے ایک عادت یہ ہے کہ وہ کھانے کے بعد ٹوتھ پک لازمی استعمال کرتا ہے اور اس کو بہت دیر تک منہ میں رکھ کر گھوماتا ہے ."

نعمان کو وہ شخص کچھ تصاویر دکھا رہا تھا جس میں جبار منہ میں ٹوتھ پک لیے بیٹھا تھا ۔
نعمان آنکھیں سکیڑے بغور ان تصاویر کو دیکھ رہا تھا)

ہاتھ ٹرے میں پکڑے آدمی آہستہ سے آگے بڑھا تھا ۔ حازق کے پاس جا کر سافٹ ڈرنک کا گلاس نفاست سے حازق کے سامنے رکھا جسے حازق نے ناگواری سے خود سے دور کیا تھا ٹرے کو میز پر رکھنے کے غرض سے آدمی نے ٹرے آگے کی اسی لمحے آدمی کا ہاتھ دھیرے سے لڑکھڑایا اور ٹوتھ پکس حازق کے اوپر ڈھیر ہوئی تھیں ۔ کچھ اس کے کوٹ پر اور کچھ ٹانگوں پر ۔

"سوری سر"

آدمی شرمندہ سا ہو کر خجل ہوا۔ اور پریشان شکل بنا کر حازق کی طرف دیکھا ایسے جیسے وہ اس انجانی غلطی پر گھبرا گیا ہو۔ روہانسی صورت بنائے وہ ٹرے کو پکڑے حازق کے سر پر کھڑا تھا۔

"اٹس اوکے"

حازق نے سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا اور ٹوتھ پکس اپنے اوپر سے چننا شروع کر دی تھیں۔ اس نے ساری سفید کاغز میں ریپڈ ٹوتھ پکس ایک ایک کر کے واپس چھوٹی سی ٹرے میں رکھیں جسے وہ آدمی مہزب انداز میں تھامے کھڑا تھا۔

اس آدمی نے نرمی سے ٹرے جبار کے سامنے کی اور سر جھکاتا آفس سے باہر نکل گیا۔

جبار نے ایک ٹوتھ پک اٹھائی اس کے اوپری کور کو انگلیوں کی پور سے اتارا اور فوراً اسے منہ میں رکھا۔ اس کے ٹیبل پر ہر وقت یہ ٹوتھ پکس موجود رہتی تھیں اور جب ختم ہوتیں تو دوبارہ سے ریفل کرائی جاتی تھیں۔ جس نے کچن میں کام کرنے والا لڑکا تک خرید لیا تھا اس کے لیے آفس میں سے ٹوتھ پکر میں سے ٹوتھ پک ختم کروانا کوئی مشکل کام نہیں تھا جبار اپنے مخصوص انداز میں ٹوتھ پک کو منہ میں دائیں بائیں حرکت دے رہا

تھا ۔ سامنے بیٹھا حازق ناگواری چہرے پر لیے بیٹھا اس آدمی کا جیسے باہر جانے کا انتظار کر رہا تھا جیسے ہی وہ باہر گیا اس نے باتوں کا سلسلہ وہیں سے جوڑا تھا جہاں رکا تھا ۔

" اپنی بکواس بند کرو تم نے مجھے اغوا کروایا تھا وہ تمھارے بندے تھے جو مجھ سے وہی لڑکی مانگ رہے تھے تمھارے لیے جو پہلے ڈیل کے بدلے تمہیں دی تھی میں نے "

حازق نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔ چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا ۔

" واٹ ۔ٹ ۔ٹ ۔ بکواس سب میرے کوئی آدمی نہیں سمجھے تم "

جبار نے نا سمجھی کے انداز میں کہا ۔ اور ہاتھ کو ناگواری سے ہوا میں چلایا ۔

" تم نے میرے باپ کو ہی مار ڈالا "

حازق کی آواز میں ایک دم سے دکھ بھر آیا تھا ۔ ضبط آخری حد کو پہنچ چکا تھا ۔ گھر کا ماتم نظروں کے سامنے سے گھوم گیا ۔

" وہ کیس ابھی ثابت نہیں ہوا ہے میں نے تمھارے باپ کو نہیں مارا ہے "

www.classicurdumaterial.com

جبار نے غصے سے منہ میں ڈالی ٹوتھ پک کو پاس پڑی ڈسٹبن میں تھوکا ۔ ٹوتھ پک عجیب سا ذائقہ لیے ہوئے تھی کڑوا سا ۔ جو ناگوار سے آثار اس کے چہرے پر چھوڑ گیا تھا ۔ اب وہ دوسری ٹوتھ پک کھول رہا تھا ۔

" تم نے ہی مارا ہے تم اب کسی بات سے مکر نہیں سکتے سمجھے "

حازق غصے سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا ۔ میز پر دانت پیستے ہوئے اتنی زور سے ہاتھ مارے کے سامنے بیٹھا جبار ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہو گیا ۔

" مجھے میرا بیٹاواپس کرو سمجھے تم "

جبار نے بھی اسی غصے سے دیکھ کر کہا ۔ لبوں کو بھینچا ۔ دوسری ٹوتھ پک بھی ویسی ہی کڑوی تھی اس نے جھنجلا کر اسے بھی منہ سے نکال کر پھینکا ۔

" مجھے کوئی خبر نہیں اس کی "

حازق نے چڑ کر دھاڑتے ہوئے کہا انگلی اکڑا کر جبار کے آگے کی ۔ حازق کے دھاڑنے کی دیر تھی دونوں کے باہر کھڑے گارڈ آ کر مخالف سمت میں بندوق تان چکے تھے ۔

" اۓ۔۔۔۔ "

جبار نے اسی کے انداز میں انگلی کھڑی تھی ۔

" طاقت صرف تمھارے پاس نہیں میرے پاس بھی ہے اور میں یہ ثابت کر کے رہوں گا کہ میرے باپ کو تم نے قتل کیا ہے "

"اور میں یہی کہنے یہاں آیا تھا تمھارے آدمیوں سے بھی کہتا رہا مجھے اس لڑکی کا کوئی پتہ نہیں ہے وہ کہاں ہے "

حازق نے رعب سے نڈر انداز میں کہا --

" میرا بیٹا سیدھے طریقے سے دے دینا تم --- نہیں تو میرے پاس اور بہت سے طریقے ہیں "

جبار نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا - اور ہاتھ کے اشارے سے حازق کو جانے کے لیے کہا -

" دیکھ لیں گے "

حازق نے کوٹ کو جھٹکا دیا - پیر پٹخا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے - جبکہ جبار ہوا میں سر مارتا ہوا اپنی کرسی پر واپس بیٹھ گیا تھا - حازق کے گارڈز اس کے پیچھے چل پڑے تھے -

****

”نعمان !!!!“

شہروزی تڑپ کر آگے بڑھی تھی ۔ نعمان نے ریگزنیشن لیٹر میز پر پٹخا تھا۔ وہ تھکا سا چہرہ لیے بکھرے بال لیے بے حال کھڑا تھا۔ وہ ساری رات گھر نہیں گیا تھا۔ ایک سنسان پارک میں سگریٹ پھوکتے ہوئے اس نے رات گزار دی تھی اور اب سیدھا آفس آ کر پہلے اپنا ریگزنیشن لیٹر تیار کروایا تھا۔ اس نے شہروزی کو صرف مختصر یہ کہا کہ وہ رات کو فائق سے ملا تھا اور اب وہ ساری حقیقت جان گیا ہے اس آفس میں یہاں ان کے ساتھ یہ سب جاننے لینے کے بعد وہ ایک پل بھی نہیں رکے گا۔ اور لیٹر گاڑی کی چابی اور فلیٹ کے کاغزات وہ میز پر رکھ چکا تھا۔

”تم ایسے نہیں جا سکتے ہو“

شہروزی نے نعمان کے بازو کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ نعمان کل رات والے ہی کپڑوں میں موجود تھا البتہ اب گلے میں ٹائی نہیں لگی ہوئی تھی ۔ وہ تڑپ رہی تھی ۔ آواز اور جسم دونوں کانپ رہے تھے ۔ آنکھیں انجانے سے خوف سے پھٹ رہی تھیں اتنے سال بعد ممتا کی ٹھنڈک جو ملی تھی وہ نعمان کو دیکھ دیکھ کر جینے لگی تھیں وہ چھن جائے گی پھر سے یہ خوف جان لیوا تھا۔ نعمان نے ایک جھٹکے سے بازو چھڑوایا ۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ۔

"اگر آپ چھبیس سال پہلے مجھے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک سکتی ہیں تو میں بھی جا سکتا ہوں"

نعمان نے دانت پیسے ناک پھلا کر قدم آگے بڑھائے ہی تھے کے شہروزی دونوں بازو پھلائے اس کے سامنے آ گ ئی تھی۔ کاجل آنسوؤ ں سمیت ہلکے سے جھریوں زدہ گال بھگو رہے تھے۔

" نعمان مجھے معاف کر دو میری بات سنو"

شہروزی نے اپنے دونوں کانپتے ہاتھ نعمان کے آگے جوڑے تھے ۔ آواز میں موجود لڑ کھڑاہٹ اس کے اندر کی توڑ پھوڑ کی گواہ تھی ۔

" معاف کر دوں ---"

نعمان طنزیہ انداز میں ہنسا تھا ۔ آنکھیں پھر سے نم تھیں لیکن ان آنکھوں میں سامنے کھڑی اس سفاک عورت کے لیے بے پایاں نفرت تھی ۔

"کتنا آسان ہے نہ آپ کے لیے یہ کہنا معاف کر دو ذرا یہ سوچیں کتنا مشکل تھا میرے لیے جائ ز ہوتے ہوئے بھی یہ سہنا کہ میں ایک ناجائ ز اولاد ہوں ۔"

وہ دانت پیس کر شہروزی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا ۔ ہاتھ کی دو انگلیوں کو ملا کر وہ شہروزی کی ناک کی سیدھ میں تان کر نفرت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا ۔

" نہ -- نہیں تم ناجائز نہیں تھے جان میری "

شہروزی نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا ۔ اور دوسرے ہاتھ سے پھر سے نعمان کے بازو کو تھاما ۔ تڑپ ۔ خوف ۔ بے بسی ۔ کیا کچھ نہیں تھا شہروزی کے لہجے میں ۔

" میں تھا ------ میں تھا ------ میں ساری عمر ایسے ہی لیبل کے ساتھ رہا اور اب بھی ہوں "

نعمان نے نفرت سے ہاتھ جھٹکا تھا ۔ اسے اس وقت کچھ بھی نہیں نظر آ رہا تھا نہ تو شہروزی کی محبت نہ ممتا نہ تڑپ ۔

" نہیں ہو تم "

شہروزی نے کانپتی آواز میں کہا ۔

" نہیں ہوں تو آپ نے یہ سچ جان لینے کے بعد بھی مجھے کیوں نہیں بتایا ۔ چھپ چھپ کر محبتیں لٹائی یں پر دنیا کو تب بھی نہیں بتایا کہ میں آپکا جائز بیٹا ہوں تو نا جائز ہی ہوا نہ "

نعمان پھٹ ہی تو پڑا تھا ساری رات وہ کیا کچھ نہیں سوچتا رہا تھا ۔ زہر --- زہر --- ہی بھرتا رہا اس کے اندر ساری رات ۔

" نعمان پلیز مت جاؤ "

شہروزی کانپ رہی تھی بلک رہی تھی اپنی ممتا کا واسطہ دے رہی تھی ۔ لیکن وہ تو جیسے برسوں کا زہر لیے کھڑا تھا ۔ بہت کچھ کھویا تھا اس نے ایک ایک آنسو رات یاد آیا تھا جو وہ بچپن سے بہاتا آیا تھا ۔ پہلے ولسم کی نفرت کی وجہ سے پھر اپنی کڑوی سچائی جان لینے پر ۔

" مجھے نفرت ہے آپ سے آپ جیسی عورت کو صرف محبت کرنا آتی تھی نبھانا نہیں "

نعمان نے بنا دیکھے کہا اور تیزی سے قدم باہر کی طرف بڑھا دیے تھے ۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے اور شہروزی کے درمیان کا فاصلہ بڑھا رہا تھا ۔

" نعمان !!!!! رک جاؤ "

شہروزی کی بلکتی روتی آواز اسے اپنے عقب سے سنائی دے رہی تھی ۔ لیکن یہ ممتا کھوکھلی تھی جو اس کے قدموں کی زنجیر نہیں بن پائی تھی ۔

" نعمان !!!!!!"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر بیٹھتی چلی گ ئی تھی ۔

****

" فرانسسک رپورٹ کے مطابق موت زہریلی ٹوتھ پکس منہ میں لینے سے ہوئی ہے "

جبار کے آفس کے سامنے کھڑا صحافی مائک ہاتھ میں تھامے روانی سے بول رہا تھا ۔ کچھ دیر پہلے جبار کے منہ سے اچانک جھاگ نکلنا شروع ہوئی اور جب تک وہ ہاسپٹل پہنچا وہ اس دنیا سے اپنے برے اعمال سمیت جا چکا تھا ۔ خبر چند گھنٹوں میں آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور اب رات گئے تک انویسٹیگیشن بھی مکمل ہو چکی تھی ۔

" ٹوتھ پکس ان کے آفس تک حازق وہاب کے ذریعے پہنچیں ان کے فنگر پرنٹس پائے گئے ہیں ان پر وہ آج جبار سے ملنے ان کے آفس آئے تھے "

تحقیقاتی ٹیم پولیس لوگوں کی بھیڑ ۔ صحافی کیمرہ مین سب جبار کی کمپنی کے ارد گرد جھمگٹا ڈالے ہوئے تھے ۔ افراتفری سی مچی ہوئی تھی اور اندر سے آتی خبریں صحافی روانی سے کیمروں کے سامنے بول کر لوگوں تک پہنچا رہے تھے ۔

"پولیس حازق وہاب کو حراست میں لے چکی ہے تحقیق تحال جاری ہے کیمرہ مین حمید چوہان ایم جے چینل لاہور "

صحافی سپاٹ لہجے میں کیمرے کے آگے کھڑا بول رہا تھا ۔ اور پیچھے آٹھ منزلہ آفس کی عمارت تھی ۔ جو جبار کے جانے کے بعد بھی وہیں موجود تھی ۔

****

" نعمان جا کہاں رہے ہیں ہم لوگ "

حسنیٰ پریشان سے لہجے میں کہتی نعمان کے پیچھے پیچھے گھوم رہی تھی جو بے حال سا سوجی آنکھوں سپاٹ چہرے کے ساتھ کپڑوں کو الماری سے نکال نکال کر بیگ کے اندر رکھ رہا تھا ۔ ایک طرف حیران سی کرسٹن کھڑی تھی وہ بھی حسنیٰ کی طرح ہی نعمان کی اس حالت پر پریشان تھی ۔ لیکن حسنیٰ تو جلے پاؤں کی بلی کی طرح نعمان کے پیچھے گھوم رہی تھی ۔ جو کچھ بھی نہیں بول کر پریشانی بڑھا رہا تھا دونوں کی ۔

" تم اور مام فلحال انکل فائق کی طرف اور میں حیدر آباد جا رہا ہوں "

ایک دم سے وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر رکا تھا لب بھینچ کر ناک پھلا کر سپاٹ لہجے میں کہا ۔ شرٹ کے آگے کے دو بٹن کھلے تھے بازو کے کف فولڈ کیے ہوئے تھے آنکھیں تھکاوٹ سے بے حال ادھ کھلی سی تھیں ۔

" لیکن ہوا کیا ہے آپ اتنے پریشان کیوں ہیں "

حسنیٰ پھر سے پیچھے تھی ۔ اب آواز اور روہانسی ہو چکی تھی اس نے آج تک نعمان کو اس قدر مضطرب نہیں دیکھا تھا ۔ نعمان کی یہ حالت اسے پریشان کر رہی تھی ۔

" حسنیٰ ۔۔۔ابھی میں کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں جتنا کہا اتنا کرو پیکنگ کرو فلیٹ چھوڑ رہے ہیں ہم "

نعمان ناک پھلا کر رکا اور پھر چیختے ہوئے کہا۔ حسنیٰ نے دبک کر آنکھیں بند کی تھیں وہ غصہ بھی تو پہلی دفعہ ہی کر رہا تھا اس پر ۔ لیکن وہ اس کے اندر ہوئی توڑ پھوڑ سے انجان تھی تو وہ یہ سب بتانے کی پوزیشن میں نہیں تھا ۔ حسنیٰ خفگی سے دیکھتی منہ پھلا کر اب پیکنگ شروع کر چکی تھی وہ گھر آئی ملازمہ کی مدد سے ضروری سامان سمیٹ رہی تھی ۔

" نعمان پر تم ہم دنوں کو کچھ تو بتاؤ نہ "

حسنیٰ کے منہ بنانے پر اب کرسٹن محبت سے بولی تھی ۔ وہ چلتی ہوئی نعمان کے پاس آ گ ئی تھیں جو اب بیڈ کے سائ یڈ ٹیبل پر جھکا اس میں سے سامان نکال رہا تھا ۔

" تم کیوں چھوڑا اتنی اچھی جاب میرا بچہ "

کرسٹن نے محبت سے نعمان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا ۔ نعمان نے کوئی جواب دیے بنا جیب سے موبائ ل نکال کر نمبر ملایا تھا ۔

" ہیلو عبداللہ --- ہمم تم لے کر جاؤ ذرا مام اور حسنیٰ کو انکل فائق کی طرف "

دوسری طرف عبداللہ کے فون اٹھاتے ہی وہ عجلت میں بولا تھا ۔ کرسٹن پاس کھڑی بس اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ حسنیٰ پھر اے کمرے میں آ چکی تھی لب کچلتی وہ اب پھر سے نعمان کے سر پر کھڑی تھی۔

" نعمان !!!! نعمان سب ٹھیک ہے نہ میرا دل گھبرا رہا ہے وہ حازق والا معاملا "

پریشان سے لہجے میں نعمان پر کھوجتی سی نظر ڈال کر کہا ۔

" میرا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے سمجھ کیوں نہیں آ رہا تمہیں مجھے کچھ نہیں ہوا بس حیدر آباد کسی سے ملنے جانا ہے "

نعمان نے آواز کو قابو میں رکھتے ہوئے لفظ چبا چبا کر ادا کیے

تھے ۔

"آ کر بندوبست کرتا ہوں میں کہیں اور جاب دیکھوں گا اور گھر "

گہری سانس لی ۔ حسنیٰ کی موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے ۔ لیکن اس وقت نعمان کے لیے وہ آنسو پونچھنے سے زیادہ ضروری یہاں سے نکلنا تھا ۔

" حسنیٰ !!! کم از کم اس وقت مجھے تمھارا ساتھ چاہیے تمھاری پریشانی نہیں پلیز "

نعمان نے پریشان سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔

" عبداللہ آ رہا ہے ہر چیز لے لیں دونوں یہاں سے "

نعمان نے پھر سے سمجھانے کے سے انداز میں انگلی کھڑی تھی ۔

****

" ارے بھئی آ رہی ہوں کیا دروازہ توڑ ڈالو گے "

یاسمین بیگم آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آ رہی تھیں ۔ دروازہ کب سے بج رہا تھا ۔ سمیرا شائد چھت پر تھی جو دروازہ کھولنے نہ گئی تھی ۔ وہ عصر کی نماز کے بعد تسبیح کر رہی تھیں جب بار بار دستک کی وجہ سے اٹھنا ہی پڑا ۔ وہ اتنی عمر رسیدہ تھیں کہ اپنی ساری کوشش کے باوجود اتنا تیز نہیں چل سکتی تھیں ۔ اس لیے دروازہ بار بار بج رہا تھا ۔

" کون "

دروازے پر بوڑھا جھری دار ہاتھ دھر کر پوچھا ۔ باہر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ یہ بچے بھی نہ ذہن میں بچوں کا خیال آتے ہی ان کے بوڑھے ہاتھوں نے تیزی سے کنڈی کھولی

۔ آج تو دیکھ کر رہوں کون موہ ہے دل میں سوچتے ہی کواڑ کا پٹ کھولا یہ بہت ہی تنگ سے محلے کا چھوٹا سا گھر تھا جس کی پرانی عمارت اس کے اوپر ٹوٹے غموں کے پہاڑ کی گواہ تھی ۔ جس گھر کا سربراہ اور اس کی کفالت کرنے والا اکلوتا سپوت ایک ہی سال میں چل بسیں ان مکانوں کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی اس کی تھی فائق رضا سے اپنے والد کے گھر کا پتہ لے کر وہ حیدر آباد آیا تھا ۔ اور اب دروازہ کھولنے والی یاسمین بیگم اس کی دادی تھیں ۔ بوڑھی آنکھیں سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر جیسے پھیل گ ئی یں ۔ زبان گنگ ہوئی تو لب کپکپا اٹھے ۔ حیرت سے پھٹی آنکھیں جھری زدہ چہرہ سلیقے سے لیا دوپٹہ چہرے پر نور ۔ ہاں وہ ان کا خون تھا ۔

"ح۔۔حہ۔۔۔۔حسن "

یاسمین کے حلق سے گھٹی سی سرگوشی نکلی ۔ یاسمین بیگم نے ساکن سی حالت میں آگے بڑھ کر نعمان کو کندھوں سے تھام لیا ۔

وہ تھا ۔۔۔۔۔ ہاں اس دفعہ خواب نہیں تھا ۔ ان کے ہاتھ لرز گئے

ہاتھ اس کے کندھوں سے نیچے بازو کا سفر طے کر رہے تھے ۔ بوڑھے ہاتھ اب اس کے ہاتھوں کو حیرانی سے پکڑ کر دیکھ رہے تھے ۔ پھر تیزی سے اس کے چہرے کو دونوں

ہاتھوں میں لے لیا۔ بوڑھی آنکھوں میں حیرت کا سمندر تھا تو سامنے کھڑے نعمان کے گال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے

بوڑھے ہاتھ اب آنکھوں کو چھو رہے تھے ۔ نعمان نے آنکھیں بند کر لیں ان کا لمس کتنا شفقت بھرا تھا آج پہلی دفعہ اس کا کوئی بہت اپنا اسے چھو رہا تھا۔ ہاں دادی اگر سب کچھ ٹھیک ہوتا تو شائد ان ہاتھوں نے مجھے بچپن میں بھی ایسے ہی چھوا ہوتا ۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا دل پھٹ رہا تھا وہ رو رہا تھا

بوڑھے ہاتھ اب گال چھو رہے تھے ۔۔۔ اس کے بھیگے گال بوڑھے کپکپاتے ہوتھوں کو بھگو گئے تھے ۔۔ پھر ہاتھ ہونٹوں پر آئے تھے نعمان نے ہونکا بھرا اور لب بچوں کی طرح روتے ہوئے باہر آئے ہاتھ اب گردن کو چھو رہے تھے ۔ پھر چوڑا سینہ ۔ یاسمین بیگم نے میکانکی انداز میں کھینچ کر نعمان کو اپنے ساتھ لگایا۔

" حسن میرا حسن ۔۔۔ آ گیا ۔۔۔ حسن ۔۔"

وہ رو رہی تھیں بوڑھے ہاتھ نعمان کی پشت کو سہلا رہے تھے ۔ ان کا جسم کپکپا رہا تھا۔ نعمان بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا ان کی طرح ہی ۔ ایک لمحہ یوں ہی گزرا تھا۔ نعمان نے اپنے آنسو صاف کیے گہری سانس لی

" حسن نہیں ان کا بیٹا ہوں میں دادی آپکا پوتا "

نعمان نے ان کے کان میں ٹھہر ٹھہر کر لفظ ادا کرتے ہوئے سر گوشی کی ۔ وہ پہلے ساکن ہوئی ہیں پھر دھیرے سے نعمان سے الگ ہو کر حواسوں میں واپس آئی تھیں ۔ نعمان کو حیران ہو کر دیکھا ۔

" اللہ!!!!!! اللہ!!!!!! "

بلکتے ہوئے سینے پر ہاتھ مارے ۔ جسم ایک طرف کو ڈھلک سا جا رہا تھا ۔ نعمان ان کو تھامنے کے لیے تیزی سے آگے بڑھا ان کا یوں شاکڈ ہونا بنتا بھی تھا ۔

" دادی --- سنبھالیں خود کو "

نعمان نے کندھوں سے پکڑ کر سنبھالا ۔ دروازے کی اوڑھ کسی کے قدموں کی چاپ بڑھ رہی تھی ۔

" امی کون تھا ---- "

سمیرا بازو پر دھلے کپڑے ڈالے سامنے کھڑی تھی ۔ چالیس سال کے لگ بھگ خاتون تھیں یہ اس کی سب سے چھوٹی پھپھو تھیں نعمان نے آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا اور وہ تو جیسے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر مجسمہ بن گ ئی تھیں ۔

" حسن--------- "

ایک دم سے بازو ڈھلک کر سیدھے ہوئے اور ڈھلے کپڑے زمین بوس ۔

****

" مجھے پہلے ہی معلوم تھا میرا بیٹا تو گاڈ کا گفٹ ہے اینجل ہے "

کرسٹن نے روہانسی آواز میں کہا۔دوپٹے کے پلو سے آنسو صاف کئے ۔فائق کے گھر میں چھوٹے سے لاونج میں لگی لکڑی کی کرسیوں پر ان کے سامنے حسنیٰ اور کرسٹن بیٹھی تھیں ۔ حسنیٰ کے گال بھیگے ہوئے تھے ناک رو کر سرخ ہو رہا تھا نعمان کا دکھ سن کر دل پھٹنے کو تھا اس کی تکلیف اپنے اندر محسوس ہو رہی تھی ۔ فائق نے ان کو سب کچھ بتا دیا تھا۔ کہ نعمان کس کا بیٹا تھا اور اسے اس بات کی خبر تک نہیں تھی ساری زندگی وہ خود کو لاوارث سمجھتا رہا۔ ۔

" لیکن وہ کیسی ظالم ماں تھی جس نے اپنا بیٹا جائز ہونے پر بھی کوڑے کے۔۔۔"

کرسٹن نے بات ادھوری چھوڑ کر دوپٹہ لبوں پر رکھا ۔ فائق نے چونک کر کرسٹن کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اور پھر کرسٹن نے انھیں بتایا کہ وہ کس طرح اسے ہاسپٹل کی ڈسٹبن میں ملا تھا۔

" یہ امیر کبیر لوگ ایسے ہی سفاک ہوتے ہیں ۔ یہ ہم جیسے لوگوں کو کیڑے مکوڑے جو سمجھتے ہیں "

فائق نے دانت پیس کر کہا ۔ اس کی زندگی بھی انھی کی نظر ہوئی تھی ۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا ۔ وہ سر جھکا گئے تھے

" بابا۔۔۔ نعمان سے پھر بات کریں نہ وہ خیریت سے ہیں "

حسنیٰ نے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کیے تھے ۔ اور معصومیت سے کہا۔ ناک رو رو کر سرخ ہو رہا تھا ۔ لمبی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں ۔

" بیٹا وہ اپنے خون کے رشتوں سے ملنے گیا ہے خیریت سے کیوں نہیں ہو گا"

فائق نے محبت سے دیکھ کر کہا ۔ اور پھر اٹھ کر حسنیٰ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا ۔ حسنیٰ نے جلتی آنکھیں دھیرے سے بند کیں ان کو کیسے بتاتی کہ وہ اس شخص کے بنا اب ایک پل بھی نہیں رہ سکتی اور اب تو دوسرا دن تھا۔

" اچھا ۔۔۔ میں نماز کے لیے جا رہا ہوں آپ دونوں کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دیں "

فائق نے کرسٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ وہ کرسٹن اور حسنیٰ کو کوئی بھی کمی اور تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے نعمان اتنے مان سے ان دونوں کو فائق کے حوالے کر کے گیا تھا۔

" نہیں ---نہیں بہت شکریہ "

کرسٹن نے مہذب انداز میں کہا۔ اور گردن اٹھا کر مسکرا کر فائق کی طرف دیکھا فائق سر پر نماز کی ٹوپی سجاتے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

اور کرسٹن نے اٹھ کر حسنیٰ کو گلے لگا لیا تھا۔ جو کچھ دیر گلے لگے رہنے کے بعد لاڈ سے کرسٹن کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی۔ یک ٹک چھت کو گھورتے وہ نعمان کو یاد کر رہی تھی۔ پاس پڑے موبائل کو اٹھا کر پھر سے دیکھا۔ کوئی مسیج نہیں تھا۔

****

" ہاں یہ سہی کہہ رہی ہے وہ بچہ زندہ تھا "

صابرہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر ملک اطہر کی طرف دیکھا۔ اور شہروزی کی بات کی تائید کی۔ ملک اطہر ایک لمحے کو چپ ہو گیا تھا۔ وہ جو شہروزی پر چیخ رہا تھا صابرہ کی بات پر

جامد سا ہوا کیونکہ شہروزی پریس کانفرنس بلوا کر میڈیا کے سامنے اپنی اور حسن کی ساری کہانی ڈسکلوز کر کے نعمان کو اپنانا چاہتی تھی ۔

" تمھارے باپ نے اسے زندہ کو ہی---- "

صابرہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر بات کو ادھورا چھوڑا ۔ وہ وہیل چیر پر بیٹھی تھیں ۔ شہروزی صوفے پر اور ملک اطہر کمر پر ہاتھ دھرے کھڑا تھا-- حویلی کے وسیع عریض کمرے میں اس وقت یہی تین نفوس موجود تھے ۔ شہروزی کا رو رو کر برا حال تھا۔

" چلیں وہ بات سہی ہے امی جان پر یہ اب جو کہہ رہی ہے اس میں بہت بدنامی ہے "

ملک اطہر کمر پر ہاتھ دھرے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔ اور ہاتھ کا اشارہ شہروزی کی طرف ناگواری سے کرتے ہوئے کہا۔

" کوئی بدنامی نہیں ہے میں اپنا نکاح نامہ شو کرواؤں گی اپنی تصاویر نکاح کی جو آج بھی موجود ہیں اور فائق رضا ہو گا وہاں حسن کا دوست "

شہروزی نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ملک اطہر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں ۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی اور اس کے چہرے کی سختی بتا رہی تھی وہ پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہے ۔

" کوئی گناہ نہیں تھا وہ "

مدھم سی آواز میں کہہ کر وہ پھر سے رونے لگی تھی ۔ سر نیچے جھکا کر ہاتھوں پر نظریں گاڑیں ۔

" تو اس سے جو بابا کے نام پر حرف آئے گا وہ "

ملک اطہر نے دانت پیس کر کہا ۔ چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا وہ کوئی عام شخصیت نہیں تھا اور آج تک بہت سے لوگ اسے صرف ملک انور کے حوالے سے ہی جانتے تھے ۔ ملک انور کی بدنامی اس کی بدنامی تھی ۔

" کوئی حرف نہیں آئے گا ۔ لیکن شائےد یہ ضرور ہو گا کہ ان کی مغفرت ہی ہو جائے گی "

شہروزی نے سخت لہجے میں کہا ۔ آج مرے ہوئے باپ کے لیے چہرے پر کوئی نرمی نہیں تھی ۔

" وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر تو گئے ہیں دس سال "

ملک اطہر نے سر ہوا میں مارتے ہوئے کہا ۔ مالک انور دس سال فالج کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معزور رہے بستر پر پڑے پڑے ان کا بدن گلنے لگتا تھا وہ اٹھ بھی نہیں

پاتے تھے نہ بول سکتے تھے بس روتے رہتے تھے ۔ لیکن موت تھی کہ وہ بھی نہ آتی تھی اسی طرح سسک سسک کر وہ دس سال بعد اس جہان فانی سے کوچ کر گئے تھے ۔

" اطہر بھائی میں یہ سب کروں گی اس سے مجھے اب کوئی نہیں روک سکتا"

شہروزی نے دانت پیس کر کہا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی ۔

" ٹھیک ہے کرو ۔۔۔ میں اس سب میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا ۔ مجھ سے میری ماں سے رشتہ ختم کرنا ہو گا تمہیں "

ملک اطہر نے دھاڑ کر دو ٹوک بات کی تھی ۔ شہروزی نے گھور کر اطہر کو اور پھر صابرہ کی طرف دیکھا جو سر جھکا گ ئی تھیں ۔ شہروزی نے افسوس سے ماں کی طرف دیکھا جو پہلے شوہر اور اب بیٹے کی غلام تھیں ۔

" مجھے منظور ہے ۔۔۔"

شہروزی نے ناک پھلا کر کہا اور پاس پڑا پرس اپنے کندھے پر لٹکایا ۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی نئے عزم سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی

" سنو --- یہ سب کرنے کے بعد بھی وہ لڑکا تمھارے پاس نہیں آئے گا میں جانتا ہوں اسے بہت خود دار لڑکا ہے "

ملک اطہر کی طنز بھری آواز اس کے عقب سے آئی تھی جس پر ایک لمحے کے لیے شہروزی کے قدم رکے تھے ۔

" وہ میری قسمت ----"

گہری سانس لے کر اس نے کہا اور پھر باہر نکل گئی ۔جبکہ صابرہ پرسوچ انداز میں بیٹھی تھی اور ملک اطہر جلے پیر کی بلی کی طرح کمرے میں گھوم رہا تھا۔

****

" نہیں چاند میں تمھارے ساتھ نہیں جا سکتی "

یاسمین بیگم نے محبت سے نعمان کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا تھا۔ وہ ان کے پلنگ پر ان کے بلکل سامنے بیٹھا تھا۔ حسن کے ہی کرتا شلوار میں ملبوس تھا۔ یاسمین نے آج تک حسن کی ہر چیز سنبھال کر رکھی ہوئی تھی ۔ سفید کرتا شلوار میں وہ نکھرا نکھرا سا یاسمین کو ہوبہو حسن لگ رہا تھا۔جسے وہ محبت سے دیکھ رہی تھیں ۔

www.classicurdumaterial.com

چھوٹے سے گھر میں بے انتہا گہما گہمی تھی اس کی تین عدد پھپھو اپنے بچوں سمیت گھر میں تھیں اسے حیدر آباد آئے آج چار دن ہو گئے تھے اتنی محبت مل رہی تھی کہ اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے ۔ آخر کو برسوں بعد اس گھر کو ایسی خوشی ملی تھی ۔

اس کی تینوں پھپھیاں کچن میں گھسی اس کے لیے پکوان تیار کر رہی تھیں ۔ وہ اپنے اچانک مل جانے والے ڈھیر سارے کزنوں کے ساتھ کافی دیر سے بیٹھا گپ شپ لگا رہا تھا اور اب اٹھ کر یاسمین کی کمرے میں آیا تھا یاسمین تو چار دن سے بار بار شکرانے کے نوافل ہی ادا کر رہی تھیں ۔

نعمان بضد تھا کہ یاسمین ان کے ساتھ لاہور چلے ۔ یہاں حسن کی چھوٹی بہن سمیرا اپنے میاں کے ساتھ یاسمین کے پاس رہتی تھیں ۔ لیکن یاسمین ایسے اپنا گھر چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھیں وہ بچوں کو قرآن پاک پڑھاتی تھیں ۔ سمیرا کسی چھوٹے سے نجی سکول میں استاد تھی اور اسکا شوہر کسی نجی کمپنی میں معمولی سی ملازمت کرتا تھا اس طرح تینوں مل کر گھر کا خرچ اٹھاتے تھے ۔ سمیرا کے اپنے دو بچے تھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ۔

”یہاں خوش ہوں بس تم آجایا کرنا اور اگلی دفعہ جب آؤ تو حسنیٰ کو ساتھ لے کر آنا“

یاسمین نے مسکراتے ہوئے نعمان کے ماتھے پر بوسہ لیا تھا ۔ بوڑھی آنکھیں پھر سے محبت میں نم ہوئی تھیں ۔

" دادو بس ---- اب نہیں "

نعمان نے محبت سے یاسمین کے آنسو اپنی مضبوط ہتھیلی میں جزب کیے تھے اور ان کو اپنے ساتھ لگایا۔ ایک عجیب سی محبت تھی جو اسے یہاں سب سے مل رہی تھی ایک پل کو بھی یہ نہیں لگا کہ وہ ان سب سے برسوں بعد پہلی دفعہ ملا ہے ۔

" نعمان چلو کھانا لگ گیا "

ثمرین نے دروازے پر آ کر محبت سے کہا۔ وہ مسکراتا ہوا یاسمین سے الگ ہوا تھا۔ اور پھر یاسمین کو اپنے بازوؤں کے حصار میں باہر لے آیا تھا جہاں نیچے بڑا سا دسترخوان سجا کر سارا خاندان جمع تھا۔

" یہ صبا نے بنایا ہے "

ثمرین نے پلاؤ آگے کیا۔ پورے کا پورا خاندان دستر خوان پر موجود تھا۔ تین عدد پھپھو صبا، ثمرین، اور سمیرا پھر ان کے بچے سمیرا کے دو بچے علی اور سنبل جو ابھی سکول میں ہی پڑھ رہے تھے ان کی شادی بہت دیر سے ہوئی تھی کیونکہ وہ ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی تھیں جو ان کے ساتھ ان کی ماں کے گھر میں رہے اور پھر احمد کی شکل میں انھیں ایسا نیک دل شوہر مل ہی گیا تھا۔ صبا منجھلی تھیں ان کے تین بچے تھے دو بیٹیاں عائشہ اور عدیلہ اور ایک بیٹا دانش عائشہ بڑی تھی اس لیے اس کی شادی ہو

چکی تھی ۔ سب سے بڑی ثمرین تھیں ۔ ان کے دو بیٹے تھے حمزہ اور اسد جس میں سے حمزہ شادی شدہ تھا۔

وہ روتا تھا کہ اس کا ایک بھی خون کا رشتہ نہیں اور خدا نے جھولی بھر کر اسے رشتے دے دیے تھے اور سب لوگ اس پر ایسے محبتیں نچھاور کر رہے تھے کہ وہ سرشار ہو گیا تھا ۔ پھپھیاں تو برسوں سے بچھڑے بھائی کی آخری نشانی پر آتے جاتے صدقے واری جا رہی تھیں ۔

" یہ سمیرا نے بنایا "

ثمرین نے قورمے کی طرف اشارہ کیا ۔ نعمان نے مسکراتے ہوئے سمیرا کی طرف دیکھا تھا۔

" اور یہ میں نے "

کسٹرڈ محبت سے آگے رکھتے ہوئے ثمرین نے جھک کر نعمان کے سر پر بوسہ لیا تھا۔

" پھپھو آپ سب نے کیا اب پورے چھبیس سال کا کھلا دینا مجھے آج "

نعمان نے ہلکا سا قہقہ لگایا تھا ۔ سب لوگ کھلکھلا کر ہنس دیے تھے ۔

" تمہیں کیا پتا ہم کتنے خوش ہیں "

صبا نے محبت سے کہا ۔ اور نعمان کے گال کو کھینچا تھا ۔

"میں خوش نہیں ---"

عدیلہ نے خفگی اور شرارت سے کہا۔ وہ ایسی ہی تھی چلبلی سی۔ سب لوگوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہیں کیوں ؟"

اسد نے حیران ہو کر کہا۔ باقی سب بھی سوالیہ انداز میں اب عدیلہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جو مصنوعی خفگی چہرے پر سجائے شرارتی سے موڈ میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"شادی جو کی ہوئی جناب نے کیا پہلے نہیں مل سکتے تھے"

عدیلہ نے منہ پھولا کر کہا۔ سب لوگوں نے باآواز بلند قہقہ لگایا تھا۔

"چپ کر بے شرم کہیں کی"

صبا نے زور سے عدیلہ کے کندھے پر چپت لگائی تھی۔ جو اب شرارت سے ہنستی ہوئی بازو سہلا رہی تھی۔

"نعمان بھائی اگلی دفعہ ہماری بھابھی ساتھ ہونی چاہیے"

عائشہ نے اپنے بیٹے کے منہ میں نوالہ ڈال کر کہا۔ نعمان گہری مسکراہٹ چہرے پر سجا کر مسکرا دیا

www.classicurdumaterial.com

****

"تمام گواہوں اور ثبوتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عدالت حازق وہاب کو عمر قید کی سزا سناتی ہے "

جج نے عینک کی اوٹ سے میز پر پڑے کاغز پر نظریں جمائی یں اور دھیرے سے قلم کو چلایا ۔ کٹہرے میں کھڑے حازق کا چہرہ فق ہوا تھا تو سامنے بیٹھے زاہد جبار کے چہرے پر نم آنکھوں سے مسکراہٹ در آئی تھی۔

"یہ سب جھوٹ ہے جج صاحب میری بات کا یقین کریں "

حازق وہاب چیخ رہا تھا آج پورے پندرہ دن کے بعد اس کا وکیل کیس ہار چکا تھا۔ جج اپنی کرسی سے اٹھ کر ایسے اس کے پاس سے گزر گیا تھا جیسے وہ پاگل ہو۔ سارے کا سارا معاملا اس کے خلاف گیا تھا حتی کہ وہاب حیدر کی موت کا الزام بھی اسی پر لگ گیا تھا۔

(حازق پلیز---- حازق تم تو مجھ سے محبت کرتے ہو تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے گھر لے چلو --- حسنی ہاتھ جوڑے حازق سے بھیک مانگ رہی تھی ۔)

" چلیں --- "

پولیس کی وردی پہنے ایک آدمی نے سختی سے ہتھکیڑیوں میں جکڑے حازق کے ہاتھ پکڑے تھے ۔ وہ دہائی دے رہا تھا اور کوئی نہیں سن رہا تھا۔

" مبارک ہو آپکو کیس جیت لیا آپ نے "

آدمی زاہد جبار سے بغل گیر ہو رہے تھے ۔ وہ سر شار سا کھڑا مختلف لوگوں سے گلے مل رہا تھا۔ اور حازق وہاب کو پولیس گھسیٹتے ہوئے باہر لے کر جا رہی تھی ۔

****

" مل جائے گی جاب بھی آپ بس پریشان نہیں ہوں گے "

حسنی نے دھیرے سے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔ وہ بیڈ سے ٹیک لگائے ایک گھٹنا باہر کی طرف نکالے بیٹھی تھی اور نعمان اسی گھٹنے پر سر رکھے لیٹا تھا۔ وہ اسے حیدرآباد کے سب لوگوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔ بچوں کی طرح کبھی اداس سا ہو جاتااور کبھی مسکرانے لگتا۔ اور بتاتے بتاتے باتوں کا رخ ملازمت کی طرف ہو گیا تھا۔ نعمان بہت جگہ اپلائی کر چکہ تھا لیکن ابھی تک کہیں سے جواب نہیں آیا تھا۔ ابھی وہ لوگ فائی ق کے گھر میں ہی تھے ۔ نعمان کے بہت اسرار کے باوجود فائی ق ان لوگوں کو کہیں بھی جانے نہیں دے رہا تھا۔

"ہممم----"

نعمان نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔ اور حسنیٰ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس کی روح بے سکونی کا شکار تھی وہ اندر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ روز اپنی کرچیاں چنتا تھا اور روز بکھر جاتی تھیں۔ حسنیٰ ان حالات میں اس کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی یہی وہ لمحہ تھا جس میں اسے نعمان سے سچی محبت ثابت کرنی تھی

نعمان حسن کے تمام کپڑے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔اور ابھی ان میں سے ہی ایک ہلکے نیلے رنگ کے کرتا شلوار کو زیب تن کیے ہوئے تھا۔

" نعمان آپ نے حازق اور جبار کو سزا دینے کا جو راستہ چنا وہ خطرناک نہیں----میرا مطلب قانون----"

حسنی نے جھجکتے ہوئے بات کو ادھورا چھوڑا تھا۔ ہاتھ بھی جو نرمی سے نعمان کے بالوں میں پھیر رہی تھی تھم گیا تھا۔

یہ وہ بات تھی جسے وہ بہت دن سے نعمان سے کرنا چاہتی تھی۔

حازق کو جیل ہو جانے کے بعد حسنیٰ نے نعمان کے موبائل پر آئے داور کے چند پیغامات پڑھ لیے تھے اور پھر نعمان کو پوچھنے پر آخر کار اسے اثبات میں سر ہلانا ہی پڑا

تھا۔۔ نعمان جو سکون سے آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔آنکھیں کھول کر حسنیٰ کی طرف دیکھا پر سکون چہرے پر ناگواری در آئی تھی

" مجھے سکون نہیں مل رہا تھا۔ جس سے میں محبت کرتا ہوں اس کی عزت کے لٹیرے میرے سامنے دندانتے پھیریں "

نعمان نے اپنے مخصوص انداز میں حسنیٰ کی گداز سی مخروطی انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں الجھا کر لب بھینچ کر کہا۔ نظریں حسنیٰ کے ہاتھوں پر جمی تھیں۔

" اور رہی قانون کی بات میں تمہیں کیوں عدالتوں میں رسوا ہونے دیتا اور بعد میں ہونا کچھ نہیں تھا یہ لوگ اتنے طاقتور تھے کہ ان کی جڑیں ہلانے کا یہی طریقہ تھا "

نعمان نے گہری سانس لی ۔آنکھیں اوپر چڑھا کر حسنیٰ کی طرف دیکھا جو مضطرب سی بیٹھی تھی ۔ جانتا تھا وہ اسے کھونے سے ڈرنے لگی ہے ۔

" اور جہاں ہر روز بہت سے بے گناہ معصوم لوگ مارے جاتے ہیں وہاں ان جیسے تین سفاک لوگ اپنے انجام کو پہنچیں تو کیا برا ہے "

نعمان نے لفظ چبا چبا کر ادا کیے تھے ۔ اس کا چہرہ ایسے تھا جیسے بہت کچھ برداشت کر رہا ہو۔

"آئی لو یو لیکن مجھے ڈر لگتا ہے "

حسنیٰ نے گھبرائی سی آواز میں کہا ۔ اور محبت سے نعمان کے بالوں میں پھر سے انگلیاں چلائی ہیں ۔

" کس بات کا ڈر میں نے پیچھے کوئی کلو ہی نہیں چھوڑا اور تمہیں اب کوئی ڈر نہیں ہونا چاہیے باہر جانے میں لوگوں کو فیس کرنے میں "

نعمان نے چہرے کی سختی کو چھپایا اور محبت سے کہا۔ اس کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ بھی رکھ کر اپنے ساتھ کے تحافظ کا احساس دلایا ۔

" چلو تھک گئی ہو گی کب سے بیٹھی ہو ایک ہی پوزیشن میں "

وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا تھا ۔ کرتے کو جھٹک کر سیدھا کیا ۔ اور حسنیٰ کے گال کو محبت سے تھپتپایا ۔ حسنیٰ جانتی تھی اس کی زندگی کا یہ سب سے مشکل مرحلہ ہے ۔ جو بھی تھا شہروزی ماں ہے ۔ دھتکار کر تو وہ آ گیا تھا لیکن چین ایک پل کا نہیں تھا اسے حیدر آباد سے آئے اتنے دن ہو چکے تھے وہ ساری ساری رات نہیں سوتا تھا ۔ سگریٹ پیتا رہتا تھا ۔چپ چپ سا کھویا کھویا سا ۔ حسنیٰ کے پاس جانے پر بھی زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا لیتا تھا۔ ملازمت کی اور گھر کی الگ سے پریشان تھی ۔

" مام کہاں ہیں نظر نہیں آ رہی ہیں "

کھڑے ہو کمر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا ۔ اور نظر ارد گرد دوڑائی ۔

" وہ فائق انکل سے قرآن سنتی ہیں اس وقت وہ تلاوت کرتے ہیں اور مما پاس بیٹھی رہتی ہیں "

حسنیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ نعمان کی آنکھوں میں خوشگوار سی حیرت در آئی تھی ۔ لب اتنے دن کے بعد دھیرے سے مسکرا دیے تھے۔

" اچھا دیکھوں تو ذرا "

لبوں پر نرم سی مسکراہٹ سجائے وہ باہر آیا تھا ۔ چھوٹے سے لاونج میں لگی کرسیوں میں ایک کرسی پر فائق رضا قرآن کی تلاوت کر رہے تھے تو کرسٹن دوسری کرسی پر بیٹھی سن رہی تھیں ۔ آنکھیں بند تھیں اور گال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے ۔ ہاتھ گود میں دھرے سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ کھوئی ہوئی تھیں ۔

" مام ------ "

۔نعمان ان کے گھٹنوں میں بیٹھا ۔ اور دھیرے سے ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا ۔کرسٹن نے آنکھیں کھولیں۔ نعمان کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی ۔ وہ کانپ رہی تھیں ہاتھ ٹھنڈے تھے ۔

" نعمان مجھے اسلام قبول کرنے کا "

کرسٹن نے روہانسی آواز میں کہا ۔ اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں

۔

****

" تم یہ غلط کر رہے ہو اطہر "

شہروزی نے چیخ کر کہا۔ وہ بیڈ پر ڈھیر پڑی تھی اور سامنے کمر پر ہاتھ دھرے اطہر غصے میں لال کھڑا تھا ۔ اطہر نے ابھی ابھی اسے لا کر بیڈ پر پٹخا تھا ۔ اطہر نے زبردستی شہروزی کو پریس کانفرنس سے پہلے ہی واصف ولاز سے اٹھوا لیا تھا ۔ اور اب اسے فارم ہاؤس میں لا کر قید کرنا چاہتا تھا۔

" کچھ بھی غلط نہیں ہے تمھارا تو دماغ خراب ہے "

اطہر نے چیختے ہوئے برابر جواب دیا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔جس پر اپنی اس ماں جائی کے لیے کوئی محبت نہیں موجود تھی۔

" الیکشن قریب ہیں تم میری ساری محنت پر پانی پھیر دو گی "

اطہر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔کہ الیکشن سے پہلے ملک انور اور اس پر کوئی بھی اس طرح کی بات آئے کہ انھوں نے ایک معصوم غریب لڑکے کے ساتھ کیا کیا تھا۔

" اطہر ----اطہر --- پلیز ایسا مت کرو میرا بیٹا مجھے چاہیے "

شہروزی نے ہاتھ جوڑے تھے ۔آج سے بہت سال پہلے ایسے ہی ہاتھ اس نے اپنے باپ کے سامنے بھی جوڑے تھے۔ تب یہ ہاتھ وہ اپنے شوہر کی زندگی کی بھیک کے لیے جوڑ رہی تھی اور آج اپنے بیٹے کے لیے۔

" کچھ دن یہاں رہو گی میرے پاس عقل ٹھکانے آ جائے گی تمھاری "

اطہر نے دانت پیس کر کہا۔ اور تیز تیز قدم باہر کی طرف بڑھا دیے ۔ شہروزی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگی لیکن جب تک وہ دروازے پر پہنچی اطہر باہر سے دروازے کو لاک کر کے جا چکا تھا۔

" اطہر ---- اطہر ---- دروازہ کھولو "

وہ رو رہی تھی اور دروازہ پیٹ رہی تھی ۔ پر کوئی بھی نہیں سن رہا تھا ۔

****

"آپ کون "

حسنیٰ نے حیرت سے دیکھ کر پوچھا تھا ۔ ویل چیر پر ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی تھی اور ویل چیر پکڑے ایک اکیس سال کی لڑکی پینٹ شرٹ میں ملبوس کھڑی تھی۔ حسنیٰ نے آج سے پہلے کبھی ان دونوں کو نہیں دیکھا تھا ۔

" نعمان ہے گھر "

ہیر نے گلا صاف کرتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں کہا۔ نظریں سامنے کھڑی حسنیٰ کو رشک سے دیکھ رہی تھیں ۔ نعمان کی محبت اور پسند کو دل اک پل میں داد دے گیا تھا ۔ سامنے سادہ سے حلیے میں کھڑی لڑکی بلا کی حسین تھی ۔ موٹی آنکھیں معصوم خوبصورت چہرہ اسے اپنا آپ ایک دم سے پھیکا لگا ۔

" جی ہیں آپ ---- "

حسنیٰ نے اثبات میں سر ہلایا اور انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی حیرت کو ظاہر کیا ۔

" ہمیں ملنا ہے نعمان سے "

ہیر نے سنجیدگی سے کہا ۔ اور ویل چیر کے ہینڈل پر اپنی گرفت گھومائی۔ جب کے ویل چیر پر موجود عورت اداس چہرے کے ساتھ خاموش ہی بیٹھی تھی ۔بس ان کے گود میں دھرے ہاتھ دھیرے دھیرے کانپ رہے تھے ۔

"آئی یں اندر آئی یں ۔۔"

حسنیٰ نے پریشان سے انداز میں دروازے کے ایک طرف ہوتے ہوئے ان کو اندر آنے کے لیے جگہ دی تھی ۔ ہیر کے لیے آفس کے ریکارڈ میں سے فائی ق رضا کا پتہ تلاش کرنا مشکل نہیں تھا ۔ وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے ویل چیر کو چلاتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی ۔ نعمان سامنے ہی لاونج میں لگی کرسی پر اخبار ہاتھ میں پکڑے بیٹھا تھا ۔ نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو فوراً اپنی جگہ سے اٹھا ۔

" تم ------ "

آنکھوں میں حیرت اور چہرے پر ناگواری لا کر کہا ۔ اور پھر حیران سا ہو کر ویل چیر پر موجود اس عورت کی طرف دیکھا جس کی بوڑھی آنکھیں اس پر مرکوز تھیں اور ان میں آنسو تھے ۔
ایک پل کے لیے خاموشی چھا گ ئی تھی ۔

" نعمان بیٹا "

نقاہت سے کانپتی آواز میں صابرہ نے خاموشی کو توڑا ۔ صابرہ نے بوڑھے کپکپاتے ہاتھ اٹھائے اور نعمان کے سامنے کرتے ہوئے معافی کے انداز میں جوڑ دیے ۔

" آج تیری ماں کی ماں تیرے سامنے ہاتھ جوڑے التجا کرتی ہے "

وہ روتے ہوئے بمشکل کانپتی آواز میں الفاظ ادا کر رہی تھیں ۔ نعمان کا چہرہ فق ہوا ۔ پر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا تھا ۔

" بیٹا آج سے چھبیس سال پہلے جو بھی ہوا تیری ماں کا تیرے باپ کو محبت میں پاگل کر دینے کے علاوہ اور کوئی جرم نہیں تھا "

وہ بول رہی تھیں اور باقی سب لوگ ساکن مجسم تھے ۔ ان کی آواز میں کیا کچھ نہیں تھا ۔ ندامت --- دکھ --- درد ---- بیٹی کی چاہت -- کرب

" اسے محبت ہوئی ۔ اس نے حسن کے بہت منع کرنے پر بھی واپسی نہیں لی ۔ حسن کو گھٹنے ٹیکنے ہی پڑے شہروزی نے یہی سوچا کہ نکاح ہو جائے گا تو اس کا باپ کچھ نہیں کر سکے گا مجبور ہو کر اسے رخصت کر ہی دے گا "

ان کے جڑے ہاتھ دھیرے دھیرے کانپ رہے تھے ۔ آواز لڑکھڑا رہی تھی ۔

"پر وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا باپ ایک سفاک ترین انسان ہے ۔"

بوڑھی آنکھوں سے آنسو گال پر سفر طے کر رہے تھے ۔ ہیر کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے وہ لب بھینچے اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی ۔ اور بڑے بڑے ناخن والے سفید ہاتھ ویل چیر کے ہینڈل کو اضطراب سے گھما رہے تھے ۔

" شہروزی کو ہم نے بتایا کہ تم مردہ حالت میں پیدا ہوئے اور تمھاری ایک جھوٹی قبر بھی بنا دی "

صابرہ نے سر شرمندگی سے جھکا لیا تھا ---- ہاتھ بھی تھوڑے سے جھک سے گئے

" شہروزی کا کوئی قصور نہیں تھا تم سے جدا ہونے میں بیٹا "

پھر سے سر اٹھا کر التجائی انداز میں نعمان کی طرف دیکھا جو بے حس و حرکت کھڑا تھا ۔

" اور اب جب وہ پوری دنیا کے سامنے یہ سچ تسلیم کرنے جا رہی تھی تو اس کا بھائی بلکل وہی کچھ کر رہا اس کے ساتھ جو اس کے باپ نے کیا تھا تب ۔"

نعمان نے چونک کر ہیر کی طرف دیکھا جو لب بھینچ کر اثبات میں سر ہلا گ ئی تھی۔

" اطہر نے شہروزی کو قید کر رکھا ہے ۔ میں بے بس ہوں بیٹا اپنی ماں کو بچا لے اسے معاف کر دے بیٹا "

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔ فارم ہاوس پر موجود ملازم نے خفیا طور پر صابرہ سے رابطہ کر کے اسے بتا دیا تھا کہ اطہر نے تین دن سے شہروزی کو قید کر رکھا ہے ۔ اور پھر صابرہ نے ہیر کو سب بتا کر اسے اپنا ساتھ دینے پر راضی کیا اور ڈاکٹر کو چیک کروانے کے بہانے سے وہ فلائی ٹ پکڑ کر کراچی سے لاہور آ گ ئی تھیں ۔ نعمان نے تڑپ کر آگے ہو کر صابرہ کے جڑے ہاتھ تھام لیے تھے ۔

”کہاں ہیں وہ؟“

آہستہ سے صابرہ کے گھٹنوں میں بیٹھ کر مدھم سی آواز میں کہا ۔

” وہ بابا نے فارم ہاوئ س میں رکھا ہوا انھیں کراچی “

ہیر نے جلدی سے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے تھے ۔

****

”کیسا ہے جگر “

داور جوش میں کہتا ہوا نعمان سے بغل گیر ہوا تھا۔ نعمان اس وقت بخت ہاوئ س کے نام سے اعلی شان بنگلے میں داور کے سامنے موجود تھا۔ یہاں سب لوگ گیٹ کے گارڈ سے لے کر گھر کے ملازم تک اسے جانتے تھے دو سال تک وہ یہاں بخت کا مشیر خاص رہا تھا

داور اس کے گلے لگا اس کی پیٹھ کو تھپک رہا تھا ۔ پھر دھیرے سے اس سے الگ ہوا ۔ اور مسکرا کر نعمان کے چہرے کی طرف دیکھا جبکہ ہاتھ ابھی بھی نعمان کے کندھوں کو تھامے ہوئے تھے ۔

" پتا ہے کتنی خوشی ہو رہی تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے "

داور ہلکا سا قہقہ لگا کر بولا اور سامنے صوفے کی طرف نعمان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔ وہ ویسا ہی تھا بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیا ہوا کلف لگی قمیض شلوار پر بڑی شال کو گلے میں گھمایا ہوا ہاتھوں میں بہت سے انگوٹھیاں ۔

" میں ٹھیک ہوں ۔۔۔ تیرے لیے ایک آفر لے کر آیا ہوں "

نعمان نے گہری سانس لی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی ۔ نعمان پہلے سے یکسر بدل چکا تھا ۔ لمبے بال اب وہ حسنیٰ کی وجہ سے نہیں رکھتا تھا ہاں البتہ شیو ضرور بڑھا رکھی تھی اور مونچھیں بھی داوار کی طرح بہت بڑی نہیں تھیں ۔ ہاں رنگ روپ اب اور نکھرا ہوا تھا ۔

" اچھا ایسا کیا برو "

داور نے بھنویں اچکائیں اور دلچسپی ظاہر کی جبکہ نعمان اب لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا۔

" تمھارے سارے احسانات کا قرض اتارنے کا وقت آن پہنچا میری جان ملک اطہر کے بارے میں ایسی خبر ہے کہ الیکشن سے پہلے ہی وہ تو سمجھو تیرے راستے سے صاف "

نعمان کے چہرے پر تو گہری مسکراہٹ تھی پر اب بات سن کر سامنے بیٹھے داور کی باچھیں کھل گ ئی تھیں ۔

" سچ کیا خبر ہے "

داور نے جلدی سے ٹانگ پر سے ٹانگ اتاری اور تھوڑا سا آگے ہو کر تجسس سے پوچھا ۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ کیونکہ اس دفعہ الیکشن میں بخت کی جگہ وہ کھڑا ہوا تھا ۔داور نے سامنے پڑے سنہری رنگ کے دلکش سے سگریٹ کیس میں سے سگریٹ نکال کر نعمان کی طرف بڑھایا۔

" خبر میں دوں گا آگے کا کام تیرا ہے "

نعمان نے مسکراہٹ دبائی اور اس کے ہاتھ سے سگریٹ پکڑا اور بڑے انداز میں اپنی انگلیوں میں گھمایا۔

" خبر تو بتا ابے "

داور پرجوش انداز میں بولا ۔ ایسے جیسے اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ نعمان نے اس کی بے چینی پر ہلکا سا قہقہ لگایا ۔ پھر تھوڑا سا آگے ہو کر رازدانہ انداز اپناتے ہوئے کہا ۔

" ملک اطہر نے اپنی ہی بہن کو گھر میں قید کر رکھا ہے "

بات بتا کر نعمان مسکراتا ہوا پیچھے ہوا صوفے سے ٹیک لگایا جبکہ داور پورے دانت نکالتا ہوا اب تھوڑی پر ہاتھ پھیر تھا ۔

****

" مما!!!!! "

نعمان نے ہلکی سی آواز میں کہا۔ وہ دروازے کے اوپر ہاتھ رکھے کھڑا تھا ۔ دلخراش آواز تھی۔ جو شہروزی کی سماعتوں سے ٹکرائی ۔

شہزوی نے گھٹنوں میں جھکا سر اٹھایا ۔ اور ایک لمحے کو ساکن ہو گ ئی ۔ نعمان اس کے سامنے کھڑا تھا۔ نم آنکھیں لیے نظریں ملیں ممتا تڑپ اٹھی۔ اس کا شہزادہ اس کی کل کائی نات سامنے تھا۔

ملک اطہر کو حراست میں لے کر ان کے فارم ہاوئی س پر ریڈ کیا گیا تھا۔ شہروزی کو بازیاب کروانے کے لے پولیس کے ساتھ نعمان بھی فارم ہاوئی س آیا تھا ۔ داور نے ملک

اطہر کے خلاف پرچہ کروا کر پورے میڈیا میں ڈھنڈورا پیٹ دیا تھا ۔ اس کی واہ واہ ہو گ ئی تھی ۔ اور یہ بات ملک اطہر کے لیے اس کی ساری ساکھ خراب کر گ ئی تھی ۔

شہروزی کو یہاں پانچ دن ہوچکے تھے وہ بے حال سی گھٹنوں میں چہرہ دے کر بیٹھی ہوئی تھی جب اسے نعمان کی آواز سنائی دی اور پھر وہ اسے پہلی دفعہ مما پکار رہا تھا ۔ کانوں کو یقین نہیں آ رہا تھا ۔وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن کھڑی ہوئی ۔ بھاگتی ہوئی پاگلوں کی طرح نعمان کی طرف لپکی ۔

بنا کسی میک اپ کے رنجیدہ سا پژمردہ چہرہ بکھرے سے بال پانچ دن سے ایک ہی جوڑے میں ملبوس وہ بے حال سی تھی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں ۔ لب خشک تھے ۔

" نعمان مجھے معاف کر دو بیٹا مجھ سے جھوٹ بولا گیا تھا کہ تم زندہ نہیں ہو میرا کوئی قصور نہیں تھا میرے بچے میں نے تو تمھیں پانچ ماہ تک کوک میں سب سے چھپا کر ہی اس لیے رکھا تھا کہ میں تمہیں اس دنیا میں لانا چاہتی تھی شادی نہ کر کے ساری زندگی صرف تمھارے ساتھ گزارنا چاہتی تھی ----"

وہ پاگلوں کی طرح رو رہی تھی اور بولے جا رہی تھی اپنے دونوں ہاتھوں سے نعمان کا چہرہ تھامے اور وہ تو ہوش میں نہیں تھا ۔ وہ تو اپنی ماں کے چہرے کا طواف کر رہا تھا ۔ ان کے ہاتھوں کو نرمی سے پکڑ کر پہلے لبوں سے لگایا .اور پھر آنکھوں سے لگایا۔ آنکھوں میں

اٹکے کتنے ہی شہروزی کے ہاتھ بھگو گئے تھے ۔شہروزی حیران سی ہوئی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری۔

" کچھ مت بولیں بس ۔۔"

نعمان نے آنسو پہلے شہروزی کی صاف کیے پھر اپنے گال رگڑے اور محبت سے شہروزی کے گرد بازو حائ‌ل کیا ۔ اپنی جنت کو اپنی آغوش میں لیا ۔ایسی خوشبو نے اپنے حصار میں لیا ایسا لمس تھا جو اس دنیا میں کبھی اسے ملا ہی نہیں تھا ۔

" چلیں گھر چلیں "

نعمان نے شہروزی کو ساتھ لگا کر چلتے ہوئے کہا ۔ وہ نعمان کے سینے پر ہاتھ رکھے اس کے مضبوط وجود کے حصار میں سرشار سی اس کے ساتھ چل دی تھی ۔

****

" میرے والد نے مجھ سے میرے بیٹے کو دور کیا مجھ سے جھوٹ بولا کہ وہ مردہ پیدا ہوا ہے "

شہروزی نے اپنے سامنے رکھے بہت سے مائی کس میں جھک کر مدھم سی آواز میں کہا۔ سامنے لگی نشستوں پر صحافی ہاتھوں میں ریکارڈرز پکڑے قطاروں میں بیٹھے سر ہلا رہا تھے۔

شہروزی کے ساتھ ایک نشست پر نعمان اس سے اگلی نشست پر یاسمین اور ان کے ساتھ فائق رضا بیٹھے تھے۔ یاسمین بار بار اپنی نم آنکھیں پونچھ رہی تھیں ۔

صحافیوں کی نشستوں کے پیچھے بہت سے کیمرے یہ منظر موجودہ وقت میں منظر عام پر لا رہے تھے ۔ جس کو پورا پاکستان دیکھ سکتا تھا ۔ واصف ٹیکسٹائل کا بزنس پورے پاکستان میں پھیلا ہوا تھا ۔ شہروزی ایک بہت بڑی بزنس ٹائیکون تھی جس نے اپنے شوہر میر واصف کی وفات کے بعد بزنس کو انٹرنیشنل لیول تک انٹروڈیوز کروایا تھا ۔ ان کا برانڈ اب نا صرف پاکستان بلکہ بہت سے دوسرے ممالک میں بھی جانا جاتا تھا ۔

شہروزی نے اپنی اور حسن کی پوری داستان اور ملک انور کے سارے ظلم بیان کیے تھے ۔

" میں آج ساری دنیا کے سامنے اپنے بیٹے کو اپناتی ہوں ۔ اپنی اور اپنے والد کی غلطیوں کو اعتراف کرتی ہوں جن کی وجہ سے ایک غریب گھرانہ اجڑا اور ایک بے گناہ انسان کو ساری عمر جیل میں سزا کاٹنی پڑی "

شہروزی نے بولتے ہوئے گہری سانس لی اور سر جھکا لیا ۔ ایک پل کے لیے خاموشی ہوئی ۔ پریس کانفرنس میں موجود ہر نفوس نم آنکھیں لیے بیٹھا تھا۔ ایک ماں اور بیٹے کی جدائی کی داستان ہی ایسی تھی ۔ نا چاہتے ہوئے بھی آنکھیں پرنم ہوئی تھیں۔

" حسن کی ساری فیمیلی کو تاحیات سپورٹ کروں گی ۔ آج سب کے سامنے میں اپنے بیٹے کی کسٹڈی لیگلی طور پر لیتی ہوں "

شہروزی نے نرم سے لہجے میں کہا اور نم آنکھوں سے اپنے ساتھ بیٹھے نعمان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے لبوں سے لگایا ۔ نعمان کے ہاتھ چھوڑے اور دھیرے سے مسکرا کر آنکھیں صاف کرتی ہوئی پھر سے مائک کو پکڑا ۔

" نعمان حسن میرا اکلوتا بیٹا ہے اور میری ساری دولت کا وارث "

شہروزی نے نرم آواز میں کہا اور بات ختم کر دی۔ اور نشست کی پشت سے کمر ٹکا دی

اب صحافی باری باری سامنے سٹیج پر بیٹھے تمام نفوس کا بیان لے رہے تھے ۔ کچھ قلمبند کر رہے تھے تو کچھ ریکارڈ کر رہے تھے ۔

****

" سنا تھا زندگی میں معجزے ہوا کرتے ہیں لیکن دیکھا آج ہے ۔ نعمان نامی ایک معمولی لاوارث لڑکا کرڑوڑوں کی جائیداد کا اکلوتا وارث نکلا "

ٹی وی اینکر مسکراتی ہوئی پرجوش آواز میں کہہ رہی تھی ۔

www.classicurdumaterial.com

" جی ہاں آپ کو بھی سن کر حیرانی ہو گی نعمان حسن مشہور انڈسٹریل اور سیاست دان ملک انور کے نواسے اور واصف ٹیکسٹائی ل کی اونر شہوزی واصف کے بیٹے ہیں "

اینکر نے آنکھیں پھیلا کر لبوں پر مسکراہٹ سجا کر کہا۔

" نعمان حسن ان کے سابقہ مرحوم شوہر حسن میں سے ہیں جن سے ستائیس سال پہلے انھوں نے خفیا شادی کی تھی مرحوم ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے .."

اینکر مسلسل بول رہی تھی اور سامنے بیٹھی شنزا اور مہرین کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک باہر آ چکی تھیں جبکہ عمر سر جھکا گیا تھا۔

****

" نعمان "

ہیر اپنی کمر کے پیچھے ہاتھ باندھے کمرے میں آئی تھی ۔ نعمان نے چونک کر سنگھار میز میں اس کے عکس کو دیکھا وہ شرمندہ سے چہرے کے ساتھ لب کاٹ رہی تھی ۔ نعمان نے لب بھینچے اور آہستہ سے ہاتھ میں پکڑا ہیر برش سنگھار میز پر رکھا ۔ اور رخ ہیر کی طرف موڑا یہ واصف ولاز کا سب سے خوبصورت کمرہ تھا جو نعمان اور حسنیٰ کو ملا تھا ۔

" ہمم بولو "

نعمان نے پوری توجہ اس کی طرف مرکوز کرتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر ہیر کے لیے کوئی بھی نفرت اور ناگواری موجود نہیں تھی ۔

چیک شرٹ کے نیچے جینز زیب تن کیے گیلے سے بال سنوارے وہ سنجیدہ سا چہرہ لیے کھڑا تھا ۔ سب واقعات کے بعد ہیر سے آج سامنا ہوا تھا ۔ واصف ولاز آج بھرا پڑا تھا شام کو بہت بڑی تقریب تھی جس میں شہروزی نعمان کو سب سے ملوانے والی تھی اور واصف ٹیکسٹائی ل کا اونر ڈکلیر کرنے والی تھی ۔

فیملی کے لوگ کل سے ہی گھر میں موجود تھے سنسان سا واصف ولاز آج قہقوں اور اتنے لوگوں کی آوزوں سے گونج رہا تھا ۔

یاسمین کو تو شہروزی اُسی دن لے آئی تھی اپنے ساتھ جس دن پریس کانفرنس تھی یاسمین ایک بڑے دل کی مالک خاتون تھیں جنھوں نے بڑھ کر شہروزی کو اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔ اور مدھم سی آواز میں کہا جسے میرا بیٹا اتنی محبت کرتا تھا میں اس سے نفرت کیونکر کروں ۔۔

آج صبا ، ثمرین ، اور سمیرا اپنے بچوں اور خاوند سمیت گھر میں موجود تھیں ۔ ہیر نے جب دیکھا کہ سب میں نعمان موجود نہیں ہے تو وہ چپکے سے اس کے کمرے میں آ گ ئی تھی ۔ جہاں وہ فریش ہونے کے بعد بس نیچے جانے کو تیار ہی تھا ۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز"

ہیر نے سر جھکا کر روہانسی سی شرمندہ آواز میں کہا۔ نعمان کے ساتھ بہت کچھ ایسا کر چکی تھی کہ اب نظریں نہیں ملا سکتی تھی۔نعمان سینے پر ہاتھ باندھے خاموش کھڑا تھا۔

"ایکچولی ہم جیسی لڑکیوں کو۔۔۔۔ جن کے قدموں میں ہر چیز ان کے ایک بول پر لا کر رکھ دی جاتی ہے یہی لگتا ہے کہ انسان بھی ان چیزوں کی طرح ہی ہیں بس ہمیں جو اچھا لگے ہمارا ہو جائے"

وہ سر جھکائے بول رہی تھی۔ اور آج نہ تو اس کی آواز میں غرور تھا اور نہ ہی رعب وہ تو بہت نرم اور بھیگے سے لہجے میں بول رہی تھی۔ زنگی میں پہلی دفعہ نعمان کو اسے سننا اچھا لگ رہا تھا۔

"ہم صرف اپنے دل اپنی چاہت کے بارے میں سوچتی ہیں جیسے ستائیس سال پہلے میری پھپھو نے کیا جب انھیں حسن انکل پسند آ گئے تھے"

دھیرے سے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا۔ اور گہری سانس لی۔ نعمان بلکل خاموش تھا۔ وہ آج اسے سننا چاہتا تھا۔

" لیکن میں وہ خود غرضی پھر سے نہیں دہرانا چاہتی مجھے عقل آ گ ئی ہے پیار میں زبردستی اور جنون نہیں بلکہ صبر اور احساس ہونا چاہیے "

مدھم سی آواز میں کہا۔ اور پہلی دفعہ نظر اٹھا کر نعمان کی طرف دیکھا جس میں آج نعمان کو کہیں بھی وہ جنونی محبت نہیں دکھائی دی تھی بلکہ احترام تھا اس کے لیے۔

" مجھے معاف کر دیں پلیز "

ہیر نے لب کاٹ کر التجائی انداز میں کہا۔ نعمان دھیرے سے مسکرا دیا تھا ۔ اور پھر آہستہ سی آواز میں گلا صاف کیا ۔ چند قدم آگے بڑھائے اور بلکل ہیر کے سامنے آ کر کھڑا ہوا ۔

"خوشی ہے تمہیں احساس ہو گیا صیح غلط کا بھول جاؤ سب "

ہلکی سی تھپکی دی تھی ہیر کے کندھے پر ۔ اور پھر دنوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیے ۔ ہیر نے ایسے گہری سانس لی جیسے دل پر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہوا۔

بوجھ ہی تو تھا ۔ کم عمری کی نادانی میں وہ جنون کی حد پر چلی گ ئی تھی اور نعمان کو ایک انسان نہیں بس ایک من چاہا کھلونا سمجھنے لگی تھی ۔ لیکن اب جب شہروزی کی ساری کہانی سامنے آئی تو جیسے آنکھیں کھل گ ئی ہیں کہ انجانے میں کتنی زندگیاں برباد

ہوئی تھیں ان کی ایک نام نہاد جنونی محبت کی وجہ سے ۔ جس کی سزا وہ ساری عمر بھگتتی رہی تھینش ۔ بے اولاد رہیں پھر شوہر بھی چل بسا اتنا بڑا گھر اتنا بڑا بزنس اور جان لیوا تنہائی یہ سزا ہی تو تھی ۔

" چلو سب باہر انتظار کر رہے ہیں "

نعمان نے نارمل سے انداز میں سر کو ہلا اشارہ کیا وہ بھی کھلے دل سے مسکرا دی تھی ۔ اور پھر دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے نیچے بڑے سے لاونج میں آئے تھے جہاں شوروغل اور ادھم مچا ہوا تھا۔ شہوزی یاسمین کے ساتھ بغل گیر بیٹھی مسکرا رہی تھی تو ثمرین حسن کے بچپن کا کوئی قصہ سنا رہی تھی ۔ کرسٹن جو اب اسلام قبول کرنے کے بعد فرحین بن چکی تھیں ثمرین کے بلکل ساتھ بیٹھی مسکرا رہی تھیں ۔

صبا کچن میں تھی جہاں وہ ڈھیر سارے ملازموں سے لنچ تیار کروا رہی تھیں ۔ بچہ پارٹی کیرم بورڈ پر موجود تھے ۔ مرد حضرات سارے جس میں فائیق رضا بھی شامل تھے ایک طرف بیٹھے سیاست پر اور ملکی حالات پر بحث کر رہے تھے ۔ اور سمیرا ان کو چائے سرو کروا رہی تھی ۔

" ہیر کہاں چلی گ ئی تھی گیم چھوڑ کر یار آؤ نہ "

عدیلہ نے خفگی سے ہیر سے کہا۔ ہیر مسکراتی ہوئی بچہ پارٹی کی طرف چل دی تھی ۔

" ہاں ہاں آئی اسد چیٹ بہت کرتا اس کو نکالو پہلے "

ہیر نے جاندار قہقہ لگاتے ہوئے کہا۔ جس پر اسد کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے ۔

" نعمان بیٹا کہاں ہو حسنیٰ کی اپائی نمٹمنٹ ہے لے کر جاؤ اسے کب سے ویٹ کر رہی تمھارا"

شہوزی نے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا ۔ سب لوگ اب اس ہر دل شہزادے کی طرف متوجہ ہوئے تھے ۔ یاسمین نے ہاتھ کے اشارے سے قریب بلایا اور اسکے آنے پر اسے کندھے سے پکڑ کر سر پر پھونک مار کر ماتھا چوما نعمان نے بھی سرشار سا ہو کر دادی کے ماتھے پر بوسہ لیا ۔اور پھر ساتھ بیٹھی شہوزی کے ماتھے پر ۔

" جی اسی لیے آیا ہوں پر ہے کہاں ہے آپکی بہو صاحبہ "

نعمان سیدھا ہوا اور کمر پر ہاتھ دھر کر ارد گرد نظر دوڑائی ۔

" حسنیٰ!!!!!!!!!"

نعمان نے وہیں کھڑے ہو کر ہانک لگائی ۔ اور وہ مسکراتی ہوئی چمکتی آنکھوں کے ساتھ کچن سے برآمد ہوئی ۔

" چلیں ادھر کچن میں تھی تھوڑا دیکھ رہی تھی صبا پھپھو تو بہت اچھی کوکنگ کرتی ہیں بھئی "

بڑی بڑی آنکھوں کو رشک سے پھیلاتی وہ سب کے بیچ آ کر کہہ رہی تھی۔ نعمان نے شرارت سے مسکراہٹ دبا کر دیکھا ۔ سرخ رنگ کے جوڑے میں میڈیم پوری طرح تیار غضب ڈھا رہی تھیں ۔

" دیکھنا بس سیکھنا مت "

نعمان نے مسکراہٹ دبا کر شرارت سے کہا ۔ جس پر باقی سب تو قہقہ لگا گئے تھے جبکہ وہ خفگی سے ناک پھلا کر گھور رہی تھی ۔

"آتا ہے مجھے اس دن بنائی نہیں تھی اٹیلین ڈش "

بڑے انداز میں جتاتے ہوئے نعمان کی طرف دیکھا ۔ جس کا فلک شگاف قہقہ برآمد ہوا تھا اس بات پر ۔ بڑی مشکل سے اپنی بے اختیار ہنسی کو دبا کر اسے چلنے کا اشارہ کیا ۔ جو دادی سے جھک کر پیار لیتی نعمان کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی واصف ولاز کے پورچ کی طرف بڑھ گ ئی تھی ۔

****

www.classicurdumaterial.com

"کیا ہوا ہے ان کے بے بی کو"

حسنیٰ نے پریشان سی شکل بنا کر کاونٹر پر موجود ریسیپشنسٹ سے پوچھا۔ لبوں کو دانتوں میں دبا کر بے دردی سے کچلا۔

وہ لوگ ہاسپٹل پہنچے ہی تھے جب حسنیٰ کی نظر سامنے کھڑے حسن اور مہرین پر پڑی تھی۔ ریسپشن پر موجود لڑکی ان کو پیسوں کا کہہ رہی تھی اور حسن پریشان حال کھڑا پہلے منتیں کرتا رہا پھر سر جھکا کر ابرہیم کو اٹھائے وہ ایک طرف چل دیے تھے۔

حسنیٰ تیز تیز قدم اٹھاتی کاؤنٹر پر پہنچی تھی۔ دل تیز تیز دھڑک رہا تھا تو سانس پھولی ہوئی تھی۔ نعمان بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

" بہت پریشان ہیں بچے کے ٹیسٹ کروا رہے ہیں لیور کا کوئی مس ئی لہ ہے اب ایڈمیٹ کے پیسے نہیں ہیں جو ایڈوانس میں جمع کروانے ہوتے "

ریسپشن پر موجود لڑکی روانی سے بول رہی تھی۔ اور حسنیٰ کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ ننھے سے ابراہیم کا معصوم سا چہرہ آنکھوں کے آگے لہرا گیا تھا۔ نعمان نے دھیرے سے حوصلہ دینے کے انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

حسنیٰ تیز تیز قدم اٹھاتی حسن اور مہرین کی طرف لپکی تھی جو سر جھکائے ہاسپٹل کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے ۔

" حسن بھائی "

حسنیٰ نے زور سے آواز دی تھی ۔ آواز آنسوؤں سے پھٹی سی اور بھاری تھی۔ حسن اور مہرین نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا ۔ حسنیٰ تیز تیز قدم اٹھاتی پاس آئی نعمان بھی لب بھینچے اس کے پیچھے آ چکا تھا ۔

" کیا ہوا ابراہیم کو ؟"

حسنیٰ نے بے چین سی ہو کر مہرین کی گود میں لیے ابراہیم کے سر پر ہاتھ پھیر کر پریشان سے لہجے میں کہا ۔ آنکھیں اتنے سے لمحے میں ہی نم ہو چکی تھیں وہ اب ایسے ہی حساس سی تو ہو گئی تھی وہ خود غرض حسنیٰ تو کب کی مر چکی تھی ۔ اپنوں کی جدائی نے بہت کچھ سیکھا دیا تھا ۔

" حسنیٰ !!!!!"

مہرین تڑپ کر حسنیٰ کے گلے لگی تھی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ۔

2nd last

مہرین حسنیٰ کے گلے لگی رو رہی تھی ۔ ابراہیم کی بیماری نے دونوں میاں بیوی کو بے حال کر رکھا تھا ۔ اولاد کا دکھ ایسے ہی انسان کو اندر سے توڑ پھوڑ دیتا ہے مہرین کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا نہ کوئی غرور نہ کو طنز سب بھلا کر وہ بس حسنیٰ کے گلے لگی روئے جا رہی تھی۔

چند لمحے یوں ہی گزر گئے تھے ۔ پھر مہرین گال رگڑتی شرمندہ سی اس سے الگ ہوئی تھی ۔ حسنیٰ نے محبت سے مہرین کے گال صاف کیے ۔

اچھی اگر اس کی بھابیاں نہیں تھیں تو وہ کس دن ان سے اچھی تھی ۔ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے کچھ قدم نند کو بھی بڑھانے ہوتے ہیں سب قدم بھاوج سے ہی توقع رکھنا غلط ہے ۔ اگر دونوں بھابیاں اس سے خار کھاتی تھیں تو سیدھے منہ اس نے بھی کبھی بات نہیں کی تھی ۔ یہ وہ ساری باتیں تھیں جس کا احساس حسنیٰ کو وقت نے کروا دیا تھا۔ بھابھی کوئی بھی بری نہیں ہوتی بس دل تھوڑا بڑا کرنا پڑتا ہے اسے اپنے گھر کے ساتھ ساتھ دل میں بھی جگہ دینی پڑتی ہے ۔

حسن نعمان کو ابراہیم کی ساری کنڈیشن اور اخرجات کا بتا رہا تھا ۔ وہ بے حد پریشان لگ رہا تھا معمولی سی ملازمت کے ساتھ ابراہیم کی بیماری نے ہلا کر رکھ دیا تھا ۔

"آپ پریشان نہ ہوں آپ ایڈمیٹ کروائیں ابراہیم کو"

حسنیٰ نے آنسو پونچھتے ہوئے حسن سے کہا اور مہرین کی گود سے زبردستی ابراہیم کو لے کر کاونٹر کی طرف بڑھ گ ئی۔

" حسن بھائی مجھے دیں فائل "

نعمان نے حسن کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا ۔ جو حسنیٰ کو بازو کے اشارے سے شرمندہ سا ہو کر رکنے کے لیے کہہ رہا تھا ۔ نعمان نے حسن کی شرمندگی کو بھانپ کر خود جھک کر فائل اس کے ہاتھ سے پکڑلی ۔ نعمان بھی حسنیٰ کے پیچھے فائل پکڑے چل پڑا تھا۔ مہرین اور حسن بھی سر جھکائے شرمندہ سے پیچھے چلے پڑے ۔

نعمان نے ابراہیم کے لیے وی آئی پی روم تمام سروسز کے ساتھ لیا تھا۔ ابراہیم کو کمرے میں ایڈمٹ کر دیا گیا تھا۔ حسن اور مہرین سے تو آنکھیں اوپر نہیں اٹھ رہی تھیں ۔ حسنیٰ تھوڑا سا پاس کیا ہوئی حسن نے جھپٹ کر اسے سینے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا ۔

سہی کہا کسی نے بھائیوں پر آئی چھوٹی سی مصیبت بہنوں سے کہاں برداشت ہوتی ہے۔ یہ تو وہ پیاری سی چڑیاں ہوتی ہیں جو چوں چوں کرتی دن بھر رونق لگاتی ہیں پورے گھر کو سجاتی ہیں بھائیوں کو ہنساتی ہیں ہر نماز میں بھائی کی لمبی عمر کی دعا کرتی ہیں ۔

شادی ہو بھی جائے تب بھی میکے میں بھائی کے ہر دکھ پر دکھی اور اس کی ہر خوشی پر خوش ہوتی ہیں ۔ بہنیں بہت پیاری ہوتی ہیں ۔ پر ہوتی انسان ہی ہیں ۔ چاہتی ہیں جیسے خود بھائی کی ہر غلطی پر تھوڑی سی ناراضگی دکھا کر اسے معاف کر دیتی ہیں تو بھائی سے بھی دل ہی دل میں یہی توقع رکھتی ہیں کہ وہ اپنی اس ماں جائی کی غلطیوں کو معاف کر کے اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھ دے ۔ باپ کے بعد سایہ فگن بن جائے ۔

"آپ نے ڈیوز کی فکر بلکل نہیں کرنی بھائی وہ میرے اکاونٹ سے پے ہوتے رہیں گے "

نعمان نے حسن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا ۔ حسن نے آگے ہو کر نعمان کو گلے سے لگا لیا تھا ۔

حسنی اور مہرین نے بھی مسکراتے ہوئے آنسو پونچھ لیے تھے ۔

****

"ایسے کیسے بھئی نعمان بھائی اچھا سا پوز بنائیں نا "

اسد نے منہ بنا کر کیمرہ نیچے کیا۔ اور خفگی سے سامنے دیکھا۔نعمان اور حسنؔ تصویر بنوانے کے لیے کھڑے تھے اور اسد سامنے کیمرہ لیے۔ لیکن اسے دونوں کا کوئی بھی پوز اچھا نہیں لگا رہا تھا کیونکہ نعمان اس انداز کو اپناتا ہی نہیں تھا جو اسد اسے بتاتا تھا۔

واصف ولاز کا وسیع لان قمقموں سے سجا تھا زرق برق لباس زیب تن کیے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ جو مختلف گروپ کی شکل میں کھڑے خوش گپوں میں مصروف تھے ۔واصف ٹیکسٹائل کا بزنس اتنا وسیع تھا کہ شہروزی نے نہ صرف حمزہ اور اسد کو بزنس میں ایڈجسٹ کیا تھا بلکہ ثمرین ، صبا، اور سمیرا کے خاوند کو بھی مختلف شہروں میں موجود اؤٹ لیٹس کا مینجر بنا دیا تھا۔ آج اسے یوں لگ رہا تھا اتنا کچھ کرنے کے بعد کہ اس نے حسن کے ساتھ کی گئی تمام زیاتیوں کا بوجھ اتار دیا ہے۔ سب لوگ خوش تھے تو وہ سر شار تھی۔ حسن سے جڑے سب رشتوں کی زندگیوں کی کایا ہی پلٹ دی تھی شہروزی نے اور یہ سب حسن سے سچی محبت کا ثبوت تھا

باہر غربا اور مساکین میں کھانا تقسیم ہو رہا تھا جس کے لیے واصف ولاز کے باہر قطار در قطار لوگ کھڑے تھے۔ اور اس سب کی ہدایات یاسمین بیگم کی طرف سے جاری ہوئی تھیں۔ شہروزی ہر کام ان سے پوچھ پوچھ کر کرتی تھی۔

www.classicurdumaterial.com

نعمان واصف ٹیکسٹائی ل کا اونر بن چکا تھا لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے ۔ وہ اپنی سمجھداری اور ذہانت کا لوہا تو پہلے سے ہی ایم ڈی کی سیٹ پر رہ کر منوا چکا تھا ۔ اور اب اس کے اونر بن جانے پر تو سب لوگ عش عش کر اٹھے تھے ۔

حسنیٰ گہرے نیلے رنگ کے سلور کندن کے کام سے لیس بڑے گھیر دار فراک کو پہنے بالوں کو کرل کی صورت میں کندھوں پر بکھرا کر سلیقے سے سر پر دوپٹہ سجائے لان میں آئی تو سب کی نظروں کا مرکز بن گ ئی۔ اور پھر نعمان سب چھوڑ کر مسکراتا ہوا اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ تھامتا ہوا اسے سب کے بیچ میں لے آیا تھا ۔ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر جہاں بہت سے کیمرے اکٹھے ہوئے تھے وہاں اسد بھی اپنا کیمرہ لے کر بھاگا آیا تھا ۔

" مجھے نہیں آتے تمہارے وہ اچھے سے پوز ایسے ہی بنا میں اتنی دیر اپنی بیوی کو کھڑا نہیں رکھ سکتا "

نعمان نے مصنوعی خفگی کے سے انداز میں اسد سے کہا۔ اور مسکرا کر اپنے ساتھ کھڑی حسنی کی طرف دیکھا ۔ ہیر سمیت ساتھ کھڑے سب کزن نے قہقہ لگایا تھا ۔

" اوہ ۔۔۔ ہو۔و۔و۔و سن لو ان کی"

اسد نے سر کا اشارہ کرتے ہوئے کندھے اچکائے ۔ انداز شرارت سے بھر پور تھا جس پر نعمان نے ہلکا سا قہقہ لگایا ۔

" بھابھی ویسے آپ بہت لکی ہیں قسم سے "

عدیلہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصنوعی انداز میں گہری سانس لی ۔ حسنیٰ کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں لبوں پر موجود مسکراہٹ اور گہری ہوئی ۔ محبت بھری نظروں سے اپنے ساتھ کھڑے اس شخص کو دیکھا جو چارکول تھری پیس سوٹ میں غضب ڈھاتا ساری دنیا سے زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔ اور آج جیسے ابراہیم کے لیے اس نے بھاگ دوڑ کی حسنیٰ کے دل میں اس کا مقام اور اونچا ہو چکا تھا ۔ آج پھر اسے دوسری بار محبت ہوئی تھی اور یہ محبت پھر سے نعمان سے ہی ہوئی تھی ۔

" مجھے تو نعمان بھائی زیادہ لکی لگتے ہیں "

اسد نے حسنیٰ کو شرارت سے آنکھ ماری جس پر وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر بے اختیار ہنس دی ۔ جبکہ نعمان نے ایک دم سے منہ کھول کر ناک پھلا کر اسد کی طرف دیکھا ۔

" لائی‌ن مت مار میری مسز پر جان سے ہے مار دیتا ہوں میں "

نعمان نے نچلے لب کو دانتوں میں دبا کر مکے کی شکل میں ہاتھ اسد کی طرف کیا اور شرارت سے کہا۔ سب لوگ اس نوک جھونک سے لطف اندوز ہوتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ حسنیٰ نے اس بات پر چونک کر نعمان کی طرف دیکھا اور پھر لبوں پر گہری مسکراہٹ آگئی تھی۔ وہ نعمان کے اور قریب ہوئی سب لوگ انھیں کیمروں میں قید کرنے میں مصروف تھے۔

" سہی کہہ رہے ہیں جان سے ہی مار دیتے ہیں آپ "

حسنیٰ نے دھیرے سے معنی خیز انداز میں نعمان کے کان کے قریب سر گوشی کی اور نعمان کی ٹائی کو محبت سے درست کیا۔ اور اس بات پر وہ مبہوت سا ہو کر اسے دیکھتا رہ گیا۔ ہاں وہ اس کے لیے سب کر سکتا تھا۔ کیسا جنون سا سوار ہو گیا تھا اس پر اور اس نے رحم تک نہیں کھایا تھا کسی پر بھی۔ کیونکہ ہر پل حسنیٰ ہوٹل کی ساتویں منزل سے چھلانگ لگاتی نظر آرہی تھی۔ اور اگر وہ اس دن وقت پر نہ پہنچ پاتا تو وہ ہمیشہ کے لیے اسے کھو دیتا۔ اور حسنیٰ کو کھو کر جینا نعمان حسن کے لیے اس کا تصور ہی سوہان روح تھا۔

" آئی لو یو جندم میری "

نعمان نے کان کے قریب ہو کر سرگوشی کا جواب سرگوشی میں دیا ۔ حسنیٰ نے سرشار سا ہو کر دیکھا چھوٹی سی ناک چڑھائی ۔

"آئی لو یو ٹو جندو "

حسنیٰ نے محبت سے پھر سرگوشی کی ۔ نعمان نے اس کے دیے ہوئے لقب پر جاندار قہقہ لگایا ۔ اور زیر لب مسکراہٹ دباتے ہوئے دہرایا ۔ یہ تمام مناظر کیمروں میں قید ہو رہے تھے ۔ان پر فلیش لائٹس مسلسل پڑ رہی تھیں جبکہ دونوں ان سے بے نیاز اپنی ہی سرگوشیوں میں مگن تھے ۔

شہروزی دور سے حسنیٰ کو اشارے کر رہی تھیں وہ چند عورتوں کے ساتھ کھڑی تھیں ۔ حسنیٰ مسکراتی ہوئی ان کی طرف بڑھ گ ئی اور نعمان ہاتھ کے اشارے سے کیمروں کو معزرت کرتا باہر کھانے کی تقسیم پر ایک نظر ڈالنے کی غرض سے باہر کی طرف بڑھ گیا ۔

" روکو اسے !!!"

نعمان نے گیٹ کے پاس موجود گارڈ کو اونچی آواز میں کہا اور اشارہ گیٹ کی طرف کیا جہاں سے وہ لڑکا تیزی سے منہ چھپا کر بھاگا تھا۔

" اختر پکڑو ذرا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ "

نعمان نے دوسرے گارڈ کو بھی کہا۔ جو فوراً کھڑا ہو کرارد گرد دیکھنے لگا ۔

" اچھا رکو تمھارے بس کا نہیں ہے یہ خبیث "

نعمان نے ہوا میں ہاتھ مارا اور خود اس کے پیچھے بھاگ پڑا تھا۔ بھاگنے والے نفوس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر اس کی رفتار مزید تیز ہو چکی تھی ۔ لیکن وہ آج تک نعمان سے کب جیتا تھا ۔ نعمان پوری قوت سے بھاگا اور اس کے قریب پہنچ کر پیچھے سے شرٹ کو زور سے پکڑ کر گھما ڈالا ۔

"رک ۔۔۔ رک ۔۔۔ سالے "

منب لڑ کھڑا ہی تو گیا تھا ۔ نعمان نے اپنی بغل میں منب کی گردن کو دبوچ لیا ۔ جو اب پھڑپھڑا رہا تھا ۔ پر نعمان نے مسکراتے ہوئے گردن پر گرفت اور مضبوط کر دی پھر وہ تھم کر ساکن سا ہو گیا لیکن چہرہ ابھی بھی جھکا ہوا تھا جس پر بلا کی شرمندگی موجود تھی ۔

" ہمم باہر سے ہی ملے بنا طعنے دیے بنا واپس جا رہا تھا "

نعمان نے پھولی سانسوں کو بحال کرتے ہوئے کہا ۔ اب گردن کو چھوڑ کر منب کے گرد بازو حائل کر چکا تھا ۔

" ابے چھوڑ یار تیرے کو دیکھنے واسطے نہیں آیا تھا"

منب نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور مصنوعی خفگی دکھائی ۔نعمان نے قہقہ لگایا ۔ اور زور کا مکا اس کے پیٹ میں مارا ۔ منب تھوڑا سا اوپر کو اچھلا ۔ نعمان اب اسے بری طرح مار رہا تھا لبوں پر مسکراہٹ تھی لیکن وہ منب کو پوری قوت سے مار رہا تھا اور وہ آرام سے اس کے گھونسے اور ٹانگیں کھا رہا تھا ۔

" جھوٹ کسی اور کے ساتھ بولنا سمجھا "

نعمان فوراً پرانے لب و لہجے پر آ گیا تھا ۔ اسے مار مار کر سانس چڑھ گیا تھا۔ محبت سے پکڑ کر زبردستی منب کا چہرہ اوپر کیا ۔ اور پھر منب کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مسکرا دیا ۔ کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگایا ۔

" معاف کر دے یار میرے کو میں نے تمہیں اس دن "

منب کی آواز رونے کی وجہ سے اور بھاری ہو گ ئی تھی ۔ جب سے یہ حقیقت آشکار ہوئی تھی کہ نعمان پیدائشی ہی مسلمان تھا ۔ اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا ۔ اسی دن سے لاہور آ گیا تھا پر نعمان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی ۔

" بس ۔۔ بس تم رہا میرے سے ناراض ہمیشہ میں کبھی نہیں رہا تم سے "

نعمان نے زور سے دونوں بازو کی گرفت مضبوط کی اور اس کے وجود کو اوپر کیا ۔ منب نعمان کے اس والہانہ پن پر مسکرا دیا تھا۔دھیرے سے اسے خود سے الگ کیا ۔

" سانس چڑھا دیا "

نعمان نے مصنوعی خفگی سے نارمل سے انداز میں کہا۔ مقصد منب کی شرمندگی ختم کرنا تھا ۔ جو ابھی بھی خجل سے انداز میں ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

" چل اب مام تجھے دیکھ کر بہت خوش ہو جائیں گی "

منب کا بازو پکڑ کر ساتھ جانے کے لیے کہا ۔ منب قدم سے قدم ملا کر چل دیا تھا ۔ گہری سانس لے کر دل کے بوجھ کو ہلکا کیا ۔

" مام نے بھی اسلام قبول کر لیا ما شا اللہ "

نعمان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ منب نے چونک کر حیرت سے دیکھا تو نعمان نے صرف اثبات میں سر ہلایا۔

" یہ کب ہوا ؟"

منب نے گلا صاف کیا ۔ اور مدھم سے لہجے میں کہا ۔ چہرے پر کوئی ناگواری نہیں موجود تھی ۔

" کچھ دن پہلے اچھا سن میں تیرے پاس آنے والا تھا ولسم کے پاس جانا ہے "

اچانک یاد آ جانے پر نعمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔ منب نے سوالیہ انداز میں میں دیکھا ۔

" مام کی ڈایورس پیپر پر سائن لینے اس سے "

نعمان نے پرسوچ انداز میں کہا ۔ منب نے لب بھینچ کر اثبات میں سر ہلایا۔۔

فائق رضا نے فرحین کو اپنانے کی خواہش ظاہر کی تھی جسے فرحین نے بھی قبول کر لیا تھا ۔ دونوں کا ہی دنیا میں کوئی نہیں تھا ۔ ایک دوسے کا سہارا بن کر باقی کی زندگی گزارنا چاہتے تھے ۔ اس کے لیے نان مسلم ہونے کے باوجود فرحین کو پہلے ولسم سے اپنا رشتہ با قاعدہ طور پر ختم کرنا تھا اور پھر فائق سے نکاح ہو سکتا تھا ۔

****

" بھائی !!!!!"

حسنیٰ سر جھکائے شرمندہ سی عمر کے قریب ہوئی تھی ۔ گھر کا داخلی دروازہ کھولنے والا بھی عمر ہی تھا۔ حسن نے حسنیٰ کو گھر آنے پر اسرار کیا تھا ۔ وہ عمر سے ابھی بھی

گھبرائی ہوئی تھی جبکہ حسن اسے بتا چکا تھا کہ وہ تو اکثر اسے یاد کر کے روتے رہتے تھے ۔
حسنیٰ کے عقب میں نعمان تھا ۔ نعمان بھی سر جھکائے ہوئے تھا ۔

" حسنیٰ "

عمر نے مسکراتے ہوئے باہیں پھیلا دی تھیں ۔ لہجہ بھیگا ہوا تھا ۔

حسن اور مہرین نے ابراہیم کے لیے کیئے گئے اتنے بڑے احسان کے بارے میں عمر کو پہلے ہی بتا دیا تھے ۔ جس کو سنتے ہی رہی سہی دل کی ساری کدورتیں بھی ختم ہو چکی تھیں ۔ نفرت کے بادل چھٹ چکے تھے ۔

عمر نے آگے بڑھ کر حسنیٰ کو گلے سے لگایا تو وہ جیسے بکھر سی گ ئی ۔ باپ نما اس بھائی کی محبت سے جدائی بہت کٹھن تھی ۔ وہ بلک بلک کر بچوں کی طرح رو رہی تھی اور ہاتھ جوڑ رہی تھی عمر نے اس کے ہاتھوں کو لبوں سے لگایا اور پھر سر پر بوسہ دیا ۔ کتنی دیر وہ یونہی دروازے میں ہی کھڑے رہے پھر حسن نے آ کر دونوں کو الگ کیا ۔ عمر اب شرمندہ سا آنسو صاف کرتا ہوا نعمان کی طرف بڑھا ۔

" نعمان تھنکیو ہم نے تو آپ سے تب ایسا سلوک کیا پر "

نعمان کے دونوں ہاتھوں کو گرفت میں لے کر عمر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ انداز معدبانہ تھا ۔

" بھائی جان کیا آپ صرف حسنؔ کے بھائی ہیں ؟"

نعمان نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھیں شکوہ لیے ہوئے تھیں ۔

"نہیں تو ۔۔"

عمر نے گھبرا کر نظریں اٹھا کر نعمان کی طرف دیکھا ۔ جو چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا ۔

" تو پھر ایسا بلکل مت سوچیں بلکہ میں نے حسن بھائی اور مہرین بھابھی کا ویزہ اپلائی کروا دیا ہے ہم ابراہیم کو باہر لے کر جا رہے ہیں اور خرچے کی بلکل بھی فکر نہیں کرنی ہے آپ دونوں نے "

نعمان نے نارمل سا لہجہ اپنا کر عمر کی شرمندگی ختم کی ۔ عمر اور حسن نے چونک کر پر تشکر نظروں سے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا جسے ڈیڑھ سال پہلے وہ اسی جگہ سے دھکے مار کر نکال رہے تھے ۔۔

" نعمان تھنکیو ۔۔۔ تھنکیو سو مچھ "

عمر نے اسکے ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا ۔ اور اس سے بغل گیر ہوا ۔

" عمر بھائی شرمندہ مت کریں نا پلیز "

نعمان نے دھیرے سے ان کا مان بڑھاتے ہوئے کہا ۔اور پھر سب ایک ساتھ برآمدے کی طرف بڑھ گئے ۔ چند لمحے میں ہی برآمدے کی خاموشی کی جگہ قہقوں اور باتوں کی گونج نے لے لی تھی ۔ حبا حسنیٰ کے گلے میں باہیں ڈالے بیٹھی تھی تو شزا کچن میں مصروف تھی مہرین ہاسپٹل میں ابراہیم کے پاس تھی ۔

" حسنیٰ کھانا لگ گیا ہے لے کر آؤ نہ نعمان کو "

شزا نے کچن کے دروازے سے تھوڑا آگے آ کر کہا ۔ لہجہ مٹھاس اور محبت بھرا تھا ۔

" جی بھابھی ۔۔۔"

حسنیٰ نے معدب انداز میں کہا۔ اور پھر سب اٹھ کر کھانے کے دسترخوان پر موجود تھے ۔ خوشگوار ماحول میں کھانا ختم کرنے کے بعد حسنیٰ شزا کے ساتھ برتن سمیٹنے میں لگ گ ئی تھی اور نعمان حسن اور عمر کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا ۔

" حسنیٰ مجھے معاف ۔۔۔"

شزا نے نرمی سے حسنیٰ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا ۔ سر جھکا ہوا تھا ۔

بات ابھی مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ حسنیٰ نے بات کاٹ دی تھی ۔

" بس بھابھی کوئی معافی نہیں مانگیں گی آپ امی کے بعد اب میرا میکہ آپ دونوں کے دم سے ہے اللہ آپ دونوں کو یوں ہی خوش رکھے اور میں اپنے بھائیوں سے ملتی رہوں "

حسنیٰ نے خوشدلی سے شزا کو اپنے ساتھ لگا لیا ۔ شزا سسک پڑی تھی ۔

" اب چپ کریں نہ بھابھی اور سنیں مجھے کچھ اچھے اچھے گھریلو ٹوٹکے بتا دیں وؤمٹ بہت ہوتی ہے "

حسنیٰ نے مسکرا کر شزا کے آنسؤ صاف کیے اور بچوں کی طرح منہ بنا کر کہا ۔ شزا روتے روتے مسکرا دی ۔

" ارے نہیں ہونے دو بس اس کا ہونا اچھا ہوتا بے بی ہیلتھی ہو گا "

آنسؤ صاف کرتے ہوئے محبت سے حسنیٰ کو دیکھا ۔

" نعمان تو ایسے پریشان ہو جاتے ان کو بتاؤں گی "

حسنیٰ نے پر سوچ انداز میں کہا ۔ اور پھر سے برتن اٹھانے کے لیے دسترخوان کی طرف بڑھ گ ئی ۔ جبکہ شزا نے گہری سانس لی اور مسکرا کر آنسو صاف کیے ۔

****

"ارے بھئی کوئی ضرورت نہیں ولسم سے قانونی علیحدگی کی نکاح فرحین کے مسلم ہونے پر ہی فسخ ہو گیا ہے "

احمد نے ہوا میں ہاتھ اٹھا کر فائق اور نعمان سے کہا۔ فائق نے گہری سانس لی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا دی ۔

وہ لوگ واصف ولاز کے وسیع مہمان خانے میں بیٹھے تھے ۔ مرد حضرات سب ایک طرف اور باقی سب لان میں ہلا گلا کر رہے تھے آج حسنیٰ کے سب گھر والے بھی مدعو تھے ۔ واصف ولاز مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔

" نہیں میں نے جس مفتی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ اہل کتاب عورت کی باقاعدہ سابقہ شوہر سے علیحدگی ضروری ہے ورنہ دوسرا نکاح جائز نہیں ہو گا"

فائق نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔ احمد نے پھر سے نہیں میں سر ہلا دیا۔ وہ اپنے ہی نقطہ پر اٹکے ہوئے تھے ۔ وہ لوگ کافی دیر سے اس بحث میں پڑے ہوئے تھے۔

" دلیل حدیث سے ہوتی ہے "

www.classicurdumaterial.com

احمد نے ہاتھ کی دونوں انگلیوں کو جوڑ کر کہا ۔ اور ماتھے پر تھوڑے سے شکن آئے ۔
نعمان نے دونوں کی طرف بغور دیکھا ۔ بحث طول پکڑتی جا رہی تھی ۔

" پھوپھا "

نعمان نے مسکرا کر احمد کی طرف دیکھا اور ہاتھ کا اشارہ کیا ۔ فائق اور احمد دونوں اب اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے ۔

" انکل فائق بحث کی ضرورت نہیں اسلام اتنے فرقوں میں بٹ چکا ہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کیا درست ہے بعد میں کوئی فتویٰ نہ لگے اس لیے میں چاہتا ہوں مام کی ولسم سے باقاعدہ علیحدگی بھی ہو "

نعمان نے گہری سانس لی اور بات ہی ختم کر دی دونوں فریقین مسکرا کر رہ گئے ۔ اور باتوں کا رخ دوسری طرف ہوا ۔ نعمان نے منب کو روک لیا تھا وہ اس کے ساتھ کراچی جانا چاہتا تھا تا کہ ولسم سے باقاعدہ خلع کے پیپر سائن کروا سکے ۔

****

" ڈائیورس پیپر پر سائن چاہیے " نعمان نے پیپر ولسم کے سامنے رکھے تھے ۔ مضبوط انگلیوں والے سفید ہاتھ کے نیچے خلع کے پیپرز تھے ۔ جن کو وہ میز پر رکھے کھڑا تھا ۔ ولسم

نے نعمان کے ہاتھ کو دیکھا ۔ اور فورا اپنی سیٹ سے اٹھ کر کھڑا ہوا ۔ انکھیں حیرت سے پھیل گ ئی تھیں ۔ چہرے پر آج کوئی رعب نہیں تھا ۔ سامنے کھڑا شخص آج نہ تو اکیس سال کا جزباتی سا لڑکا تھا اور نہ ہی غربت کا مارا اس کے پیسوں کا محتاج ، لاوارث ۔

" روبن !!!!! "

سرگوشی نما آواز میں کہتا ہوا وہ بے یقین سا کھڑا تھا ۔ سامنے کھڑا مضبوط جسم گھری مونچھوں اور شانداز تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ شخص آج پاکستان کے امیر ترین شخصیات میں سے ایک تھا ۔

جیسے ہی نعمان بنک میں داخل ہوا تو وہاں کا مینجر بھاگتا ہوا آیا ۔ اور مسکراتے ہوئے نعمان سے مصحافہ کیا۔ واصف ٹیکسٹائ ل کی کراچی میں موجود تمام أوٹ لٹیں کے اکاؤنٹ اسی بنک میں تھے ۔ اور نعمان کو اب کون نہیں جانتا تھا ۔ وہ واصف ٹیکسٹائ ل کا اب نیا مالک تھا ۔ اور ملک انور کی طرف سے شہوزی کی اچھی خاصی جائیداد تھی جو سب اس کی تھی ۔ابھی تک تو وہ پاکستان کی خبروں کی سرخیاں بٹور رہا تھا ۔ ولسم نے جب نعمان کو اتنا پروٹوکول ملتے دیکھا تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا تھا ۔لیکن جب نعمان کو اپنی طرف آتا دیکھا تو اس کا سانس سوکھ گیا ۔ سارا رعب دبدبا جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔

" روبن نہیں نعمان "

نعمان نے کوٹ کے دونوں اطراف کو ہلکے سے جھٹکے سے درست کیا اور سامنے رکھی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا۔ ایک ہاتھ کو تھوڑا سا خم دے کر وہ اپنے لبوں اور ناک کے قریب رکھے ناگواری سے سامنے حیران سے کھڑے شخص کو دیکھ رہا تھا جس سے کبھی وہ پیار اور توجہ کا طلبگار ہوا کرتا تھا اس کے اندر موجود نفرت سے بلکل بے خبر۔

"حرامی ہے یہ" "گندا خون ہے کسی کا۔۔۔" ولسم کے کتنے ہی الفاظ دماغ میں گونج اٹھے تھے۔

"نعمان حسن۔۔۔۔"

نعمان نے دانت پیس کر جتانے کے انداز میں اپنے پورے نام پر زور دیا۔ ولسم نے خجل سا ہو کر ارد گرد دیکھا۔ جہاں ہر شخص اشتیاق سے بس نعمان حسن کو دیکھ رہا تھا۔ ولسم نے گھبراہٹ کے سے انداز میں ٹائی کو درست کیا اور بیٹھ کر پیپر ہاتھ میں لیے۔ ایک نظر نعمان کی طرف دیکھا جو اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔ ولسم نے خاموشی سے پیپرز پر دستخط کیے۔

کرسٹن کو اپنے نام کے ساتھ جوڑے رکھنے پر اسے روزی بھی بہت باتیں سناتی تھی۔ وہ ویسے ہی اب چلنے پھرنے میں دشوار تھی۔ ولسم پریشان رہتا تھا۔ کرسٹن کو چھوڑ کر روزی کو اپنانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ثابت ہوا تھا۔ روزی اور کرسٹن میں تو

www.classicurdumaterial.com

زمین آسمان کا فرق تھا۔ کرسٹن تو اتنے میٹھے انداز میں بولتی تھی کہ کانوں میں رس گھل جاتا تھا جبکہ روزی ایک بد زبان عورت تھی جو ہر بات پر آے دن طعنے دیتی رہتی تھی اس کی زندگی اجیرن ہو چکی تھی ۔ جب سے روزی اس کی زندگی میں آئی تھی ایک کے بعد دوسری پریشانی میں گھرا ہی رہتا تھا۔ روزی کو چھوڑنا اب اس لیے ممکن نہیں تھا کہ ایک تو وہ اس کے بچے کی ماں بن چکی تھی دوسرا وہ اپنا سب کچھ اس کے نام کروا چکا تھا۔

" اور ہاں --- کرسٹن بھی اب فرحین ہیں کرسٹن نہیں "

نعمان نے پیپرز میز پر سے اٹھائے ۔ تلخ سی مسکراہٹ چہرے پر سجائی

" اور ان شا اللہ بہت جلد مسز فائ‌ق ہوں گی "

ایک نظر ولسم کی طرف دیکھا۔جس کا منہ کھل چکا تھا۔

نعمان نے لبوں پر مسکراہٹ سجائی اور وقار سے باہر کی طرف قدم بڑھائے جہاں بینک مینجر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

اور بے قدرے لوگ ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں منہ لٹکا کر جیسے آج ولسم کھڑا تھا۔ اور دل میں سوچ رہا تھا کاش اس نے روبن کو نہ چھوڑا ہوتا تو

آج----------------------

ہائے رے حسرت!!!!

****

" نہیں آپ ادھر سے واصف ولاز سے رخصت ہو کر جائی ین گی "

شہروزی نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ اور کندھوں سے تھام کر فرحین کو دیکھا۔ فرحین اپنے مخصوص نرم سے انداز میں مسکرا دی تھیں۔ وہ واصف ولاز کے خوبصورت کمرے میں کھڑی تھیں جو فرحین کو دیا گیا تھا۔ تین حیض تک کی مدت انھیں یہاں گزاری تھی اور اب شہروزی رخصت بھی یہیں سے کرنا چاہتی تھیں۔

کرسٹن کو اس رات ایک چھوٹے سے بچے کو کوڑے کے ڈھیر سے اٹھا کر سینے سے لگانے کا اجر ملا تھا۔ بے شک خدا جسے دائرہ اسلام میں داخل کرنا چاہتا ہے تو سبب بناتا ہے مشکلات دکھاتا ہے۔ اپنوں کے اصل چہرے دکھاتا ہے۔ تنہا کرتا ہے۔

ہاں وہی کوڑے کے ڈھیر سے اٹھایا بدبودار بچہ آج اس خوشبو سے بھرے اور روشن دین سے اسے روشناس کروانے کا سبب بنا تھا۔

وہ دنیا کی خوش قسمت ترین عورت تھیں ۔ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد پرسکون ہو گ ئی تھیں ۔ ولسم نے دھوکا دیا تو ٹوٹ گ ئی تھیں ۔ بھائیوں کے در پر گ ئی یں تو انھوں نے یہ کہہ کر دھتکار دیا کہ وہ ماں سے پہلے ہی بہت کچھ لے چکی ہے ۔ سینے سے کس نے لگا کر رکھا اس کوڑے کے ڈھیر سے اٹھائے بچے نے ۔

دنیا میں کتنے ہی بچے ایسے ہوتے ہیں جو لے پالک ہوتے ہیں لیکن جب انھیں زندگی کے کسی موڑ پر پتا چلتا ہے کہ پالنے والی ماں پیدا کرنے والی نہیں ہے تو وہ باغی ہو جاتے ہیں گھر چھوڑ دیتے ہیں پر نعمان نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بھی کرسٹن کو دور نہیں کیا تھا۔

" فرحین !!! "

شہروزی کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ ۔ سامنے کھڑی سانولے رنگ پر پر کشش نقش رکھنے والی اس عورت کو دیکھا جس کے چہرے پر نور تھا ۔

" اللہ کو پتہ نہیں میری کون سی نیکی پسند آئی ہو گی کہ نعمان اللہ نے آپکی جھولی میں ڈال دیا تھا "

شہروزی نے مشکور سے انداز میں کہا۔ فرحین نے ہاتھ بڑھا کر محبت سے شہروزی کے گال پر موجود آنسو صاف کیے ۔

" نعمان تو خدا کا تحفہ تھا شہروزی "

فرحین نے اپنے کندھوں سے اس کے ہاتھ دھیرے سے ہٹائے اور اپنے ہاتھوں میں محبت سے تھامے ۔

" وہ میرے پاس ہے بے شک لیکن وہ آپ کا بیٹا رہے گا ہمیشہ "

شہروزی نے فرحین کے ہاتھوں پر محبت سے بوسہ دیا ۔

وہ سامنے کھڑی اس عورت کے احسان کا بدلہ کیسے چکا سکتی تھی جس نے اتنے پیارے انداز میں نعمان کی پرورش کی تھی ۔ کہ کوئی بھی رشتہ پاس نہ ہونے کے باوجود وہ ہر رشتے کی قدر کرنا جانتا تھا ۔

" ہمم بس اللہ اسے خوش رکھے ہمیشہ شاد آباد رکھے "

فرحین نے بھرپور انداز میں مسکرا کر کہا ۔اور شہروزی کو ساتھ لگایا ۔

" فائق بہت اچھے انسان ہیں "

شہروزی نے فرحین کے کان میں دھیرے سے کہا ۔ اور مسکراتی ہوئی الگ ہوئی۔

" بے شک !!!"

فرحین مسکرا دی تھیں ۔ فائق ہی تو وہ فرشتہ صفت انسان تھے جن کی بدولت وہ اسلام کی خوبصورتی کو دیکھ پائی تھیں ۔ ایک ایسا انسان جس نے اتنی مشکل زندگی گزاری ہو ۔ ساری جوانی جیل میں بے گناہ ہوتے ہوئے کاٹ دی ہو۔ پر پھر بھی وہ ہر سانس کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرتا ہو ۔

" مام ---"

نعمان نے عقب سے پکارا ۔ وہ دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائے کمرے کے داخلی دروازے میں کھڑا تھا ۔

" جی بیٹا !!!"

فرحین اور شہوزی نے ایک ساتھ کہا ۔ اور پھر تینوں بھرپور طریقے سے مسکرا دیے تھے ۔

نعمان نے آگے بڑھ کر دونوں کو دائیں بائیں بازو میں لے لیا۔

********* ١٤

" عدالت ملک انور کے ستائیس سال پہلے کیے گئے جرم کو مد نظر رکھتے ہوئے اس فیصلے پر پہنچی ہے کہ ملک اطہر فائق رضا اور حسن کی فیملی کو بھاری ہرجانہ دیں گے جس کی تفصیل ان کو دے دی گئی ہے "

www.classicurdumaterial.com

جج نے میز پر رکھے کاغز پر نظریں جھکا کر کہا ۔ کٹھرے میں ملک اطہر سر جھکائے کھڑا تھا ۔آج چار ماہ بعد ملک اطہر کو رہا کر دیا گیا تھا ۔

****

" حسنیٰ بس کرو اب تیسرا گلاس ہے تمھارا "

نعمان نے حسنیٰ کے ہاتھ سے کوک سے بھرا گلاس پکڑتے ہوئے خفگی سے کہا ۔

واصف ولاز کے لان میں سادگی سے فائق اور فرحین کی نکاح کی تقریب رکھی گ ئی تھی ۔ جس میں سارے رشتہ دار اکھٹے ہوئے تھے ۔ فرحین ہلکے سے پیازی رنگ کے جوڑے میں بہت نفیس لگ رہی تھی ۔ آج صرف قریبی رشتہ دار ہی موجود تھے۔ کھانا لگ چکا تھا ۔ عبداللہ اور منب بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے نعمان کے ساتھ ۔نعمان انتظامات دیکھتا ہوا حسنیٰ کو دیکھنے اس طرف آیا تھا۔

حسنیٰ پیچ رنگ کے ہلکے سے کام والے کرتا شلوار میں دلکتی کسی گڑیا سے کم نہیں لگ رہی تھی ۔ گال گلابی ہو رہے تھے ۔ اس کا چہرہ اب کافی صحت مند ہو گیا تھا۔نعمان جو اسے دیکھنے کے لیے آیا تو پھر دیکھتا ہی رہ گیا ۔ وہ دور کھڑا اسے دیکھ رہا تھا پر یہ کیا وہ

خوبصورت سی گڑیا کھا کچھ نہیں رہی تھی بس کولڈ ڈرنک کے گلاس پر گلاس چڑھا رہی تھی ۔ نعمان ناک پھلا کر اس کے پاس آیا اور تیسرا گلاس بھرا ہوا اس کے ہاتھ سے لے لیا ۔

" مجھے اچھی لگ رہی ہے نعمان "

بچوں کی طرح لاڈ سے روہانسی آواز میں کہا ۔ نعمان نے اپنے لب ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کیے اور ناک پھلا کر اسے گھور کر دیکھا ۔

" اچھی لگ رہی ہے تمہیں جندم پر بے بی کے لیے ٹھیک نہیں ہے "

نعمان نے ڈانٹنے کے انداز میں کہا اور پلیٹ کے اندر قورمہ ڈالا ۔ ہاتھ بڑھا کر روٹی کا نوالہ لیا اور محبت سے منہ پھلائے کھڑی حسنیٰ کی طرف بڑھایا ۔

" میں ویسے ایک بات نوٹ کر رہی ہوں چار ماہ سے "

حسنیٰ نے منہ کھول کر نوالہ منہ میں لیا اور خفا سے انداز میں کہا ۔

" کیا بات ؟ "

نعمان اب دوسرا نوالہ بنا رہا تھا ۔ مصروف سے انداز میں اپنے سامنے کھڑی اپنی لاڈلی بیوی کی طرف دیکھا ۔

" آپ کو اب مجھ سے کوئی پیار نہیں ہے آپ کو بس اپنے بچے کی فکر پڑی رہتی ہے "

خفگی کے سے انداز میں منہ پھلا کر کہا ۔ نعمان نے بے ساختہ قہقہ لگایا ۔ اور گلاس میں پانی انڈیلا ۔

" تو سہی تو لگ رہا تمہیں "

مسکراہٹ دبا کر شرارت سے حسنیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" کیا!!!!!"

حسنیٰ کی ہلکی سی چیخ نکلی ۔ اور منہ اور پھول کر کپا ہو گیا ۔ ماتھے پر شکن ڈال کر غصے سے نعمان کو گھورا جو اب باقاعدہ دانت نکال رہا تھا اور حسنیٰ کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا ۔

" اندر کمرے میں چلیں ذرا یہاں تو ابھی آپ کی دو دو مائی یں موجود ہیں "

حسنیٰ نے دانت پیس کر منہ پھلا کر کہا ۔ نعمان کا ایک اور جاندار قہقہ ابھرا ۔ وہ بھی حسنیٰ کے جوڑے کے ہم رنگ کرتا اور سفید شلوار میں نکھرا نکھرا سا چہرہ لیے بال سلیقے سے کنگھی کیے ہوئے دل کو دھڑکا دینے کے حد تک خوبرو لگ رہا تھا۔

" میں نے بھی ایک بات نوٹ کی ہے "

نعمان نے کان کھجا کر شرارت سے کہا ۔ بھنوں کو اچکا کر تھوڑا سا اور قریب ہوا۔ کلون کی مہک حسنیٰ کے اندر سمانے لگی ۔

"کیا؟"

دل تو دھڑکنے لگے تھا پر حسنیٰ نے ہنوز خفا سے انداز میں کہا ۔

"جب سے اپنے میکے جانے لگی ہو پھر سے بدتمیز ہو گ ئی ہو"

نعمان نے سرگوشی کے انداز میں کہا اور پھر سے قہقہ لگایا جبکہ وہ بے ساختہ نعمان کے کندھے پر مکا لگا چکی تھی ۔ جسے اب وہ ہنستے ہوئے سہلا رہا تھا

"بتاؤں آپکو ؟"

حسنیٰ نے خفا سے انداز میں غصے بھرے لہجے میں کہا ۔ چھوٹی سی ناک پھلائے وہ اور حسین لگ رہی تھی ۔

"کمرے میں جا کر بتانا ٹھیک سے یہاں پبلک میں مجھے شرم آتی ہے"

نعمان نے محبت سے دیکھا اور شرارت سے کہا جس پر وہ مسکرا کر اٹھی ۔ اور وہ مسکراہٹ دبا رہا تھا۔

****

"وہ روئے جا رہی ہے تم سے یہ نہیں بنے گا"

نعمان نے تھوڑا ڈانٹنے کے انداز میں کہا ۔ حسنیٰ کچن میں جلدی جلدی پاستہ تیار کرنے میں مصروف تھی جبکہ چار سالہ مہوش نعمان کی انگلی تھامے نخرے کرتی ہوئی روئے جا رہی تھی ۔ اتنے کک ہونے کے باوجود نعمان کی عجیب ہی منتک تھی اپنی لاڈلی بیٹی کے لیے کچھ بھی وہ ملازموں سے نہیں بنواتا تھا ۔ اب بھی یہی ہو رہا تھا ۔

" نعمان بنا تو رہی ہوں مشین تھوڑی نہ ہوں اگر کہا تھا زیب بنا دیتی ہے وہ آپ کو گوارہ نہیں "

حسنیٰ نے دانت پیس کر کہا ۔ جس پر نعمان گھور کر ہی رہ گیا پھر مہوش کو گود میں اٹھا کر اس کی ناک سے ناک ملائی۔ وہ بلکل ماں جیسی شکل کی خوبصورت بچی تھی ۔

" اے بھابھی وٹس اپ "

ہیر مصروف سے انداز میں کچن میں آئی اور حسنیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا ۔

" وہی خدمتیں باپ بیٹی کی اور کیا "

حسنیٰ نے برا سا منہ بنا کر کہا اور گھور کر نعمان کی طرف دیکھا نعمان نے دانت نکال کر محبت سے دیکھا ۔ اور کام کرنے کا اشارہ کیا ۔

" اچھا سنیں میرے کمرے میں آئیں ڈریس بتا دیں کونسا پہنوں شام کے لیے "

ہیر نے لاڈ سے کہا۔ شام کو اس کے رشتے کے لیے کچھ لوگ آ رہے تھے ۔ حسنیٰ کی چوائس بہت اچھی لگتی تھی اسے اسی لیے اس کا مشورہ لینا چاہتی تھی ۔

" امممم ڈھنگ کا پہننا "

نعمان نے سیب کھاتے ہوئے کہا ۔ اشارہ اس کی اونچی سی شرٹ اور پینٹ کی طرف تھا ۔

"آرام سے ذرا باہر سے آ رہا وہ اس کو ان کپڑوں سے بھی کوئی مسئلہ نہیں آپ سے تھوڑی شادی کر رہی میں "

ہیر نے ناک چڑھا کر ہاتھ ہوا میں اٹھا کر کہا ۔

"تو مجھ سے کر لو منع کب کیا"

نعمان نے شرارت سے آنکھ دبائی اور چور نظر حسنیٰ پر ڈالی ۔

"آئیڈیا ویسے اچھا ہے "

ہیر فوراً نعمان کے ساتھ مل گئی وہ دونوں اکثر یونہی حسنیٰ کو تنگ کرتے تھے ۔ کیونکہ نعمان نے حسنیٰ کو اپنے اور ہیر کے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا ۔

" ہیر کو تو چھوڑ دوں گی آپ کو جان سے مار دوں گی میں "

حسنیٰ نے چمچ دانت پیستے ہوئے نعمان کی طرف مارنے کے انداز میں بڑھایا۔

" وہ تو مار چکی ہیں پانچ سال پہلے "

نعمان نے پیار سے چمچ والا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ جس پر وہ مسکراہٹ دبا گ ئی۔

" حسنیٰ یہ رومینس سے جلدی فارغ ہو کر آ جانا پلیز "

ہیر نے سیب اٹھایا اور ہنستی ہوئی باہر کی طرف بڑھی۔ کچن سے قہقوں کی آواز کے ساتھ مہروش کی ضد بھری آواز سنائی دے رہی تھی۔

مما ہری اپ --- مما ہری اپ --- ائی ام ہنگری۔

****

ختم شد